(جلد دوم)

مناقب اہل بیتؑ

مشہور عربی کتاب

اَلْقَطْرَۃُ مِن بِحَارِ مَنَاقِبِ النَّبِی وَالْعِتْرَۃِ

کا ترجمہ

مولف

آیت اللہ سید احمد مستنبط قدس سرہ

مترجم

حجتہ الاسلام مولانا ناظم رضا عترتی

ناشر

ادارہ منہاج الصالحین

جناح ٹاؤن ٹھوکر نیاز بیگ، لاہور فون: 5425372

نام کتاب .... مناقب اہل بیت علیہم السلام (جلد دوم)

مولف .... آیت اللہ سید احمد مستنبط قدس سرہ

مترجم .... حجۃ الاسلام مولانا ناظم رضا عترتی

اہتمام .... مولانا ریاض حسین جعفری (فاضل قم)

ناشر .... ادارہ منہاج الصالحین لاہور

پروف ریڈنگ .... غلام حیدر چودھری

ہدیہ .... =/200 روپے

ملنے کا پتہ

ادارہ منہاج الصالحین

الحمد مارکیٹ، فرسٹ فلور، دوکان نمبر 20

غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ فون: 7225252

فہرست

(باران رحمت)

ہم نے عرض کیا: اے جوان! ہمارا کام دعا کرنا ہے اور خدا کا کام قبول کرنا ہے۔

آپ نے فرمایا: کعبہ سے دور ہو جاؤ، اگر تمہارے درمیان ایک شخص بھی ایسا ہوتا جسے خدا پسند کرتا تو ضرور اس کی دعا کو قبول کر لیتا۔ پھر خود کعبہ کے نزدیک آئے اور زمین پر سجدہ میں گر گئے۔ پس ہم نے سنا کہ سجدہ میں عرض کر رہے تھے۔ اے میرے آقا! اس محبت کے واسطے جو تو میرے ساتھ رکھتا ہے، ان لوگوں پر اپنی رحمت کی بارش نازل فرما۔

ثابت بنانی کہتا ہے: ابھی حضرت کا کلام مکمل نہ ہوا تھا کہ بارش ایسے جاری ہو گئی جیسے مشکیزہ کے منہ سے پانی گرتا ہے۔

میں نے عرض کیا: اے جوان! آپ کو کیسے معلوم ہے کہ خدا تجھے دوست رکھتا ہے؟

آپ نے فرمایا:

لو لم یحبنی لم یستزرنی، فلما استزارنی علمت انه یحبنی فسا لته بحبه لی فاجابنی

"اگر وہ مجھے دوست نہ رکھتا ہوتا تو مجھے اپنی زیارت کے لئے دعوت نہ دیتا، پس اس وجہ سے کہ اس نے مجھے زیارت کے لئے طلب کیا ہے میں جان گیا کہ وہ مجھے دوست رکھتا ہے اور میں نے اس محبت کا واسطہ دے کر جو اسے میرے ساتھ تھی دعا کی۔ پس اس نے قبول کر لی"

پھر وہ ہم سے یہ اشعار پڑھتے ہوئے جدا ہو گئے۔

من عرف الرب فلم تغنه
معرفة الرب فذاک الشقی
ما ضر فی الطاعة ما ناله
فی طاعة الله و ماذا لقی
ما یصنع العبد بغیر التقی
والعزُّ کل العزُّ للمتقی

''پس جو خدا کو پہچانتا ہو اور یہ پہچان اسے بے نیاز نہ کرے تو وہ درحقیقت شقی اور بدبخت ہے''

''اللہ کی اطاعت سے جو نعمتیں میسر آتی ہیں وہ مضر نہیں ہیں اور نہ ہی وہ مشکلات نقصان دہ ہیں جو اس راہ میں نازل ہوتی ہیں۔''

''بندہ تقویٰ کے بغیر کیا کرتا ہے؟ تمام عزت اور آبرو تقویٰ کے سایہ میں ہے اور باتقویٰ اشخاص کے ساتھ ہے''

ثابت کہتا ہے: میں نے مکہ کے لوگوں سے سوال کیا کہ جوان کون ہے؟

انہوں نے کہا: وہ علی بن الحسین بن ابی طالب علیہم السلام ہیں۔

(بحارالانوار:۴۶/۵۰حدیث۱،احتجاج:۲/۴۷حدیث۲)

سید سجادؑ کی کنیز

(۱۶/۳۳۶) شیخ صدوقؒ کتاب امالی میں نقل کرتے ہیں:

امام سجادؑ کی کنیزوں میں سے ایک کنیز حضرت کے ہاتھوں پر پانی ڈالتی تھی، تاکہ آپ وضو کریں۔ اچانک کنیز کے ہاتھوں سے لوٹا گر گیا، جس کی وجہ سے امامؑ کے چہرہ مبارک پر زخم آ گیا۔

حضرت سجادؑ نے اپنا سر اس کی طرف بلند کیا۔ کنیز نے کہا: خدا تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ

ایک شخص نے حضرت زین العابدینؑ سے عرض کیا: کیا آپ کو نماز کے بارے میں کوئی آگاہی ہے؟ مجھے اس شخص کی یہ بات سن کر بڑا دکھ ہوا، اور میں نے چاہا کہ اس پر حملہ کروں۔امام علیہ السلام نے اس سے فرمایا: اے ابو حازم! آرام کرو، صاحبان علم حوصلہ مند اور مہربان ہوتے ہیں۔پھر حضرت نے سوال کرنے والے کی طرف رخ کیا اور فرمایا: ہاں مجھے نماز کے بارے میں آگاہی ہے۔

اس شخص نے ان چیزوں کے متعلق جو نماز میں بجالانی چاہیے اور جن کو ترک کرنا چاہیے اور واجبات و مستحبات کے بارے میں سوال کیا، یہاں تک کہ اس کی گفتگو اس مقام تک پہنچی کہ اس نے حضرت سے پوچھا: نماز کس چیز سے ہوتی ہے؟ حضرت نے فرمایا: اللہ اکبر سے۔اس نے پوچھا: نماز کی واضح دلیل اور حجت کیا ہے؟ حضرت نے فرمایا: قرائت (یعنی سورہ کا پڑھنا) اس نے عرض کیا نماز کا خشوع کیا ہے؟ حضرت نے فرمایا: مقام سجدہ کی طرف دیکھنا۔اس نے کہا: اس کی تحریم کیا ہے؟ یعنی کس چیز کے ساتھ دوسرے کام اس پر ممنوع ہو جاتے ہیں؟ حضرت نے فرمایا: تکبیرۃ الاحرام ہے اس نے عرض کیا: اس کی تحلیل کیا ہے؟یعنی کس چیز کے ساتھ اس سے ممنوعیت ختم ہو جاتی ہے؟ حضرت نے فرمایا: سلام جو نماز کے آخر میں کہا جاتا ہے۔اس نے سوال کیا کہ نماز کا جوہر یعنی وہ چیز جس پر نماز کی حقیقت قائم ہے وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: سبحان اللہ پڑھنا، اس نے عرض کیا کہ اس کی علامت کیا ہے؟ حضرت نے فرمایا: تعقیب، یعنی نماز کے بعد دعا اور ذکر کرنا۔

اس نے عرض کیا: نماز جس چیز کے ساتھ کمال حاصل کرتی ہے وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: محمد وآل محمد علیہم السلام پر درود بھیجنے سے، اس نے پوچھا: نماز کی قبولیت کا سبب کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا:

ولایتنا والبرآۃ من اعدائنا

''ہماری ولایت اور ہمارے دشمنوں سے بیزاری و برأت قبولیت کا سبب ہے''

جب اس کے تمام سوالات مکمل ہو گئے اور امامؑ نے ان کا جواب دے دیا تو اس نے عرض کیا: آپ نے کسی کے لئے کوئی عذر باقی نہیں چھوڑا۔پھر اپنی جگہ سے اٹھا درحالانکہ کہہ رہا تھا۔خدا

(اہل تقویٰ وہ ہیں جو غصے کے وقت اپنے نفس پر تسلط اور قابو رکھتے ہیں)

امامؑ نے اس سے فرمایا: میں نے اپنا غصہ ختم کر لیا ہے۔

کنیز نے آگے پڑھا:

وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ

"لوگوں کی غلطیاں معاف کر دیتے ہیں" (سورہ آل عمران: آیت ۱۳۴)

امامؑ نے فرمایا: خدا تجھے معاف کرے۔ کنیز نے باقی آیت کی تلاوت کی۔

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ

"اور خداوند نیک لوگوں کو دوست رکھتا ہے"

امامؑ نے فرمایا: جہاں چاہتی ہو چلی جاؤ۔ تجھے میں نے راہ خدا میں آزاد کر دیا۔

(امالی صدوق: ۲۶۷ حدیث۱۵ مجلس ۳۶، بحار الانوار: ۴۶/ ۶۷ حدیث ۳۷، علم الوریٰ: ۲۶۰)

امام سجادؑ کے گھر میں آگ

(۳۴۷/ ۷) علامہ مجلسیؒ بحار الانوار میں کہتے ہیں کہ روایت ہوئی ہے:

امام سجادؑ جس گھر میں سجدے میں مشغول تھے وہاں آگ لگ گئی۔ اہل خانہ نے شور مچا دیا آگ آگ لیکن حضرت نے کوئی توجہ نہ کی، اور سجدے سے سر نہ اٹھایا، یہاں تک کہ آگ بجھ گئی۔ جب حضرت سے عرض کیا گیا کہ کس چیز نے آپ کو آگ سے غافل کر دیا تھا؟

حضرت نے فرمایا:

الهتنی عنها لنار الکبری

"مجھے اس آگ سے ایک بڑی آگ (یعنی آخرت کی آگ) نے غافل کر دیا تھا" (مناقب ابن شہر آشوب: ۴/ ۱۵۰، بحار الانوار: ۴۶/ ۸۰)

صاحبان علم حوصلہ مند ہوتے ہیں

(۳۴۸/ ۱۸) ابن شہر آشوب کتاب مناقب میں ابو حازم سے نقل کرتے ہیں:

بہتر جانتا ہے کہ اپنی رسالت کا عہدہ کس کے سپرد کرتا ہے۔(مناقب ابن شہر اشوب:۴/۱۳۰)

امام کو غصہ آیا

(۱۹/۳۴۹) اسی کتاب میں نقل ہے کہ کہا گیا:

حضرت سجادؑ کا ایک غلام تھا جو حضرت کے لئے زراعت کرتا تھا۔ایک دن حضرتؑ اپنی زمین کی طرف آئے تاکہ نزدیک آ کر اس کے کام کو دیکھیں۔آپؑ نے دیکھا کہ بہت سی زراعت خراب ہو چکی ہے۔امامؑ کو غصہ آیا اور غلام کو اس چابک کے ساتھ مارا جو آپ کے ہاتھ میں تھا۔پھر آپ پشیمان ہوئے کہ کیوں اسے مارا ہے۔جب آپ گھر واپس آئے تو کسی کو غلام کے پیچھے بھیجا۔جب غلام امامؑ کے پاس آیا تو دیکھا کہ امامؑ نے اپنا لباس اتارا ہوا ہے،اور وہ چابک اپنے سامنے رکھا ہوا ہے۔اس نے خیال کیا کہ حضرت مجھے سزا دینا چاہتے ہیں۔لہٰذا وہ اور ڈر گیا۔امامؑ نے چابک اٹھایا اور ہاتھ غلام کی طرف کر کے فرمایا:

میں نے فلاں کام کیا ہے،یعنی تجھے چابک مارا ہے اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا۔یہ ایک غلطی تھی اس چابک کو پکڑو اور مجھ سے قصاص لو۔جس طرح میں نے مارا ہے اسی طرح تم مجھے مارو۔غلام نے عرض کی۔اے میرے مولاؑ! میرا گمان تھا کہ مجھے سزا دو گے اور میں سزا کے لائق ہوں۔پس میں کس طرح آپ سے قصاص لوں؟ امامؑ نے فرمایا: افسوس ہے تجھ پر تم قصاص لو۔اس نے عرض کیا: میں اس طرح کی جسارت کرنے سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔آپ اختیار رکھتے ہیں اگر میرا کوئی حق ہے تو میں نے معاف کر دیا۔امامؑ نے چند بار اپنی درخواست کا تکرار کیا اور وہ ہر دفعہ تعظیم کرتا رہا اور معاف کرتا رہا۔جب حضرتؑ نے دیکھا کہ غلام قصاص نہیں لے رہا،تو آپ نے فرمایا: اگر تو قصاص نہیں لیتا تو میں نے وہ زراعت کے کھیت تجھے بخش دیئے۔(مناقب ابن شہر اشوب:۳/۱۵۸،بحار الانوار:۴۶/۹۶)

امامؑ کا ورثہ اور شکرانہ

(۲۰/۳۵۰) شیخ صدوقؒ کتاب خصال میں امام باقرؑ سے روایت کرتے ہیں:

كان علي بن الحسين يصلي في اليوم والليلة الف ركعة كما كان يفعل امير المومنين ۔

''حضرت زین العابدین علی بن حسین علیہا السلام دن رات میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے جیسا کہ امیر المومنین کیا کرتے تھے۔

آپ کے پانچ سو کھجور کے درخت تھے ان میں سے ہر ایک کے نیچے دو رکعت نماز پڑھتے تھے جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو آپ کا رنگ تبدیل ہو جاتا اور آپ کا نماز میں کھڑے ہونا ایسے ہوتا جیسے کوئی ذلیل بندہ کسی بلند مرتبہ بادشاہ کے سامنے کھڑا ہو۔ خدا کے خوف سے بدن کے تمام اعضاء کانپتے تھے، اور ایسے نماز پڑھتے تھے جیسے ان کی آخری نماز ہے اور بعد میں نماز نہ پڑھ سکیں گے لہٰذا الوداعی نماز سمجھ کر پڑھتے تھے''

(بحار الانوار: ۴۶/ ۹۷ سطر آخری، مناقب ابن شہر آشوب: ۴/ ۱۵۰ سطر ۳)

نوافل نقصان کو پورا کرتے ہیں

ایک دن نماز کی حالت میں آپ کے کندھے مبارک سے ردا نیچے گر گئی اور نماز کے آخر تک اسے صحیح نہ کیا۔ جب بعض اصحاب نے آپ سے ردا کی طرف توجہ نہ کرنے کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا: افسوس ہے تجھ پر، کیا تجھے معلوم ہے میں کس کے حضور میں کھڑا تھا؟ کسی بندے سے صرف نماز کا وہ حصہ قبول ہوتا ہے جس میں حضور قلب ہو۔ اس نے عرض کیا: اس طرح ہم تو ہلاک ہو گئے۔ حضرت نے فرمایا:

كلاّ إنّ الله متمم ذلك بالنوافل

''ہرگز ایسا نہیں ہے بلکہ خدا ان کے نقصان کو نوافل کے ساتھ پورا کر دیتا ہے''

امام سجادؑ کا خیرات بانٹنا

حضرت کا طریق کار یہ تھا کہ آپ رات کی تاریکی میں اپنی پشت پر چمڑے کی بوری

اٹھاتے جس میں دینار و درہم تھے، اور کبھی خوراک اور لکڑیاں اٹھاتے اور فقراء کے گھروں تک لے جاتے۔ گھر کا دروازہ کھٹکھٹاتے اور جو کوئی دروازے پر آتا، اسے دے دیتے، جب کہ اپنے چہرے کو چھپائے رکھتے تا کہ کوئی پہچان نہ سکے۔ جب آپ کی وفات ہوئی تو فقراء نے دیکھا کہ وہ نا واقف شخص اب دروازے نہیں کھٹکھٹاتا اور اب وہ ہماری مدد کرنے نہیں آتا تو پھر ان کو معلوم ہوا کہ وہ تو علی بن الحسینؑ تھے۔

ولمّا وضع علی المغتسل نظروا الی ظهره وعلیه مثل رکب الا بل

ممّا کان یحمل علی ظهره الی منازل الفقراء والمساکین

''جب آپ کے بدن مبارک کو غسل دینے کے لئے غسل والے تختے پر رکھا گیا تو آپ کی پشت پر اس چمڑے کی بوری کے ایسے اثرات دیکھے گئے جو اونٹ کے زانو کے نشانات کی طرح ہیں''

امامؑ کی ایک گداگر سے ملاقات

ایک دن آپ گھر سے باہر نکلے، آپ کے کندھوں پر پشم کی ایک رداء تھی جو ریشمی کپڑے سے بنی ہوئی تھی۔ راستے میں چلتے ہوئے ایک گداگر نے آپ کی ردا کو پکڑ لیا، حضرت نے بغیر کچھ کہے اس رداء کو چھوڑ دیا۔ (مناقب ابن شہراشوب: ۱۵۴/۴)

امامؑ کا طریق کار

حضرت کا طریق کار یہ تھا کہ سردیوں کے لئے ایک پشم کا لباس خریدتے اور جب گرمی کا موسم آتا تو اسے بیچ کر رقم فقراء میں تقسیم کر دیتے۔ (بحارالانوار: ۹۵/۴۶ سطر ۳ اور ص ۱۰۵ حدیث ۹۵)

خدا سے مانگنا بہتر ہے

عرفہ کے دن حضرت نے ایک گروہ کو دیکھا، جو لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلا رہا تھا، آپ نے ان سے فرمایا: افسوس ہے آپ پر کہ اس طرح کے دن میں بھی غیر خدا سے مانگتے ہو۔ درحالانکہ آج خدا کی رحمت اس کے بندوں پر اس طرح نازل ہو رہی ہے کہ اگر ان بچوں کے لئے دعا کرو جو

ابھی ماؤں کے بطنوں میں ہیں تو وہ بھی خوش بختی اور سعادت حاصل کر لیں گے۔

ماں کی عظمت

حضرت اپنی والدہ کے ساتھ کھانا نہیں کھاتے تھے۔آپ سے عرض کیا گیا آپ جو سب سے نیکوکار تر ہیں اور آپ کا احسان اپنے رشتہ داروں کے ساتھ زیادہ ہے تو آپ اپنی ماں کے ساتھ کھانا کیوں نہیں کھاتے ؟ آپ نے فرمایا: مجھے پسند نہیں ہے کہ میرا ہاتھ اس لقمے کی طرف جائے جس پر میری ماں کی نظر گئی ہے۔

ایک شخص نے آپ سے عرض کیا: میں خدا کی خاطر آپ کو بہت دوست رکھتا ہوں۔

آپ نے فرمایا:

اللّھمّ إنّي اعوذبک ان احبّ فیک وانت لی مبغض

''اے خدا! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ لوگ مجھے تیری خاطر دوست رکھیں اور تو مجھے دشمن رکھتا ہو''

اونٹ کو دفن کرنا

آپ کے پاس جو اونٹ تھا اس پر بیس مرتبہ حج کو گئے اور ایک دفعہ بھی اسے چابک نہ مارا ،اور جب وہ اس دنیا سے گیا تو حکم دیا کہ اسے مٹی میں دفن کریں تا کہ درندے اسے کھا نہ سکیں۔

(بحارالانوار:۴۶/۱۰۷حدیث۳۶)

امامؑ کی عظمت کنیز کی زبانی

آپ کی ایک کنیز سے آپ کے بارے میں سوال کیا گیا۔اس نے کہا: آپ کے احوال مختصر بیان کروں یا تفصیل کے ساتھ۔کہا گیا مختصر بیان کرو۔اس نے کہا:

ما اتیتہ بطعام نھارًا قط وما فرشت لہ فراشا بلیل قط

''دن میں ہرگز میں مولا کے لئے غذا نہ لاتی تھی اور رات کو ہرگز ان کے لئے بستر نہ بچھاتی تھی''

(بحارالانوار:۴۶/۶۷ حدیث ۳۳، علل الشرائع سے بھی نقل کیا گیا ہے، مناقب ابن شہر اشوب:۴/۱۵۵)

امامؑ کا حُسن اخلاق

ایک دن حضرت ایسے لوگوں کے پاس سے گذرے، جو آپ کی غیبت اور بدگوئی کر رہے تھے۔آپ ان کے پاس کھڑے ہوگئے اور فرمایا: اگر تم سچ کہتے ہو تو خدا مجھے معاف فرمائے اور اگر تم جھوٹ کہتے ہو تو خدا تمہیں معاف کرے۔(بحارالانوار:۴۶/۹۶)

عظمت علوم اہل بیتؑ

اور جب کوئی طالب علم یعنی وہ شخص جو علوم اہل بیتؑ سیکھ رہا ہو، آپ کی خدمت میں پہنچتا تو آپ خوش آمدید فرماتے! اے وہ جس کے متعلق رسولؐ خدا نے سفارش کی ہے، پھر فرمایا:

ان طالب العلم اذا خرج من منزله لم يضع رجله على رطب ولا يابس من الارض الا سبحت له الى الارضين السابعة

"طالب علم جب اپنے گھر سے نکلتا ہے تو کسی تری اور خشکی پر قدم نہیں رکھتا مگر یہ کہ ساتویں زمین تک اس کے لئے تسبیح کہتے ہیں"

امامؑ سوگھر کی سرپرستی فرماتے تھے

حضرت ایک سو گھروں کی سرپرستی کرتے تھے اور پسند کرتے تھے کہ یتیم، نابینے، معذور اور بیچارے فقیر ان کے دستر خوان پر حاضر ہوں، وہ اپنے مبارک ہاتھ سے ان کو کھانا کھلاتے اور ان میں سے جس کے اہل وعیال ہوتے ان کے لئے غذا اور کھانا بھیجتے تھے اور کبھی بھی کوئی کھانا نہ کھاتے مگر یہ کہ پہلے اس جیسا کھانا فقراء کو عطا کرتے۔

امامؑ کی پیشانی سے چمڑے کے ٹکڑے گرنا

ہر سال آپ کی پیشانی سے سجدہ کی جگہ سے سخت سات چمڑے کے ٹکڑے گرتے تھے۔ آپ ان کو سنبھال کر رکھتے۔جب آپ نے وفات پائی تو انہیں آپ کے ساتھ دفن کیا گیا۔

امام سجادؑ کا امام حسینؑ پر گریہ کرنا

وَلَقَدْ بَکٰی عَلٰی اَبِیْهِ الْحُسَیْنِ عِشْرِیْنَ سَنَةً وَمَا وُضِعَ بَیْنَ یَدَیْهِ طَعَامٌ اِلَّا بَکٰی حَتّٰی قَالَ لَهٗ مَوْلٰی لَهٗ یَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَمَا آنَ لِحُزْنِکَ اَنْ یَنْقَضِیَ وَلِبُکَائِکَ اَنْ یَقِلَّ؟

"بیس سال تک آپ نے اپنے والد گرامی حسینؑ پر گریہ کیا۔ کوئی کھانا بھی آپ کے سامنے نہیں رکھا گیا مگر یہ کہ آپ نے اسے دیکھ کر گریہ کیا۔ اس حد تک آپ نے گریہ کیا کہ آپ کے ایک غلام نے عرض کیا۔ یابن رسولؐ اللہ! کیا وہ وقت ابھی نہیں آیا کہ آپ کا غم ختم ہو، اور آپ کا رونا کم ہو جائے؟"

امامؑ نے فرمایا:

ویحک ان یعقوب النبی له اثنی عشر ولدا فغیب الله عنه واحدا منهم فابیضت عیناه من کثرة بکائه علیه، وشاب راسه من الحزن واحدودب ظهره من الغم وکان یعلم ان ابنه حی فی الدنیا وانا نظرت الی ابی واخی وعمی وسبعة عشرمن اهل بیتی مقتولین حولی فکیف ینقضی حزنی

"افسوس ہے تجھ پر یعقوب نبی کے بارہ بیٹے تھے خدا نے ان میں سے ایک کو اس کی نظر سے چھپا لیا۔ اس قدر اس پر روئے کہ آنکھیں نابینا ہوگئیں، اور غم کی وجہ سے سر کے بال سفید ہوگئے، اور غم کی وجہ سے کمر خم ہوگئی، در حالانکہ وہ جانتے تھے کہ ان کا بیٹا زندہ ہے، لیکن میں نے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے باپ، بھائی، چچا اور اپنی اہل بیت میں سے سترہ افراد کو قتل ہوتے ہوئے دیکھا (اور ان کے بدن خون سے آلودہ زمین پر پڑے تھے) پس کس طرح میرا غم ختم ہو"

(مناقب ابن شہر آشوب ص: ۱۶۵)

ساتواں حصّہ

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام
کے افتخارات اور کمالات کے سمندر
سے ایک قطرہ

(۱/۳۵۱) کشی کتاب رجال میں لکھتے ہیں کہ محمد بن مسلم نے تیس ہزار حدیث امام باقرؑ سے پوچھیں، اور آپ نے ان سب کا جواب دیا۔

(رجال کشی: ۱۶۳ حدیث ۲۷۶، الاختصاص: ۱۹۶)

امام باقرؑ کا حُسن سلوک ایک دشمن کی زبانی

(۲/۳۵۲) حضرت کے مکارم اخلاق میں ہے کہ اہل شام سے ایک شخص امام باقرؑ کے ساتھ رفت و آمد رکھتا تھا۔ آپ کے دشمنوں میں سے تھا۔ اس نے اپنی رفت و آمد کی وجہ امامؑ کے اچھے اخلاق اور نیک عادات بیان کی۔ حضرت سے کہا: میں آپ کو ایک فصیح مرد خیال کرتا ہوں۔ یعنی آپ مطالب کو بڑے واضح اور روشن طریقے سے بیان کرتے ہیں اور تمام آداب کا خیال رکھتے ہیں۔ اچھے الفاظ زبان پر جاری کرتے ہیں، انہی خصوصیات کے سبب میں آپ کے ساتھ آتا جاتا ہوں اور آپ کی مجلس میں حاضر ہوتا ہوں۔ (امالی طوسی: ۴۱ حدیث ۷۱ مجلس ۱۴، بحار الانوار: ۴۶/۲۳۳ حدیث ۱)

ایک نصرانی کا مسلمان ہونا

ایک نصرانی شخص نے امامؑ کی شان میں بے ادبی اور مسخرہ کرتے ہوئے کہا: (انت بقر؟) "تو بقر ہے" امام نے فرمایا: نہیں میں باقر ہوں۔ اس نے کہا: تو ایک باورچن کا بیٹا ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ تو ایک مہارت اور حرفہ ہے۔ اس نے کہا تو ایک سیاہ کنیز، گالی دینے والی اور گندی گفتگو کرنے والی کا بیٹا ہے۔ آپ نے فرمایا: اگر تو سچ کہہ رہا ہے تو خدا اسے معاف کرے اور اگر تو نے جھوٹ کہا ہے تو خدا تجھے معاف کرے۔ نصرانی نے جب حضرت سے اس قدر بردباری اور تحمل کا مشاہدہ کیا تو حقیقت اسلام کا اعتراف کرلیا اور مسلمان ہوگیا۔

(مناقب ابن شہر آشوب: ۴/۲۰۷ سطر ۵، بحار الانوار: ۴۶/۲۸۹ حدیث ۱۲)

امام باقرؑ کا علم

(۳/۳۵۳) امام سجاد علیہ السلام حضرت امام باقرؑ کے اوصاف کے بارے میں فرماتے ہیں:

اِنَّهُ الامام وابو الائمه معدن الحلم وموضع العلم يبقره بقراً، واللّٰه لهو اشبه الناس برسول اللّٰهؐ

"وہ امام ہے اور اماموں کا باپ ہے، حلم و بردباری کی کان ہے، علم کی آماجگاہ ہے، اس کے سینے میں علم سمندر کی طرح موجیں مارتا ہے وہ علم کو چیرنے والا اور نشر کرنے والا ہے۔ خدا کی قسم وہ سب لوگوں میں سے رسول خداؐ کے ساتھ زیادہ شباہت رکھتا ہے"

(کفایۃ الاثر: ۳۱، بحار الانوار: ۳۶/ ۳۸۸ حدیث ۳، منتخب الاثر: ۲۲۸ حدیث ۳)

علم کو برداشت کرنے والے

(۴/۳۵۴) امام باقرؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

لَوْ وَجَدْتُ لِعِلْمِى الَّذِى آتانى اللّٰه عَزَّوَجَلَّ حَمَلَةً لَنَشَرْتُ التَّوْحِيْدَ وَالْاِسْلَامَ وَالدِّيْنَ وَالشَّرائِعَ مِنَ الصَّمَدِ، وَكَيْفَ لِىْ وَلَمْ يَجِدْ جَدِّىْ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ حَمَلَةً لِعِلْمِهٖ

"خدا نے جو مجھے علم عطا کیا ہے، اگر اس کو برداشت اور تحمل کرنے والے میرے پاس ہوتے تو میں توحید، اسلام، دین اور شریعت کے آئین کو کلمہ صمد سے پھیلاتا، لیکن میرے لئے یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے درحالانکہ میرے جد امیر المومنینؑ کے لئے ایسے اشخاص میسر نہ تھے۔ اہل بصرہ کے فقیہ قتادہ نے حضرت سے عرض کیا: خدا کی قسم! میں فقہاء اور ابن عباس کے سامنے بیٹھا ہوں، لیکن کسی سے بھی میرا دل اتنا اضطراب اور پریشانی سے دوچار نہیں ہوا، جتنا اس وقت ہوا جب میں آپ کے سامنے بیٹھا ہوں"

امامؑ نے اس سے فرمایا:

اتدری این انت ؟ انت بین یدی

''کیا تمہیں معلوم ہے کہ تو کہاں ہوتا ہے، تو ولایت کے اس بلند ترین گھر میں ہے۔ جس کے بارے میں خدا فرماتا ہے۔

فِی بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْکَرَ فِیْهَا اِسْمُهٗ. (سورہ نور: آیت ۳۶)

''یہ چراغ ان گھروں میں ہے جن کے بارے میں خدا کا حکم ہے کہ ان کی بلندی کا اعتراف کیا جائے اور ان میں اس کے نام کا ذکر کیا جائے۔''

نیز جب جابر بن عبداللہ انصاری حضرت کے سامنے آئے تو ان کے بدن کے اعضاء میں لرزہ پیدا ہوگیا اور خوف سے بال سیدھے کھڑے ہوگئے۔اسی طرح علامہ مجلسیؒ کی روایت کے مطابق عکرمہ نے بھی قتادہ کی طرح مطالب کو ذکر کیا ہے۔

(بحارالانوار:۳۶/ ۲۵۸،حدیث ۵۹،مناقب ابن شہر اشوب:۴/۱۸۲)

معرفت کیا ہے؟

(۵/۳۵۵) بعض شیعہ کتب میں جابر بن یزید جعفی سے ایک طویل حدیث نقل ہوئی ہے یہاں پر ہم حدیث کے اس حصے کو مختصراً ذکر کرتے ہیں جو اس باب کے ساتھ مناسب ہے۔

جابر نے امام باقرؑ سے عرض کیا: تعریف ہے اس خدا کی جس نے مجھ پر احسان کیا اور آپ کی معرفت عطا کی اور آپ کی فضیلت کا میری طرف الہام کیا اور آپ کے احکام پر عمل کرنے کی توفیق عطا کی اور جس نے آپ کے دوستوں سے دوستی اور آپ کے دشمنوں سے دشمنی مجھے نصیب فرمائی۔امامؑ فرماتے ہیں:

یَا جَابِرُ اَتَدْرِیْ مَا الْمَعْرِفَةُ ؟ اَلْمَعْرِفَةُ اَثْبَاتُ التوحید اَوَّلاً ثُمَّ مَعْرِفَةُ الْمَعَانِیْ ثَانِیًا ثُمَّ مَعْرِفَةُ الْاَبْوَابِ ثَالِثًا، ثُمَّ مَعْرِفَةُ الْاَنَامِ رَابِعًا، ثُمَّ مَعْرِفَةُ الْاَرْکَانِ خَامِسًا ثُمَّ مَعْرِفَةُ النُّقَبَاءِ سَادِسًا ثُمَّ مَعْرِفَةُ النُّجَبَاءِ سَابِعًا

"اے جابر! کیا تم جانتے ہو معرفت کیا ہے۔معرفت کے سات مرحلے ہیں۔(۱) اثبات توحید(۲)معانی کی شناخت(۳) ابواب کی شناخت (وہ جو امام کے دروازے ہیں وہ ورودی دروازے کا سم رکھتے ہیں اور ان کے راستے سے امام تک جانا چاہیے(۴) لوگوں کی شناخت(۵) ارکان کی شناخت (وہ جو خلقت میں اہم مقام رکھتے ہیں اور جو خیمہ کیلئے ستون ہیں)(۶) نقباء کی معرفت وہ جو قوم کے سردار اور آقا ہیں (۷) نجباء کی معرفت جو پاک طینت اور اصل ونسب کے لحاظ سے پاکیزہ ہیں"

اور خدا تعالٰی فرماتا ہے:

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا. (سورہ کہف: آیت ۱۰۹)

"کہو اگر میرے رب کے کلمات کو لکھنے کے لئے سمندر سیاہی بن جائیں تو ان کلمات کے مکمل ہونے سے پہلے سمندر ختم ہو جائیں گے اگر چہ اتنے اور سمندر لائے جائیں"

ایک مقام پر خدا فرماتا ہے:

وَلَوْ أَنَّمَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (سورہ لقمان: آیت ۲۷)

"اگر زمین کے تمام درخت قلم بن جائیں، تمام سمندر سیاہی بن جائیں تا کہ خدا کے کلمات کو لکھا جائے تو پھر بھی کلمات خدا ختم نہ ہوں گے، بے شک خدا صاحب قدرت اور حکمت والا ہے"

اس لئے آپ نے فرمایا:

اثبات توحید

اے جابر! اثبات توحید سے مراد اس خدائے ازلی و پوشیدہ کو پہچاننا ہے جسے آنکھیں

نہیں دیکھ سکتیں جبکہ وہ آنکھوں کو دیکھتا ہے۔ وہ اشیاء کا خالق اور ہر چیز سے واقف ہے وہ ازل سے پوشیدہ ہے جیسے کہ خود اس نے اپنی توصیف کی ہے۔

شناخت معانی: تم جان لو کہ ہم تمہارے درمیان توحید کے مظاہر اور معانی ہیں۔ خدا نے ہمیں اپنی ذات کے نور سے پیدا کیا، اور لوگوں کے معاملات ہمارے سپرد کر دیئے، اور ہم اس کی اجازت اور فرمان سے جو چاہیں انجام دیتے ہیں۔ جو ہم چاہتے ہیں وہ بھی وہی ہے جو وہ چاہتا ہے، ہمارا ارادہ وہی خدا کا ارادہ ہے، اور اس نے ہمیں یہ مقام اور مرتبہ عطا کیا ہے اور ہمیں اپنے بندوں کے درمیان سے فضیلت دی ہے، اور اپنی مملکت میں حجت قرار دیا ہے۔

فَمَنْ انکر شَیْئًا وَرَدَّهُ فَقَدْ رَدَّ عَلَى اللّٰهِ جَلَّ اسْمُهُ وَكَفَرَ بِآيَاتِهِ وَأَنْبِيَائِهِ وَرُسُلِهِ

"اگر کوئی ہمارے فضائل یا ہماری بات کا انکار کرے تو درحقیقت اس نے خدا کا اور خدا کی آیات اور اس کے انبیاء اور رسولوں کا انکار کیا ہے"

اے جابر! جس نے بھی خدا کو ان اوصاف کے ساتھ پہچان لیا، اس نے توحید کا اثبات کیا ہے، کیونکہ یہ اوصاف اس کے مطابق اور موافق ہیں جو قرآن میں ذکر ہوا ہے، اور وہ خدا کا یہ فرمان ہے:

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ (سورہ شوریٰ: آیت ۱۱)

"کوئی چیز اس کی طرح نہیں ہے وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے"

وہ فرماتا ہے:

لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ. (سورہ انبیاء: آیت ۲۳)

"وہ جو کرتا ہے اس کے بارے میں اس سے سوال نہ کیا جائے گا، لوگوں سے ان کے افعال کے بارے میں سوال کیا جائے گا"

جابر نے کہا: اے میرے آقا: میرے ساتھی اور وہ لوگ جو میرے ہم فکر ہیں کتنے کم ہیں۔

حضرت نے فرمایا: دور ہے، دور ہے۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ اس وسیع زمین پر تمہارے کتنے دوست

ہیں؟ اس نے عرض کیا: یابن رسول اللہؐ! میرے خیال میں ہر شہر میں ایک سو سے دو سو تک اور ایک علاقے میں ایک ہزار سے دو ہزار نفر تک ہوں گے، اور تمام علاقوں میں ایک لاکھ آدمی ہوں گے۔

امامؑ نے فرمایا:

اے جابر! تیرا جو خیال ہے اس کی مخالفت کرو اور اسے کافی نہ سمجھو۔

جیسے تو نے گمان کیا ہے ایسے نہیں ہے۔ بلکہ وہ لوگ جن کو تو خیال کرتا ہے کہ وہ از لحاظ فکر اور عقیدہ کمال تک نہیں پہنچے بلکہ ناقص ہیں اور مقصر ہیں وہ تیرے اصحاب اور ساتھی نہیں۔

جابر کہتا ہے: میں نے عرض کیا: یابن رسول اللہؐ مقصر کون ہیں؟

حضرت نے فرمایا:

الذين قصروا فى معرفة الائمة وعن معرفة ما فرض الله عليهم من امره وروحه .

”مقصر وہ ہیں جنہوں نے اماموں، امر، اور روح کی معرفت میں جو ان پر واجب کی گئی ہے کوتاہی کی ہے“

میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! روح کی معرفت کیا ہے؟

امامؑ نے فرمایا:

وہ درک کرتا ہو اور جانتا ہو کہ خدا نے روح کو جس کے ساتھ مخصوص کر دیا ہے اپنا امر اس کے سپرد کر دیا ہے وہ اس کے اذن سے خلق کرتا ہے اور زندہ کرتا ہے اور وہ جو نیتوں میں اور فکروں میں سے اسے جانتا ہے، اور جو واقع ہو چکا اور جو قیامت تک انجام پائے گا وہ سب جانتا ہے اور یہ اس لئے ہے کیونکہ روح خدا کا امر ہے۔ پس جس کو بھی خدا اس روح کے ساتھ مخصوص کر دے وہ کامل ہے اور کسی قسم کا نقص اور عیب اس میں نہیں ہے۔ وہ جو چاہتا ہے اذن خدا سے انجام دیتا ہے۔ مغرب سے مشرق تک ایک لحظہ میں طے کر سکتا ہے۔ آسمان کی طرف اوپر جا سکتا ہے اور آسمان سے نیچے آ سکتا ہے اور جو چاہے اور ارادہ کرے انجام دے سکتا ہے۔

میں نے عرض کیا: اے میرے مولا! میں چاہتا ہوں اس روح کو کتاب خدا سے معلوم کروں

اور یہ معلوم کروں کہ یہ ان امور سے ہے جس کو خدا نے اپنے پیغمبر محمدؐ کے ساتھ مخصوص کیا ہے؟

حضرت نے فرمایا: اس آیت کو پڑھو۔

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِىْ مَا الْكِتٰبُ

وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِىْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا

(سورہ شوریٰ: آیت ۵۲)

''اور اسی طرح ہم نے روح کو جو ہمارے امر سے ہے تمہاری طرف وحی کیا۔ اس سے پہلے تم کتاب اور ایمان کو نہ جانتے تھے لیکن ہم نے اسے نور قرار دیا اور اس کے سبب سے ہم اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں ہدایت کرتے ہیں''

اس نے فرمایا ہے:

اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِىْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ

''ان کے دلوں میں ایمان کو ثابت کیا ہے اور ان کی اپنی طرف سے روح کے ذریعے سے تائید کی ہے'' (سورہ مجادلہ آیت ۲۲)

پھر میں نے عرض کیا: اے میرے مولاؑ! آپ پر خدا کی رحمت ہو اس بنا پر تو اکثر شیعہ مُقصر ہیں۔ میں اپنے دوستوں میں سے کسی کو بھی اس صفت کے ساتھ نہیں جانتا ہوں جو آپ نے بیان فرمائی ہے۔ آپ نے فرمایا: اے جابر! اگرچہ تو ان میں سے کسی کو اس طرح نہیں پہچانتا، لیکن میں چند لوگوں کو جانتا ہوں جو میرے پاس آتے ہیں، سلام کرتے ہیں اور مجھ سے ایسے پوشیدہ علوم اور راز پوچھتے ہیں جن سے دوسرے لوگ آگاہ نہیں ہیں۔ میں نے عرض کیا: فلاں اور اس کے دوست ان شاء اللہ اس صفت کے مالک ہیں۔ یعنی آپ کے رازوں سے آشنا ہیں، کیونکہ میں نے ان سے آپ کے راز اور پوشیدہ علوم سنے ہیں اور میرے خیال میں وہ کامل ہیں۔

حضرت نے فرمایا: کل ان کی دعوت کرو اور اپنے ہمراہ لے آؤ۔

جابر کہتا ہے: دوسرے دن میں ان کو حضرتؑ کی خدمت میں لے آیا۔ جب وہ آپ کی خدمت میں پہنچے تو آپ پر سلام کیا۔ آپ کا احترام کیا اور حضرت کی عزت کی۔

امامؑ نے فرمایا: اے جابر! یہ تیرے بھائی ہیں، لیکن ابھی کامل ہونے میں کچھ کمی باقی ہے۔ اس کے بعد ان کی طرف منہ کیا اور فرمایا: کیا تم اعتراف کرتے ہو کہ خدا تبارک وتعالیٰ جو چاہے انجام دے سکتا ہے اور جو چاہے حکم دے سکتا، اور کوئی بھی قدرت نہیں رکھتا کہ اس کے حکم کو توڑے اور اس کی رائے کو رد کرے۔ وہ جو کچھ کرتا ہے اس کے بارے میں اس سے سوال نہیں کیا جائے گا، اور وہ لوگ ہیں جن سے ان کے افعال کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

انہوں نے عرض کیا: ہاں! ایسے ہی ہے جیسے آپ نے فرمایا: خدا جو چاہتا ہے انجام دیتا ہے اور جس کا ارادہ کرتا ہے حکم دیتا ہے۔

میں نے کہا: الحمد للہ، یہ سب لوگ آگاہ ہیں اور ان کی معرفت کامل ہے۔

امامؑ نے فرمایا: اے جابر! جس چیز کا تمہیں علم نہیں ہے اتنی جلدی اس کا فیصلہ مت کرو، جابر کہتا ہے: میں حیران و پریشان ہوگیا۔ آپ نے فرمایا: ان سے پوچھو۔ کیا علی بن الحسینؑ اپنے بیٹے محمدؑ کی صورت میں تبدیل ہو سکتے ہیں۔ جابر کہتا ہے: میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے جواب نہ دیا اور خاموش رہے۔ حضرت نے فرمایا: ان سے پوچھو کیا محمدؑ علی بن الحسینؑ کی شکل میں تبدیل ہو سکتے ہیں۔ جابر کہتا ہے میں نے ان سے سوال کیا، لیکن انہوں نے پھر بھی کوئی جواب نہ دیا اور خاموش رہے۔

اس وقت امامؑ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا: یہ ہے وہ چیز جس کے متعلق میں نے تجھے بتایا تھا کہ وہ ابھی کامل نہیں ہوئے۔

میں نے ان سے کہا: آپ کو کیا ہوا ہے اپنے امام کو جواب کیوں نہیں دیتے؟

پھر بھی چپ رہے اور شک میں پڑے رہے۔

امامؑ نے دوبارہ جابر سے فرمایا: یہ وہی ہے جو میں نے کہا ہے کہ ان کو ابھی اور مراحل سے گذرنے کی ضرورت ہے تاکہ یہ کامل ہوں۔

اس وقت امامؑ نے فرمایا: آپ کو کیا ہوا ہے بات کیوں نہیں کرتے ہیں؟ انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور عرض کرنے لگے: یا ابن رسول اللہؐ ہم نہیں جانتے آپ ہمیں

سکھایئے۔

حضرت زین العابدین علی بن الحسین علیہما السلام نے اپنے بیٹے امام باقرؑ کی طرف دیکھا اور ان لوگوں سے فرمایا: یہ کون ہے؟ انہوں نے عرض کیا: آپ کا بیٹا۔ حضرت نے فرمایا: میں کون ہوں۔ انہوں نے عرض کیا: آپ علیؑ بن الحسینؑ ان کے باپ ہیں۔ جابر کہتا ہے ان سوالات اور جوابات کے بعد امامؑ نے چند کلمات کہے جن کو ہم نہ سمجھ سکے۔ اچانک ہم نے دیکھا کہ محمدؑ باقرا پنے باپ علیؑ بن الحسینؑ کی صورت میں اور امام علیؑ بن الحسینؑ اپنے بیٹے محمد باقرؑ کی شکل میں تبدیل ہو چکے ہیں۔ ان لوگوں نے جب یہ دیکھا تو تعجب سے کہنے لگے "لا الہ الا اللہ"

امامؑ نے فرمایا:

لا تعجبوا من قدرة الله انا محمّدٌ و محمّد انا وقال محمّدٌ يا قوم لا تعجبوا من امر الله انا علىّ وعلىّ انا وكلّنا واحد من نورواحد وروحنا من امر الله اولنا محمّدواو سطنا محمد واخرنا محمد وكلنا محمد

"خدا کی قدرت سے تعجب نہ کرو، میں محمد ہوں اور محمد سے ہیں محمدؑ بن علیؑ نے فرمایا: اے قوم! خدا کے کام سے تعجب نہ کرو میں علیؑ ہوں اور علی میں ہوں ہم سب ایک ہیں اور ایک نور سے پیدا ہوئے ہیں، اور ہماری روح امر خدا سے ہے ہمارا اول محمد ہے اوسط محمد ہے، اور آخر محمد ہے اور ہم سب محمد ہیں"

جابر کہتا ہے: جب انہوں نے امامؑ کی زبان مبارک سے یہ کلمات سنے تو سب سجدے میں گر گئے اور کہنے لگے، ہم آپ کی ولایت اور آپ کے پوشیدہ فضائل پر ایمان لائے اور آپ کی خصوصیات کا اقرار کرتے ہیں۔

امام سجاد نے فرمایا:

يا قوم ارفعوا رؤوسكم فانتم الان العارفون الفائزون المستبصرون. وانتم الكاملون البالغون، الله الله لا تطلعوا احدًا من المقصّرين

المستضعفین علی مارایتم منی ومن محمّد فیشنعوا علیکم ویکذّبوکم

"اے قوم! سجدے سے سر اٹھاؤ۔ اب تم صاحب معرفت، کامیاب اور آگاہ و بابصیرت ہوئے ہو، اور اب تم کامل ہوئے ہو، اور حد کمال کو پہنچے ہو۔ تمہیں خدا کی قسم جو کچھ تم نے مجھ سے اور میرے بیٹے محمدؑ سے دیکھا ہے اپنے جاننے والوں میں سے جو اس معرفت تک نہیں پہنچے بلکہ کوتاہی کی ہے کسی کو اس بارے میں اطلاع نہ دینا، کیونکہ وہ تمہیں برا بھلا اور جھوٹا کہیں گے"

انہوں نے عرض کیا: ہم نے آپ کی بات سنی اور اس کی اطاعت کرتے ہیں۔

حضرت نے فرمایا: تم حد رشد و کمال تک پہنچ گئے ہو، اب واپس چلے آؤ جبکہ وہ واپس پلٹ گئے ہیں۔ جابر کہتا ہے: میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! جو کوئی اس امر کو جس طرح آپ نے بیان فرمایا ہے نہ جانتا ہو، لیکن آپ کو دوست رکھتا ہو اور آپ کے دشمنوں سے بیزار ہو، اور آپ کی برتری کا قائل ہو، اس کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں؟

حضرت نے فرمایا: وہ نیکی اور خیر و خوبی کے راستے پر ہے یہاں تک کہ وہ معرفت کے اس مرتبہ تک پہنچ جائے۔ (بحارالانوار: ۲۶/۱۳ حدیث ۲)

مؤلف فرماتے ہیں۔ اس حدیث کی ابتداء اور ذیل بڑا طولانی ہے جسے ہم نے اس بحث کے ساتھ مربوط نہ ہونے کی وجہ سے ترک کر دیا ہے۔ اس مکمل حدیث کو شیخ حسین بن عبدالوہاب نے کتاب عیون المعجزات میں مختصر سے فرق کے ساتھ امام باقرؑ کے معجزات کے باب میں نقل کرتے ہے۔ (عیون المعجزات: ۷۸)

دین محبت اور دوستی کے سوا کچھ نہیں

(۶/۳۵۶) عیاشیؒ اپنی تفسیر میں یزید بن معاویہ عجلی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے۔ میں امام باقرؑ کے پاس تھا کہ اس وقت خراسان سے پیدل سفر کرتا ہوا ایک شخص حضرت کی

ملاقات کے لئے آیا، اس نے اپنے دونوں پاؤں آگے کیے تا کہ سفر میں جو زخم وغیرہ ان پر آئے ہیں دکھلائے اور عرض کرنے لگا۔ خدا کی قسم! آپ اہل بیت کی محبت کے سوا مجھے کسی چیز نے اس کام پر مجبور نہیں کیا اور آپ کی دوستی کی وجہ سے میں اتنا لمبا سفر پیدل چل کر آیا ہوں۔

امامؑ نے فرمایا:

واللّٰہ لو احبنا حجر حشرہ اللّٰہ معنا، وھل الدین الاّ الحبّ؟

''خدا کی قسم! اگر پتھر بھی ہماری محبت رکھتا ہوگا تو خدا تعالیٰ اسے ہمارے ساتھ محشور فرمائے گا، کیا دین سوائے محبت کے اور کوئی چیز ہے؟''

بے شک خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

(سورۂ آل عمران: آیت ۳۱)

''اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، تا کہ خدا تمہیں دوست رکھے''

اور خدا نے فرمایا ہے:

یُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَیْهِمْ. (سورۂ حشر: آیت ۹)

''وہ مہاجرین کو جو ان کی طرف آئے ہیں دوست رکھتے ہیں''

اور آپ نے دو مرتبہ تکرار کیا) کیا دین سوائے محبت اور دوستی کے کچھ اور ہے؟

ناصبی کی شفاعت نہیں ہوگی

(۳۵۷/۷) محمد بن یعقوب کلینیؒ کتاب کافی میں عبدالحمید واسطی سے نقل کرتے ہیں۔ وہ کہتا ہے میں نے امام باقرؑ سے عرض کیا، میرا ایک ہمسایہ ہے جو ہر طرح کے حرام کام کو انجام دیتا ہے، نماز جو اہم ترین فرض ہے بجا نہیں لاتا اور باقی واجبات کو تو وہ اہمیت ہی نہیں دیتا۔

امامؑ نے فرمایا: سبحان اللہ! تیری نظر میں یہ بہت بڑی بات ہے؟

أَلاَ أُخْبِرُكَ لِمَنْ هُوَ شَرٌّ مِنْهُ؟

"کیا تمہیں اس سے بھی بدتر کے بارے میں نہ بتاؤں؟"

میں نے عرض کیا: ہاں فرمائیں! آپ نے فرمایا!

الناصب لنا شر منه. اما انه ليس من عبد يذكر عنده اهل البيت فيرق لذكرنا الا مسحت الملائكة ظهره. وغفر الله له ذنوبه كلها الا ان يجي بذنب يخرجه من الايمان وان الشفاعة لمقبولة وما تقبل في ناصب وان المومن ليشفع لجاره وما له حسنة

"ناصبی شخص اس سے بھی بدتر ہے (ناصبی اسے کہتے ہیں جو علی الاعلان اہل بیت علیہم السلام کا دشمن ہو) جان لو! کوئی ایسا بندہ نہیں ہے جس کے پاس ہم اہل بیت کا تذکرہ کیا جائے اور اس کا دل اس تذکرہ سے نرم ہو جائے مگر یہ کہ فرشتے اس کی پشت پر اپنے پر پھیرتے ہیں (یعنی اس کے لئے دعا کرتے ہیں) اور خدا تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو معاف کر دے گا۔ مگر وہ گناہ جو اسے ایمان کے دائرہ سے خارج کر دیں۔ بے شک خدا کے اولیاء کی شفاعت گناہوں کے متعلق قبول کی جائے گی، اور ناصبی کے متعلق کسی کی شفاعت قبول نہ ہوگی"

مومن اپنے ہمسایہ کی شفاعت کر سکتا ہے

ایک مومن اپنے اس ہمسایہ کے بارے میں شفاعت کرے گا جس کے پاس کوئی نیک عمل نہ ہوگا اور وہ کہے گا۔ اے خدا! یہ میرا وہ ہمسایہ ہے جو مجھ سے اذیت اور تکلیف کو دور رکھتا تھا۔ بس اس کی شفاعت ہمسائے کے بارے میں قبول ہو جائے گی، اور خدا تبارک وتعالیٰ فرمائے گا، میں تیرا خدا ہوں، میں اس کو جزا دینے میں زیادہ حق رکھتا ہوں۔ پس اس کو بغیر کسی ثواب یا نیک عمل کے ہو جنت میں داخل کر دیں گے۔

بے شک ایک مؤمن کم سے کم تیس آدمیوں کی شفاعت کرے گا، اور اس وقت اہل دوزخ کہیں گے:

فَمَا لَنَا مِن شَافِعِينَ ۝ وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ ۝ فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ. (سورۂ شعراء: آیت ۱۰۰-۱۰۲)

"ہمارے لئے کوئی شفاعت کرنے والا نہیں ہے، اور کوئی خالص دوست نہیں ہے۔ اگر ہم دوبارہ دنیا میں لوٹتے تو ہم مؤمن ہوتے"

(الکافی: ۸/۱۰۱ حدیث ۷۲، بحار الانوار: ۸/۵۶ حدیث ۷۰، تفسیر برہان: ۳/۱۸۵ حدیث ۲)

ایک روایت میں ہے کہ اس آیت کی تلاوت کے بعد امام باقرؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! دوست کا مقام اور مرتبہ بہت بڑا ہے، کیونکہ خدا تعالیٰ نے اسے رشتہ داروں سے مقدم کیا ہے۔

(اس روایت کا ذکر کتاب تفسیر برہان میں کیا گیا ہے)

ایک بوڑھے شخص کا امام باقرؑ کی مجلس میں حاضر ہونا

(۸/۳۵۸) کلینی کتاب کافی میں حکم بن عتبہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے میں امام باقرؑ کی خدمت میں تھا اور آپ کا گھر لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ اچانک ایک بوڑھا آدمی جو اپنے عصا کے سہارے چل رہا تھا، وہاں آیا اور کمرے کے دروازے کے پاس کھڑا ہو گیا۔ امام باقرؑ کی طرف منہ کر کے کہنے لگا۔

السلام علیک یا ابن رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

"اے رسولؐ خدا کے بیٹے! آپ پر سلام اور خدا کی رحمتیں اور برکتیں ہوں"

پھر چپ ہو گیا اور جواب کا انتظار کرنے لگا۔ امامؑ نے بھی اسی طرح جواب دیا اس کے بعد بوڑھے آدمی نے اپنا منہ اہل مجلس کی طرف کیا اور ان کو سلام کیا اور چپ ہو گیا، یہاں تک کہ سب نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ پھر امام باقرؑ کی طرف منہ کر کے عرض کی: یا ابن رسول اللہؐ مجھے اپنے پاس جگہ عنایت فرمائیں، خدا مجھے آپ پر قربان کرے۔ خدا کی قسم میں آپ کو دوست

رکھتا ہوں اور جو بھی آپ کو دوست رکھتا ہو اسے بھی دوست رکھتا ہوں۔ بے شک میری یہ دوستی اور محبت دنیا کے طمع و لالچ میں نہیں ہے۔ بے شک میں آپ کے دشمنوں سے دشمنی رکھتا ہوں، اور ان سے اظہار بیزاری اور نفرت کرتا ہوں، بے شک یہ دشمنی اور نفرت اس انتقام اور نفرت کی وجہ سے نہیں ہے جو اس کے اور میرے درمیان ہے خدا کی قسم آپ کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھتا ہوں۔ اور آپ کے امر اور آپ کی حکومت کریمہ کا منتظر ہوں۔ کیا میں امید رکھوں اور آپ کو میرے متعلق کوئی امید ہے؟ خدا مجھے آپ پر قربان فرمائے۔ امام باقرؑ نے فرمایا:

میری طرف آؤ۔ میری طرف آؤ، اور اسے اپنے پاس بٹھا لیا۔ پھر فرمایا: اے بوڑھے شخص! ایک آدمی میرے والد علیؑ بن الحسینؑ کی خدمت میں آیا اور آپ سے اس نے یہی سوال پوچھا۔ میرے والد نے اس سے فرمایا:

ان تمت ترد علی رسول اللہ وعلی علی والحسن والحسین وعلی علی بن الحسین ویثلج قلبک ویبرد فوادک وتقر عینک وتستقبل بالروح والریحان مع الکرام الکاتبین

"اگر تو اسی حالت میں دنیا سے گیا تو رسولؐ خدا، امیر المومنینؑ امام مجتبیٰؑ، امام حسینؑ اور علیؑ بن الحسینؑ کے پاس وارد ہوگا۔ اور تیرا دل ٹھنڈا ہوگا۔ تیرا دل خوش اور تیری آنکھیں روشن ہوں گی۔ جب تیری جان تیرے حلق تک پہنچے گی تو فرشتے اپنے بازو کھول کر گل دستے لے کر تیرے استقبال کو آئیں گے"

اور اگر تو زندہ رہا تو وہ کچھ دیکھے گا جو تیری آنکھوں کی روشنی کا باعث ہوئے۔ بہشت میں ہمارے ساتھ بلند ترین مقامات میں ہوگا۔

وہ بوڑھا شخص امامؑ کی باتیں سن کر اس قدر خوش تھا کہ کہنے لگا۔ اے ابو جعفرؑ! آپ نے کیا فرمایا ہے؟ امامؑ نے گذشتہ مطالب کو دوبارہ بیان فرمایا۔ بوڑھے شخص نے حیرانی کی حالت میں کہا اللہ اکبر، اے ابو جعفرؑ! اگر میں مر گیا تو رسولؐ خدا، امیر المومنینؑ، امام حسنؑ، امام حسینؑ اور علی بن الحسینؑ کے پاس جاؤں گا اور ان مطلب کو دہرایا جو امام نے فرمائے تھے۔ پھر اس بوڑھے

شخص نے گریہ اور رونے کی آواز بلند کی، اور گریہ کی وجہ سے اس کی سانس بند ہوگئی، اور وہ گریہ کرتے کرتے زمین پر گر گیا، وہاں پر بیٹھے لوگ بھی اس بوڑھے شخص کی حالت کو دیکھ کر گریہ و نالہ کرنے لگے۔

حضرت امام باقرؑ نے اپنی مبارک انگلیوں سے اس بوڑھے شخص کی آنکھوں سے آنسو صاف کیے، اس بوڑھے شخص نے سر اوپر اٹھایا اور امام باقرؑ سے عرض کیا: یابن رسول اللہؐ۔ اپنا مبارک ہاتھ مجھے دیں تاکہ میں اس کا بوسہ لوں۔ خدا مجھے آپ پر فدا کرے۔ اس وقت اس نے امام کا ہاتھ پکڑ کر چوما اور اپنی آنکھوں اور چہرے پر رکھا، پھر اس نے اپنا قمیض اوپر اٹھایا اپنا سینہ اور پیٹ ننگا کر کے امام کا ہاتھ وہاں رکھا۔ اس کے بعد اپنی جگہ سے اٹھا اور سلام و خدا حافظ کہا امام باقر علیہ السلام اس کے پیچھے سے اسے دیکھ رہے تھے، اور وہ جا رہا تھا۔ پھر آپ نے اہل مجلس کی طرف منہ کیا اور فرمایا:

مَنْ أَحَبَّ اَنْ يَنْظُرَ اِلٰى رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى هٰذَا

"جو بھی چاہتا ہے کہ جنتی شخص کو دیکھے تو اسے دیکھ لے"

حکیم بن عتبہ کہتا ہے۔ ہم نے اس مجلس کی طرح ماتم کرتے اور روتے ہوئے کسی مجلس کو نہیں دیکھا۔ (الکافی: ۸/۷۶ حدیث ۳۰، الوافی: ۵/۷۹۹ حدیث ۳، بحار الانوار: ۳۶/۳۶۱ حدیث ۳)

(۹/۳۵۹) علی بن ابراہیم قمیؒ آیہ مبارکہ:

تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔ (سورہ الرحمٰن: آیت ۷۸)

کی تفسیر میں امام باقرؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

نَحْنُ جَلَالُ اللّٰهِ و کرامته التی اکرم الله العباد بطاعتنا

(تفسیر قمی: ۲/۳۴۶، بحار الانوار: ۲۴/۱۹۶ حدیث ۲۰، تفسیر برہان: ۴/۲۷۲ حدیث ۱)

"ہم اللہ کی جلالت اور کرامت کے مظہر ہیں کہ بندے ہماری اطاعت اور فرمانبرداری کے سبب خدا کی کرامت اور بزرگواری تک پہنچتے ہیں"

مؤلفؒ فرماتے ہیں کہ اس روایت کی تائید امام باقرؑ کی ایک دوسری روایت بھی کرتی

ہے۔امام فرماتے ہیں: جوکوئی امامؑ کے سامنے تکبیر کہے یعنی اللہ اکبر کہے اور کہے:

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ

''خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، وہ یکتا اور لاشریک ہے''

خدا تعالیٰ اس کے لئے رضوان اکبر واجب کر دیتا ہے (رضوان اکبر سے مراد جنت رضوان یا خدا کی خوشنودی ہے) اور جو اس طرح کی توفیق حاصل کرے تو خدا اپنے اوپر لازم کر لیتا ہے کہ اسے اور اپنے خلیل ابراہیمؑ، اپنے حبیب محمدؐ اور اپنے باقی رسولوں کو دارالجلال میں جمع کرے۔

راوی سعد بن طریف کہتا ہے: میں نے حضرت سے سوال کیا: دارالجلال کیا ہے؟ امامؑ نے فرمایا: دار سے مراد ہم ہیں اور اسی مطلب کی طرف خدا کا یہ فرمان اشارہ کرتا ہے۔

تِلْکَ الدَّارُ الْاٰخِرَۃُ نَجْعَلُھَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۔

''یہ آخرت کا گھر ہم نے ان لوگوں کے لئے بنایا ہے جو زمین میں برتری جوئی اور فساد کا ارادہ نہیں رکھتے، اور نیک عاقبت پرہیزگاروں کے لئے ہے''

(سورہ قصص آیہ ۸۳)

حضرت نے فرمایا: عاقبت سے مراد اس آیت میں ہم ہیں اور ہماری مودت و دوستی مخصوص ہے اہل تقویٰ کے ساتھ۔ خدا تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

تَبَارَکَ اسْمُ رَبِّکَ ذِی الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

''مبارک ہے تیرے پروردگار کا نام جو صاحب عزت اور اکرام ہے''

حضرت نے فرمایا: ہم خدا کی کرامت اور بزرگواری کے مظہر ہیں۔ بندے ہماری فرمانبرداری کے ذریعے خدا کی کرامت اور عزت وجلالت کے حق دار بنتے ہیں۔

(بصائر الدرجات: ۳۶۳ حدیث ۱۲، بحارالانوار: ۲۴/ ۳۰۹ حدیث ۱۱۶، تفسیر برہان: ۴/ ۲۹۸ حدیث ۲)

اہل بیتؑ ہی مظہر جلال کبریائی ہیں

نیز مؤلف فرماتے ہیں۔ یہ جو ہم نے ذکر کیا ہے اس سے رمضان المبارک کی سحری کے

وقت کی دعا کی تفسیر ظاہر ہوگئی ہے وہ یہ کہ اہل بیت علیہم السلام ہی مظہر جلال کبریائی، مظہر جمال خدا اور پروردگار کے دوسرے اچھے اوصاف ہیں۔

علوم آل محمدؐ سے دلوں میں طوفان آتے ہیں

(۱۰/۳۶۰) شیخ مفیدؒ کتاب اختصاص میں جابر بن یزیدؒ جعفی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے۔

حضرت امام باقرؑ نے مجھے ستر ہزار حدیث اور، ایک دوسرے نسخے کے مطابق نوے ہزار حدیث ارشاد فرمائیں کہ ان میں سے ایک کو بھی کسی سے میں نے نہیں کہا۔

جابر کہتا ہے: میں نے امام باقرؑ سے عرض کیا کہ: آپ پر قربان جاؤں۔ بہت بڑا وزن اپنے علوم اور اسرار سے میرے کندھوں پر ڈالا ہے جن کو میں کسی کے سامنے بیان بھی نہیں کر سکتا۔ اور کبھی کبھی میرے سینے میں وہ علوم اور اسرار ایک طوفان برپا کر دیتے ہیں اور میرے اوپر دیوانوں والی حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ حضرت نے فرمایا:

یا جابر اذا کان ذلک فاخرج الی الجبان فاحفر حفیرۃ ودل راسک فیھا ثم قل : حدثنی محمد بن علی بکذا بکذا

''اے جابر! جب تیری ایسی حالت ہو تو صحراء کی طرف چلے جایا کر اور وہاں ایک گڑھا کھودا کر اور اس میں اپنا سر نیچے کر کے کہا کر: محمد بن علیؑ نے مجھے ایسے ایسے فرمایا ہے'' (الاختصاص: ۶۱، بحار الانوار: ۴۶/۳۴۰ حدیث ۳۰)

احادیث آل محمدؐ کا انکار شرک ہے

مؤلفؒ کہتے ہیں! جابرؒ جعفی باوجود اس کے کہ اتنا بلند مقام رکھتا ہے امامؑ نے اس سے فرمایا:

فَاِذَا وَرَدَ عَلَيْكَ يَا جَابِرُ شَيْئٌ مِنْ اَمْرِنَا فَلَانَ لَهُ قَلْبُكَ فَاحْمِدِ اللّٰهَ وَاِنْ اَنْكَرْتَهُ فَرُدَّهُ اِلَيْنَا اَهْلَ الْبَيْتِ وَلَا تَقُلْ كَيْفَ جَاءَ هٰذَا؟ وَكَيْفَ كَانَ؟ اَوْ كَيْفَ هُوَ؟ فَاِنَّ هٰذَا وَاللّٰهِ هُوَ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَلَيْسَ

ذٰلِکَ اِلَّا لِعِظَمِ اِسْرَارِهِمْ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ

"جب بھی اے جابر تو ہمارے امر میں سے کوئی چیز سنے اور تیرا دل اسے قبول کرلے تو خدا کی حمد بجالایا کرو اور اگر تمہارا دل انکار کردے تو اسے ہماری طرف پلٹا دیا کرو (اور کہا کرو وہ خود جانتے ہیں) اور یہ نہ کہا کرو کہ یہ حدیث کس طرح جاری ہوئی ہے؟ کیسے تھی؟ اور کس طرح ہے؟ کیونکہ ایسا کرنا ہماری کلام کو رد کرنے کے مترادف ہے اور خدا کی قسم یہ خداوند عظیم کے ساتھ شرک کرنا ہے"

اور یہ سب اہل بیت علیہم السلام کے اسرار کی بلندی اور عظمت کی خاطر ہے۔

(بحار الانوار ۲۰۸/۲۰ حدیث ۱۰۲)

امام باقرؑ کا جابر کو زمین و آسمان کے باطن دکھلانا

(۱۱/۳۶۱) ابن شہر آشوب کتاب مناقب میں حضرت امام باقرؑ سے نقل کرتے ہیں کہ جابر نے حضرت سے خدا کے فرمان۔

وَكَذٰلِكَ نُرِىٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ. (سورۃ انعام: آیت ۷۵)

"ہم نے ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کے باطن دکھلائے تاکہ اہل یقین سے ہو جائیں" کے بارے میں سوال کیا گیا تو امامؑ نے اپنا ہاتھ اوپر کیا اور فرمایا: اپنا سر بلند کرو اور نظر اوپر کرو۔

جابر کہتا ہے: میں نے اپنا سر بلند کیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ چھت علیحدہ ہوگئی اور بکھر گئی ہے، اور اس کے اندر سے ایک شگاف پڑ گیا تھا۔ جس سے ایک نور نظر آرہا تھا جس کو میری آنکھیں دیکھ کر حیران رہ گئیں۔ امامؑ نے فرمایا: حضرت ابراہیمؑ نے اس طرح سے آسمانوں اور زمین کے ملکوت کو دیکھا اب تم زمین کی طرف نگاہ کرو اور پھر سر بلند کرو، جب میں نے سر بلند کیا تو چھت اپنی اصلی حالت پر آگئی تھی۔ پھر امامؑ نے میرا ہاتھ پکڑا اور گھر سے باہر چلے گئے اور

مجھے ایک لباس پہنایا۔ اور فرمایا: اپنی آنکھیں بند کرلو۔ تھوڑی دیر کے بعد فرمایا: تو اس وقت ان تاریکیوں میں ہے جن کو ذوالقرنین نے دیکھا تھا۔ میں نے اپنی آنکھیں کھولیں لیکن کچھ نہ دیکھا، پھر چند قدم آپ نے آگے بڑھائے اور فرمایا: اب تم اس چشمہ حیات کے پاس ہو جہاں سے حضرت خضرؑ نے آب حیات پیا، پھر ہم اس عالم سے باہر چلے گئے، اور پانچ دوسرے عالم سے گذرے۔ اس وقت حضرتؑ نے فرمایا: یہ زمین کے ملکوت ہیں۔ اس کے بعد فرمایا: اپنی آنکھیں بند کرو اور میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ ہم اسی گھر میں ہیں جہاں پہلے تھے اور وہ لباس جو مجھے پہنایا واپس اتروا لیا گیا۔ میں نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں۔ دن کتنے گھنٹے گذر چکا ہے؟ حضرت نے فرمایا: تین گھنٹے گذرے ہیں۔

(مناقب ابن شہر اشوب: ۴/۱۹۳، بحار الانوار: ۴۶/۲۶۹ حدیث ۶۵ تفسیر برہان: ۱/۵۳۲ حدیث ۹، اختصاص: ۳۱۷)

اللہ تعالیٰ بڑا غفور ورحیم ہے

مؤلفؒ کہتے ہیں کہ سید ہاشم بحرانیؒ نے تفسیر برہان میں اس آیت کی تفسیر میں ایک روایت نقل کی ہے جس کو یہاں ذکر کرنا فائدہ سے خالی نہیں ہے۔ کہتے ہیں روایت ہوئی ہے کہ جب ابراہیمؑ کو خدا آسمان پر لے گیا تو ان کی بینائی تیز کردی جس سے انہوں نے زمین اور زمین پر رہنے والوں کو دیکھا، ایک طرف توجہ کی تو کیا دیکھا کہ ایک مرد عورت برا فعل کر رہے ہیں۔ ان پر نفرین کی اور وہ دونوں ہلاک ہوگئے، پھر مرد عورت کو اسی حال میں دیکھا ان کے لئے بھی بددعا کی وہ بھی ہلاک ہوگئے، اس کے بعد ایک اور مرد عورت کو اسی حال میں دیکھا ان کے لئے بھی بد دعا کی وہ بھی ہلاک ہوگئے، چوتھی دفعہ جب ایک اور مرد عورت کو اس حال میں دیکھا اور بددعا کرنا چاہی تو خدا تبارک وتعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی:

يَا اِبْرَاهِيْمُ اكْفُفْ دَعْوَتَكَ عَنْ اِمَائِي وَعِبَادِيْ فَاِنِّيْ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ الْجَبَّارُ الْحَكِيْمُ، لاَ تَضُرُّنِيْ ذُنُوْبُ عِبَادِيْ كَمَا لاَ تَنْفَعُنِيْ طَاعَتُهُمْ وَلَسْتُ اسو سهم بِشِفَاءِ الْغَيْظِ كَسَبَا سَبِك

"اے ابراہیم! میرے بندوں کے لئے بددعا نہ کرو۔ میں غفور ورحیم، جبر کرنے والا اور بردبار ہوں۔ میرے بندوں کے گناہ مجھے نقصان نہیں پہنچاتے، ایسے ہی ان کا میری اطاعت کرنا مجھے کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ ان کو اپنے غصے کی شفاء کے لئے تادیب نہیں کرتا جیسے کہ تو تدبیر کررہا ہے"

پس میرے بندوں اور کنیزوں کو بددعا نہ کرو اور ان پر نفرین نہ کرو۔ بے شک تو میرا بندہ ہے، میری طرف سے تو اس پر مامور ہے کہ ان کو ڈراؤ نہ یہ کہ میری بادشاہی میں میرے ساتھ شرکت رکھو، اور نہ یہ کہ مجھ پر اور میرے بندوں پر فتح پاؤ۔

میرے ساتھ نسبت کے لحاظ سے میرے بندے تین طرح کے ہیں۔ یا اپنے گناہ سے توبہ کرلیں گے تو میں ان کی توبہ قبول کرلوں گا اور ان کے گناہ معاف کردوں گا، اور ان کی برائیوں کو چھپالوں گا، یا ان کے عذاب سے خودداری کروں گا، کیونکہ میں جانتا ہوں کہ ان کی نسل سے باایمان بندے پیدا ہوں گے لہٰذا کافر باپوں کے ساتھ میں نرمی کرتا ہوں اور کافر ماؤں سے عذاب دور رکھتا ہوں اور ان پر عذاب نازل نہیں کرتا یہاں تک کہ وہ باایمان اشخاص ان کی نسل سے پیدا نہ ہوجائیں، اور جب یہ کام ہوجاتا ہے تو میرا عذاب ان پر نازل ہوجاتا ہے، اور میری بلا ان کو گھیر لیتی ہے۔ اور اگر ان دو قسموں سے نہ ہوں تو جو عذاب میں نے ان کے لئے تیار کیا ہے وہ اس سے سخت تر ہے جس کا تو نے ارادہ کیا ہے، کیونکہ میں ان پر اپنی بزرگی، عظمت اور کبریائی کے حساب سے عذاب کردوں گا۔

يَا اِبْرَاهِيْمُ فَخَلِّ بَيْنِيْ وَبَيْنَ عِبَادِيْ فَاِنِّيْ اَرْحَمُ بِهِمْ مِنْكَ وَخَلِّ بَيْنِيْ وَبَيْنَ عِبَادِيْ فَاِنِّيْ اَنَا الْجَبَّارُ الْحَلِيْمُ الْعَلَّامُ ، اُدَبِّرُهُمْ بِعِلْمِيْ وَاُنْفِذُ فِيْهِمْ قَضَائِيْ

"اے ابراہیم! مجھے اور میرے بندوں کو اکیلے چھوڑ دو۔ بے شک میں ان کے ساتھ تم سے زیادہ مہربان ہوں، اور مجھے اور میرے بندوں کو اکیلے رہنے دو، کیونکہ میں جبار، حلیم اور جاننے والا ہوں۔ میں اپنے علم کے ساتھ ان کی تدبیر

کروں گا، اور اپنے حکم کو ان کے درمیان جاری کروں گا"

(تفسیر امام عسکریؑ: ۵۱۳، تفسیر برہان: ۱/۵۳۲ حدیث ۱۱، بحار الانوار: ۹/۲۷۸ حدیث ۲)

محدث قمیؒ نے بھی اس حدیث کو ذکر کیا اور فرمایا ہے کہ اس طرح کے کام یعنی آسمانوں اور زمین کے ملکوت کا اور ان میں رہنے والوں کو دیکھانا، اسی طرح عرش اور ان فرشتوں کا دیکھانا جو عرش کو اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوئے ہیں رسولؐ خدا امیر المومنینؑ اور آئمہ طاہرین علیہم السلام کے لئے وقوع پذیر ہوا ہے۔

(تاویل الآیات: ۲/۸۱۸ حدیث ۳، بحار الانوار: ۲۵/۹۷ حدیث ۷۱، مدینۃ المعاجز: ۲/۳۳۹ حدیث ۶۷۴)

خدا انہیں دوست رکھتا ہے جو آل محمدؐ کو دوست رکھتا ہے

(۱۲/۳۶۲) فراتؒ نے اپنی تفسیر میں برید بن معاویہ عجلی اور ابراہیم احمری سے نقل کیا ہے کہ یہ دونوں کہتے ہیں: ہم امام باقرؑ کی خدمت میں شرفیاب ہوئے۔ اور زیاد حضرت کے پاس موجود تھا آپ نے اس سے فرمایا: اے زیاد! کیا ہوا ہے، میں دیکھ رہا ہوں تیرے پاؤں پھٹے ہوئے ہیں۔ اس نے عرض کیا: میرے پاس جو لاغر اور کمزور اونٹ ہے اس کے ساتھ سفر کیا ہے وہ مجھے اٹھا نہیں سکتا تھا۔ لہذا کبھی کبھی میں پیدل چل پڑتا تھا، اور اُسے چلتے رہنے پر مجبور کرتا تھا۔ آپ کی دوستی اور آپ کی زیارت کے شوق کے علاوہ مجھے اور کسی چیز نے اس کام پر آمادہ نہیں کیا۔ پھر اس نے اپنا سر نیچے کر لیا اور تھوڑی دیر کے بعد عرض کیا: میں آپؑ پر قربان جاؤں۔ جب کبھی میں اکیلا ہوتا ہوں تو شیطان میرے پاس آتا ہے اور مجھے میرے گناہان گذشتہ اور برائیوں کی یاد دلاتا ہے اور میرے دل میں اس قدر وسوسے ڈالتا ہے کہ مجھے یاس و ناامیدی کی طرف کھینچ کر لے جاتا ہے۔ اس وقت میں آپؑ کے ساتھ اپنی محبت ارتباط اور وابستگی کو یاد کرتا ہوں اور میرے اندر امید پیدا ہو جاتی ہے۔

امام باقرؑ نے فرمایا:

يَا زِيَادُ، وَهَلِ الدِّيْنُ اِلَّا الْحُبُّ وَالْبُغْضُ؟

"اے زیاد! کیا محبت اور دشمنی کے علاوہ دین کوئی چیز ہے"

پھر قرآن سے تین آیات کی تلاوت فرمائی! گویا کہ یہ آیات انہوں نے بغیر کسی غور و فکر کرنے کے تلاوت فرمائیں۔

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ

(سورہ حجرات: آیت ۷)

"خدا نے تمہارے لئے ایمان کو پسند کیا اور اسے تمہارے دلوں میں زینت دیا"

يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ. (سورہ حشر: آیت ۹)

"اور وہ ان کو دوست رکھتے ہیں جنہوں نے ان کی طرف ہجرت کی"

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ الرَّحِيْمٌ. (سورہ آل عمران: آیت ۳۱)

"اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو تا کہ خدا تمہیں دوست رکھے، اور تمہارے گناہوں کو معاف کردے اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے"

پھر آپ نے فرمایا:

ایک شخص رسول خداؐ کی خدمت میں آیا اور عرض کی، یا رسول اللہؐ! میں روزہ داروں کو پسند کرتا ہوں، لیکن خود روزہ نہیں رکھتا، میں نماز گذاروں کو دوست رکھتا ہوں لیکن خود نماز نہیں پڑھتا، میں صدقہ و خیرات دینے والوں کو پسند کرتا ہوں، لیکن خود صدقہ و خیرات اور احسان نہیں کرتا۔ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلَكَ مَا اكْتَسَبْتَ اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ لَوْ كَانَتْ فَزَعَةٌ مِنَ السَّمَاءِ فَزَعَ كُلُّ قَوْمٍ اِلٰى مَا مَنْهِمْ وَفَزَعْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَفَزَعْتُمْ اِلَيْنَا

"تو ان کے ساتھ ہے جن کو پسند کرتا ہے اور جو تو عمل کرے گا اس کی تجھے جزا دیں گے کیا تم راضی نہیں ہو کہ جب آسمان سے کوئی وحشت ناک حادثہ رونما ہو تو ہر گروہ اپنی پناہ گاہ کی طرف جاتا ہے اور ہم رسولؐ خدا کی پناہ لیتے ہیں، اور تم اس

وقت ہماری پناہ میں ہوتے ہو؟"

(تفسیر فرات:۴۲۸ حدیث ۵۶۷، بحارالانوار:۶۸/ ۲۳ حدیث ۱۱۴، الکافی: ۸/ ۹ ۷ حدیث ۳۵)

قیامت کے دن گناہگار مومن کے گناہ اللہ نیکیوں میں بدل دے گا

(۱۳/۳/۶۳) شیخ مفید محمد بن مسلم ثقفی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے: میں نے امام باقرؑ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا:

فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِہِمْ حَسَنٰتٍ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا

(سورہ فرقان: آیت ۷۰)

"خدا ان کے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دے گا اور خدا بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے"

حضرت نے فرمایا: کل قیامت کے دن ایک گناہ گار مؤمن کو اس کے حساب وکتاب کی جگہ پر روکیں گے، اور خدا خود اس کا حساب وکتاب لے گا اور کسی کو اس سے آگاہ نہ کرے گا۔ اس کے گناہوں کو اسے یاد دلائے گا۔ وہ اپنی تمام برائیوں کا اعتراف کرے گا۔ اس وقت خدا ان فرشتوں کو جو لکھتے ہیں حکم دے گا کہ اس کی تمام برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دو اس کے بعد لوگوں کے سامنے ظاہر کر دو۔ لوگ جب اس کے نامہ اعمال کو دیکھیں گے تو کہیں گے، کیا اس بندے کا ایک گناہ بھی نہیں ہے؟ پھر خدا اسے جنت میں داخل کر دے گا۔

فھذا تاویل الایۃ وھی فی المذنبین من شیعتنا خاصۃ

"یہ ہے اس آیت کی تفسیر اور تاویل اور یہ آیت ہم اہل بیت علیہم السلام کے گناہ گار شیعوں کے ساتھ مخصوص ہے"

(امالی مفید: ۲۹۸ حدیث ۸، بحارالانوار: ۶۸/ ۱۰۰ حدیث ۳، امالی طوسی: ۷۰ حدیث ۱۴ مجلس ۳، بشارۃ المصطفیٰ: ۱۴۷)

اہل بیتؑ کا راستہ ہدایت کا راستہ ہے

(۱۴/۶۴) علامہ مجلسیؒ بحارالانوار میں لکھتے ہیں کہ امام باقرؑ سے روایت ہوئی ہے کہ حضرت نے آیہ شریفہ

وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی. (سورہ طٰہٰ: آیت ۸۲)

"بے شک میں بخشنے والا ہوں اس کو جو توبہ کرے، اور نیک اعمال بجالائے پھر راہ ہدایت پر چلے"

کے بارے میں فرمایا ہے:

اس سے مقصود یہ ہے کہ وہ ہم اہل بیتؑ کا راستہ تلاش کرے اور ہدایت یافتہ ہو جائے" (تاویل الآیات: ۱/۳۱۲ حدیث ۱۱، بحارالانوار: ۲۴/۱۴۸ حدیث ۲۶، تفسیر برہان: ۳/۴۰ حدیث ۵)

خدا کی رسی آل محمدؐ ہیں

(۱۵/۳۶۵) شیخ طوسیؒ کتاب امالی میں خیثمہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے: میں نے امام باقرؑ سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

نحن جنب الله ونحن صفوة الله ونحن خيرة الله ونحن مستودع مواريث الانبياء ونحن امناء الله عزوجل ونحن حجج الله ونحن حبل الله ونحن رحمة الله على خلقه.

"ہم خدا کی جنب یعنی طرف ہیں ہم خدا کی طرف سے خالص کئے ہوئے اور چنے ہوئے ہیں ہم وہ ہیں جن کے پاس میراث انبیاء بطور امانت رکھی ہوئی ہے ہم ہیں خدا کے امانتدار اور ہم ہیں اس کی حجت، ہم ہیں خدا کی رسی ہم ہیں خدا کی رحمت اس کی مخلوق پر"

ہم وہ ہیں جن کے وجود سے خدا نے اپنی مخلوق کا آغاز کیا اور ہمارے وجود سے اس کو ختم کرے گا ہم ہیں ہدایت کے راہنما، اور تاریکیوں میں اس کے روشن چراغ اور نور ہدایت کے چمکنے کا مقام۔ ہم وہ پرچم اور نشانیاں ہیں جو دنیا والوں کے لیے لگائی گئی ہیں، ہم ہیں وہ سابقون (جن کا قرآن میں تذکرہ ہے) اور ہم ہی ہیں وہ جنہوں نے سب پر از لحاظ رتبہ و مرتبہ فضیلت پائی ہے اور ہم آخرین ہیں جو زمانہ کے لحاظ سے دوسروں کے بعد آئے ہیں"

جس نے بھی ہمارے دامن کو پکڑ لیا وہ ہمارے ساتھ ملحق ہوگا اور نجات پا جائے گا، اور جو ہم سے پیچھے رہ گیا اور ہمارے ساتھ نہ چلا وہ اپنے غرور اور جہالت کے سمندر میں غرق ہو جائے گا۔ ہم سفید چہروں والوں کے رہبر و راہنما ہیں۔ ہم خدا کے حریم اور اس کی حمایت میں ہیں۔ ہم خدا کی طرف جانے والا روشن اور سیدھا راستہ ہیں، ہم ہیں بندوں پر خدا کی نعمتیں اور اس کا روشن راستہ، شریعت نبوی کا چراغ ہم ہیں، رسالت کا ٹھکانا یعنی ہم رسولؐ خدا کے حقائق اور راز ہیں۔

ہم دین کی اصل اور بنیاد ہیں، فرشتے ہمارے ساتھ آتے جاتے ہیں۔ جو نور کے طالب ہیں ہم ان کے لئے نور پھیلاتے ہیں۔ جو پیروی کرتے ہیں ہم ان کے لئے راہ نجات ہیں۔ ہم لوگوں کو جنت کی طرف راہنمائی کرتے ہیں۔ ہم اسلام کے سپہ سالار، اس کی مضبوط سند اور اس کی عزت و آبرو کا سبب ہیں، ہم اس پل کی طرح ہیں کہ جو بھی اس سے عبور کر گیا (یعنی ہمارے احکام کی پیروی کی اور ہمارے ساتھ رہا) وہ اپنے راستے پر چلتا رہے گا اور اپنے مقصد تک پہنچ جائے گا اور جو بھی پیچھے رہ گیا اور کوئی دوسرا راستہ اختیار کر لیا تو وہ ہلاک ہو جائے گا، ہم ہیں بلند چوٹی اور عظمت کی انتہاء، ہم ہیں جن کے واسطہ سے خدا اپنی رحمت نازل کرتا، اور بارش برساتا ہے، ہم ہی ہیں جن کے واسطہ سے خدا تم سے عذاب دور کرے گا۔

فَمَنْ اَبْصَرَنَا وَعَرَفَنَا وَعَرَفَ حَقَّنَا وَاَخَذَ بِاَمْرِنَا فَهُوَ مِنَّا وَاِلَيْنَا

"جس نے بھی ہمارے متعلق آگاہی حاصل کر لی اور ہمیں اور ہمارے حق کو پہچان لیا اور ہمارے فرمان کی اطاعت کی، وہ ہم میں سے ہے اور اس کا انجام ہماری طرف ہے" (امالی طوسی: ۶۵۳/۳ حدیث ۴ مجلس ۳۴، بحار الانوار: ۲۲۸/۲۶ حدیث ۱۸)

قبر میں آلِ محمدؐ کی دوستی سے روشنی

(۱۶/۳۶۶) علامہ مجلسیؒ کتاب بحار الانوار میں کتاب محاسن برقی سے ابو بصیر کی امام باقرؑ یا امام صادقؑ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

اذا مات العبد المومن دخل معه فی قبره ستة صور فیهن صورة هی

احسنهن وجها وابهاهن هيئة واطيبهن ريحا والطفهن صورة،

"جب مؤمن اس دنیا سے جاتا ہے تو اس کے ساتھ قبر میں چھ صورتیں داخل ہوتی ہیں۔ان صورتوں کے درمیان ایک وہ ہے جس کا چہرہ سب سے خوبصورت ہے، شکل سب سے اچھی ہے، خوشبو سب سے زیادہ ہے اور پاکیزگی وطہارت میں سب سے بڑھ کر ہے۔اس کے بعد حضرت نے فرمایا: ان چھ صورتوں میں سے ایک اس کے دائیں طرف ایک بائیں طرف ایک سامنے ایک پیچھے ایک پاؤں کی طرف اور جو سب سے خوبصورت ہوگی وہ سر کے اوپر کھڑی ہوگی اگر کوئی عذاب سر کی طرف آئے گا تو دائیں طرف والی صورت اسے روکے گی اور اسی طرح باقی اطراف سے"

اس کے بعد حضرت نے فرمایا: وہ صورت جو سب سے خوبصورت ہوگی وہ دوسری صورتوں سے کہے گی، تم اپنا تعارف کرواؤ۔خدا میری طرف سے آپ کو اچھی خبر عطا فرمائے۔اس وقت دائیں طرف والی صورت کہے گی میں نماز ہوں۔بائیں طرف والی صورت کہے گی میں زکوۃ ہوں۔سامنے والی صورت کہے گی، میں روزہ ہوں۔پیچھے والی صورت کہے گی، میں حج وعمرہ ہوں پاؤں کی طرف والی صورت کہے گی میں اس کی وہ خوبیاں اور احسانات ہوں جو اپنے بھائیوں کے ساتھ کیا کرتا تھا۔پھر وہ صورتیں کہیں گی اب تو جو ہم سب سے خوبصورت ترین ہو اپنا تعارف کرواؤ وہ کہے گی۔

انا الولاية لال محمد صلوات الله عليهم اجمعين

"میں آل محمدؐ کی ولایت اور دوستی ہوں"

(محاسن:۲۳۲ حدیث ۲۳۲،بحارالانوار:۶/۲۳۴ حدیث ۵۰)

اطاعت خداوندی کے بغیر اس کا قرب ممکن نہیں

(۱۷/۳۶۷) شیخ طوسیؒ نے کتاب امالی میں جابر بن یزید جعفی سے نقل کیا ہے:

وہ کہتا ہے: میں نے کائنات کے آقا امام باقرؑ کی سترہ سال خدمت کی جب میں نے حضرت کو چھوڑنے اور الوداع کرنے کا ارادہ کیا تو میں نے آپ سے عرض کیا: کہ مجھے کوئی حدیث ارشاد فرمائیں، جس سے میں استفادہ کروں۔ امامؑ نے فرمایا: اے جابر! سترہ سال ہماری خدمت کے بعد بھی ہماری حدیث کے سننے کے منتظر ہو؟ میں نے عرض کیا: ہاں آپ ایک ایسا سمندر ہیں جس سے جتنا بھی لیں ختم نہیں ہوگا، اور اس کی تہہ تک نہیں پہنچا جا سکتا۔ آپ نے فرمایا:

یا جابر! بَلِّغ شِیعَتِیْ عَنِّی السَّلاَمَ وَأَعْلِمْهُمْ اَنَّهُ لاَ قَرَابَةَ بَیْنَنَا وَبَیْنَ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ وَلاَ یُتَقَرَّبُ اِلَیْهِ اِلاَّ بِالطَّاعَةِ لَهُ یَا جَابِرُ مَنْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَأَحَبَّنَا فَهُوَ وَلِیُّنَا وَمَنْ عَصَی اللّٰهَ لَمْ یَنْفَعْهُ حُبُّنَا

"اے جابر! میرے شیعوں کو میرا اسلام پہنچانا اور ان کو بتانا کہ ہمارے اور خدا کے درمیان کوئی رشتہ داری نہیں ہے۔ اس کی اطاعت کرنے کے بغیر اس کا قرب حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ اے جابر! جو خدا کی اطاعت کرے اور ہمارے ساتھ محبت رکھتا ہو، وہ ہمارا دوست ہے اور جو کوئی خدا کی نافرمانی کرے تو ہماری محبت اسے کوئی فائدہ نہ پہنچائے گی۔ اے جابر! کس نے خدا سے کوئی درخواست کی ہے اور اس نے اس پر رحمت نہ کی ہو؟ یا خدا پر بھروسہ کیا ہو اور وہ اس کے لئے کافی نہ رہا ہو؟ یا اس پر اعتماد اور اطمینان پیدا کیا ہو اور اس نے نجات نہ دی ہو؟

اے جابر! دنیا کو ایک مسافر خانہ سمجھو کہ جس میں تھوڑی دیر کے لئے رکنا ہے اور وہاں سے چلے جانا۔ کیا دنیا اس سواری کی طرح نہیں ہے جس پر تو خواب میں سوار ہوا ہو اور جب بیدار ہوا تو اس کی کوئی خبر نہ تھی، نہ تو اس پر سوار تھا اور نہ اس کی لگام تیرے ہاتھ میں تھی، بلکہ تو تو بستر پر آرام کر رہا تھا؟ یا اس لباس کی طرح جو تو نے پہنا ہو اور یا اس کنیز کی طرح جس کے ساتھ تو بستر پر سویا ہو؟

اے جابر! صاحبان عقل کے نزدیک دنیا چلتے ہوئے سائے کی طرح ہے۔ کلمہ (لا الہ الا اللہ) اہل ایمان کی عزت و آبرو ہے۔

نماز اخلاص کا چراغ، تکبر اور خود پسندی سے دوری کا سبب ہے۔زکواۃ روزی میں اضافہ کا موجب ہے۔روزہ اور حج دل کو آرام پہنچاتے ہیں۔قصاص اور حدود کا جاری کرنا خون ریزی سے روکتے ہیں، اور ہم اہل بیتؑ سے محبت و دوستی دین کے امور میں نظم ونسق پیدا کرتی ہے۔خدا تبارک وتعالیٰ ہمیں اور تمہیں ان میں سے قرار دے، جو تنہائی میں خدا سے ڈرتے ہیں اور قیامت سے خوف کھاتے ہیں۔(امالی طوسیؒ:۲۹۶حدیث۲۹مجلس!!،بحارالانوار:۷۸/۱۸۲حدیث۸)

خدا کی نافرمانی اور اہل بیتؑ سے محبت

مؤلفؒ فرماتے ہیں: روایت کا یہ جملہ جو آپ نے فرمایا کہ جس نے خدا کی نافرمانی کی، اسے ہماری محبت کوئی فائدہ نہ دے گی، ظاہرا دوسری روایات کے ساتھ جو اہل بیتؑ کی محبت گناہوں کے باوجود فائدہ دینے کا ذکر کرتی ہیں، مخالف نظر آتی ہیں۔اب دو طرح کی روایات کے درمیان اختلاف کو ختم کرنے کے لئے ہم کہتے ہیں۔

کہ یہ روایت اس گروہ کی طرف اشارہ کرتی ہے، جو اپنے آپ کو اہل بہشت سے خیال کرتے ہیں اور زندگی کو گناہوں کے ارتکاب میں آزاد اور ہر طرح کے خطرے سے محفوظ شمار کرتے ہیں۔اسی وجہ سے امامؑ نے ان سے فرمایا ہے کہ ہماری دوستی کی وجہ سے مغرور نہ ہو جائیں، یا اس روایت کا مقصد یہ ہے کہ ہماری دوستی گناہ گاروں کو دنیا اور عالم برزخ کے مصائب اور عذاب میں کوئی فائدہ نہ دے گی، لیکن قیامت کے عذاب کے لئے فائدہ مند ہوگی۔اسی تفصیل کی طرف اشارہ کرتی ہے علی بن ابراہیمؒ کی وہ روایت جو آیت

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْبِهٖ.(سورہ الرحمٰن: آیت ۳۹)

کی تفسیر میں نقل کی ہے کہ جس نے بھی امیر المومنینؑ کی ولایت کو قبول کرلیا اور آپ کے دشمنوں سے بیزاری چاہی، ان کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانا لیکن اس کے باوجود گناہ کا ارتکاب کیا اور دنیا میں توبہ نہ کرسکا، تو عالم برزخ میں ان گناہوں کی وجہ سے اسے عذاب ہوگا۔البتہ جب قیامت کے دن وارد محشر ہوگا تو اس کے لئے کوئی گناہ باقی نہ ہوگا کہ جس کی وجہ

سے اسے پوچھ گچھ ہوگی۔ (تفسیر قمی: ۲۶۰، تفسیر برہان ۴/ ۲۶۸، بحارالانوار: ۶/ ۲۳۶ حدیث ۷۷)

یا یہ کہا جائے کہ کچھ گناہ ایسے ہیں، جو محبت ہی کو ختم کر دیتے ہیں یعنی محبت اور دوستی ہی باقی نہیں رہتی جو کوئی اثر کرے۔ اس کی دلیل امام حسن عسکریؑ کی وہ روایت ہے جو حضرت نے اپنی تفسیر میں پیغمبر اکرمؐ سے نقل فرمائی ہے۔

یاعبادا الله فاحذروا الا نهماک فی المعاصی والتهاون بها، فان المعاصی یستولی بها الخذلان علی صاحبها، حتی یوقعه فیما هو اعظم منها، فلا یزال یعصی ویتهاون ویخذل ویوقع فیما هو اعظم مما جنی حتی یوقعه فی رد ولایة وصی رسول الله ودفع نبوة نبی الله ولایزال ایضا بذلک حتی یوقعه فی دفع توحید الله والالحاد فی دین الله

(تفسیر امام عسکری: ۲۶۳ حدیث ۱۳۲، بحارالانوار: ۷۳/ ۳۶۰ حدیث ۸۳، تنبیہ الخواطر: ۲/ ۱۰۲)

گناہوں کو حقیر شمار کرنے والا بے دین ہو جاتا ہے

اے لوگو! گناہوں میں ڈوبنے اور ان کو حقیر شمار کرنے سے بچو، کیونکہ گناہ گناہ گار پر رسوائی و ذلت کو سوار کر دیتے ہیں، یہاں تک کہ اسے اس سے بھی بڑے گناہ کے ارتکاب میں مبتلا کر دیتے ہیں، پھر وہ ہمیشہ نافرمانی کرتا ہے، اور اس نافرمانی کو کچھ نہیں سمجھتا اور اپنے آپ کو ذلیل کر لیتا ہے، اور آخر کار بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے حتی کہ مرحلہ یہ آ جاتا ہے کہ رسولؐ خدا کے وصی و جانشین کی ولایت کا انکار کر بیٹھتا ہے اور پیغمبر کی نبوت کو رد کر دیتا ہے اور آہستہ آہستہ شقاعت میں اتنا آگے چلا جاتا ہے کہ خدا کی توحید کا بھی منکر ہو جاتا ہے۔ خدا کے دین میں ملحد (یعنی بے دین) بن بیٹھتا ہے۔"

آٹھویں باب کی حدیث نمبر بتیس (۳۲) بھی اس مطلب کی تائید کرتی ہے۔ نیز امام باقرؑ نے فرمایا:

ما عرف الله من عصاه

"جس نے خدا کی نافرمانی کی درحقیقت اس نے خدا کو نہیں پہچانا"

اور حضرت نے یہ شعر پڑھا۔

تَعْصِی الْاِلٰهَ وَاَنْتَ تُظْهِرُ حُبَّهُ
هٰذَا لَعَمْرُکَ فِی الْفِعَالِ بَدِیْعٌ
لَوْ کَانَ حُبُّکَ صَادِقًا لَاَطَعْتَهُ
اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ یُحِبُّ مُطِیْعٌ

(تحف العقول: ۲۹۴، بحارالانوار: ۷۸/۴/۱۷ احدیث ۲۱)

"خدا کی نافرمانی کرتے ہو اور اظہار دوستی کرتے ہو۔ دین اور مذہب کی قسم یہ افعال میں عجیب چیز کا اظہار ہے"

اگر حقیقت میں اس کے ساتھ دوستی رکھتے ہو تو اس کی فرمانبرداری کرو۔ ہر دوست اپنے دوست کی اطاعت وفرمانبرداری کرتا ہے۔"

قیامت کے دن شیعوں کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح چمکیں گے

(۱۸/۳۶۸) طبریؒ کتاب بشارت المصطفٰی میں امام باقرؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ یَبْعَثُ شِیْعَتَنَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ مِنْ قُبُوْرِهِمْ عَلٰی مَا کَانَ مِنَ الذُّنُوْبِ وَالْعُیُوْبِ وَوُجُوْهُهُمْ کَالْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ

"خدا ہمارے شیعوں کو قیامت کے دن قبروں سے اس طرح اٹھائے گا کہ گناہوں اور عیوب کے باوجود ان کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے۔

وہ بے خوف ہوں گے اور ان کی برائیاں پوشیدہ ہوں گی، اور انہیں آرام و اطمینان عطا کیا گیا ہوگا۔ لوگ ڈر رہے ہوں گے، اور انہیں کسی قسم کا خوف نہ

امام باقرؑ اور شیخ مفیدؒ

شیخ مفیدؒ فرماتے ہیں کہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ کی اولاد میں سے دین کے بارے میں گذشتہ لوگوں، پیغمبر اکرمؐ کے اقوال، قرآن، تاریخ اور ادبیات کے متعلق جتنی روایات امام باقرؑ سے ظاہر ہوئی ہیں کسی اور سے منظر عام پر نہیں آئیں۔ (مناقب ابن شہر اشوب: ۴/۱۹۵)

امام باقرؑ اور ابن حجر امام اہل سنت

ابن حجر باوجود اس کے کہ اہل سنت سے تعلق رکھتا ہے، امام باقرؑ کے بارے میں کہتا ہے: وہ علم و دانش کو چیرنے والے، اس کا احاطہ کرنیوالے، اسے ظاہر کرنے والے، اور بلند کرنے والے تھے۔ وہ صاف دل، پاک علم و عمل اور پاکیزہ نفس اور اچھے اخلاق کے مالک تھے۔ اپنی تمام عمر خدا کی اطاعت میں گذاری اور عرفان کے سمندر میں ایسے غرق تھے کہ زبان ان کی توصیف بیان کرنے سے عاجز ہے۔ انہوں نے عرفان و سلوک کے متعلق بہت سے کلمات ارشاد فرمائے ہیں جن کو بیان کرنے کی مجال نہیں ہے۔ (مطالب السؤل: ۱۰۰)

آپ کے حکیمانہ مواعظ حسنہ میں سے یہ ہے کہ آپ نے فرمایا:

اَلْكَمَالُ كُلُّ الْكَمَالِ: اَلتَّفَقُّهُ فِي الدِّيْنِ وَالصَّبْرُ عَلَى النَّائِبَةِ وَتَقْدِيْرُ الْمَعِيْشَةِ.

"آدمی کا پورا کمال یہ ہے کہ وہ دین میں بصیرت اور آگاہی پیدا کرے، سختیوں پر صبر و استقامت کا دامن نہ چھوڑے اور زندگی گزارنے میں ایک معین حد و اندازہ رکھتا ہو"

آپ نے مزید فرمایا:

من لم یجعل اللّٰہ له فی نفسه واعظا فان مواعظ الناس لن تغنی عنه شیئا

"جس کے اندر خدا وعظ و نصیحت قرار نہ دے تو لوگوں کی وعظ و نصیحت اسے کوئی فائدہ نہ پہنچائے گی" (تحف العقول: ۲۹۳، بحار الانوار: ۷۸/۱۷۳)

آپ نے مزید فرمایا ہے:

مَنْ اُعْطِیَ الْخُلْقَ وَالرِّفْقَ فَقَدْ اُعْطِیَ الْخَیْرَ وَالرَّاحَۃَ وَحَسُنَ حَالُہٗ فِی دُنْیَاہُ وَآخِرَتِہٖ وَمَنْ حُرِمَ الْخُلْقَ وَالرِّفْقَ کَانَ ذٰلِکَ سَبِیْلاً اِلٰی کُلِّ شَرٍّ وَبَلِیَّۃٍ اِلاَّ مَنْ عَصِمَہُ اللّٰہُ

"جسے اچھا اخلاق اور نرمی و مہربانی عطا کی گئی ہو، تو اسے ہر طرح کی اچھائی اور آرام دیا گیا ہے اور دنیا و آخرت میں اس کا حال اچھا ہوتا ہے۔ اور جسے اخلاق اور نرمی و مہربانی سے محروم رکھا گیا ہو، تو ہر برائی اور بلا کی طرف اس کے لئے راستہ کھلا ہوتا ہے مگر یہ کہ خدا اسے محفوظ رکھے"

ہمیشہ اچھا اخلاق رکھو

(۲۰/۳۷۰) زہری کہتا ہے: میں حضرت علی بن الحسینؑ کے پاس اس بیماری کی حالت میں گیا جس میں آپ نے وفات پائی۔ میں جا کر بیٹھا تھا کہ تھوڑی دیر بعد آپ کے بیٹے یعنی امام باقرؑ تشریف لے آئے۔ حضرت زین العابدینؑ نے اپنے بیٹے کے ساتھ بڑی دیر تک آہستہ آہستہ گفتگو فرمائی۔ اس گفتگو میں میں نے حضرت سے یہ جملہ فرماتے ہوئے سنا:

عَلَیْکَ بِحُسْنِ الْخُلْقِ (کفایۃ الاثر: ۳۱۹، بحار الانوار: ۲۳۲/۴۶ حدیث ۹)

"ہمیشہ اچھے اخلاق رکھو"

☆

آٹھواں حصّہ

واجب التعظیم اور

حقائق کو ظاہر کرنے والے

حضرت امام جعفر بن محمد (صادق) صلوات اللہ علیہ

کے افتخارات و کمالات کے سمندر سے

ایک قطرہ

حضرت امام صادقؑ اور ایک حاجی

(۱/۳۷۱) ابن شہر آشوب کتاب مناقب میں نقل کرتے ہیں:

ایک حاجی نے خیال کیا کہ میری پیسوں کی تھیلی چوری ہوگئی ہے۔اس نے حضرت امام صادقؑ کو دیکھا کہ آپؑ نماز پڑھ رہے ہیں، وہ شخص نہ جانتا تھا کہ آپؑ کون ہیں، وہ آ کر حضرت کو چمٹ گیا اور کہنے لگا، تو نے میری پیسوں کی تھیلی جس میں ہزار دینار ہے چرالی ہے۔ امامؑ کچھ کہے بغیر اسے اپنے ساتھ گھر لے گئے اور وزن کئے ہوئے ہزار دینار اسے عطا کئے۔ جب وہ شخص گھر واپس آیا تو اسے اپنی تھیلی مل گئی۔اس نے ہزار دینار حضرت سے لیے تھے۔ معذرت کے ساتھ واپس کرنے لگا، لیکن امام صادقؑ نے واپس نہ لئے اور فرمایا:

شَیْئٌ خَرَجَ مِنْ یَدِیْ لَا یَعُوْدُ اِلَیَّ

"جو چیز میرے ہاتھ سے نکل جائے وہ میری طرف واپس نہیں آتی"

(مناقب ابن شہر آشوب: ۴/۲۷۴، بحار الانوار: ۴۷/۲۳ حدیث ۲۶)

امام صادقؑ اور ایک حمامی

(۲/۳۷۲) کلینیؒ کتاب کافی میں کہتے ہیں۔حضرت امام صادقؑ حمام میں گئے، حمامی نے عرض کیا کہ آپ کے لئے حمام خالی کردوں؟ آپ نے فرمایا:

لَا حَاجَةَ لِیْ فِیْ ذٰلِکَ، اَلْمُؤْمِنُ اَخَفُّ مِنْ ذٰلِکَ۔

"مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے مؤمن کا کام تو اس سے آسان تر ہے"

(الکافی:۶/۵۰۴ حدیث ۳۷، بحارالانوار:۴۷/۴۷ حدیث ۶۹)

امام صادقؑ کا فقراء کو سکر دینا

(۴/۳۷۳) روایت ہوئی ہے کہ امامؑ نے کھجور کی ایک قسم بنام سکر جو بہت میٹھی ہوتی ہے فقراء کو بخش دی، کیونکہ آپ خود اپنی غذا میں اسے سب سے زیادہ پسند کرتے تھے۔

(الکافی:۴/۶۱، بحارالانوار:۴۷/۵۳ حدیث ۸۶، الدعائم:۲/۱۱۱ حدیث ۳۶۱، المستدرک:۱۶/۳۷۰ حدیث ۱)

(۴/۳۷۴) روایت ہے کہ حضرت جب نماز میں قرآن کی تلاوت کرتے تو آپ پر غشی طاری ہو جاتی تھی، آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا:

ما زلت اکرر آیات القرآن حتی بلغت الی حال کاننی سمعتها مشافهة فمن انزلها

"میں قرآن کی آیات کا تکرار کرتا ہوں تو مجھ پر ایسی حالت پیدا ہو جاتی ہے کہ گویا میں اسے اس کے لبوں سے سن رہا ہوں جس نے اسے نازل کیا ہے"

(فلاح السائل:۱۰۷، بحارالانوار:۴۷/۵۸ حدیث ۱۰۸)

امام صادقؑ سے سولہ ہزار حدیث کے بارے میں سوال

(۵/۳۷۵) کشیؒ کتاب رجال میں ایک شخص سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے: میں نے امام صادقؑ سے سولہ ہزار احادیث کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے سب کا جواب دیا: (اختیار معرفۃ الرجال:۲/۳۸۶ حدیث ۲۷۶ اور ۳۹۱ حدیث ۲۸۰)

جو نماز کو ہلکا جانے گا اس تک ہماری شفاعت نہیں پہنچے گی

(۶/۳۷۶) شیخ صدوقؒ کتاب ثواب الاعمال میں ابو بصیر سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے میں امام صادقؑ کی وفات کے بعد ام حمیدہ کی خدمت میں شرفیاب ہوا تا کہ انہیں تعزیت کہوں۔ ام حمیدہ نے گریہ کیا۔ میں بھی دیکھ کر رونے لگا۔ پھر انہوں نے فرمایا: اے ابو محمد! اگر تو وفات کے وقت امام صادقؑ کو دیکھتا تو ایک عجیب چیز کا مشاہدہ کرتا

حضرت نے وفات کے وقت اپنی آنکھیں کھولیں اور فرمایا: میرے سب رشتہ داروں کو جمع کرو۔ جب سب اکٹھے ہوگئے، تو آپ نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا:

إِنَّ شَفَاعَتَنَا لَا تَنَالُ مُسْتَخِفًّا بِالصَّلٰوةِ

''جو نماز کو ہلکا جانے گا اس تک ہماری شفاعت نہیں پہنچے گی''

(ثواب الاعمال: ۲۲۸، بحار الانوار: ۸۳/۱۹ حدیث ۳۱، ۸۲/۲۳۴ حدیث ۱۰)

لفظ ''اللہ'' کی تفسیر

(۷/۳۷۷) شیخ صدوقؒ کتاب توحید میں امام صادقؑ سے ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' کی تفسیر میں ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے لفظ ''اللہ'' کی تفسیر کے ضمن میں فرمایا:

آلاء الله على خلقه من النعيم بولايتنا واللام: الزام الله خلقه ولايتنا

قلت: فالهاء قال: هو ان لمن خالف محمداً وآل محمد عليهم السلام

''لفظ اللہ میں الف اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ خدا کی نعمتیں اس کی مخلوق کو ہماری ولایت کے سبب ملی ہیں اور لام کا اشارہ ہے کہ خدا نے ہماری ولایت کو اپنے بندوں پر واجب اور لازم قرار دیا ہے'' اور میں کہتا ہوں۔ کہ ہاء کا اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ جس نے محمدؐ و آل محمد علیہم السلام کی مخالفت کی وہ ذلیل اور رسوا ہوا''۔ (التوحید: ۲۳۰ حدیث ۳، تاویل الایات: ۱/۲۴ حدیث ۲، تفسیر برہان: ۱/۴۴ حدیث ۶)

اہل بیتؑ کے شیعہ ہی اہل بہشت ہیں

(۸/۳۷۸) صفوان جمال سے روایت ہوئی ہے کہ وہ کہتا ہے:

میں حضرت امام صادقؑ کی خدمت میں شرفیاب ہوا۔ میں نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں۔ میں نے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے، ہمارے تمام شیعہ اہل بہشت ہیں، حالانکہ شیعوں کے درمیان ایسے گروہ بھی ہیں جو گناہ اور برے اعمال کا ارتکاب کرتے ہیں، شراب پیتے ہیں، دنیا دار ہیں اور عیاشی کی زندگی گذارتے ہیں۔

آپ نے فرمایا:

نَعَمْ هُمْ اَهْلُ الْجَنَّةِ، اِنَّ الرَّجُلَ مِنْ شِيْعَتِنَا لَا يَخْرُجُ مِنَ الدُّنْيَا حَتّٰى يُبْتَلٰى بِسُقْمٍ اَوْ مَرَضٍ اَوْ بِدَيْنٍ اَوْ بِجَارٍ يُؤْذِيْهِ اَوْ بِزَوْجَةِ سُوْءٍ فَاِنْ عُوْفِيَ مِنْ ذٰلِكَ شَدَّدَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّزْعَ حَتّٰى يَخْرُجَ مِنَ الدُّنْيَا وَلَا ذَنْبَ عَلَيْهِ

"ہاں وہ سب جنتی ہیں۔ان میں سے کوئی بھی دنیا سے نہ جائے گا، مگر یہ کہ وہ جسمی یا روحی بیماری میں مبتلا ہوگا۔یا مقروض ہوگا یا ایسے ہمسائے کے ساتھ مبتلا ہوگا جو اسے تکلیف پہنچائے گا، یا بداخلاق بیوی کی بداخلاقی میں مبتلا ہوگا، اور اگر ان چیزوں میں مبتلا نہ ہو تو جان کنی کے وقت اس پر سختی ہوگی تا کہ یہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہو اور وہ اس دنیا سے بغیر گناہ کے جائے گا"

میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں جو حقوق دوسروں کے اس کی گردن پر ہوں گے ان کو کون ادا کرے گا اور ان کو کون راضی کرے گا؟"

حضرت نے فرمایا:

ان الله عزوجل جعل حساب خلقه يوم القيامة الى محمد وعلى عليهما فكل ما كان من شيعتنا حسبناه من الخمس فى اموالهم وكلما كان بينهم وبين خالقهم استوهبناه حتى لا يدخل احد من شيعتنا النار.

"خدا تعالیٰ اپنے بندوں کا حساب وکتاب قیامت کے دن محمدؐ اور علیؑ کے سپرد کرے گا، پس جو ہمارے شیعوں کی گردن پر حقوق ہوں گے ہم خود ان کی ذمہ داری لے لیں گے، اور خمس کا حق جو ہم ان کے اموال میں رکھتے ہیں، اس سے ہم حساب کر لیں گے اور وہ جو ان کے اور خدا کے درمیان حقوق ہوں گے، خدا سے ان کے لیے مغفرت کی دعا کریں گے، تا کہ ہمارے شیعوں میں سے کوئی بھی جہنم میں داخل نہ ہو"

(الروضۃ فی الفضائل: حدیث ۱۷۵، بحار الانوار: ۶۸/۱۱۴ حدیث ۳۳)

ایک فارسی شعر کا ترجمہ

مؤلف فرماتے ہیں: واجب التعظیم شیخ ابراہیم بن سلیمان قطیفی نے کتاب الوافیہ میں اسی مطلب سے مربوط اٹھارہ حدیثیں نقل کی ہیں۔

ایک فارسی شاعر نے اس مطلب سے مربوط کچھ اشعار کہے ہیں جن کا ترجمہ کچھ یوں ہے۔

اشعار کا ترجمہ:

''میں خدا کے لطف و کرم سے جنت الفردوس کے منظر کی امید لگائے ہوئے ہوں اگر چہ میں نے میخانہ کی بہت زیادہ دربانی کی ہے۔''

اے مرادوں کے خزانے! ریشم جیسے نازک دل پر سایہ کر، کیونکہ میں نے تیری سخاوت کو دیکھ کر اس گھر کو ویران کیا ہے۔''

بے شک امامؑ خدا کے ارادہ کا ٹھکانہ اور آشیانہ ہوتا ہے

(۹/۳۷۹) کتاب منہج التحقیق میں مفضل سے نقل کرتے ہیں کہ امام صادقؑ نے فرمایا:

لَوْ اُذِنَ لَنَا اَنْ نَعْلَمَ النَّاسَ حَالَنَا عِنْدَ اللّٰهِ وَمَنْزِلَتَنَا عِنْدَهُ لَمَا احْتَمَلُوْا

''اگر ہمیں اجازت ہوتی کہ ہم لوگوں کو بتاتے کہ خدا کے نزدیک ہمارا حال اور ہمارا مقام و مرتبہ کیا ہے تو تم برداشت نہ کر سکتے اور قبول نہ کرتے''

راوی نے عرض کیا: آپ کی مراد آپ کے علمی مقامات ہیں؟ حضرت نے فرمایا: علم ان مقامات میں سے کم تر اور آسان تر ہے۔ بے شک امام خدا کے ارادہ کا ٹھکانہ اور آشیانہ ہوتا ہے، اور سوائے خدا کی مرضی کے کچھ نہیں چاہتا۔ (المختصر: ۱۲۸، بحار الانوار: ۲۵/۳۷۵ حدیث ۲۱)

کوئی چیز امام سے پوشیدہ نہیں ہوتی

(۱۰/۳۸۰) شیخ مفید کتاب اختصاص میں امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

ان الدنیا لتمثل للامام فی مثل فلقة الجوز فلا یعزب عنه منها شیئ

وانه لیعنا ولها من اطرافها کما یعناول احد کم من فوق مائدته مایشاء (فلا یعزب عنه منها شئی)

(اختصاص: ۲۱۲، بصائر الدرجات: ۴۰۸ حدیث ۳، بحار الانوار: ۲۵/ ۳۶۷ حدیث ۱۱)

"امامؑ کی نظر میں دنیا ایک اخروٹ کی مانند ہے۔ دنیا کی کوئی چیز امامؑ سے پوشیدہ نہیں ہوتی، بے شک امامؑ دنیا کے تمام اطراف کا احاطہ رکھتا ہے اور جس طرح چاہے اس میں تصرف کرسکتا ہے۔ ایسے جیسے تم میں سے کوئی شخص دستر خوان سے کوئی چیز اٹھائے۔ پس دستر خوان کی کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں ہے"

(۱۱/۳۸۱) ابن قولویہؒ کتاب کامل الزیارات میں امام جعفر صادقؑ سے ایک طویل حدیث نقل کرتے ہیں، ہم اس کا ایک حصہ یہاں پر ذکر کرتے ہیں۔

عبداللہ بن بکر کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں، کیا امامؑ مشرق اور مغرب کے درمیان جو کچھ ہے اسے دیکھتے ہیں؟

حضرت نے فرمایا:

یَابْنَ بَکْرَ فَکَیْفَ یَکُوْنُ حُجَّۃً عَلَیَ مَا بَیْنَ قُطْرَیْھَا وَھُوَ لاَ یَرَاھُمْ وَلاَ یَحْکُمُ فِیْھِمْ؟

"اے بکر کے بیٹے! کیسے ممکن ہے کہ امامؑ اس کائنات کے دو قطر کے درمیان تمام چیزوں پر حجت ہوں اور ان کو نہ جانتے ہوں اور ان پر حکم نہ لگاتے ہوں"

اور ان لوگوں پر کیسے وہ حجت ہو سکتے ہیں جو ان کی نظروں سے غائب ہوں۔ خود امامؑ ان کو نہ دیکھ سکتے ہوں اور نہ لوگ امامؑ کو دیکھ سکتے ہوں؟ اور کیسے ان پر حجت ہو سکتے ہیں اور خدا کے حکم کو ان کے درمیان جاری کر سکتے ہیں درحالانکہ ان کے اور امامؑ کے درمیان فاصلہ اور مانع ہو۔ خدا تعالیٰ پیغمبر اکرمؐ کے لئے فرماتا ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنَاکَ اِلاَّ کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ. (سورہ سباء: آیت ۲۸)

"ہم نے تجھے تمام لوگوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے"

معصوم امامؑ بھی پیغمبر کے بعد خدا کی حجت ہیں۔ رسولؐ خدا کے جانشین ہیں اور ان کی امامت و پیشوائی اور راہنمائی ہر طرف ہے۔ امامؑ بھی لوگوں کے رہنما ہیں جہاں بھی ان کے درمیان کوئی جھگڑا یا اختلاف پیدا ہو، وہ فیصلہ کرنے والے ہیں، اور وہی لوگوں کے حقوق کے محافظ ہیں۔ (کامل الزیارات:۵۴۱ حدیث۲، بحارالانوار:۲۵/۳۷۵ حدیث۲۴ تفسیر برہان:۳/۳۵۱ حدیث۲)

ولایت علیؑ کے بغیر کوئی عمل قابل قبول نہیں

(۱۲/۳۸۲) شیخ مفید کتاب اختصاص میں مفضل سے نقل کرتے ہیں کہ امام صادقؑ نے فرمایا:

بے شک خدا اپنی بادشاہی میں یکتا و تنہا ہے۔ پس اس نے اپنے بندوں کو اپنی معرفت کروائی، پھر اپنے امر کو ان کے سپرد کر دیا اور بہشت کو ان کے لئے جائز کر دیا، پس آدمیوں اور جنوں میں سے جس کے دل کو بھی خدا پاک کرنا چاہتا ہے اسے ہماری ولایت سے آشنا کر دیتا ہے اور جس کے دل کو خراب کرنا چاہتا ہے اسے ہماری معرفت سے دور رکھتا ہے۔ پھر فرمایا:

یا مفضل واللّٰہ ما استوجب آدم ان یخلقہ اللّٰہ بیدہ وینفخ فیہ من روحہ الا بولایۃ علیؑ وما کلم اللّٰہ موسیٰ تکلیماً الا بولا یۃ علی ولا اقام اللّٰہ عیسیٰ بن مریم آیۃ للعالمین الا بالخضوع لعلی

"اے مفضل! آدمؑ اس لائق نہ ہوا کہ خدا اسے اپنے ہاتھ سے پیدا کرے اور اس میں اپنی روح پھونکے مگر علیؑ کی ولایت کے ساتھ اور موسیٰؑ کے ساتھ خدا نے کلام نہیں کی مگر علیؑ کی ولایت کے ساتھ اور خدا نے عیسیٰ بن مریمؑ کو عالمین کے لئے نشانی نہیں بنایا مگر علیؑ کے لیے خضوع کی وجہ سے"

پھر فرمایا:

اجمل الا مر ما استاھل خلق من اللّٰہ النظر الیہ الا بالعبودیۃ لنا

"کوئی بھی ہماری بندگی کے بغیر اس لائق نہیں ہوا کہ خدا کی نظر رحمت اس کی طرف ہو" (الاختصاص:۲۲۳، بحارالانوار:۲۶/۲۹۴ حدیث۵۶)

کیا محبت کے علاوہ بھی کوئی چیز دین ہے

(۱۳/۳۸۳) عیاشیؒ اپنی تفسیر میں روایت ذکر کرتے ہیں کہ کسی نے امام صادقؑ سے عرض کیا، میں آپ پر فدا جاؤں۔ ہم آپؑ کے اور آپؑ کے والدین و آباؤ اجداد کے ناموں کے ساتھ اپنے بچوں کے نام رکھتے ہیں کیا یہ کام ہمیں کوئی فائدہ پہنچائے گا؟

امامؑ نے فرمایا:

اَیْ وَاللّٰهِ وَهَلِ الدِّیْنُ اِلَّا الْحُبُّ؟

"ہاں خدا کی قسم کیا محبت کے علاوہ بھی کوئی چیز دین ہے؟"

خدا تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ

"اگر خدا سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو، خدا تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کردے گا"

(تفسیر عیاشی: ۱/ ۱۶۷ حدیث ۲۸، بحار الانوار: ۲۷/ ۹۵ حدیث ۵۸، تفسیر برہان: ۱/ ۲۷۷ حدیث ۱۰)

ہماری ولایت اللہ کی ولایت ہے

(۱۴/۳۸۴) شیخ مفیدؒ امالی اور کلینیؒ کافی میں امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

وَلَایَتُنَا وَلَایَةُ اللّٰهِ الَّتِیْ لَمْ یَبْعَثْ نَبِیٌّ قَطُّ اِلَّا بِهَا

"ہماری ولایت اللہ کی ولایت ہے کوئی بھی نبی اس ولایت کے بغیر مبعوث نہیں ہوا" (امالی مفید: ۱۴۲/ حدیث ۹، بحار الانوار: ۱۰۰/۲۶۲ حدیث ۱۵، امالی طوسی: ۱/ ۶۷ حدیث ۱۹ مجلس ۳۶)

ہماری ولایت تقویٰ کے بغیر حاصل نہیں ہوگی

(۱۵/۳۸۵) برسیؒ کتاب مشارق میں روایت ذکر کرتے ہیں کہ امام صادق علیہ السلام نے شیعوں میں سے ایک گروہ پر سلام کرنے کے بعد فرمایا:

الی واللہ احب ریحکم وارواحکم فاعینونا بورع واجتهاد واعلموا

ان ولایتنا لا تنال الا بالورع

"خدا کی قسم! مجھے تمہاری خوشبو اور ارواح پسند ہیں تم ورع (یعنی واجبات کو بجا لانے اور محرمات کو ترک کرنے) اور کوشش کے ساتھ ہماری مدد کرو"

جان لو کہ ہماری ولایت تقویٰ و پرہیزگاری کے علاوہ حاصل نہیں ہو سکتی۔

تم درحقیقت خدا کے شیعہ اور اس کے احکام کے پیروکار ہو۔ تم خدا کے مددگار اور اولین و آخرین میں سے سبقت لے جانیوالے ہو۔ تم نے دنیا میں ہماری ولایت کی طرف دوسروں سے سبقت لی اور آخرت میں بہشت کی طرف سبقت حاصل کرو گے۔

ہم نے خدا اور اس کے رسولؐ کی ضمانت کے ساتھ تمہارے لئے بہشت کی ضمانت لے لی ہے۔ بہشت کے درجات حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ مقابلہ کرو۔ تم پاک اور اچھی طینت کے لوگ ہو۔ تمہاری عورتیں بھی پاک طینت عورتیں ہیں، ہر مومنہ عورت ایک حور ہے، اور ہر مومن سچ بولنے والا اور صحیح کردار کا مالک ہے۔

(مشارق الانوار: ۳۸، الکافی: ۸/۲۱۳ حدیث ۲۵۹، بحار الانوار: ۷/۲۰۳ حدیث ۹۰)

امام صادقؑ سے ایک یمنی کا سوال

(۱۶/۳۸۶) صفارؒ کتاب بصائر الدرجات میں نقل کرتے ہیں کہ یمن کے علماء میں سے ایک مرد امام جعفر صادقؑ کی مجلس میں موجود تھا۔ امامؑ نے اس سے فرمایا: اے یمنی بھائی! کیا آپ کے ہاں علماء ہیں؟ اس نے عرض کیا: ہاں! حضرت نے فرمایا: آپ کے علماء کا علم کس حد تک اور کس مقدار تک ہے؟ اس نے عرض کیا: اس حد تک کہ ایک رات میں دو مہینوں کا سفر کر سکتے ہیں، پرندے کے اڑنے سے فال نکالتے ہیں اور طی الارض کرتے ہیں (یعنی ایک جگہ سے دوسری جگہ آسانی سے کر سکتے ہیں۔

یمنی نے عرض کیا: مدینے کے علماء کا علم کس حد تک ہے؟ امامؑ نے فرمایا: دن کے ایک گھنٹے میں سورج کی ایک سال کی مسافت کے برابر طے کر لیتے ہیں یہاں تک کہ آپ اس دنیا

جیسے بارہ ہزار جہان طے کر لیتے ہیں کہ وہاں کے رہنے والے یہ نہیں جانتے کہ خدا نے آدم اور ابلیس کو پیدا کیا ہے۔

اس نے عرض کیا: کیا ان جہانوں کے رہنے والے آپ کو جانتے ہیں؟ حضرت نے فرمایا:

نعم ،ما افترض عليهم الا ولا يتنا والبراة من عدونا

"ہاں! ان پر ہماری ولایت اور ہمارے دشمنوں سے بیزاری کے علاوہ کچھ واجب نہیں کیا گیا"

(بصائر الدرجات: ۴۰۱ حدیث ۱۵، اختصاص: ۳۱۳، بحارالانوار: ۲۵/ ۳۴۹ حدیث ۱۴، تفسیر برہان: ۱/ ۳۸ حدیث ۱۶)

شیعوں کو جنت کے لیے پیدا کیا گیا ہے

(۱۷/۳۸۷) علامہ مجلسیؒ بحارالانوار میں کتاب فضائل الشیعہ سے نقل کرتے ہیں کہ امام صادق نے اپنے شیعوں سے فرمایا:

دياركم لكم جنة، وقبوركم لكم جنة، للجنة خلقتم والى الجنة تصيرون (فضائل الشیعہ: ۳۷ حدیث ۳۴، بحارالانوار: ۸/ ۳۶۰ حدیث ۲۶ اور ۶۸/ ۱۴۳ حدیث ۳۰)

"تمہارے گھر تمہارے لئے جنت ہیں، تمہاری قبریں تمہارے لئے جنت ہیں تمہیں جنت کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور تم بہشت کی طرف جانے والے ہو"

(۱۸/۳۸۸) امام صادقؑ فرماتے ہیں:

إِنَّ الرَّجُلَ لَيُحِبُّكُمْ وَمَا يَدْرِیْ مَا تَقُوْلُوْنَ فَيُدْخِلُهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيُبْغِضُكُمْ وَمَا يَدْرِیْ مَا تَقُوْلُوْنَ فَيُدْخِلُهُ اللّٰهُ النَّارَ

"ایک شخص تمہیں دوست رکھتا ہے اور نہیں جانتا کہ تم کیا کہتے ہو، خدا اسے تمہارے ساتھ دوستی کی وجہ سے جنت میں داخل کرے گا اور ایک شخص تمہارے ساتھ دشمنی رکھتا ہے اور نہیں جانتا کہ تم کیا کہتے ہو تو خدا اسے تمہارے ساتھ دشمنی

کی وجہ سے دوزخ میں داخل کرے گا"

(۱۹/۳۸۹) شیخ صدوقؒ ابان بن تغلب سے نقل کرتے ہیں کہ امام صادقؑ نے فرمایا:

يَبْعَثُ اللّٰهُ شِيْعَتَنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى مَافِيْهِمْ مِنْ ذُنُوْبٍ وَعُيُوْبٍ مُبْيَضَّةً وُجُوْهُهُمْ مَسْتُوْرَةً عَوْرَاتُهُمْ آمِنَةً رَوْعَاتُهُمْ

"خدا تبارک وتعالیٰ ہمارے شیعوں کو ان کے گناہوں اور عیوب کے ساتھ قیامت کے دن محشور کرے گا، درحالانکہ ان کے چہرے روشن اور تروتازہ ہوں گے۔ ان کی برائیاں پوشیدہ ہوں گی اور ہر طرح کے خوف سے محفوظ ہوں گے"

ان کے لئے راستہ ہموار اور سختیاں دور ہوں گی اور یاقوت کے اونٹوں پر سوار ہوں گے لگاتار جنت کے اردگرد چکر کاٹتے ہوں گے، ان کے جوتوں کے تسمے چمکتے ہوئے نور سے ہوں گے، ان کے لئے دسترخوان بچھایا جائے گا اور وہ کھانا کھانے میں مشغول ہوں گے درحالانکہ دوسرے لوگ حساب وکتاب میں گرفتار ہوں گے اور ان سے اعمال کے متعلق پوچھا جائے گا۔

(تاویل الآیات: ۱/۳۳۰ حدیث ۱۶، تفسیر برہان: ۳۰/۲/۷ حدیث ۴، المحاسن: ۱/۱۳۵ حدیث ۱۲۶)

(۲۰/۳۹۰) سید شرف الدین نجفیؒ کتاب فضائل الآیات اور بحرانیؒ تفسیر برہان میں ابان سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے: میں نے امام صادقؑ سے اس آیت (**فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ**) (پس وہ عقبہ میں داخل نہ ہوا) کے بارے میں سوال کیا تو حضرت نے فرمایا: اے ابان! کیا کسی اور سے اس کے متعلق کچھ سنا ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: اے ابان! کیا اس کے متعلق ایسی گفتگو اور وضاحت ذکر کروں جو تیرے لئے اس دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سے بہتر ہو؟ میں نے عرض کیا: جی آقا فرمایئے۔

امامؑ نے فرمایا:

فَكُّ رَقَبَةٍ (سورہ بلد: آیت ۱۳)

"غلام کو آزاد کرنا ہے"

الناس مماليك النار كلهم غيرك وغير اصحابك ففككم الله منها

"سب کے سب لوگ دوزخ میں گرفتار ہیں سوائے تیرے اور تیرے دوستوں کے کہ خدانے تمہیں اس سے آزاد کر دیا ہے۔

میں نے عرض کیا: کس چیز کی وجہ سے ہمیں دوزخ کی آگ سے آزاد کیا ہے؟"

آپ نے فرمایا:

بولایتکم امیر المومنین علی بن ابی طالب علیه السلام وبنا فک الله رقابکم من النار

"امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کے ساتھ تمہاری محبت اور ہماری وجہ سے تمہیں دوزخ سے آزاد کیا ہے"

(تاویل الایات: ۲/۹۹۷ حدیث ۵، تفسیر برہان: ۴/۳۶۵ حدیث ۸، بحارالانوار: ۲۴/۲۷۱ ح ۲)

کروبیں پہلے شیعہ ہیں

(۲۱/۳۹۱) صفارؒ کتاب بصائر الدرجات میں امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

ان الکروبیین قوم من شیعتنا من الخلق الاول جعلهم الله خلف العرش لو قسم نور واحد منهم علی اهل الارض لکفاهم

"کروبیں ہمارے پہلے شیعوں میں سے ہیں، خدا نے ان کو عرش کے پیچھے جگہ دی ہے۔ ان میں سے ایک کا نور اگر اہل زمین پر تقسیم کیا جائے تو سب کے لئے کافی ہوگا۔ پھر آپؑ نے فرمایا: جب موسیٰؑ نے خدا سے دیکھنے کی درخواست کی تو خدا نے ان کروبیں میں سے ایک کو حکم دیا کہ اس پہاڑ پر اپنا جلوہ دکھائے، جب اس نے اپنا جلوہ دکھایا تو پہاڑ زمین کے ساتھ برابر ہو گیا"

(بصائر الدرجات: ۶۹ حدیث ۲، بحارالانوار: ۲۶/۳۴۲ حدیث ۱۲، تفسیر برہان: ۲/۳۵ حدیث ۵)

معرفت امام صادقؑ

(۲۲/۳۹۲) مشہور خطیب و واعظ حاج شیخ مہدی خراسانی نے ۱۳۶۹ ہجری سات جمادی الاول

شب جمعہ کو نجف اشرف میں مسجد انصاریؒ کے منبر پر آیۃ اللہ حاج شیخ جعفر شوستری
سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کربلا میں منبر پر لوگوں کے سامنے یہ روایت بیان کی کہ
جب منصور نے امام صادقؑ کو حاضر کیا اور حضرت مدینے سے بغداد آئے تو دریائے
دجلہ کے کنارے اترے، ایک بوڑھے شخص نے حضرت کے شیعوں میں سے آپؑ کے
ساتھ ملاقات کی اور عرض کیا۔ ہمیں اپنی معرفت کروایئے۔

امامؑ نے فرمایا: کیا تم مجھے پہچاننا چاہتے ہو؟ اس نے عرض کیا: ہاں!

امامؑ نے خدمت میں موجود اپنے اصحاب سے فرمایا: اسے دجلہ میں پھینک دو۔ انہوں
نے حضرت کا حکم مانتے ہوئے اس بوڑھے شخص کو دجلہ میں پھینک دیا۔ اس خدا کے بندے نے
جب یہ دیکھا تو شور مچانا شروع کر دیا اور پانی کے درمیان ہاتھ پاؤں مارنے لگا، اور تیرتا ہوا پانی سے
باہر آ گیا اور بڑا تعجب کرنے لگا کہ امامؑ نے اس طرح کا حکم کیوں دیا ہے۔ امامؑ نے دوبارہ حکم دیا کہ
اسے پھر دجلہ میں پھینک دو۔ لوگوں نے اسے پکڑا اور دجلہ میں پھینک دیا۔ یہ بوڑھا شخص غصے سے
آگ بگولا ہو گیا اور اس نے پے در پے ایسے کلمات منہ سے نکالے جو اس کے تعجب کو ظاہر کر رہے
تھے، اس مرتبہ بھی وہ مشکل سے دجلہ سے باہر آ گیا اور امامؑ کو برا بھلا کہنے لگا۔ جس کی اس سے یہ
توقع نہ تھی۔ امامؑ نے تیسری بار پھر اسے دجلہ میں پھینکنے کا حکم دیا، تھوڑی دیر بعد اس بوڑھے نے
اپنے آپ کو پانی میں دیکھا اور اب اس میں تیرنے کی طاقت نہ رہی تھی۔ دریائے دجلہ کی موجیں
اسے دجلہ کے درمیان لے جا چکی تھیں۔ وہ بالکل ناامید ہو چکا تھا، امامؑ نے جب اسے دیکھا کہ
اس میں تیرنے کی طاقت نہیں رہی اور باہر نہیں نکل سکتا تو اپنا کریمانہ ہاتھ اس کی طرف بڑھایا اور
اسے پانی سے باہر نکال لیا۔ جیسے ہی پانی سے باہر آیا، اپنے آپ کو حضرت کے قدموں پر گرا دیا اور
اظہار کرنے لگا کہ امامؑ کو اچھی طرح پہچان لیا ہے، اس کے پاس کھڑے لوگوں نے اس سے
پوچھا، کیسے پہچانا ہے؟ اس نے عرض کیا: جب میں تیرنے سے عاجز آ گیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ
اب میں ہلاک ہو جاؤں گا اور بچ نہیں سکتا، ہر طرح کی امید ختم ہو گئی تو میں نے خدا کو پکارا، پانی کی
تہہ میں پہنچنے ہی والا تھا اور سانس بند ہونے والی تھی کہ میرے سامنے سے پردے دور ہو گئے۔ میں

نے امام صادقؑ کو دیکھا کہ پورے مشرق و مغرب میں چھائے ہوئے ہیں اور آپ کے علاوہ کسی چیز کو میں نے نہ دیکھا اور حضرت نے مجھے نجات دی اور نکال لیا۔

مقام محبّ اہل بیتؑ

(۲۳/۳۹۳) علی بن اسباطؒ کتاب نوادر اور ابو عمر اور کشیؒ اپنی کتاب میں عبید بن زرارہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے۔ میں امام صادقؑ کی خدمت میں شرفیاب ہوا تو اس وقت بقباق یعنی ابو عباس حضرت کے پاس موجود تھا۔ میں نے عرض کیا کہ ایک شخص بنو امیہ کو دوست رکھتا ہے کیا وہ بھی اُن کے ساتھ ہے؟ امام نے فرمایا: ہاں! میں نے عرض کیا کہ ایک شخص آپؑ کو دوست رکھتا ہے کیا وہ آپؑ کے ساتھ ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! میں نے عرض کیا: اگرچہ وہ زنا کار اور چور ہی کیوں نہ ہو؟ راوی کہتا ہے امام نے بقباق کی طرف دیکھا کہ وہ متوجہ نہیں ہے تو میری طرف سر کے ساتھ اشارہ کر کے فرمایا: ہاں!

(الکشی: ۳۳۶ حدیث ۶۱۷، بحار الانوار: ۶۸/۱۳۱ حدیث ۲۹، نوادر علی بن اسباط: ۱۸)

(۲۴/۳۹۴) سید ہاشم بحرانی قدس سرہ کتاب معالم الزلفی میں آیہ شریفہ

اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ۝ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ (سورہ غاشیہ: آیت ۲۵، ۲۶)

بے شک ان کی بازگشت ہماری طرف ہے

"بے شک ان کی بازگشت ہماری طرف ہے اور بے شک ان کا حساب ہمارے ذمہ ہے"

کی تفسیر میں امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جب خدا لوگوں کو ایک وسیع مکان میں جمع کرے گا تو ہمارے شیعوں کے حساب میں دیر کرے گا۔ ہم خدا سے عرض کریں گے: اے خدا! یہ ہمارے شیعہ ہیں۔ اس وقت خدا تبارک و تعالیٰ فرمائے گا:

قَدْ جَعَلْتُ اَمْرَهُمْ اِلَيْكُمْ وَقَدْ شَفَّعْتُكُمْ فِيْهِمْ وَغَفَرْتُ لِمُسِيْئِهِمْ اُدْخُلُوْهُمُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ

"میں نے ان کے معاملہ کو تمہارے سپرد کیا ان کے متعلق تمہاری شفاعت کو قبول کیا اور
ان کے گناہگاروں کو معاف کر دیا، اور ان کو بغیر حساب کے جنت میں لے جاؤ"
(معالم الزلفی: ۸۰/۱۷۸، تاویل الایات: ۲/۸۸۷ حدیث ۶ تفسیر برہان: ۴/۴۵۶)

امام صادق علیہ السلام

(۳۹۵/۲۵) محمد بن جریر طبری کتاب نوادر المعجزات میں قیس بن خالد سے نقل کرتے ہیں کہ اس نے کہا: میں نے امام صادقؑ کو دیکھا، انہوں نے اپنے دائیں ہاتھ کے ساتھ مسجد نبوی کے مینار اور بائیں ہاتھ سے قبر کی دیواروں کو بادلوں اور آسمانوں تک بلند کرتے ہوئے فرمایا:

أَنَا جَعْفَرٌ أَنَا نَهْرُ الْأَغْوَرِ أَنَا صَاحِبُ الْآيَاتِ الْأَقْمَرِ وَأَنَا ابنُ شَبِيْرٍ وَ شَبَّرٍ

"میں جعفر ہوں، میں ایک گہرا دریا ہوں، میں روشن و واضح معجزات کا مالک ہوں اور میں حسنؑ و حسینؑ کا بیٹا ہوں"
(نوادر المعجزات: ۱۲۷ حدیث ۲، دلائل الامامۃ: ۲۳۸ حدیث ۲، مدینۃ المعاجز: ۵/۲۱۴ حدیث ۴)

اگر چاہوں تو سورج کو تیری آنکھوں سے چھپالوں

(۳۹۶/۲۶) نیز ابراہیم بن سعد سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں میں نے امام صادقؑ سے عرض کیا:

أَتَقْدِرُ أَنْ تَمْسِكَ الشَّمْسَ بِيَدِكَ؟

"کیا آپ قدرت رکھتے ہیں کہ سورج کو اپنے ہاتھ سے روک لیں"

حضرت نے فرمایا:

لَوْ شِئْتُ لَحَجَبْتُهَا عَنْكَ

"اگر میں چاہوں تو سورج کو تیری آنکھوں سے چھپالوں"

میں نے عرض کیا: ایسا کر کے دکھائیں۔ میں نے دیکھا کہ حضرت نے سورج کو ایسے

کھینچ لیا جیسے کوئی کسی جانور کی لگام کو کھینچتا ہے۔پس سورج سیاہ ہوگیا اور چھپ گیا۔حضرت کا یہ معجزہ تمام اہل دنیا کی آنکھوں کے سامنے واقع ہوا۔پھر امامؑ نے اسے چھوڑ دیا اور وہ اپنی اصلی حالت پر چلا گیا۔(نوادر المعجزات:۱۳۸حدیث۵،دلائل الامامۃ:۲۴۹حدیث۵،مدینۃ المعاجز:۵/۲۱۵حدیث۷)

امام صادقؑ کا اپنے شیعوں کے لیے تحفہ لانا

(۲۷/۳۹۷) نیز قبیصہ بن وائل سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتا ہے: میں امام صادقؑ کی خدمت میں تھا کہ آپ اچانک اوپر چلے گئے اور چھپ گئے۔تھوڑی دیر کے بعد واپس آئے اور ساتھ کھجور کا تازہ گچھا لے کر آئے اور فرمایا:

کانت رجلی الیمنیٰ علی کتف جبرائیل والیسریٰ علی کتف میکائیل حتی لحقت بالنبیؐ وعلی وفاطمہ والحسن والحسین وعلی وابی علیھم السلام فحیونی بھذا لی ولشیعتی

"میرا دایاں پاؤں جبرائیل کے پر اور بایاں میکائیل کے پَر پر تھا یہاں تک کہ میں نے اپنے اجداد پیغمبر اکرمؐ،علیؑ،فاطمہؑ،حسنؑ،حسینؑ،علی بن الحسینؑ اور اپنے والد بزرگوار علیہم السلام کے ساتھ ملاقات کی،انہوں نے یہ کھجوروں کا گچھا مجھے اور میرے شیعوں کو بطور تحفہ دیا ہے"

(نوادر المعجزات:۱۳۹حدیث۷،دلائل الامامۃ:۲۵۰حدیث۷،مدینۃ المعاجز:۵/۲۱۶حدیث۹)

تمام نعمات الٰہی اہل بیتؑ،قائم زمانؑ اور ان کے ساتھیوں کے لیے ہیں

(۲۸/۳۹۸) نیز داود رقی سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتا ہے ایک شخص امام صادقؑ کی خدمت میں شرفیاب ہوا اور عرض کیا: آپؑ کا علم کس حد اور کس مقدار تک ہے؟ آپؑ نے فرمایا آپ کے سوال کی مقدار کے مطابق۔یعنی ہم آپ کے تمام سوالوں کے جواب دیں گے اور تم جو کچھ پوچھو گے وہ ہم جانتے ہیں۔اس نے عرض کیا: یہ پانی کا دریا ہے کیا اس کے نیچے کوئی چیز ہے؟

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: ہاں، کیا تم پسند کرو گے کہ اپنی آنکھوں سے دیکھو یا صرف اپنے کانوں سے سننا پسند کرو گے۔ اس نے عرض کیا: میں آنکھوں سے دیکھنا پسند کروں گا، کیونکہ کان کبھی چیز کو سنتے ہیں لیکن پہچانتے نہیں ہیں، جبکہ آنکھ سے جو دیکھا جائے، دل اس کی گواہی دیتا ہے اور انسان کے نزدیک وہ چیز ثابت ہو جاتی ہے۔ اس وقت امامؑ نے اس شخص کا ہاتھ پکڑا اور چل پڑے یہاں تک کہ دریا کے کنارے جا پہنچے، آپ نے دریا کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا:

ایھا العبد المطیع لربہ اظھر ما فیک

"اے خدا کے فرمانبردار بندے جو کچھ تیرے اندر پوشیدہ ہے اسے ظاہر کر۔"

اچانک دریا گہرائی تک پھٹ گیا اور اندر سے ایسا پانی نمودار ہوا جو دودھ سے سفید تر، شہد سے زیادہ میٹھا، مشک وعنبر سے زیادہ خوشبودار اور ادرک سے زیادہ لذیذ تھا۔ اس شخص نے عرض کیا: یا ابا عبداللہ! میں آپ پر قربان جاؤں، یہ پانی ان اوصاف کے ساتھ کن کے لئے ہے؟ اور کون لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں گے؟ آپؑ نے فرمایا:

للقائم و اصحابہ

"یہ ہم اہل بیت علیہم السلام کے قائمؑ اور ان اصحابؓ کے لئے ہے"

اس شخص نے عرض کیا: کس زمانے میں؟ آپؑ نے فرمایا:

اذا قام القائم علیہ السلام و اصحابہ نفذ الماء الذی علی وجہ الارض حتی لا یوجد ماء فیضج المومنون الی اللہ بالدعا فیبعث اللہ لھم ھذا الماء فیشربونہ وھو محرم علی من خالفھم

"جب قائم علیہ السلام اپنے اصحاب کے ہمراہ قیام فرمائیں گے تو زمین پر پانی ختم ہو جائے گا اور کہیں پانی نہ ملے گا۔ اس وقت مومنین گڑگڑا کر بارگاہ ایزدی میں دعا کریں گے تو اس وقت خدا تعالیٰ یہ پانی ان کے لئے ظاہر کرے گا اور وہ اس سے پئیں گے اور ان کے مخالفین پر یہ پانی حرام ہوگا"

پھر اس شخص نے اپنا سر بلند کیا، تو ہوا میں ایسے گھوڑوں کو دیکھا، جن پر زینیں لگی ہوئی ہیں اور لگامیں چڑھی ہوئی ہیں۔ امام صادقؑ سے پوچھا یہ گھوڑے کیسے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا:

ھذہ خیل القائم واصحابہ

"یہ حضرت قائمؑ اور ان کے اصحاب کے گھوڑے ہیں"

اس شخص نے عرض کیا: کیا میں بھی ان پر سوار ہوں گا؟ آپؑ نے فرمایا: اگر تو حضرت کے دوستوں کو دوست رکھتا ہو تو سوار ہوگا۔ اس نے عرض کیا: کیا میں بھی اس خوش مزہ پانی سے پیوں گا؟ آپؑ نے فرمایا: اگر ان کے شیعوں میں سے ہوگا تو پیئے گا۔

(دلائل الامامۃ: ۲۶۱ حدیث ۳۶، مدینۃ المعاجز: ۶/۱۵۹ حدیث ۳۴۷)

اعمال صرف اہل بیتؑ کے شیعوں کے قبول ہیں

(۲۹/۳۹۹) کلینیؒ کتاب کافی میں امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے اپنے شیعوں سے فرمایا:

منکم واللّٰہ یقبل، ولکم اللّٰہ یغفر، انہ لیس بین احد کم وبین ان یغتبط ویری السرور وقرۃ العین الا ان تبلغ نفسہ ھاھنا واوماء بیدہ الی حلقہ

"خدا کی قسم! فقط تمہارے اعمال قبول کیے جائیں گے، خدا کی قسم صرف خدا تمہیں بخشے گا۔ تم میں سے کسی ایک اور اس خوشی اور آنکھوں کی ٹھنڈک کے درمیان کسی چیز کا فاصلہ نہیں ہے مگر یہ کہ تمہاری جان تمہارے حلق تک پہنچ جائے"

پھر آپ نے فرمایا: جب ایسا ہوگا اور تمہاری موت کا وقت آئے گا تو رسولؐ خدا اور امیر المومنینؑ، جبرائیلؑ اور موت کے فرشتے کے ساتھ آئیں گے۔ اس وقت حضرت علیؑ نزدیک آئیں گے اور عرض کریں گے: یا رسول اللہؐ! یہ شخص ہم اہل بیتؑ کو دوست رکھتا تھا، پس آپ اسے دوست رکھیں۔ رسولؐ خدا جبرائیلؑ سے فرمائیں گے۔ اے جبرائیلؑ! یہ شخص خدا، اس کے رسولؐ اور اس کے رسولؐ کی آل کو دوست رکھتا ہے اسے تم دوست رکھو۔ جبرائیلؑ، عزرائیلؑ سے فرمائیں گے

نہیں کرنا چاہتے تھا۔ ہماری ولایت کا دنیا کے ساتھ قیاس کیا ہے مگر دنیا اور جو اس
میں ہے وہ کیا ہے؟ آیا دنیا پیٹ بھرنے اور لباس پہن کر اپنے بدن کو چھپانے
کے علاوہ اور کوئی چیز ہے؟ لیکن ہماری ولایت اور محبت حیات ابدی اور دوائمی خوش
بختی کا سرچشمہ ہے"۔ (تحف العقول:۳۷۹، بحارالانوار:۷۸/۲۶۵ حدیث ۱۷۷)

آخرت میں دنیا کی مثال

مؤلف فرماتے ہیں کہ حدیث نبوی میں وارد ہوا ہے۔

**مالدنیا فی الاخرة الا مثل ما یجعل احد کم اصبعه فی الیم فلینظر
بسم یرجع** (روضة الواعظین: ۴۹۰، بحارالانوار:۷۳/۱۱۹، تنبیہ الخواطر:۱/۱۵۰)

"آخرت میں دنیا کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی اپنی انگلی سمندر میں ڈالے۔ پھر ہاتھ
کو لگنے والے اور باقی سمندر کے پانی کے درمیان تقابل کرے کہ کتنا ہے؟"

عالم برزخ

(۳۲/۲۰۲) کلینیؒ کافی میں عمرو بن یزید سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے کہ میں نے امام
صادقؑ سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا:

کُلُّ شِیْعَتِنَا فِی الْجَنَّةِ عَلٰی مَا کَانَ فِیْهِمْ؟

"ہمارے شیعہ جس طرح کے بھی اعمال رکھتے ہوں گے ان کا ٹھکانا جنت ہے"

آپ نے فرمایا: میں اس کی تصدیق کرتا ہوں کہ صحیح ہے۔ خدا کی قسم وہ سب بہشت
میں ہوں گے۔ میں نے عرض کیا: آپؑ پر قربان جاؤں، ان کے گناہ زیادہ ہیں اور کبھی تو گناہان
کبیرہ کرتے ہیں آپؑ نے فرمایا:

**اما فی القیامة فکلکم فی الجنة بشفاعة النبی المطاع او وصی
النبی ولکنی واللہ اتخوف فی البرزخ**

ساتھ، جس کی اطاعت کی جانی چاہیے، یا ان کے وصی کی شفاعت کے ساتھ، لیکن خدا کی قسم! میں عالم برزخ میں تمہارے بارے میں ڈرتا ہوں۔ میں نے عرض کیا: برزخ کیا ہے؟"

آپ نے فرمایا:

القبر منذ حين موته الى يوم القيامة

وہ قبر ہے یعنی موت سے لے کر روز قیامت کے وقت کو برزخ کہتے ہیں۔

(الکافی:۳/۲۴۲ حدیث۳، بحارالانوار:۶/۲۶۷ حدیث۱۱۶، تفسیر برہان:۳/۱۲۰ حدیث۲)

منکر ولایت ائمہؑ کا کوئی دین نہیں

(۳۰۲/۳۳۳) کلینیؒ "کافی میں اور محمد بن مسعود عیاشی تفسیر عیاشی میں عبداللہ بن ابی یعفور سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام صادقؑ سے عرض کیا: میں لوگوں کے ساتھ بیٹھتا اٹھتا ہوں تو ایسے لوگوں سے بڑا تعجب کرتا ہوں، جو آپؑ کی ولایت اور محبت نہیں رکھتے اور فلاں فلاں کو دوست رکھتے ہیں، لیکن اس کے باوجود وہ لوگ امانتدار اور اپنے وعدوں کو وفا کرتے ہیں۔ البتہ کچھ وہ لوگ جو آپؑ کی محبت اور ولایت رکھتے ہیں لیکن ان کے پاس امانتداری، سچائی اور وعدوں کی پاسداری نہیں ہے۔

ابن یعفور کہتے ہیں کہ امام صادقؑ درحالانکہ بیٹھے ہوئے تھے میرے سامنے ہوگئے اور غصے سے میری طرف دیکھ کر فرمایا:

لا دين لمن دان بولاية امام جائر ليس من الله، ولا عتب على من دان بولاية امام عدل من الله

"جو شخص ایسے امام کی ولایت کا قائل ہو جو ظالم اور خدا کی طرف سے نہ ہو تو اس کا کوئی دین نہیں ہے، اور جو شخص اللہ کی طرف سے منتخب شدہ امام عادل کی ولایت و محبت رکھتا ہو، اس پر کوئی ملامت اور سرزنش نہیں ہے"

راوی کہتا ہے: میں نے عرض کیا کہ وہ گروہ دین نہیں رکھتا اور یہ گروہ ملامت وسرزنش کے قابل نہیں ؟ حضرت نے فرمایا: ہاں! وہ لوگ دین نہیں رکھتے اور ان کو سرزنش نہیں کرنی چاہیے۔ پھر آپ نے فرمایا: کیا تو نے خدا کی کلام نہیں سنی جس میں فرماتا ہے۔

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ

(سورہ بقرہ: آیت ۲۵۷)

"خدا ان کا سرپرست اور ولی ہے جو ایمان لائے ہیں۔ خدا ان کو تاریکیوں سے نور کی طرف لے جائے گا" یعنی ان کو گناہوں کی تاریکی سے توبہ کے نور کی طرف لے جائے گا۔ اس ولایت کی وجہ سے جو خدا کے منتخب امامؑ عادل کی ان کے دلوں میں ہے۔ اس کے بعد خدا تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔

وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا اَوْلِیَاءُ ھُمُ الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْنَھُمْ مِنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمَاتِ

(سورہ بقرہ: آیت ۲۵۷)

"وہ جو کافر ہیں ان کے سرپرست اور ولی طاغوت اور شیاطین ہیں خدا ان کو نور سے تاریکیوں کی طرف لے جائے گا"

راوی کہتا ہے: میں نے عرض کیا: خدا کے فرمان (وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا) سے مراد کافر لوگ نہیں ہیں؟ حضرت نے فرمایا: کافر کے لئے کفر کی حالت میں کونسا نور ہے جو اس سے خارج کرے گا، اور تاریکی کی طرف لے جائے گا؟ بلکہ خدا کی مراد وہ لوگ ہیں جن کے پاس اسلام کا نور موجود ہے، لیکن چونکہ انہوں نے حق کی پیروی نہیں کی اور خدا کی طرف سے معین نہ کئے ہوئے ظالم اور غاصب کی پیشوائی کو قبول کیا، اس ناحق ولایت کے ذریعے سے وہ نور اسلام سے خارج ہو کر کفر کی تاریکی کی طرف چلے جائیں گے اور کافروں کے ساتھ آتش جہنم کے حق دار ہوں گے جیسا کہ خدا فرماتا ہے۔

اُوْلٰئِکَ اَصْحَابُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خَالِدُوْنَ (سورہ بقرہ: آیت ۲۵۷)

بے شک ہمارے شیعہ ایک محکم اور مضبوط راستے پر ہیں

(۲۰۴/۲۳) طبری نے کتاب بشارۃ المصطفیٰ میں حذیفہ بن منصور سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتا ہے:

میں امام صادقؑ کی خدمت میں موجود تھا کہ ایک شخص حضرت کے پاس آیا اور عرض کی کہ آپؑ پر قربان جاؤں۔ میرا ایک بھائی ہے جو آپؑ کو دوست رکھتا ہے اور آپؑ کے عزت و احترام میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرتا۔ اس میں جو عیب ہے وہ یہ ہے کہ وہ شراب پیتا ہے۔ امام صادقؑ نے فرمایا: بے شک یہ ایک بہت بڑا عیب ہے کہ ہمارا دوست شراب خوری میں مبتلا ہو لیکن کیا تو چاہتا ہے کہ ایسے شخص کے متعلق تجھے بتاؤں جو اس سے بدتر ہے؟ پس وہ جو ظاہر بظاہر ہمارے ساتھ دشمنی کرتا ہو، اس سے بدتر ہے۔ بے شک مومنین کے درمیان جو شخص کم ترین مرتبہ و درجہ رکھتا ہے اور پست تر ہے، ایسے دو سو افراد کی ان میں سے شفاعت کرے گا جو پست اور ذلیل نہیں ہے۔ لیکن اگر سات آسمانوں، سات زمینوں میں رہنے اور سات سمندروں میں رہنے والے ایک ناصبی (یعنی ہمارے ساتھ کھلم کھلا دشمنی رکھنے والے) کی شفاعت کریں تو قبول نہ ہوگی۔ یہ جو تو نے کہا ہے، یہ شخص اس دنیا سے نہیں جائے گا، مگر یہ کہ توبہ کرے یا خدا اسے کسی قسم کی بیماری یا جسمانی تکلیف میں مبتلا کرے تاکہ اس وسیلہ سے اس کے گناہ ختم ہو جائیں۔ جب خدا کی ملاقات کرے تو اس کی گردن پر کوئی گناہ نہ ہو۔ بے شک ہمارے شیعہ ایک محکم اور مضبوط راستے پر ہیں اور سعادت و خوش بختی کے راستے پر چل رہے ہیں۔ پھر فرمایا: میرے بزرگوار نے بار بار فرمایا ہے۔

احبب حبیب آل محمد وان کان مرھقا ذیالا وابغض بغیض آل محمد وان کان صوّاما قوّاما

"آل محمدؐ کے دوست کو دوست رکھو، اگرچہ گناہ گار اور پست شخص کیوں نہ ہو، اور دشمن آل محمدؐ کو دشمن رکھو، اگرچہ زیادہ نمازی اور روزہ دار ہی کیوں نہ ہو"

(بشارۃ المصطفیٰ: ۳۸، بحارالانوار: ۶۸/۱۲۶ حدیث ۵۴)

خدا مومنین کا سرپرست ہے

(۳۵/۱۰۵) علی بن ابراہیم قمیؒ نے عمر بن یزید سے نقل کیا ہے کہ امام صادقؑ نے فرمایا:

انتم واللہ من آل محمد

''خدا کی قسم تم آل محمد علیہم السلام میں سے ہو''

وہ کہتا ہے میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان جاؤں۔ کیا خود ان سے ہوں؟ آپؑ نے فرمایا: ہاں! خود ان سے ہو، اور اس کا تین بار تکرار کیا۔ پھر انہوں نے میری طرف دیکھا اور میں نے حضرت کی طرف دیکھا تو اس وقت حضرت نے فرمایا: اے عمر! خدا تبارک و تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

اِنَّ اَولَى النَّاسِ بِاِبرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَ الَّذِينَ آمَنُوا وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ (سورہ آل عمران: آیت ۶۸)

''بے شک ابراہیم کے نزدیک ترین وہ لوگ ہیں جو اس کے پیروکار ہیں اور پھر پیغمبر اور ایماندار ہیں اور خدا مومنین کا سرپرست ہے''

(تفسیر قمی: ۹۵، تفسیر برہان: ۱/۲۹۱ حدیث ۱، تفسیر عیاشی: ۱/۱۷۷ حدیث ۶۱)

بے شک آل محمدؐ محبت گناہوں کو ختم کرتی ہے

(۳۶/۱۰۶) امام صادقؑ سے روایت ہوئی ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

ان حبنا اهل البيت ليحط الذنوب عن العباد كما تحط الريح الشديدة الورق عن الشجر

''بے شک ہماری محبت بندوں کے گناہوں کو اس طرح گراتی ہے جیسے تیز ہوا درخت سے پتوں کو گراتی ہے'' (ثواب الاعمال: ۱۸۷، بحار الانوار: ۲۷/۷۷ حدیث ۹)

امام صادقؑ سے ایک مسئلہ

مسئلہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ [illegible] آپ کے
غصے کی وجہ سے سیاہ آندھی چلنے لگی اور قریب تھا کہ مدینہ اپنی جگہ سے اکھڑ جاتا جب
آپ کا غصہ ٹھنڈا ہوا تو آندھی بھی رک گئی۔

اس کے بعد حضرت نے فرمایا:

لو شئت لقلبتها علی من علیها، ولکن رحمة الله وسعت کل شئ

''اگر میں چاہوں تو زمین کو اہل زمین پر الٹا کر دوں، لیکن خدا کی رحمت ہر چیز کو
اپنے احاطہ میں لیے ہوئے ہے۔''

(نوادر المعجزات: ۱۳۸ حدیث ۴، دلائل الامامۃ: ۲۳۹ حدیث ۳، مدینۃ المعاجز: ۵/۲۱۵ حدیث ۶)

علی بن ہبیرہ محبّ آلِ محمدؐ

(۳۸/۴۰۸) ابن شہر آشوب کتاب مناقب میں حسین بن محمد سے نقل کرتے ہیں:

وہ کہتا ہے کہ علی بن ہبیرہ کو رفید پر غصہ آیا تو اس نے حضرت امام صادقؑ کے زیر سایہ
پناہ لے لی۔ امامؑ نے اس سے فرمایا:

انصرف الیه واقرأه منی السلام وقل له: إنی اجرت علیک مولاک رفید فلا تهجه بسوء

''اس (علی بن ہبیرہ) کی طرف پلٹ جاؤ اور اسے میری طرف سے سلام کہو کہ
میں نے تیرا غلام تیری پناہ میں دیا ہے، اس سے برا سلوک نہ کرنا''

رفید کہتا ہے: راستے میں ایک صحرائی عربی مجھ سے ملا اور کہا کہاں جا رہے ہو؟ میں
تیرے چہرے میں قتل ہونے کے آثار دیکھ رہا ہوں۔ پھر اس نے کہا: اپنا ہاتھ نکالو، جب اس نے
دیکھا تو کہا: تیرے ہاتھ سے بھی تیرے قتل ہونے کا پتہ چل رہا ہے۔ اس کے بعد اس نے کہا: اپنی
زبان باہر نکالو تا کہ دیکھوں۔ جب اس نے میری زبان دیکھی تو کہا: جہاں بھی جانا چاہتے ہو جاؤ
، تجھے کوئی خطرہ نہیں ہے، کیونکہ تیری زبان پر ایسا پیغام ہے جسے اگر بڑے بڑے پہاڑوں کے

پاس لے جاؤ تو تیرے قبضے میں آ جائیں گے۔

رفید کہتا ہے: میں نے اپنا سفر جاری رکھا جب میں علی بن ہبیرہ کے پاس پہنچا تو اس نے فوراً مجھے میرے قتل کرنے کا حکم صادر کیا۔ میں نے اس سے کہا: جلدی نہ کر تو نے تو مجھے نہیں پکڑا اور نہ مجھ پر غلبہ حاصل کیا ہے بلکہ میں خود تیرے پاس آیا ہوں۔ مجھے اجازت دو، میرے پاس تیرا ایک پیغام ہے جو تجھے پہنچاؤں۔ اس کے بعد جو مرضی ہو کرنا۔ جب اس نے وہاں موجود لوگوں کو باہر جانے کا حکم دیا تو میں نے اس سے کہا: تیرے مولا نے تجھے سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے، میں نے تیرا غلام رفید تیری پناہ میں دیا اس کے ساتھ برا پیش نہ آنا۔

رفید کہتا ہے: جب میں نے امامؑ کا پیغام اس تک پہنچایا، تو اس نے کہا: تجھے خدا کی قسم! کیا جعفر بن محمد علیہما السلام نے ایسے فرمایا ہے اور انہوں نے مجھے سلام بھیجا ہے؟ میں نے قسم کھائی اس نے اپنی بات کا تین بار تکرار کیا اور میں نے اسے جواب دیا۔ پھر اس نے میرے بازوؤں کو کھولا اور کہا: اتنا میرے لئے کافی نہیں ہے بلکہ جو کچھ میں نے تیرے ساتھ کیا ہے ویسے ہی تو میرے ساتھ کر۔

(المناقب: ۳/ ۲۳۵، بحار الانوار: ۴۷/ ۹۷ احدیث ۲۷، الکافی: ۱/ ۴۷۳ حدیث ۳، الکافی: ۳/ ۹۰ حدیث ۳)

امام صادقؑ کا اپنے محبّ کے لیے تحفہ

(۳۹/۲۰۹) قطب راوندیؒ کتاب خرائج میں داؤد رقی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں امام صادقؑ کی خدمت مبارک میں شرفیاب تھا، آپؑ نے مجھ سے فرمایا: تجھے کیا ہوا ہے میں تیرے چہرے پر پریشانی کے آثار دیکھ رہا ہوں؟ میں نے عرض کیا: میرے اوپر بہت زیادہ قرضہ ہے جس کی وجہ سے میں رسوا ہو رہا ہوں اور اب ارادہ کیا ہے کہ سمندر کے راستے اپنے بھائی کے پاس جاؤں۔ آپ نے فرمایا: اگر جانا چاہتے ہو تو جاؤ، میں نے عرض کیا: مجھے اس سفر میں سمندر کے طوفان سے ڈر لگتا ہے۔ حضرت نے فرمایا: جو خدا خشکی میں تیری حفاظت کرتا ہے وہ سمندر میں بھی کرے گا

یا داؤد: لولا اسمی وروحی لما اطردت الانہار ولا اینعت الثمار

ولا اخضرت الاشجار

"اے داؤد! اگر میرا نام اور روح نہ ہوتے تو نہ نہریں چلتیں، نہ پھل پکتے اور نہ ہی درخت سبز ہوتے"

داؤد کہتا ہے: میں نے سمندر کا سفر شروع کیا، اور ایک سو بیس دن کے بعد خدا کی مرضی کے ساتھ میں ساحل تک پہنچ گیا۔ جمعہ کے دن ظہر سے پہلے جب میں سمندر سے باہر نکلا، اس وقت آسمان پر بادل تھے، میں نے آسمان سے زمین کی طرف آتے ہوئے ایک چمکتے نور کو دیکھا، اچانک ایک آہستہ سی آواز سنی کہ اے داؤد! تیرے قرضہ کے ادا کرنے اور اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کا وقت آ گیا ہے، اپنا سر اوپر کرو اور پریشان نہ ہو تو محفوظ ہے۔ راوی کہتا ہے: میں نے اپنا سر اوپر اٹھایا تو ایک ندا میرے کانوں میں آئی کہ اس سرخ ٹیلے کے پیچھے جاؤ۔ جب میں وہاں گیا تو سرخ سونے کے ورق دیکھے، جن کی ایک طرف صاف اور دوسری پر لکھا ہوا تھا۔

هَذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِکْ بِغَیْرِ حِسَابٍ

"یہ ہماری طرف سے بخشش اور ہدیہ ہے پس اسے اپنے پاس رکھو یا دوسروں کو عطا کر دو بغیر حساب کے" (سورہ ص: آیت ۳۹)

وہ کہتا ہے: میں نے وہ ورق اٹھائے اور سوچا کہ کسی کو ان کے متعلق نہ بتاؤں اور مدینے واپس چلا جاؤں۔ میں مدینہ واپس آ گیا اور امام صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے مجھ سے فرمایا: اے داؤد! ہماری طرف سے تو ہدیہ اور تحفہ وہ نور تھا جو تیرے لئے چمکا وہ سونا نہیں تھا جو تو نے خیال کیا ہے، لیکن پھر بھی یہ تیرے لئے مبارک ہو۔ یہ تیرے عظیم رب کی طرف سے تحفہ اور ہدیہ ہے پس اس کا شکر ادا کرو۔

داؤد کہتا ہے: میں نے حضرت کے خادم معتب سے اصل قصے کے بارے میں پوچھا: اس نے کہا: بالکل اسی وقت جب تیرے ساتھ واقعہ پیش آیا تھا امامؑ اپنے اصحاب کے ساتھ گفتگو فرما رہے تھے۔ خیثمہ، حمران اور عبدالاعلی وہاں موجود تھے، حضرت نے اپنا رخ انور ان کی طرف کیا

اور جو کچھ تو نے کہا ہے ویسے ہی ان سے فرمایا اور جب نماز کا وقت ہوا تو اٹھے اور ان کے ساتھ نماز پڑھی۔

داؤد کہتا ہے: میں نے اس واقعہ کے متعلق ان سے پوچھا: جن کے نام معتب نے لئے تھے، انہوں نے بھی بالکل اسی طرح ہی بیان کیا۔

(الخرائج: ۲/۶۴۲ حدیث ۴۳، بحارالانوار: ۴۷/۱۰۰ حدیث ۱۲۰)

جہاں ہم ہوں گے وہاں ہمارے شیعہ ہوں گے

(۴۱۰/۴۰) قطب الدین راوندیؒ کتاب خرائج میں حضرت امام جواد علیہ السلام سے ایک طویل حدیث ذکر کرتے ہیں ہم یہاں پر اس باب کے ساتھ مناسب حصے کو ذکر کرتے ہیں۔

حدیث کے راوی محمد بن ولید کہتے ہیں میں نے حضرت سے عرض کیا کہ آپ کے دوست اور محب آپ سے جو محبت رکھتے ہیں ان کو اس کا کوئی فائدہ ہے؟ حضرت جوادؑ نے فرمایا: امام صادق علیہ السلام کا ایک غلام اور خدمت گذار تھا، جب آپ مسجد میں داخل ہوتے تو وہ غلام آپ کی سواری کو پکڑے رکھتا تھا۔ ایک دن غلام بیٹھا ہوا تھا اور خچر اس کے ساتھ تھا، وہاں خراسان کے چند مسافر آئے، اس قافلے سے ایک شخص نے اس غلام سے کہا: اے غلام! کیا ممکن ہے کہ تو اپنے مولا سے کہے کہ مجھے تیری جگہ اپنا غلام رکھ لیں، میں اس کے عوض میں اپنا تمام مال تجھے دے دوں گا، اور یہ بھی تجھے بتا دوں کہ میرے پاس دولت بہت زیادہ ہے۔ تو میری دولت حاصل کرلے گا اور میں یہاں امامؑ کی خدمت میں رہوں گا۔ غلام نے کہا: میں امامؑ سے درخواست کروں گا۔ پھر امامؑ کے پاس گیا اور عرض کی: میں آپؑ پر قربان جاؤں۔ آپؑ کو میری خدمت یاد ہے اور آپ جانتے ہیں کہ میں بڑی دیر سے آپ کی خدمت میں ہوں۔ اب اگر خدا نے خیر اور بھلائی میرے اوپر نازل کرنے کا ارادہ کیا ہے تو کیا آپ رکاوٹ ڈالیں گے اور آپ نہیں چاہیں گے کہ میں اس خیر اور بھلائی کو حاصل کروں؟ امامؑ نے فرمایا: میں خود تجھے عطا کروں گا اور دوسروں سے روکوں گا۔ اس کے بعد غلام نے اس خراسانی مرد کا قصہ امامؑ سے بیان کیا:

اسے قبول کرلیں گے اور تجھے چھوڑ دیں گے۔

جب غلام جانے کے لئے تیار ہوا اور امام کی طرف پشت کر کے چل پڑا تو حضرت نے اسے آواز دی اور فرمایا:

اَنْصَحُکَ لِطُوْلِ الصُّحْبَۃِ وَلَکَ الْخِیَارُ، فَاِذَا کَانَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ مُتَعَلِّقًا بِنُوْرِ اللّٰہِ، وَکَانَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ مُتَعَلِّقًا بِرَسُوْلِ اللّٰہِ وَکَانَ الْاَئِمَّۃُ مُتَعَلِّقِیْنَ بِاَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَکَانَ شِیْعَتُنَا مُتَعَلِّقِیْنَ بِنَا یَدْخُلُوْنَ مَدْخَلَنَا وَیَرِدُوْنَ مَوْرِدَنَا

”تجھے میں ایک لمبی خدمت گذاری کی خاطر نصیحت کرتا ہوں اور اختیار تیرے پاس ہے، جان لو! جب قیامت کا دن ہوگا تو رسول خداؐ خدا کے نور کے ساتھ وابستہ ہوں گے اور امیر المومنینؑ رسول خدا کیساتھ وابستہ ہوں گے اور آئمہ اطہارؑ امیر المومنینؑ کے ساتھ وابستہ ہوں گے اور ہمارے شیعہ ہمارے ساتھ وابستہ ہوں گے۔ جہاں ہم داخل ہوں گے وہاں ہمارے شیعہ داخل ہوں گے اور جہاں ہم وارد ہوں گے ہمارے شیعہ وہاں وارد ہوں گے“

غلام نے جب امامؑ کی گفتگو سنی تو عرض کیا: میں آپ کی خدمت میں رہوں گا اور آخرت کو دنیا پر ترجیح دوں گا۔ اسی وقت امامؑ کی خدمت سے باہر چلا گیا اور اس شخص کے پاس آیا۔ اس نے کہا اب تیرا چہرہ اس وقت سے مختلف ہے جب تو امامؑ کے پاس گیا تھا۔ غلام نے اسے امامؑ کا فرمان سنایا اور اسے امامؑ کی خدمت میں لے آیا۔ امام صادق علیہ السلام نے اس کے اظہار محبت کو قبول کرلیا اور غلام کو حکم دیا کہ ہزار درہم اسے دے۔ وہ شخص اٹھا اور امامؑ کے ساتھ الوداع کیا اور حضرت سے درخواست کی کہ میرے لئے دعا کریں۔ امامؑ نے دعا فرمائی۔ پس اس شخص نے کہا: اے میرے آقا! اگر میرے اہل وعیال مکہ میں میرے منتظر نہ ہوتے تو میری خواہش تھی کہ آپ کی خدمت میں زیادہ رہتا۔ امامؑ نے مجھے اجازت دی اور فرمایا: تو غم وغصہ میں

دوچار ہوگا۔ پھر ایک چھوٹا سا برتن (عطر دان) جس پر کپڑا تھا اور حضرت کا اپنا تھا اپنے سامنے رکھا اور مجھے فرمایا: اسے اٹھا لو، میں نے نہ اٹھایا اور گمان کیا کہ آپ میرے اس کام سے ناراض ہوں گے۔ امامؑ نے مجھے دیکھ کر تبسم کیا اور فرمایا: اس کو لے لو، تمہیں ضرورت پڑے گی۔ میں امامؑ کے پاس سے چلا گیا۔ اتفاق سے میرے پاس جو سفر کا خرچ تھا ختم ہوگیا اور جب میں مکہ میں داخل ہوا تو مجھے اس کی ضرورت پڑ گئی۔ (الخرائج: ۱/۳۹۰ حدیث ۱۷، بحارالانوار: ۵۰/۸۷ حدیث ۳)

جو اپنے ہمسائے کا دفاع کرتے ہیں وہ بہت کم ہیں

مؤلف جو امیر المومنینؑ کے حرم میں پناہ لئے ہوئے ہیں، بڑے عجز و انکساری سے کہتے ہیں۔ اے میرے مولا و آقا! آپ کی بارگاہ میں سوائے نیکی اور خوبی کے کوئی چیز نہیں دیکھی اور ہر وقت آپ نے احسان فرمایا ہے اور اپنی ہمسائیگی کی نعمت ہمیں عطا کی ہے اور ہماری خدمت و نوکری کو قبول فرمایا ہے۔ خدا تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس نعمت کو ہمارے لئے باقی رکھ اور اس میں اضافہ فرما، اور میں سوچ بھی نہیں سکتا کہ آپ نے جسے پالا ہے اسے ضائع کردیں اور جسے آپ نے نزدیک کیا ہے اسے دور کردیں، اور جسے پناہ دی ہے اسے بے سہارا کردیں۔

بقبرک لذنا والقبور کثیرة ولکن من یحمی الجوار قلیل

"میں نے آپ کی قبر کی پناہ لی ہے در حالانکہ قبریں بہت زیادہ ہیں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ جو اپنے ہمسایہ سے دفاع کرتے ہیں وہ کم ہیں"

امام صادقؑ کا ایک غلام کو نصیحت کرنا

(۲۱۱/۴۱) کلینیؒ کتاب کافی میں حفص سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے: امام صادقؑ نے اپنے غلاموں میں سے ایک غلام کو کسی کام کے لئے بھیجا، جب اس نے دیر کردی تو آپ اس کے پیچھے گئے اور اسے ایک مقام پر سوتے ہوا پایا۔ اس کے سر کے پاس بیٹھ گئے

یا فلان: واللہ ماذلک لک تنام اللیل والنہار؟ لک اللیل ولنامنک النہار

"اے فلاں! خدا کی قسم، تیرے لئے جائز نہیں ہے کہ تو دن رات سوتا رہے بلکہ تجھے بانٹ لینا چاہیے رات تیرے لئے ہے اس میں آرام کرو، اور دن ہمارے لئے اس میں ہمارا کام کرو اور ہماری خدمت کرو"

(الکافی: ۸/۸۷، بحار الانوار: ۴۷/۵۶ حدیث ۹۷)

گناہ کیسے معاف ہوتے ہیں

(۴۲/۴۱۲) شاذان بن جبرائیل "کتاب فضائل" میں کہتے ہیں کہ روایت ہوئی ہے۔
امام صادقؑ حرم میں مقام ابراہیم میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بوڑھا شخص جس نے اپنی عمر گناہوں میں گذاری تھی آپ کے پاس آیا، دیکھنے کے بعد اس نے کہا: پروردگار کے نزدیک گناہ گاروں کے لئے کتنا اچھا شفاعت کرنے والا ہے۔ پھر خانہ کعبہ کا پردہ پکڑا اور یہ اشعار پڑھے۔

بِحقِّ جلالِ وَجْھِکَ یا وَلِیّی
بحقِّ الْھاشمی الابطحی
بحقِّ الذِّکْرِ اِذْ یُوْحیٰ اِلَیْہِ
بحقِّ وصیہ البطل الکمی
بحق الطاھرین ابنی علی
وامھما ابنۃ البرا الزکی
بحق الأمۃ سلفوا جمیعاً
علی منھاج جدھم النبی
بحق القائم المھدی الا
غفرت خطیئۃ العبد المُسی

"اے میرے سرپرست تیری عزت وآبرو کی قسم، اس ہاشمی نسب کے حق کی قسم، جو مکہ میں آیا۔" اس قرآن کی قسم جو اس پروحی کیا گیا، اس کے اس وصی کے حق کی قسم جو بہادر اور شجاع تھا۔ اور اولاد علیؑ میں سے پاک ومعصوم دو بیٹوں کی قسم! اور ان دو کی پاک وطاہرہ ماں اور نبی کی بیٹی کے حق کی قسم اور ان اماموں کے حق کی قسم جنہوں نے ساری زندگی اپنے جد بزرگوار نبی اکرمؐ کی پیروی کی اور قائم مہدیؑ کے حق کی قسم جو ہدایت یافتہ ہے اس گناہ گار بندے کو معاف کردے۔"

اس وقت ہاتف غیبی سے آواز سنائی دی جو کہہ رہا تھا اے بوڑھے شخص! تیرے گناہ بہت بڑے تھے لیکن جن کو تو نے اپنا شفیع اور واسطہ قرار دیا ہے میں نے ان کے احترام میں تیرے تمام گناہوں کو معاف کر دیا ہے اگر تو تمام اہل زمین کے لئے مغفرت طلب کرتا تو میں انہیں معاف کر دیتا سوائے اس کے جس نے صالح نبی کی اونٹنی کے تلوار کے ساتھ پاؤں کاٹے اور انبیاء اور آئمہ طاہرین کو قتل کیا۔ (فضائل ابن شاذان: ۲۶، بحار الانوار: ۹۳/۲۰ حدیث ۱۴)

نماز، زکوۃ، حج سے مراد کون ہیں

(۴۳/۴۱۴) سید شرف الدین کتاب تاویل الآیات میں داؤد بن کثیر سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے: میں نے امام صادقؑ سے عرض کیا: کیا خدا تبارک وتعالیٰ کی کتاب میں نماز، زکوۃ اور حج سے مراد آپ ہیں؟ حضرت نے فرمایا:

نحن الصلوة فی کتاب الله عزوجلّ ونحن الزکاة، ونحن الصیام، ونحن الحج، ونحن البلد الحرام، ونحن کعبة الله ونحن قبلة الله، ونحن وجه الله، قال الله تعالیٰ (فَاَیۡنَمَا تُوَلُّوۡا فَثَمَّ وَجۡهُ اللّٰهِ) وَنحنُ الایات ونحن البینات (سورہ بقرہ: آیت ۱۱۵)

"اے داؤد کتاب خدا میں نماز سے مراد ہم ہیں، زکاۃ ہم ہیں، روزہ ہم ہیں، حج ہم ہیں، شہر حرام ہم ہیں، کعبۃ اللہ ہم ہیں قبلۃ اللہ ہم ہیں، کہ جس کے بارے

میں خدا فرماتا ہے۔ [illegible]

بینات یعنی نشانیاں اور دلائل ہم ہیں"

کتاب خدا میں برائی و بدی، ظلم و شراب، قمار بازی و جوا بازی، اور غیر خدا جس کی لوگ پوجا کرتے ہیں، اسی طرح جاہلیت کے بتوں، خون اور سور کے گوشت سے مراد ہمارے دشمن ہیں۔ اے داؤد! بے شک خدا نے ہمیں پیدا کیا اور ہماری خلقت کو خوبصورت بنایا اور ہمیں عزت دی اور دوسروں پر ہمیں برتری دی اور اپنی طرف سے زمین اور آسمان و زمین کی ہر چیز پر خزانہ دار بنایا۔ ہمارے لئے مخالف اور دشمن بنائے۔ خدا نے اپنی کتاب میں ہمارے نام لیے ہیں خوبصورت اور محبوب ترین نام جو اس کے پاس تھے ان کو بطور کنایہ ہمارے لئے استعمال کیا ہے۔ اسی طرح ہمارے دشمنوں کے نام بھی اپنی کتاب میں لیے ہیں۔ اور ان کے لئے ایسے نام بطور کنایہ اور اشارہ استعمال کیے ہیں جو خدا اور اس کے پرہیزگار بندوں کے نزدیک ناپسند ہیں۔

(تاویل الآیات: ۱/ ۱۹ حدیث ۲، بحار الانوار: ۲۴/ ۳۰۳ حدیث ۱۴، تفسیر برہان: ۱/ ۲۲ حدیث ۹)

اپنے دشمنوں کو تقویٰ اور پاکدامنی سے غمگین کرو

(۴۲/۴۴) شیخ طوسیؒ امالی میں روایت کرتے ہیں کہ سماعہ بن مہران امام صادقؑ کے پاس آیا۔ حضرت نے اس سے سوال کیا۔ اے سماعہ! لوگوں کی نظر میں بدترین لوگ کون ہیں؟ اس نے عرض کیا: یابن رسول اللہ! لوگ ہمیں بدترین اشخاص شمار کرتے ہیں۔ سماعہ کہتا ہے: امام صادقؑ نے جب یہ جواب سنا تو اتنے غصے میں آئے کہ آپ کے چہرے کا رنگ تبدیل ہوگیا۔ تکیہ کا سہارا لے کر بیٹھے تھے۔ میرے سامنے سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور دوبارہ سوال کیا۔ اے سماعہ! لوگ کن کو بدترین اشخاص شمار کرتے ہیں؟ میں نے عرض کیا: خدا کی قسم! یابن رسول اللہ! میں نے جھوٹ نہیں بولا، لوگوں کے نزدیک ہم بدترین اشخاص ہیں کیونکہ وہ ہمیں کافر اور رافضی سمجھتے ہیں۔ اس وقت امامؑ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا: تو اس وقت کیا محسوس کرے گا۔ جب تمہیں بہشت اور انہیں جہنم کی طرف لے

جائیں گے اور جب وہ تمہیں جہنم میں نہ دیکھیں گے تو اس وقت کہیں گے۔

مَالَنَا لَانَرٰی رِجَالًا کُنَّا نَعُدُّھُم مِّنَ الْاَشْرَارِ (سورہ ص: آیت ۶۲)

"کیا ہوا ہے جن لوگوں کو ہم بدترین اشخاص شمار کرتے تھے وہ ہمارے درمیان جہنم میں نہیں ہیں"

یا سماعہ بن مہران ! الہ من اساء منکم اساءۃ مشینا الی اللہ تعالی یوم القیامۃ باقدامنا فنشفع فیہ فنشفع

"اے سماعہ بن مہران اتم میں سے اگر کسی نے کوئی گناہ کیا ہوگا تو ہم ! اپنے قدموں سے چل کر خدا کے پاس جائیں گے اور اس کی شفاعت کریں گے۔ خدا ہماری شفاعت کو اس کے متعلق قبول کرے گا۔ خدا کی قسم ا تم میں سے دس آدمی بھی جہنم میں داخل نہ ہوں گے۔ خدا کی قسم پانچ آدمی بھی تم میں سے جہنم میں نہیں جائیں گے۔ خدا کی قسم احتیٰ کہ ایک آدمی بھی تم میں سے جہنم میں نہیں جائے گا! بہشت کے درجات حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ رقابت کرو اور اپنے دشمنوں کو تقویٰ اور پاک دامنی کے ذریعے سے غمگین کرو"

(امالی طوسی: ۲۹۵ حدیث ۲۸ مجلس ۱۱، وسائل الشیعہ: ۱۱/ ۱۹۷ حدیث ۲۲)

امام صادقؑ کا شخص کو معاف کرنا

(۴۱۵/۳۵) محدث نوریؒ کتاب مستدرک الوسائل میں کتاب مشکوۃ الانوار سے حماد بن بشیر کے بھائی سے نقل کرتے ہیں۔

وہ کہتا ہے: میں عبداللہ بن الحسن کے پاس تھا جبکہ اس کا بھائی حسن بن حسن بھی اس کے پاس موجود تھا۔ وہاں امام صادقؑ کا ذکر ہوا تو اس نے حضرت کو گالی دی۔ میں اس مجلس سے اٹھ گیا اور رات کو امام صادقؑ کی خدمت میں گیا۔ حضرت آرام والا لباس پہنے بستر پر لیٹے ہوئے تھے۔ میں نے اس مجلس کا سارا قصہ حضرت سے عرض کیا اور آپ تک پہنچایا۔ امام صادقؑ نے اپنی

قنبر سے فرمایا: میرے لئے پانی لاؤ۔ وہ پانی لائے۔ حضرت نے وضو کیا اور نماز کے

لئے کھڑے ہوگئے۔ جب دو رکعت نماز پڑھ لی تو ہاتھ دعا کے لئے بلند کیے اور عرض کیا:

یاربّ انّ فلانا اتانی بالّذی اتانی عن الحسن وھویظلمنی، وقد

غفرت له فلا تاخذه ولا تقایسه یارب

"اے میرے رب! فلاں شخص میرے پاس حسن کی بات لے کر آیا ہے۔ اس نے

میرے بارے میں اس طرح کے الفاظ کہے ہیں اس نے میرے ساتھ ظلم کیا ہے،

میں نے اسے معاف کردیا تو بھی اس کا مواخذہ نہ کر اور اس کی اسے سزا نہ دے"

آپ نے بار بار اس دعا کو دہرایا پھر اپنا چہرہ میری طرف کیا اور فرمایا: واپس چلے جاؤ

،خدا تجھ پر رحمت کرے اور میں واپس آگیا۔

(مشکاۃ الانوار: ۲۱۶، بحار الانوار: ۹۱/ ۳۸۵ حدیث ۱۶، المستدرک: ۶/ ۳۹۵ حدیث ۳۴)

تشہد کے متعلق امام صادقؑ کی حدیث

مؤلف فرماتے ہیں: ہم اس باب کو اس تشہد کے ساتھ ختم کرتے ہیں جو امام صادقؑ

نماز میں پڑھا کرتے تھے کیونکہ کچھ لوگوں سے سنا گیا ہے کہ وہ لوگ اذان واقامت میں شہادت

ولایت کا انکار کرتے ہیں، جب کہ شیخ طبرسیؒ اپنی کتاب احتجاج میں امام صادقؑ سے یہ حدیث

نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

اذا قال احدکم لا اله الا الله محمد رسول الله فلیقل علی امیر

المومنین ولی الله (الاحتجاج: ۱/ ۲۳۰، بحار الانوار: ۲۷/ ۱ حدیث ۱)

"جب بھی تم میں سے کوئی یہ کہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو اسے چاہیے یہ کہے

علی امیر المومنین ولی اللہ"

یعنی خدا کی وحدانیت اور پیغمبر اکرمؐ کی رسالت کے اقرار کے ساتھ امیر المومنینؑ کی

ولایت کی گواہی ضرور دینی چاہیے۔ لوگ اس بات سے غافل ہیں کہ امام صادقؑ کی حدیث کی بنا

پر ولایت کی شہادت دینا نماز کے مستحبات میں سے ایک مستحب جزاء ہے اور میں اس تشہد کو یہاں ذکر کرتا ہوں کیونکہ اس کا مضمون اور معنی بہت بلند اور گراں قدر ہے اور ان حضرات کے لئے بہت فائدہ مند ہے جو اس میں غور وفکر کریں اور یہ تشھد کامیاب ہے حتی کہ علامہ نوریؒ نے بھی اس سے غفلت برتی ہے اور کتاب مستدرک میں اسے ذکر نہیں کیا۔

یہ روایت اس رسالہ کے صفحہ نمبر ۲۹ پر درج ہے جو فقہ مجلسیؒ کے نام سے معروف ہے، روایت کا متن یہ ہے۔ مستحب ہے کہ تشہد میں وہ جو ابو بصیر نے امام صادقؑ سے نقل کیا ہے اضافہ کیا جائے جو یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ خَيْرُ الْاَسْمَاءِ كُلُّهَا لِلّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ اَرْسَلَهُ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَنَذِيْرًا بَيْنَ يَدَى السَّاعَةِ وَاَشْهَدُ اَنَّ رَبِّىْ نِعْمَ الرَّبُّ وَاَنَّ مُحَمَّدًا نِعْمَ الرَّسُوْلُ وَاَنَّ عَلِيًّا نِعْمَ الْوَصِيُّ وَنِعْمَ الْاِمَامُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَتَقَبَّلْ شَفَاعَتَهُ فِىْ اُمَّتِهِ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

"خدا رحمن و رحیم کی مدد کے ساتھ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اور تمام اچھے نام اللہ کے لئے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے اور اس کے رسولؐ ہیں اور اسے حق کے ساتھ ارسال کیا تا کہ قیامت تک خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میرا خدا بہترین پروردگار ہے اور محمدؐ بہترین پیغمبرؐ ہیں اور علیؑ بہترین وصی اور امام ہیں۔ اے خدا! محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیج اور اس کی امت کے متعلق شفاعت قبول کر اور اس کے درجے کو بلند کر، تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو عالمین کا پروردگار ہے"

نواں حصہ

کائنات کے امام ابوابراہیم
حضرت موسیٰ بن جعفر امام کاظم صلوات اللہ علیہ
کے افتخارات اور کمالات کے سمندر سے
ایک قطرہ

حمیرا نام خدا کو پسند نہیں

(۱/۳۱۶) کلینیؒ کتاب کافی میں یعقوب سراج سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے میں حضرت صادقؑ کی خدمت میں شرفیاب ہوا، حضرت اپنے بیٹے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے سرہانے گہوارے کے پاس کھڑے تھے اور بڑی دیر تک راز و نیاز کی باتیں کرتے رہے۔ میں بیٹھا ہوا تھا کہ ان کی راز کی گفتگو ختم ہوگئی۔ میں اس وقت اٹھا، امام صادقؑ نے مجھ سے فرمایا: اپنے مولا کے پاس جاؤ اور ان کو سلام کرو، میں قریب گیا اور سلام عرض کیا: انہوں نے مجھے فصیح زبان کے ساتھ میرے سلام کا جواب دیا اور فرمایا:

اذھب فغیر اسم ابنتک التی سمیتھا فانہ اسم یبغضہ اللّٰہ

"جاؤ، اپنی بیٹی کا جو نام تو نے رکھا ہے اسے تبدیل کرو کیونکہ یہ نام خدا کو پسند نہیں ہے"

راوی کہتا ہے: میرے ہاں ایک بیٹی پیدا ہوئی تھی، میں نے اس کا نام حمیرا رکھا تھا۔

امام صادقؑ نے فرمایا: اپنے مولا کے فرمان کی اطاعت کرو تاکہ خوش بخت ہو جاؤ۔ میں نے اپنی بیٹی کا نام تبدیل کر دیا۔

(الکافی: ۱/۳۱۰ حدیث ۱۱، مناقب ابن شہر آشوب: ۳/۲۸۷ سطر آخری، بحار الانوار: ۴۸/۳ حدیث ۹۹)

امام صادقؑ کی اپنے بیٹے امام کاظمؑ سے محبت

(۲/۳۱۷) روایت ہوئی ہے کہ امام صادقؑ سے کچھ لوگوں نے عرض کیا: آپ کو اپنے بیٹے موسیٰؑ سے کتنی محبت ہے؟ آپ نے فرمایا:

وَدِدتُ اَنْ لَيْسَ لِيْ وَلَدٌ غَيْرُهُ حَتّٰى لَا يُشْرِكُهُ فِيْ حُبِّيْ لَهُ اَحَدٌ

محبت میں شریک نہ ہوتا اور میری ساری محبت صرف اسی کے لئے ہوتی"

(کشف الغمہ:۲/۲۰۷، بحار الانوار:۴۸/۲۰۹ حدیث ۴۸)

امام موسیٰ کاظمؑ کے سامنے ایک عورت کا اقرار جرم

(۳/۲۱۸) عیاشی نے سلیمان بن عبداللہ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتا ہے میں حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کی خدمت میں موجود تھا کہ ایک عورت کو لایا گیا، جس کا سر پشت کی طرف مڑا ہوا تھا۔ امامؑ نے اپنا دایاں ہاتھ اس کی پیشانی پر اور بایاں اس کی پشت پر رکھ کر اس کی صورت کو دائیں طرف موڑا اور اس آیت کی تلاوت کی۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ (سورہ رعد: آیت ۱۱)

"خدا اس وقت تک کسی قوم کی حالت کو تبدیل نہیں کرتا جب تک وہ خود اپنی حالت کو نہ بدلے"

پس جب حضرت کی عنایت و مہربانی سے اس عورت کی صورت ٹھیک ہوگئی اس وقت آپ نے اس سے فرمایا:

اَحْذَرِیْ اَنْ تَفْعَلِیْ کَمَا فَعَلْتِ

"دوبارہ ایسا کام نہ کرنا جو کر چکی ہو۔"

وہاں موجود لوگوں نے عرض کیا: یابن رسولؐ اللہ! اس نے کیا کیا تھا؟ آپؑ نے فرمایا: اس کا گناہ پوشیدہ ہے میں اس سے پردہ نہیں اٹھانا چاہتا مگر یہ کہ وہ خود بیان کرے۔ لوگوں نے خود اس عورت سے پوچھا: اس نے جواب دیا، میرے شوہر کی دوسری بیوی تھی۔ ایک دفعہ میں نماز کے لئے اٹھی، میں نے خیال کیا کہ میرا شوہر میرے پاس نہیں ہے دوسری بیوی کے پاس ہوگا۔ یہ سوچ کر میں شوہر کی تلاش میں نکل پڑی، جب میں نے آ کر دیکھا تو اس کی دوسری بیوی بھی اکیلی بیٹھی ہوئی ہے اور میرا شوہر اس کے پاس نہیں ہے۔ پس میرے اس بیجا گھر سے نکلنے کی وجہ سے میری صورت بگڑ گئی تھی۔

(تفسیر عیاشی:۲/۲۰۵ حدیث ۱۸، بحار الانوار:۹۱/۵۶ حدیث ۳، تفسیر برہان:۲/۲۸۴ حدیث ۳)

اے خدا شیر دشمن خدا کو پکڑ لے

(۴/۴۱۹) ابن شہر آشوب نے کتاب مناقب میں علی بن یقطین سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں۔

ہارون نے ایک شخص کو بلایا، تاکہ حضرت موسیٰ بن جعفر علیہما السلام کی شخصیت کو پامال کر کے انہیں خاموش کرے اور محفل میں شرمندہ کرے۔ ہارون نے ایک مجلس کا انتظام کیا۔ وہاں جادو گر بلایا گیا اور ایک دستر خوان لگایا گیا، جب سب دستر خوان پر بیٹھ گئے تو اس جادوگر نے اپنا حملہ کیا۔ حضرت کا خادم جب روٹی اٹھانے لگا تو روٹی اوپر اڑ گئی، ہارون یہ دیکھ کر بڑا خوش ہوا اور ہنسنے لگا۔ امام کاظمؑ نے جب یہ منظر دیکھا تو سر کو بلند کیا۔ پردہ پر شیر کی بنی ہوئی تصویر کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا:

يَا اَسَدَ اللّٰهِ خُذْ عَدُوَّ اللّٰهِ

”اے خدا کے شیر! دشمن خدا کو پکڑ لے“

جیسے ہی امامؑ نے یہ حکم صادر فرمایا تو وہ تصویر کا ٹکڑا ایک طاقتور اور قوی شیر کی شکل میں ظاہر ہوگیا۔ اور اس جادوگر شخص کو کھا گیا۔ ہارون اور اس کے ساتھی بے ہوش ہوکر منہ کے بل زمین پر گر پڑے اور اتنا خوف اور ڈر پیدا ہوا کہ وہ حواس باختہ ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب ہوش میں آئے تو ہارون نے حضرت موسیٰؑ بن جعفرؑ سے عرض کیا: میں آپؑ کو اپنے حق کا واسطہ دے کر درخواست کرتا ہوں کہ اس شیر سے فرمائیں جادوگر کو واپس کردے۔ امام نے فرمایا:

ان كانت عصا موسى ردت ما ابتلعته من حبال القوم و عصيهم فان هذه الصورة ترد ما ابتلعته من هذا الرجل

”اگر موسیٰؑ کے عصا نے جادوگروں کی کھائی ہوئی رسیاں واپس پلٹائی ہوتیں تو یہ شیر بھی جادوگر کو واپس کر دیتا“ (مناقب ابن شہر آشوب ۳/ ۲۹۹، بحار الانوار: ۴۸/ ۴۱ حدیث ۱۷)

اور یہ واقعہ ہارون کے ہوش میں آنے کے لئے موثر ترین تھا۔

شیر کی دعا

(۵/۴۴۰) ابن شہر آشوبؒ نے کتاب مناقب میں اور شیخ مفیدؒ نے کتاب ارشاد میں علی بن ابی حمزہ بطائنی سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتا ہے:

ایک دن حضرت موسیٰؑ بن جعفرؑ مدینے سے باہر اپنے کھیتوں کو دیکھنے کے لئے گئے اور میں حضرت کے پیچھے پیچھے تھا۔ حضرت خچر پر اور میں گدھے پر سوار تھا۔ اچانک راستے میں ہم نے شیر کو دیکھا۔ میں ڈر کے مارے ایک طرف ہو گیا لیکن حضرت بے خوف آگے چلے گئے۔ میں نے کیا دیکھا کہ شیر حضرت کے سامنے عاجزی اور انکساری دکھانے لگا۔ امامؑ شیر کی آواز اور شور و غل سن کر رک گئے۔ شیر نے خچر کے پیچھے سرین پر ہاتھ رکھ دیا۔ میں بڑا خوفزدہ تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے دیکھا شیر ایک طرف چلا گیا۔ اور حضرت موسیٰؑ ابن جعفرؑ نے قبلہ کی طرف منہ کر کے دعا کرنا شروع کر دی۔ آپؑ نے اپنے مبارک ہونٹوں کو حرکت دی اور جو کلمات کہے، میں نہ سمجھ سکا۔ اس کے بعد آپؑ نے ہاتھ کے ساتھ شیر کو اشارہ کیا کہ جاؤ، شیر نے ایک آواز بلند کی جو میں نے سنی اور امام علیہ السلام نے آمین کہا۔ شیر جس راستے میں آیا تھا اسی طرف واپس چلا گیا اور ہماری نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ امامؑ نے اپنے سفر کو جاری رکھا اور میں حضرت کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ جب ہم اس مقام سے تھوڑا سے آگے گئے تو میں نے اپنے آپ کو امامؑ تک پہنچایا اور عرض کی میں آپؑ پر قربان جاؤں: اس شیر کا کیا قصہ ہے؟ خدا کی قسم! مجھے آپؑ کے متعلق بڑا خوف تھا۔ شیر جیسے آپؑ کے ساتھ پیش آیا اس پر مجھے بڑا تعجب ہوا۔ حضرت موسیٰؑ بن جعفرؑ نے فرمایا: اس نے اپنی مادہ شیرنی کے بچہ جننے کی تکلیف اور سختی کی مجھ سے شکایت کی۔ مجھ سے درخواست کی کہ میں دعا کروں تا کہ خدا اس کی مشکل کو آسان کرے۔ میں نے اس کے لئے دعا کی اور میرے دل میں آیا کہ جو شیر کا بچہ دنیا میں آئے گا وہ نر ہو گا۔ میں نے اس کو بتایا۔ اس وقت شیر نے دعا کی کہ خدا آپ کی حفاظت کرے اور کسی درندے کو آپؑ، آپؑ کی اولاد پر اور آپؑ کے شیعوں پر ہرگز مسلط نہ کرے۔ میں نے اس کی دعا پر آمین کہا:

(مناقب ابن شہر آشوب:۴/ ۲۹۸، الارشاد:۳۱۵، الخرائج:۲/ ۶۳۹ حدیث ۱)

معجزہ امام موسیٰ کاظمؑ

ابن شہر آشوبؒ نے کتاب مناقب میں خالد سمان سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتا ہے: ہارون نے ایک دن ایک شخص کو بلایا، جس کا نام علی بن صالح طالقانی تھا اور اس سے پوچھا! تو نے کہا ہے کہ بادل نے تجھے اٹھایا اور چین سے طالقان تک لایا ہے؟ اس نے کہا: ہاں! ہارون نے کہا: اپنا قصہ بیان کرو، اور اس کی تفصیل سے آگاہ کرو۔

علی بن صالح نے کہا: میری کشتی سمندر کی گہرائی میں ٹوٹ گئی اور میں ایک تختے پر تین دن تک باقی رہا، اور سمندر کی موجیں مجھے کبھی اس طرف اور کبھی اس طرف لے جاتی تھیں یہاں تک کہ میں خشکی تک پہنچ گیا۔ وہاں میں نے چلتے ہوئے دریا اور سرسبز درخت دیکھے، میں ایک درخت کے سایہ کے نیچے سو گیا۔ اچانک میں نے ایک خوفناک آواز سنی اور ڈر کر نیند سے بیدار ہو گیا۔ میں نے دو حیوانوں کو دیکھا جو گھوڑوں کی شکل کے تھے۔ مکمل طور پر میں ان کے اوصاف بیان نہیں کر سکتا۔ وہ دونوں آپس میں لڑ رہے تھے۔ جب انہوں نے مجھے دیکھا تو اپنے آپ کو سمندر میں ڈال دیا۔ اسی دوران ایک بہت بڑا پرندہ میں نے دیکھا، جو میرے نزدیک پہاڑوں کے درمیان ایک غار کے پاس زمین پر بیٹھا ہوا تھا۔ میں اٹھا اور اپنے آپ کو درختوں میں چھپاتے ہوئے اس پرندے کے پاس پہنچ گیا تاکہ اسے دیکھوں۔ جیسے ہی اس پرندے نے مجھے دیکھا تو اڑ گیا۔ میں اس کے پیچھے گیا، اور جب غار کے قریب گیا تو اچانک میرے کانوں میں تسبیح، تہلیل، تکبیر اور قرآن پڑھنے کی آواز سنائی دی۔ میں جب غار کے دروازے پر پہنچا تو اندر سے کسی نے مجھے آواز دی کہ اے علی بن صالح طالقانی! اندر آ جاؤ۔ خدا تجھ پر رحمت کرے۔ میں اندر چلا گیا۔ سلام کیا، وہاں میں نے ایک بزرگ شخص کو دیکھا جو بڑے مضبوط جثے کا مالک تھا اور جس کی آنکھیں سیاہ اور خوبصورت تھیں۔ اس نے میرے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: اے علی بن صالح! تو

ہوں کہ تو کس وقت اپنی کشتی پر سوار ہوا اور تیری کشتی کے ٹوٹ جانے کے بعد تو سمندر میں رہا۔ اور سمندر کی موجیں تجھے کبھی ادھر اور کبھی ادھر لے جاتی تھیں۔ اور میں جانتا ہوں جب تو نے ڈر کے مارے یہ ارادہ کیا تھا کہ اپنے آپ کو سمندر میں چھلانگ لگا کر ختم کر لوں۔ جب تو نے نجات پائی اور جس وقت تو نے ان دو خوبصورت حیوانوں کو دیکھا اور جب تو اس پرندے کے پیچھے گیا جو نیچے آیا تھا اور جب اس نے تجھے دیکھا تو آسمان کی طرف پرواز کر گیا۔ یہ سب کچھ میں جانتا ہوں اب آؤ اور بیٹھ جاؤ خدا تجھ پر رحمت کرے۔

جب میں نے اس بزرگ شخص سے یہ گفتگو سنی تو عرض کیا: آپ کو خدا کی قسم، کس نے آپ کو میرے حالات سے آگاہ کیا ہے؟ فرمایا: اس نے جو ہر ظاہر و پوشیدہ سے باخبر ہے وہ جو تجھے دیکھتا ہے جب تو کھڑا ہوتا ہے اور سجدہ کرنیوالوں کے درمیان تیرے گھومنے پھرنے سے آگاہ ہے پھر فرمایا: تو بھوکا ہے اور کچھ کلمات کہے، میں نے صرف ان کے لبوں کو حرکت کرتے ہوئے دیکھا، اچانک کھانے کا دستر خوان جس پر کپڑا پڑا ہوا تھا، وہاں حاضر ہو گیا۔ اوپر والے کپڑے کو ایک طرف کیا اور فرمایا: آؤ اور جو خدا نے تیرے نصیب کیا ہے اس سے کھاؤ۔ میں نے ایسا کھانا کھایا کہ اس سے پہلے اس طرح کا صاف وستھرا اور خوش مزہ نہ دیکھا تھا۔ پھر مجھے ایسا پانی پلایا کہ اس سے لذیذ تر میں نے کبھی نہ پیا تھا۔ پھر دو رکعت نماز پڑھی اور مجھے فرمایا: اے علی! کیا اپنے شہر واپس جانا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا: کون مجھے واپس لے جائے گا؟ فرمایا: اپنے دوستوں کے احترام میں اس کام کو ان کے لئے ہم انجام دیں گے۔ اس کے بعد انہوں نے دعا کی اور اپنے ہاتھ بلند کئے اور کچھ فرمایا: فوراً، فوراً اچانک غار کے دروازے پر مختلف قسم کے بادلوں نے سایہ کر دیا۔ جو بادل بھی نزدیک ہوتا تو عرض کرتا: (السلام علیک یاولی اللہ وحجتہ) "اے خدا کے ولی اور حجت پروردگار تجھ پر سلام" اس بزرگ نے جواب دیا تجھ پر خدا کی سلامتی رحمت اور برکتیں ہوں۔ اے بادل! جو سننے والا اور فرمانبردار ہے پھر آپ بادل سے سوال کرتے کہ کہاں جا رہا ہے؟ وہ کہتا فلاں سرزمین پر آپ اس سے پوچھتے رحمت کے بادل ہو یا خشم و

غضب کے؟ وہ جواب دیتا اور چلا جاتا، یہاں تک کہ ایک خوبصورت اور چمکدار بادل آیا اس نے دوسرے بادلوں کی طرح آپؑ پر سلام کیا، اس بادل سے فرمایا: اے تابع اور فرمانبردار بادل تجھ پر سلام، کس سرزمین کی طرف جانے کا ارادہ ہے؟ عرض کیا: طالقان فرمایا نزول رحمت کے لئے بجا رہے ہو یا غضب کے لئے۔ اس نے عرض کیا: رحمت کے لئے، فرمایا: میں یہ شخص کو تجھے بطور امانت دیتا ہوں اسے اٹھالو اور اپنے ساتھ لے جاؤ۔ اس نے عرض کیا: میں نے سنا اور اطاعت کروں گا۔ انہوں نے فرمایا: زمین پر آ جا، وہ فوراً زمین پر اتر آیا۔ پھر انہوں نے میرا بازو پکڑا اور مجھے اس پر بٹھا دیا۔ میں نے اس وقت عرض کیا: آپ کو خدا تعالیٰ، خاتم المرسلین حضرت محمدؐ، اوصیاء کے سردار حضرت علیؑ اور معصوم اماموں کی قسم دیتا ہوں، مجھے بتاؤ آپؑ کون ہیں؟ خدا کی قسم! آپؑ کو بہت بلند مقام عطا کیا گیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:

ویحک یا علی بن صالح ان اللہ لا یخلی ارضہ من حجۃ طرفۃ عین اما باطن واما ظاہر، انا حجۃ اللہ الظاہرۃ وحجتہ الباطنۃ، انا حجۃ اللہ یوم الوقت المعلوم، وانا المؤدی الناطق عن الرسول انا فی وقتی ھذا موسیٰ بن جعفرؑ

"اے علی بن صالح! افسوس ہے تجھ پر خدا اپنی زمین کو کسی وقت حتیٰ ایک لحظہ کے لئے بھی حجت سے خالی نہیں رکھتا۔ اس کی حجت یا پوشیدہ ہوتی ہے یا ظاہر میں خدا کی پوشیدہ اور ظاہر حجت ہوں۔ میں خدا کی حجت ہوں اس وقت معلوم کے دن تک، میں رسول خداؐ کی طرف سے کلام کرنے والا اور پیغام پہنچانے والا ہوں۔ میں اس زمانے میں موسیٰؑ بن جعفر ہوں۔"

پس میں نے ان کی اور ان کے واجب الاحترام آباؤ اجداد کی امامت کا اقرار کیا، انہوں نے بادل کو حکم دیا کہ اوپر چلا جا۔ بادل نے اڑنا شروع کیا، خدا کی قسم! میں نے کسی قسم کی کوئی ناراضی اور تکلیف محسوس نہ کی، اور کسی طرح کا خوف میرے دل میں نہ آیا۔ آنکھ کے جھپکنے

موسیٰؑ بن جعفرؑ کی اس فضیلت کو سننے نہ پائے۔

(مناقب ابن شہر آشوب: ۳/۴۰۱، بحار الانوار: ۴۸/۳۹ حدیث ۱۶، مدینۃ المعاجز: ۶/۲۲۷ ح ۱۵۰)

واقعہ علی بن یقطین

(۴۲۳/۷) سید ہاشم بحرانیؒ کتاب مدینۃ المعاجز میں کتاب عیون المعجزات سے محمد بن علی صوفی کی روایت نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

ابراہیم شتربان نے وزیر دربار علی بن یقطین سے ملاقات کی اجازت مانگی، لیکن اس نے اجازت نہ دی۔ اسی سال جب وہ حج کے سفر پر گیا تو مدینہ میں حضرت موسیٰ بن جعفرؑ سے ملاقات کی اجازت مانگی۔ امامؑ نے اسے اجازت نہ دی۔ دوسرے دن جب علی بن یقطین نے امامؑ کو دیکھا تو عرض کیا: اے میرے آقا! مجھ سے کون سا گناہ سرزد ہوا ہے کہ آپ نے مجھے اپنی زیارت سے محروم کیا ہے؟ حضرت نے فرمایا:

حَجَبْتُکَ لِاَنَّکَ حَجَبْتَ اَخَاکَ اِبْرَاهِیْمَ الْجَمَّالَ، وَقَدْ اَبَی اللّٰهُ اَنْ یَشْکُرَ سَعْیَکَ حَتّٰی یَغْفِرَ لَکَ اِبْرَاهِیْمُ الْجَمَّالُ

”میں نے تجھے اس لئے اجازت نہیں دی کیونکہ تو نے اپنے بھائی ابراہیم جمال کو ملاقات کی اجازت نہیں دی تھی اور خدا اس وقت تک تیرا حج قبول نہیں کرے گا جب تک وہ تجھے معاف نہ کردے“

علی بن یقطین کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا: اے میرے مولا و آقا! ابراہیم جمال کوفہ میں ہے اور میں مدینہ میں ہوں لہٰذا اس وقت تو میں اس تک نہیں پہنچ سکتا۔ حضرت نے فرمایا: جب رات چھا جائے تو تیرے اطراف میں رہنے والوں اور تیرے غلاموں کو پتہ نہ چلے، تو بقیع چلے جانا، وہاں گھوڑا موجود ہوگا جس پر زین رکھی ہوئی ہوگی اس پر سوار ہو جانا وہ تجھے مقصد تک پہنچا دے گا۔ وہ کہتا ہے میں امامؑ کے فرمان کے مطابق رات کی تاریکی میں جنت البقیع گیا وہاں گھوڑا

تیار کھڑا تھا، اس پر سوار ہو گیا۔ تھوڑی سی مدت کے بعد اس نے ابراہیم جمال کے گھر کے پاس زمین پر اتار دیا۔ علی بن یقطین نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا: میں علی بن یقطین ہوں۔ ابراہیم نے گھر کے اندر سے آواز دی۔ علی بن یقطین میرے گھر کے دروازے پر کیا کر رہا ہے؟ علی بن یقطین نے کہا: فلاں کام مجھے اس جگہ لے آیا ہے مجھے اجازت دو، میں اندر آؤں، جب وہ گھر کے اندر آ گیا تو اس سے کہا: اے ابراہیم! میرے مولا نے مجھے اس وقت تک قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے جب تک تو مجھے معاف نہیں کر دیتا۔ ابراہیم نے کہا: خدا تجھے بخشے۔ علی بن یقطین نے اسے قسم دی کہ اس کے چہرے پر پاؤں رکھے۔ ابراہیم شرم کرنے لگا اور اس کام سے انکار کیا، علی بن یقطین نے دوبارہ اسے قسم دی اور اصرار کیا، ابراہیم نے اپنے پاؤں کو اس کے چہرے پر رکھا۔ اس وقت علی بن یقطین کہہ رہا تھا، بار الٰہا گواہ رہنا۔ پھر اس کے گھر سے چلا گیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر واپس لوٹ آیا اور اسی رات مدینہ میں حضرت موسیٰ بن جعفرؑ کے گھر پہنچ گیا۔ جب اس نے اندر داخل ہونے کی اجازت طلب کی تو امامؑ نے فوراً اسے اجازت عنایت فرما دی اور اپنی خدمت میں قبول کر لیا۔ (عیون المعجزات: ۱۰۰ بحار الانوار: ۴۸/۸۵ حدیث ۱۰۵)

قیامت کے دن ہمارے شیعوں کا حساب ہمارے ذمہ ہوگا

(۸/۳۳۳) کراجکی نے جمیل بن دراج سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتا ہے: میں نے حضرت موسیٰؑ بن جعفرؑ سے عرض کیا: کیا میں لوگوں کے لئے جابر کی تفسیر بیان کروں؟ حضرت نے فرمایا: جو پست اور کمینے ہیں ان سے مت بیان کرو۔ ہو سکتا ہے وہ مشہور کر دیں کیا تو نے یہ آیت پڑھی ہے۔

إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ ○ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُم (سورہ غاشیہ: آیت ۲۵،۲۶)

میں نے عرض کیا، ہاں! حضرت نے فرمایا:

اذا کان یوم القیامة وجمع الله الاولین والآخرین ولانا حساب شیعتنا فما کان بینهم وبین الله حکمنا علی الله فیه فاجاز حکومتنا

وبهنهم فنحن احق من علی وصفح

"جب قیامت آئے گی اور خدا تمام مخلوق کو جمع کرے گا تو ہمارے شیعوں کا حساب ہمارے سپرد کرے گا۔ اس وقت ہم خدا اور ان کے درمیان اختلاف دور کرنے کے لئے خدا سے التجا کریں گے اور خدا کو راضی کریں گے، جو اختلاف ہمارے شیعوں اور لوگوں کے درمیان ہوں گے اس کی ہم لوگوں سے معافی طلب کریں گے۔ وہ ہماری وجہ سے ہمارے شیعوں کو معاف کردیں گے اور وہ اختلافات جو ہمارے اور ہمارے شیعوں کے درمیان ہوں گے، تو ہم اس کے زیادہ لائق ہیں کہ ان کو معاف کردیں، اور اپنے حق سے صرف نظر کریں"

(تاویل الآیات: ۲/۸۸۷ حدیث ۷، بحار الانوار: ۸/۵۰ حدیث ۵۷، تفسیر برہان: ۴/۴۵۶ حدیث ۶)

مذکورہ روایت کی مثل کلینیؒ نے بھی کتاب کافی میں ایک روایت ذکر کی ہے۔

(الکافی: ۸/۱۵۹ حدیث ۱۵۴، بحار الانوار: ۷/۳۳۶ حدیث ۲۳)

بے شک دنیا کی مثال امام کے سامنے اخروٹ کے ایک ٹکڑے کی طرح ہے

(۹/۴۴۴) شیخ مفیدؒ کتاب اختصاص میں حمزہ بن عبداللہ جعفری سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے: میں نے ایک کاغذ پر لکھا "بے شک دنیا کی مثال امام کے نزدیک اخروٹ کے ایک ٹکڑے کی مانند ہے" اور اس کاغذ کو امام موسیٰ بن جعفرؑ کے خدمت میں پیش کیا اور عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں، ہمارے دوستوں نے ایک حدیث روایت کی ہے۔ میں نے اس کا انکار نہیں کیا، لیکن چاہتا ہوں، آپ سے سنوں، امامؑ نے اس لکھی ہوئی تحریر کی طرف دیکھا اور اس کاغذ کو بند کردیا۔ میں نے خیال کیا شائد امام علیہ السلام کو پسند نہیں آیا، حضرت نے فرمایا:

هو حق فحوله فی ادیم

"یہ لکھا ہوا حق ہے اسے چمڑے پر منتقل کرلو"

(الاختصاص: ۲۱۷، بصائر الدرجات: ۴۰۸ حدیث ۴، بحار الانوار: ۲/۱۳۵ حدیث ۱۴)

امام موسیٰ کاظمؑ ہارون رشید کی قید میں

(۱۰/۴۲۵) محمد بن جریر طبریؒ نے ابراہیم بن اسود سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتا ہے: میں نے حضرت موسیٰ بن جعفرؑ کو دیکھا کہ وہ آسمان کے اوپر چلے گئے اور جب واپس آئے تو اپنے ساتھ نورانی ہتھیار لئے ہوئے تھے اور فرمایا:

اتخو فوننی بھذا؟ یعنی الرشید لو شئت لطعنتہ بھذہ الحربۃ

"کیا مجھے اس شخص یعنی رشید سے ڈراتے ہو اگر میں چاہوں تو اس حربہ یعنی ہتھیار کے ذریعے سے اس کو زخمی کردوں۔ جب یہ خبر ہارون الرشید کو ملی تو تین مرتبہ بے ہوش ہوگیا اور حضرت کو آزاد کردیا"

(نوادر المعجزات: ۱۶۳ حدیث ۴، دلائل الامامۃ: ۳۲۲ حدیث ۱۵، مدینۃ المعاجز: ۶/۲۰۱ حدیث ۱۵)

آل محمدؐ کے شیعہ اس طرح نہیں ہوتے

(۱۱/۴۲۶) نیز احمد تبان سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں اپنے بستر پر سویا ہوا تھا کہ اچانک میں نے محسوس کیا کہ کوئی اپنے پاؤں سے مجھے مار رہا ہے اور کہہ رہا ہے۔ اے فلاں آل محمد علیہم السلام کے شیعہ اور پیروکار اس طرح نہیں سوتے۔ میں خوف کے مارے اٹھ بیٹھا، اس شخص نے مجھے اپنی بغل میں لے لیا، میں نے جب غور سے دیکھا تو وہ حضرت موسیٰ بن جعفرؑ تھے۔ آپ نے مجھے فرمایا: اے احمد! نماز کے لئے وضو کرلو۔ میں نے وضو کیا۔ وہ مجھے پکڑ کر گھر سے باہر لے گئے باوجود یہ کہ دروازہ بند تھا۔ مجھے نہیں پتہ کہ کس طرح باہر لے آئے۔ گھر سے باہر میں نے دیکھا آپ کے لئے ایک اونٹ تیار کھڑا ہے ،حضرت نے اس کی رسی کھولی اور اس پر سوار ہوگئے اور مجھے بھی اپنے پیچھے سوار کرلیا، تھوڑی دیر راستہ چلنے کے بعد مجھے ایک مقام پر اتار دیا اور فرمایا: اس جگہ چوبیس رکعت نماز پڑھو۔ پھر فرمایا: اے احمد! کیا تو جانتا ہے کس جگہ پر ہے؟ میں نے عرض کیا: خدا، اس کا رسولؐ اور رسول خدا کا بیٹا

بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ میرے جد بزرگوار حسین بن علی کی قبر ہے۔ پھر سواری پر سوار ہوئے اور مجھے بھی اپنے پیچھے سوار کرلیا، تھوڑا راستہ چلے تو کوفہ میں داخل ہوگئے۔ میں نے دیکھا کہ کتے اور محافظ سب کھڑے ہیں جیسے کوئی چیز نہ دیکھ رہے ہوں۔ مجھے حضرت کوفہ کی مسجد کے اندر لے گئے اور فرمایا: اس جگہ سترہ رکعت نماز پڑھو۔ اس کے بعد آپؑ نے سوال کیا، کیا تو جانتا ہے یہ کونسی جگہ ہے؟ میں نے عرض کیا، نہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ مسجد کوفہ ہے اور یہ بیت الطشت ہے۔ پھر آپ سوار ہوگئے اور مجھے بھی سوار کرلیا۔ تھوڑی دیر چلنے کے بعد مجھے اتار دیا اور فرمایا: اس جگہ بھی چوبیں رکعت نماز پڑھو۔ اس کے بعد مجھ سے پوچھا: اے احمد! کیا جانتے ہو یہ کونسی جگہ ہے؟ میں نے عرض کیا: خدا اس کا رسول اور رسول خداؐ کا بیٹا بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ میرے جد بزرگوار علی بن ابی طالب علیہما السلام کی قبر ہے، دوبارہ پھر سواری پر سوار ہوگئے اور مجھے بھی سوار کرلیا۔ تھوڑی دیر راستہ چلنے کے بعد مجھے اتار دیا اور فرمایا: اب تم کہاں ہو؟ میں نے عرض کیا: خدا اس کا رسولؐ اور رسول خداؐ کے بیٹے کو زیادہ علم ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ ابراہیمؑ کی قبر ہے۔ پھر سوار ہوئے اور مجھے بھی سوار کرلیا۔ تھوڑا سا راستہ چلنے کے بعد مجھے اتار دیا اور مکہ کے اندر لے گئے۔ میں اس سے پہلے بیت الحرام، مکہ، زمزم کا کنواں اور بیت الشرف کے متعلق جانتا تھا۔ آپ نے مجھے فرمایا: اے احمد! کیا تو جانتا ہے ہم کہاں ہے؟ میں نے عرض کیا: خدا، رسولؐ اور ابن رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ مکہ، یہ کعبہ، یہ زمزم اور یہ بیت الشرف ہے۔ پھر مجھے تھوڑا سا راستہ لے چلے اور مسجد نبوی اور پیغمبر اکرمؐ کی قبر کے پاس لے گئے۔ ہم نے اس جگہ بھی چوبیں رکعت نماز پڑھی۔ جب آپ نے مجھ سے پوچھا کیا جانتے ہو یہ کونسی جگہ ہے؟ میں نے عرض کیا: خدا، رسولؐ اور ابن رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ مسجد نبوی ہے اور یہ آنحضرت کی قبر شریف ہے۔ پھر تھوڑا سا راستہ اور لے گئے اور شعب ابی جبر میں داخل کردیا اس وقت آپ نے فرمایا:

یا احمد! ترید ان اُریک من دلالات الامام؟ قلت: نعم، قال: یاالیل ادبر، فادبر اللیل عنّا ثم قال: یا نہار، اقبل: فاقبل النہار الینا بالنور

العظیم وبالشمس حتی رجعت ھی بیضاء نقیة فصلینا الزوال

''احمد کیا تو چاہتا ہے کہ تجھے امام کی نشانیاں اور علامات دکھاؤں؟ میں نے عرض کیا: ہاں! آپؑ نے فرمایا: اے رات واپس چلی جا فوراً رات واپس ہوگئی اور ختم ہوگئی۔ پھر فرمایا: اے دن! سامنے آ! پس دن زیادہ روشنی، نورانی سورج اور اپنی چمک کے ساتھ سامنے آگیا۔ میں نے ظہر کی نماز پڑھی۔ پھر فرمایا: اے دن واپس چلا جا، اور اے رات لوٹ آ۔ فوراً رات نے اپنا چہرہ دیکھایا اور ہم نے مغرب کی نماز پڑھی۔ پھر حضرت نے مجھ سے فرمایا: خوب دیکھا؟ میں نے عرض کیا: ہاں یابن رسولؐ اللہ، میرے لئے اتنی مقدار کافی ہے۔ دوبارہ مجھے تھوڑا سا سفر کرایا اور اس پہاڑ کے پاس لے گئے جس نے پوری دنیا کا احاطہ کیا ہوا ہے اور دنیا اس کی نسبت ایک چھوٹے برتن کی مانند ہے۔ مجھے فرمایا: اے احمد! کیا جانتے ہو کہاں ہو؟ میں نے عرض کیا: خدا، رسولؐ اور ابن رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ وہ پہاڑ ہے جس نے دنیا کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ میں نے وہاں ایک گروہ کو دیکھا جنہوں نے سفید لباس پہنا ہوا تھا۔ حضرت نے فرمایا: یہ موسیٰؑ کی قوم ہے۔ امامؑ نے ان کو سلام کیا، میں نے بھی سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ اس کے بعد میں نے عرض کیا: میں تھک چکا ہوں۔ حضرت نے فرمایا: کیا اپنے بستر پر آرام کرنا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا: ہاں! فوراً آپ نے ایک قدم اٹھایا اور فرمایا: سو جاؤ۔ اچانک میں نے اپنے آپ کو اپنے گھر میں نیند کی حالت میں دیکھا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں اٹھا اور صبح کی نماز اپنے گھر میں پڑھی۔

(نوادر المعجزات: ۱۶۰ حدیث ۳، دلائل الامامة: ۳۳۳ حدیث ۴۵، مدینة المعاجز: ۶/۲۷۶ حدیث ۴۷)

امام موسیٰ کاظمؑ کی خدمت میں ایک مومن کا تحفہ

(۱۲/۲۲۷) ابن شہر آشوب کتاب مناقب میں کہتے ہیں۔

اموال امام موسیٰ کاظمؑ کے پاس بھیجنا چاہے تو شطیطہ نے بھی ایک درہم جس کے ساتھ اپنے ہاتھ سے بنا ہوا کپڑا جس کی قیمت چار درہم تھی بھیجا۔ امامؑ نے اس مومنہ عورت کی بھیجی ہوئی چیزیں قبول کرلیں اور لانے والے کو فرمایا:

ابلغ شطیطة سلامی واعطها هذه الصرة

"شطیطہ کو میرا سلام دینا اور اسے پیسوں کی یہ تھیلی دے دینا"

اس تھیلی میں چالیس درہم تھے۔

پھر امامؑ نے فرمایا: میں اپنے کفن کا ٹکڑا اس کے لئے بھیجوں گا۔ یہ کفن ہمارے اپنے دیہات بنام قریہ صیدا جو فاطمہ زہراءؑ کا قریہ ہے کی روئی سے بنا ہوا ہے اور میری بہن امام صادقؑ کی بیٹی حلیمہ نے اسے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے۔ جب وہ عورت اس دنیا سے گئی تو امامؑ اپنے اونٹ کے ساتھ اس کی میت کے پاس آئے، اور اس کے دفن کے امور انجام دیئے۔ پھر اونٹ پر سوار ہو کر صحراء کی طرف چلے گئے اور جاتے ہوئے فرمایا:

انی ومن یجری مجرای من الائمة لا بدلنا من حضور جنائزکم فی ای بلد کنتم فاتقوا الله فی انفسکم

"میں اور اپنے زمانے کے دوسرے امام ضروری طور پر تمہارے جنازوں میں حاضر ہوتے ہیں تم کسی بھی شہر میں کیوں نہ ہو۔ پس تم اللہ سے ڈرتے رہو"

(مناقب ابن شہر آشوب ۲۹۱/۳، بحار الانوار: ۲۴۸/۳۸ حدیث ۱۰۰)

امام موسیٰ کاظمؑ ایک مومنہ کے جنازے میں

اس روایت کو محمد بن علی طوسی نے کتاب ثاقب المناقب میں ذکر کیا ہے اور ذیل میں اس طرح نقل کیا ہے کہ جب شطیطہ اس دنیا سے رخصت ہوئی تو بڑی تعداد میں شیعہ اس کا جنازہ پڑھنے کے لئے جمع ہو گئے۔ حضرت موسیٰ بن جعفرؑ اپنے اونٹ پر سوار ہو کر وہاں تشریف

لائے۔سواری سے نیچے اترے اور لوگوں کے ساتھ اس مومنہ عورت کی نماز پڑھی۔جب اس عورت کو قبر میں اتار رہے تھے تو آپ دیکھ رہے تھے اور آپ نے امام حسینؑ کی قبر کی پاک مٹی اس مومنہ عورت کی قبر میں ڈالی۔

(الثاقب فی المناقب:۳۳۹ حدیث ۵، الخرائج:۲/۷۰ حدیث ۳۳، مدینۃ المعاجز:۶/۳۱۱ حدیث ۱۳۳)

اکثر گمانوں سے اجتناب کرو

(۱۳/۴۲۸) اربلی کتاب کشف الغمہ میں شفیق بلخی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں ۱۴۹ھ کو حج کے سفر پر گیا۔جب میں قادسیہ کے مقام پر پہنچا تو وہاں قیام کیا۔ وہاں میں نے بہت سے لوگوں کو دیکھا جو بن سنور کر اور مزین ہو کر حج کے لئے جا رہے تھے۔ان کے بیچ میں میری نگاہ ایک ایسے جوان پر پڑی جس کا چہرہ خوبصورت اور گندم گوں تھا۔جس نے اپنے کپڑوں کے اوپر ریشم کا لباس پہنا ہوا تھا۔ایک چادر اپنے اوپر لپیٹی ہوئی تھی۔پاؤں میں جوتا تھا اور باقی سب لوگوں سے علیحدہ بیٹھا تھا۔میں نے اپنے آپ سے کہا: یہ جوان صوفیہ گروہ سے ہے۔اور چاہتا ہے کہ راستے میں لوگوں کے سروں پر سوار رہے اور اپنا بوجھ دوسروں کے کندھے پر ڈالے۔خدا کی قسم! میں اس کے پاس جاؤں گا اور اسے سرزنش کروں گا۔پس میں اس جوان کے پاس گیا جیسے ہی اس جوان نے مجھے دیکھا تو فرمایا:

اِجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (سورہ حجرات: آیت ۱۲)

"اکثر گمانوں سے اجتناب کرو، بے شک بعض ظن گناہ ہوتے ہیں"

یہ فرمانے کے بعد مجھے چھوڑ کر وہ جوان چلا گیا۔میں نے اپنے آپ سے کہا: عجیب بات ہے اس نے میرا نام بھی لیا اور میرے دل کی بات بھی بتائی۔لازمی طور پر یہ خدا کے نیک بندوں میں سے ہے۔مجھے اس جوان تک پہنچ کر اس سے عرض کرنی چاہیے کہ مجھے معاف کردے۔میں جلدی جلدی اس کے پیچھے گیا، لیکن اس تک نہ پہنچ سکا اور وہ میری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔جب ہم راستے میں چلتے چلتے واقصہ نام کے ایک مقام پر رکے تو میں نے اس جوان

کو دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہا تھا اور جسم کے تمام اعضاء لرز رہے تھے، اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ میں نے کہا: یہ تو وہی جوان ہے جس کو میں ڈھونڈھ رہا تھا۔ اب مجھے فائدہ اٹھانا چاہیے اور اس کے پاس جا کر معافی مانگ لینی چاہیے۔

میں نے تھوڑا سا صبر کیا یہاں تک کہ وہ جوان نماز سے فارغ ہو کر بیٹھ گیا، میں اس کی طرف گیا۔ جیسے ہی اس نے مجھے دیکھا تو فرمایا: اے شقیق! اس آیت شریفہ کی تلاوت کرو۔

وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی

(سورہ طہ: آیت ۸۲)

"میں ہر اس شخص کو معاف کرنیوالا ہوں جو توبہ کرے، ایمان لائے اور نیک عمل کرے اور پھر ہدایت کے راستے پر چلے"۔

جب میں نے اس آیت کی تلاوت کی تو مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔ میں نے کہا: یہ جوان لازمی طور پر ابدال میں سے ہے۔ یہ دوسری بار ہے کہ میرے باطن اور راز کی خبر دی ہے۔ ہم زبالہ کے مقام پر پہنچے۔ میں نے دیکھا کہ وہ جوان ایک کنوے کے کنارے پر کھڑا ہے اور ہاتھ میں پیالہ ہے اور کنویں سے پانی لینا چاہتا ہے۔ اچانک پیالہ اس کے ہاتھ سے کنویں میں گر گیا۔ پس اس نے آسمان کی طرف دیکھا اور میں نے سنا وہ جوان کہہ رہا تھا۔

انت ربی اذا ظمئت الی الماء وقوتی اذا اردت الطعاما

"جب میں پیاسا ہوں تو مجھے سیراب کرنے والا تو ہے اور جب میں کھانے کا ارادہ کروں تو میری قوت اور غذا تو ہے"

اے خدا! اے میرے مولا! اس پیالے کے علاوہ میرے پاس کوئی پیالہ نہیں ہے اسے مجھ سے نہ لے۔

شقیق کہتا ہے: خدا کی قسم! میں نے دیکھا کہ کنویں کا پانی اوپر آ گیا اور اس جوان نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور پانی سے بھر لیا وضو کیا اور چار رکعت نماز پڑھی، اور ریت کے ٹیلے کی طرف چلا گیا۔ اس ٹیلے سے ریت اٹھائی پیالے میں ڈالی اور ہلا کر پی گیا، میں اس کی طرف گیا اس پر

سلام کیا، جب میرے سلام کا جواب دیا تو میں نے عرض کیا: آپ کو خدا نے جو کچھ عطا کیا ہے مجھے بھی عنایت کریں۔ اس جوان نے فرمایا:

یا شقیق، لم تزل نعمة الله علینا ظاهرة وباطنة فاحسن ظنک بربک

''اے شقیق! خدا کی ظاہری اور باطنی نعمتیں ہر حال میں ہمارے شامل حال رہتی ہیں خدا کے ساتھ حسن ظن رکھو''

پس اس جوان نے وہ پیالہ مجھے عنایت کردیا۔ میں نے جب اس سے پیا تو وہ شکر کا شربت ہے۔ خدا کی قسم! اس سے لذیذ تر اور خوشبودار تر میں نے کبھی نہ پیا تھا۔ جب وہ میں نے پیا تو میری بھوک اور پیاس ختم ہوگئی اور کافی عرصہ مجھے کھانے پینے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔ اس کے بعد میں نے اس جوان کو نہ دیکھا، یہاں تک کہ ہم مکہ پہنچ گئے، آدھی رات گذر چکی تھی اسے میں نے قبۃ الشراب کے پاس دیکھا وہ مکمل خشوع کے ساتھ نماز میں کھڑا تھا اور گریہ و نالہ کررہا تھا، یہاں تک کہ رات تمام ہوگئی۔ جب صبح کی سفیدی ظاہر ہوئی تو اپنے جانماز پر بیٹھ کر کافی مدت تک خدا کی تسبیح کرتا رہا۔ پھر اٹھا اور صبح کی نماز پڑھی، اس کے بعد سات مرتبہ کعبہ کے گرد چکر لگائے اور باہر چلا گیا۔ میں بھی اس کے پیچھے باہر چلا گیا۔ جو کچھ میں نے راستے میں دیکھا تھا کہ وہ جوان اکیلا سفر کررہا تھا، اب اس کے برعکس اس کے ساتھی اور غلام پروانوں کی طرح چکر کاٹ رہے تھے۔ اور گرو دوست، ساتھی اور غلام پروانوں کی طرح چکر کاٹ رہے ہیں۔ لوگ اسے سلام کرتے ہیں اور عزت و احترام سے پیش آتے۔ میں نے وہاں موجود لوگوں میں سے ایک سے سوال کیا، یہ جوان کون ہے؟ اس نے کہا: حضرت موسیٰؑ بن جعفرؑ ہیں۔ میں نے کہا: اگر اس طرح کی عجیب و غریب چیزیں اور کرامات کسی اور سے دیکھی ہوتیں تو حیران کن تھا، لیکن اس طرح کی ہستی سے یہ کوئی عجیب چیز نہیں ہے۔

اس حکایت کو کچھ شعراء اپنے شعروں میں بیان کرتے ہیں۔ علامہ مجلسیؒ نے کچھ اشعار اپنی کتاب بحارالانوار میں ذکر کیے ہیں۔ جنہیں ہم اس جگہ نقل کرتے ہیں۔

کاظمؑ سے دیکھا اور سمجھا!

وہ کہتا ہے: جب میں حج پر گیا تو ایک شخص کو دیکھا، جس کا رنگ اڑا ہوا تھا، کمزور جسم اور چہرہ گندمی رنگ کا تھا۔

جو اکیلا جا رہا تھا، اور کوئی غذا اور کھانے پینے کا سامان اس کے ساتھ نہ تھا۔ میں مسلسل اس کے بارے میں فکر کرتا رہا۔

میں نے اپنے آپ سے کہا کہ اسے جس چیز کی ضرورت ہوگی وہ لوگوں سے مانگ لے گا۔

میں نہیں جانتا تھا کہ وہ خود حج اکبر اور حج کی حقیقت اور روح ہے۔

پھر میں نے اسے فید کے مقام پر ایک سرخ ٹیلے پر دیکھا۔ جو اس ٹیلے کی ریت کو اپنے کاسے میں ڈال کر پی رہا تھا۔ میں نے اسے آواز دی جب کہ میری عقل سرگرداں ہو چکی تھی۔

مجھے بھی شربت پلاؤ، پس اس نے مجھے بھی عطا کیا۔ میں نے دیکھا کہ شکر سے بنا ہوا شربت ہے۔

میں نے حاجیوں سے سوال کیا: یہ شخص کون ہے؟ انہوں نے کہا، یہ امام موسیٰ بن جعفرؑ ہیں۔

(کشف الغمہ: ۲/۲۱۳، مطالب السوول: ۲/۶۳، بحارالانوار: ۴۸/۸۰ حدیث ۱۰۲، ینابیع المودۃ: ۳/۲۲)

(۱۴/۴۲۹) شیخ طوسیؒ کتاب متہجد میں نقل کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ بن جعفرؑ جب اپنے چہرے کو زمین پر رکھتے تو عرض کرتے تھے۔

ولایت

اللھم لا تسلبنی ما انعمت به علی من ولایتک وولایة محمد وآل محمد علیھم السلام (مصباح المتہجد: ۳۱ چاپ بیروت: بحارالانوار: ۸۶/۲۱۳ حدیث ۲۷)

"اے خدا! جو تو نے اپنی اور محمد و آل محمد علیہم السلام کی ولایت کی نعمت مجھے عطا کی ہے مجھ سے سلب نہ کرنا"

سجدہ

(۱۵/۴۳۰) سید بن طاؤسؒ اور علامہ مجلسیؒ لکھتے ہیں:

کان سلام الله علیه حلیف السجدة الطویلة والدموع الغزیرة والمناجاة الکثیرة والضراعات المتصلة

"حضرت طویل سجدہ کرتے تھے، آنسو بہاتے رہتے تھے۔ اکثر مناجات کرتے اور لگاتار گریہ و نالہ کرتے رہتے تھے" (بحار الانوار: ۱۰۲/ ۷ امصباح الزائر: ۳۸۲)

حضرت کا ایک سیاہ غلام تھا جو ہاتھ میں قینچی لے کر حضرت کے پیشانی اور ناک مبارک پر زیادہ سجدے کرنے کی وجہ سے جو چمڑا سخت ہو جاتا، کاٹا کرتا تھا۔

(عیون اخبار الرضاؑ: ۱/ ۷۷، بحار الانوار: ۴۸/ ۲۱۶ سطر ۱، ۸۵/ ۱۶۶ حدیث ۱۲ اور ۹۵/ ۲۱۳ حدیث ۵)

طویل سجدہ

(۱۶/۴۳۱) شیخ صدوقؒ نے احمد بن عبداللہ قروی سے اور اس نے اپنے باپ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتا ہے:

میں فضل بن ربیع کے پاس گیا۔ وہ اس وقت گھر کی چھت پر تھا۔ اس نے مجھے کہا: میرے پاس آؤ۔ جب میں اس کے پاس گیا تو مجھ سے کہا: یہاں اوپر سے نیچے کمرے میں دیکھو۔ جب میں نے دیکھا تو اس نے پوچھا: کیا نظر آیا؟ میں نے کہا: ایک چادر دیکھ رہا ہوں، جو زمین پر پڑی ہوئی ہے، اس نے کہا: دوبارہ اچھی طرح دیکھو۔ جب میں نے غور سے دیکھا تو ایک شخص سجدے میں پایا، اس نے چند سوالات پوچھنے کے بعد مجھ سے کہا، یہ ابوالحسن موسیٰ بن جعفرؑ ہیں۔ میں دن رات ان کا خیال رکھتا ہوں۔ کبھی بھی اس حال کے علاوہ جو تو دیکھ رہا ہے میں نے نہیں دیکھا۔ جب وہ نماز صبح سے فارغ ہوتے ہیں تو سورج کے طلوع ہونے تک نماز کی تعقیبات میں مشغول رہتے ہیں، پھر سجدے میں چلے جاتے ہیں اور ظہر تک سجدے میں رہتے ہیں۔ اور کسی کے ذمہ لگا رکھا ہے کہ جب اذان ہو تو انہیں اطلاع کرے [illegible]

والے وضو کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں [illegible]
سوئے نہیں تھے اور جب نماز ظہر و عصر اور نوافل اور تعقیبات سے فارغ ہوتے تو غروب تک سجدے میں رہتے، پھر اٹھتے ہیں اور اسی وضو کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھتے۔

جب مغرب و عشاء کی نماز و نوافل اور تعقیبات کو بجالاتے تو مختصر سی غذا جو ان کے لئے لائی جاتی ہے اس کے ساتھ روزہ افطار کرتے۔ پھر نیا وضو کرتے اور اس کے بعد سجدہ کرتے، اور جب سجدے سے سر اٹھاتے تو تھوڑا سا آرام اور ہلکی سی نیند کرتے۔ پھر اٹھتے اور وضو کر کے نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ طلوع فجر تک نماز کے لئے کھڑے رہتے، اور جب آپ کا غلام صبح کی نماز کے وقت کے بارے میں بتاتا تو صبح کی نماز بجالاتے۔ ایک سال ہو چکا ہے آپ کا یہی طریقہ کار ہے۔ (امالی صدوق: ۲۱۰ حدیث ۱۹ مجلس ۲۹، مناقب ابن شہر اشوب: ۴/ ۳۱۸)

خبر واحد کی حجیت

مؤلف فرماتے ہیں: یہ روایت ان روایات میں سے ہے، جو خبر واحد کی حجت پر دلالت کرتی ہے اور ایک شخص عادل بلکہ ایک شخص مورد اعتماد کے کافی ہونے پر دلالت کرتی ہے (یعنی اگر ایک باطمینان شخص خبر دے تو اس کا قول حجت ہے اور دلیل شرع ہے اور یہ روایت دلالت کرتی ہے کہ بینہ یعنی شہادت و گواہی ایک شرعی راستہ ہے جس کے ذریعے سے ایک خارجی موضوع کو حاصل کیا جا سکتا ہے اور دوسرے تمام موارد میں اس طرح ہے۔ سوائے ان موارد و مقامات میں جہاں نزاع یعنی جھگڑا اور ادعا یعنی دعویٰ ہو کہ ایسے مقامات میں ایک شخص کی بات قابل قبول نہیں ہوتی بلکہ ایک سے زیادہ کا ہونا ضروری ہے۔ اس روایت میں جو محل بحث ہے، امامؑ نے ایک آدمی کی شہادت اور گواہی کے ذریعے ایک خارجی موضوع یعنی زوال کا وقت یا طلوع فجر کو معلوم کیا اور ایک شخص کے کہنے کے ساتھ نماز کے وقت کے داخل ہونے کے بارے میں علم حاصل کیا ہے۔ اگر کوئی احتمال دے کہ اس مورد میں امامؑ قید میں ہونے کی وجہ سے علم حاصل نہیں کر سکتے تھے اس لئے اس مقدار پر آپ نے اکتفا کیا ہے تو یہ احتمال بعید ہے، اور قابل قبول نہیں ہے۔

اختیار امامؑ

(۱۷/۴۳۲) کلینیؒ کتاب کافی میں حضرت موسیٰؑ بن جعفرؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا:

ان الله غضب علی الشیعة فخیرنی نفسی اوهم فوقیتهم والله بنفسی

"بے شک خدا شیعوں کے گناہوں کی وجہ سے ان پر غضبناک ہوگیا، اور مجھے اختیار دیا کہ میں ان کے بدلے میں عقوبت تحمل کروں یا وہ خود عقوبت برداشت کریں خدا کی قسم میں نے عقوبت وسزا کو اپنی جان پر برداشت کرلیا اور شیعوں کو بچالیا" (الکافی:۱/۲۶۰ حدیث ۵، مدینۃ المعاجز:۶/۳۷۹ حدیث ۱۲۳)

مؤلف فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰؑ بن جعفرؑ کے اس فرمان کی تائید اس آیت کی تفسیر کرتی ہے جس میں خدا فرماتا ہے:

لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ. (سورہ فتح: آیت ۲)

"تاکہ خدا تیرے ان گناہوں کو معاف کردے جو تجھ سے سرزد ہوئے ہیں"

فرماتے ہیں جو گناہ سرزد ہوئے ہیں ان سے مراد امت کے گناہ ہیں۔

(تفسیر برہان:۴/۱۹۵)

آئمہ طاہرین نے کچھ اعمال اپنے شیعوں کی طرف سے کوتاہیوں اور خامیوں کے بدلے میں انجام دیئے ہیں خدا خیر کرے اس شاعر کی جو کہتا ہے۔

اِذَا ذَرَّ اَكْسِيْرُ الْمَحَبَّةِ فَوْقَ مَا

جناه اِسْتَحَالَ الذَّنْبُ اَیَّ اِسْتَحَالَةِ

"جب محبت کی کیمیا کا غبار گناہوں پر بیٹھ گیا تو گناہوں کی حالت تبدیل ہو جائے گی اور مکمل طور پر محو ہو جائیں گے"

دسواں حصّہ

امام ضامن جو بے سہارا لوگوں کے کفیل، امیدواروں کی امید کے نور،
اماموں میں سے آٹھویں، امام ہدایت کے راہنما، ہمارے مولا و آقا
حضرت ابوالحسن علی بن موسیٰ الرضا صلوات اللہ علیہ کے افتخارات
اور کمالات کے سمندر سے ایک قطرہ۔

رحمت الٰہی کا دروازہ

(۱/۴۳۳) کلینیؒ "کافی" میں یزید بن سلیط سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے۔

میں ایک جماعت کے ساتھ عمرہ کے ارادہ سے مکہ کی طرف جا رہا تھا۔ راستے میں ایک مقام پر حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے ساتھ ملاقات ہوئی۔ میں نے حضرت سے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں۔ جس مقام میں ہم ہیں آپ کو یاد ہے؟ حضرت نے فرمایا: ہاں: کیا تجھے بھی یاد ہے؟ میں نے: کہا، ہاں! میں اور میرے باپ نے آپ سے ملاقات کی تھی جب آپ امام صادقؑ اور اپنے بھائیوں کے ساتھ تھے۔ میرے باپ نے امام صادقؑ سے عرض کی: آپ پر قربان جاؤں۔ آپ سب کے سب پاک اور معصوم امام ہیں اور کوئی بھی موت سے نہیں بچ سکتا۔ میرے لئے ایسا مطلب ارشاد فرمائیں تاکہ میں آئندہ آنے والے لوگوں کے سامنے بیان کروں تاکہ اس کے ذریعے سے ان کا راستہ معین اور تکلیف روشن ہو سکے اور وہ گمراہی و انحراف میں نہ پڑیں۔

حضرت نے فرمایا:

ہاں! یہ سب میرے بیٹے ہیں۔ پھر آپ کی طرف اشارہ فرمایا: اور کہا:

وَهٰذَا سَيِّدُهُمْ وَقَدْ عُلِّمَ الْحِكَمُ وَالْفَهْمُ وَالسَّخَاءُ وَالْمَعْرِفَةُ بِمَا يَحْتَاجُ إِلَيْهِ النَّاسُ وَمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنْ أَمْرِ دِينِهِمْ وَدُنْيَاهُمْ

"یہ ان سب کا آقا اور سردار ہے۔ اسے حکمت، فہم اور سخاوت عطا کی گئی ہے اسے اس چیز کی معرفت عطا کی گئی ہے جس کی لوگوں کو ضرورت ہے، اور جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں، وہ مشکلات دینی ہوں یا دنیاوی وہ تمام امور سے آگاہ ہے۔"

میرے باپ نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، وہ خصوصیت اور امتیاز کیا ہے؟ حضرت نے فرمایا: خدا تبارک وتعالیٰ اس کی نسل سے اسے پیدا کرے گا جو اس امت کی فریاد کو سنے گا، اور جو اس امت کا علم و دانش، نور، فضیلت اور حکمت ہوگا وہ بہترین بچہ اور بہترین نوجوان ہے۔

یحقن اللّٰہ عزوجل بہ الدماء ویصلح بہ ذات البین ویلم بہ الشعث

"خدا تبارک وتعالیٰ اس کے ذریعے سے خون کی حفاظت کرے گا اور لوگوں کے درمیان صلح برقرار فرمائے گا، اور اختلاف کو اجتماع اور اتفاق میں تبدیل کرے گا"

ننگے کو لباس پہنائے گا، اور بھوکے کو کھانا کھلائے گا۔ خوفزدہ کو امان دے گا۔ خدا اس کے ذریعے سے باران رحمت نازل فرمائے گا اور اپنے بندوں پر رحم کرے گا۔ وہ بہترین مرد اور بہترین نوجوان ہے۔ اس کا کلام حکمت اور اس کی خاموشی علم و دانش ہوگی۔ جس چیز میں لوگ اختلاف کرتے ہیں اس کو بیان اور روشن کرے گا۔ اس کے رشتہ دار اور قریبی سرداری کو پہنچ جائیں گے قبل اس کے کہ وہ سن بلوغ کو پہنچے۔

(الکافی ۱/۳۱۳ حدیث ۱۳، مدینۃ المعاجز: ۲/۲۵۱ حدیث ۵۸، حلیۃ الابرار: ۲/۳۷۸، اعلام الوریٰ: ۳۱۷)

امامؑ کی عطا

(۲/۴۴۴) روایت ہوئی ہے کہ حضرت نے اپنا ایک سبز رنگ کا نرم و نازک ریشمی قمیض دعبل کو عطا کیا اور فرمایا:

احتفظ بہذا القمیص، فقد صلیت فیہ الف لیلۃ (فی کل لیلۃ) الف رکعۃ وختمت فیہ القرآن الف ختمۃ

(امالی طوسی: ۳۵۹ حدیث ۸۹ مجلس ۱۲، بحارالانوار: ۴۹/۲۳۸ حدیث ۷)

"اس قمیض کی حفاظت کرنا میں نے اس میں ہزار راتوں میں ایک ایک ہزار رکعت نماز پڑھی ہے اور ہزار مرتبہ قرآن ختم کیا ہے"

فضیلت امامؑ رضا

(۳/۴۳۵) شیخ صدوقؒ کتاب عیون اخبار الرضاؑ میں مفضل سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:
میں حضرت موسیٰؑ بن جعفرؑ کی خدمت میں پہنچا۔ حضرت اپنے بیٹے علیؑ کو گود میں لے کر چوم رہے تھے اور ان کی زبان چوس رہے تھے۔ کبھی کندھے پر بٹھا لیتے اور کبھی سینے سے لگاتے اور فرماتے:

بابی انت وامی ما اطیب ریحک واطھر خلقک وابین فضلک

”میرے ماں باپ تجھ پر قربان تیری خوشبو کتنی پیاری ہے تو کتنا پاک و پاکیزہ ہے تیرا اخلاق تیری برتری اور فضیلت کس قدر روشن و ظاہر ہے“

میں نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں، میں آپ کے اس بیٹے کو اس قدر دوست رکھتا ہوں اور محبت کرتا ہوں کہ اس قدر سوائے اپنی ذات کے کسی اور کو دوست نہیں رکھتا۔ حضرت نے مجھے فرمایا: اے مفضل! اس کا مقام اور منزلت میرے ساتھ ایسے ہی ہے جیسے میرا مقام اور منزلت میرے باپ کے ساتھ ہے۔

ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (سورہ آل عمران: آیت ۳۴)

”ایسی ذریت ہیں کہ ان میں سے بعض دوسرے بعض سے فضائل و کمالات بطور ارث لیتے ہیں اور خدا سننے والا اور جاننے والا ہے“

میں نے عرض کیا: کیا وہ آپ کے بعد امام، پیشوا، اور حاکم ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔

مَنْ اَطَاعَهُ رَشَدَ وَمَنْ عَصَاهُ كَفَرَ

”جس نے اس کی اطاعت کی وہ ہدایت پا گیا اور جس نے اس کی نافرمانی کی وہ کافر ہو گیا“ (عیون اخبار الرضاؑ: ۱/۲۶ حدیث ۲۸، بحار الانوار: ۴۹/۲۰ حدیث ۲۶)

نیک کام چھپانے سے ستر حج کا ثواب

(۴/۴۳۶) کلینیؒ بہ سند ... کافی میں الیسع بن حمزہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے میں حضرت امام

وہاں جمع تھے اور حضرت سے حلال وحرام کے متعلق سوالات کر رہے تھے۔ اچانک ایک لمبے قد اور گندمی رنگ کا شخص وہاں آیا اور حضرت سے عرض کی: یا بن رسول اللہؐ! آپ پر سلام، میں آپ اور آپ کے آباؤ اجداد کے دوستوں میں سے ہوں۔ حج کے سفر سے واپس آیا ہوں اور سفر کا خرچہ راستے میں گم کر بیٹھا ہوں۔ اب میرے پاس گھر تک پہنچنے کے لئے کوئی خرچہ نہیں ہے۔ اگر آپ مہربانی فرمائیں اور مجھے میرے گھر تک پہنچنے کا خرچہ دے دیں تو میں گھر پہنچ کر اتنا مال آپ کی طرف سے صدقہ کردوں گا، کیونکہ خدا نے مجھے نعمت دی ہے اور میں مستحق نہیں ہوں۔

امامؑ نے اس سے فرمایا: بیٹھ جاؤ، خدا تجھ پر رحمت کرے اور لوگوں کی طرف منہ کر کے ان کے ساتھ باتیں کرنے لگ گئے اور ان کے سوالات کے جوابات دینے میں مصروف ہوگئے، یہاں تک کہ سب لوگ اٹھ کر چلے گئے، فقط وہ شخص، سلیمان جعفری، خثیمہ اور میں باقی رہ گئے۔

امامؑ نے فرمایا: کیا مجھے اجازت دیتے ہو کہ میں اس کمرے میں جاؤں؟ سلیمان نے عرض کیا: (قدّم الله امرک) خدا آپ کے امر کو آگے بڑھائے۔ حضرت اٹھے اور اس کمرے میں داخل ہوگئے۔ تھوڑی دیر کے بعد اندر سے کمرے کا دروازہ بند کرلیا اور دروازے کے اوپر سے ہاتھ بلند کر کے آواز دی کہ وہ خراسانی شخص کہاں ہے؟ اس نے عرض کیا: میں اس جگہ ہوں۔ حضرت نے فرمایا: یہ دوسو دینار لو اور سفر کے خرچہ کے لئے استعمال کرو۔ یہ تیرے لئے خیر و برکت ہے اور اس کے ذریعے سے برکت طلب کرو۔ لازم نہیں ہے کہ میری طرف سے ان کے بدلے میں صدقہ کرو۔ جب یہ لے لو تو باہر چلے جاؤ تاکہ میں تجھے نہ دیکھوں اور تو مجھے نہ دیکھے۔ اس شخص نے دینار لیے اور باہر چلا گیا۔ امامؑ جب باہر تشریف لائے تو سلیمان نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں۔ اس پر آپ نے مہربانی کی ہے اور بہت زیادہ عطا کیا ہے پس آپ اپنے چہرے کو اس سے کیوں چھپاتے ہیں؟ حضرت نے فرمایا: میں اس کے چہرے پر گداگری اور مانگنے کی ذلت و رسوائی دیکھنا نہیں چاہتا تھا، کیا تو نے رسول خداؐ کا فرمان نہیں سنا کہ آپ نے فرمایا ہے:

المستتر بالحسنة تعدل سبعين حجة والمذيع بالسيئة مخذول والمستتر بها مغفور لها

”جوکوئی اپنے نیک کام کو چھپائے اسے ستر حجوں کا ثواب ملے گا اور جس نے اپنے گناہوں کو ظاہر کیا وہ رسوا ہوگا اور جس نے گناہوں کو چھپایا خدا انہیں چھپائے گا اور معاف کردے گا“

(الکافی:۴/۲۳ حدیث۳، مناقب ابن شہر آشوب:۴/۳۶۰، بحار الانوار:۴۹/۱۰۱ حدیث۱۹)

کمال امام رضاؑ

(۵/۴۳۷) اسی کتاب میں علی بن محمد کاشانی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میرے دوستوں میں سے ایک دوست نے مجھے بتایا کہ میں حضرت امام رضاؑ کے لئے کافی سارا مال لے کر گیا، لیکن حضرت اس سے خوش نہ ہوئے اور خوشی کا اظہار نہ کیا۔ میں اس وجہ سے غمگین ہوگیا اور اپنے آپ سے کہا: میں اتنا مال و ثروت ان کے لئے لایا ہوں لیکن انہوں نے خوشی کا اظہار نہیں کیا۔ اس وقت امامؑ نے فرمایا: اے غلام! ایک طشت اور پانی حاضر کرو۔ آپ خود کرسی پر بیٹھ گئے اور غلام سے اشارہ فرمایا کہ پانی ڈالو۔ پانی جو آپ کے مبارک ہاتھوں پر گر رہا تھا سونے کی شکل میں انگلیوں کے درمیان سے گر رہا تھا۔ پھر آپ نے میری طرف منہ کیا اور فرمایا:

مَنْ كَانَ هٰكَذَا لَا يُبَالِيْ بِالَّذِيْ حُمِلَ إِلَيْهِ

”جس کا یہ مقام ہو اور ایسی طاقت رکھتا ہو جو کچھ اس کے پاس لایا جاتا ہے اس کی طرف توجہ نہیں رکھتا“

(کشف الغمہ:۲/۳۰۳، بحار الانوار [illegible])

علم غیب

(۶/۴۳۸) برسی علیہ الرحمہ کتاب مشارق الانوار میں روا[illegible]

مرو نے چند مشکل مسائل ایک لیٹے ہوئے بند[illegible]

[illegible] حضرت امام رضاؑ نے ان مسائل کو جان لیا [illegible]

جیسے ہی وہ شخص حضرت امام رضاؑ کے گھر کے دروازے کے پاس پہنچا تو بیٹھ گیا تا کہ مجلس ختم ہو اور حضرت کو اکیلے میں مل سکے۔ اتنے میں اچانک اس کے پاس حضرت کا خادم آیا، جب کہ اس کے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا جس پر مسائل کے جوابات لکھے ہوئے تھے، اور کہا کہ وہ لمبا چوڑا لکھا ہوا خط کہاں ہے؟ اس مرد نے وہ خط باہر نکالا۔ خادم نے اس سے کہا: خدا کا ولی فرماتا ہے: اس کاغذ میں ان مسائل کے جوابات ہیں جو تیرے پاس خط میں لکھے ہوئے ہیں اس واقفی مرد نے وہ کاغذ لیا اور چلا گیا۔

(مشارق الانوار: ۹۲، بحارالانوار: ۴۹/ ۷۱ حدیث ۹۵، عیون اخبار الرضاؑ ۲/ ۲۲۸ حدیث ۱)

لوگ موت کے لحاظ سے دو طرح کے ہیں

(۴۳۹/ ۷) قطب الدین راوندیؒ کتاب الدعوات میں حضرت جوادؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

امام رضاؑ کے اصحاب میں سے ایک صحابی بیمار ہوگیا۔ حضرت اس کی عیادت کے لئے گئے اور فرمایا: تو کیسا ہے اور تیرا کیا حال ہے؟ اس نے عرض کیا: آپ نے مجھے دوبارہ زندگی دی ہے (مقصد یہ ہے کہ شدید اور بیمار ہوگیا تھا)

امام نے فرمایا: آپ نے موت کو کیسے پایا ہے؟ اس نے عرض کی: سخت اور دردناک۔ حضرت نے فرمایا: تو نے موت کے ساتھ ملاقات نہیں کی بلکہ تو نے ایسی چیز کو دیکھا جو تجھے موت سے آگاہ کرے اور اس کے احوال میں سے کچھ کے متعلق بتائے۔

اِنَّمَا النَّاسُ رَجُلَانِ مُسْتَرِیْحٌ بِالْمَوْتِ وَمُسْتَرَاحٌ مِنْهُ فَجَدِّدِ الْاِیْمَانَ بِاللّٰهِ بِالْوَلَایَةِ تَكُنْ مُسْتَرِیْحًا

''لوگ موت کے لحاظ سے دو طرح کے ہیں ایک گروہ وہ ہے جو مرنے کے ساتھ سکون حاصل کرتے ہیں، اور کچھ وہ ہیں جن کے مرنے کے ساتھ دوسرے لوگ

سکون پاتے ہیں۔ پس خدا کے ساتھ اور ہماری ولایت کے ساتھ اپنے ایمان کی تجدید کرو تاکہ پہلے گروہ میں سے ہو جاؤ، اور سکون حاصل کرو"

اس شخص نے امامؑ کے حکم کے مطابق عمل کیا۔ پھر عرض کیا: اے رسول خداؐ کے بیٹے! یہ خدا کے فرشتے ہیں جو درود و سلام اور تحائف لے کر آئے ہیں۔ یہ آپ کو سلام عرض کر رہے ہیں اور آپ کی بارگاہ میں کھڑے ہیں انہیں اجازت عطا کریں تاکہ یہ بیٹھ جائیں۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: اے خدا کے فرشتو! بیٹھ جاؤ۔ پھر اس بیمار سے فرمایا: ان فرشتوں سے پوچھو: کیا ان کو میرے سامنے کھڑے ہونے کا حکم دیا گیا ہے؟ مریض نے کہا:

سَاَلْتُهُمْ فَذَكَرُوْا اَنَّهُ لَوْ حَضَرَكَ كُلُّ مَنْ خَلَقَهُ اللّٰهُ مِنْ مَلَائِكَتِهِ لَقَامُوْا لَكَ وَلَمْ يَجْلِسُوْا حَتّٰى تاذن لهم هكذا امرهم الله عزوجل

"میں نے ان سے سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا۔ اگر تمام فرشتے جو خدا نے پیدا کئے ہیں آپ کے حضور میں حاضر ہوں تو سب کے سب کھڑے رہیں گے، اور ہرگز نہیں بیٹھیں گے یہاں تک کہ آپ اجازت دیں کیونکہ خدا تعالیٰ نے اسی طرح حکم دیا ہے"

اس کے بعد بیمار نے آنکھیں بند کیں اور عرض کیا:

السلام علیک یابن رسول الله

"اے رسول خداؐ کے بیٹے! آپ پر سلام، یہ آپ خود ہیں جو پیغمبر اکرمؐ اور دوسرے معصوم اماموںؑ کے ساتھ میرے سامنے موجود ہیں"

اس کے بعد وہ بیمار شخص وفات پا گیا۔

(دعوات راوندی: ۲۴۸ حدیث ۶۹۸، بحار الانوار: ۶/ ۱۹۴ حدیث ۴۵ اور ۴۹/ ۷۲)

شعر

ایک فارسی زبان شاعر نے کہا ہے:

بدو عالم ندھم لذت بیماری را

"اگر میرے سرہانے میرے طبیب ومعالج بن کر آؤ تو میں بیماری کی لذت کسی کو بھی نہ دوں گا۔"

جہنمی کون؟

(۸/۴۰۰) شیخ صدوقؒ کتاب فضائل الشیعہ میں میسر سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے میں نے حضرت امام رضاؑ سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

لَا يُرَى مِنكُمْ فِي النَّارِ اِثْنَانِ، لَا وَاللّٰهِ وَلَا وَاحِدٌ

"تم شیعوں میں سے دو آدمی بھی جہنم میں دیکھے نہیں جائیں گے حتیٰ کہ خدا کی قسم ایک شخص بھی دیکھا نہ جائے گا۔"

راوی کہتا ہے: میں نے عرض کیا: یہ مطلب جو آپؑ نے فرمایا ہے قرآن کی کون سی آیت سے استفادہ ہوتا ہے اور اس کی قرآنی دلیل کیا ہے؟

حضرت نے اس سوال کا جواب ایک سال تک روکے رکھا اور نہ دیا۔ ایک دن میں طواف کے دوران آپؑ کے ہمراہ تھا، آپ نے مجھ سے فرمایا: آج مجھے اجازت دی گئی ہے کہ تجھے تیرے اس سوال کا جواب دوں۔ میں نے عرض کیا: جو آپ نے فرمایا تھا وہ قرآن میں کہاں ہے آپ نے فرمایا: سورہ (الرحمٰن ۱۱) میں آیت شریفہ ہے۔

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْبِهِ مِنكُمْ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ (سورہ الرحمٰن: آیت ۳۹)

میں نے عرض کیا: آیت میں "منکم" نہیں ہے یہ آپ نے اضافہ کیا ہے۔

حضرت نے فرمایا: اصل میں تھا۔ سب سے پہلے ابن اروی نے اس کو تبدیل کیا ہے کیونکہ یہ اس کے اور اس کے اصحاب کے خلاف دلیل تھی۔ اگر آیت میں (منکم) نہ ہوتا تو تمام بندوں سے خدا کا انتقام لینا ساقط ہو جاتا اور ان سب کو خدا بخش دیتا تو قیامت کے دن کے سزا

دی جائے گی اور کسے جزا دی جائے گی۔

(فضائل الشیعہ: ۷۶ حدیث ۴۳، بحار الانوار: ۲۷۳/۷ حدیث ۴۵، ۳۵۳/۸ حدیث ۳ اور ص ۳۶۰ حدیث ۲۸)

آل محمدؐ سے دوستی

(۹/۴۴۱) قطب الدین راوندی کہتے ہیں:

روایت ہوئی ہے کہ امام رضاؑ جب خراسان کی طرف سفر کر رہے تھے تو اس سفر میں ایک شخص جو اصفہان کے ایک دیہات کرمند کا رہنے والا تھا حضرت کے اونٹ کو چلا رہا تھا۔ جب اس کا کام مکمل ہو گیا اور اس نے واپس جانا چاہا تو آپ سے عرض کیا: اے رسول خداؐ کے بیٹے! مہربانی کریں اور مجھے اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی تحریر عنایت فرمائیں تاکہ وہ میرے لئے باعث تبرک ہو۔ وہ شخص اہل سنت میں سے تھا۔ آٹھویں امامؑ نے اسے ایک تحریر عنایت فرمائی جو اس صورت میں تھا۔

کن محبّا لآل محمد وان کنت فاسقا و محبا لمحبیهم وان کانوا فاسقین

"آل محمدؐ کو دوست رکھ اگرچہ تو فاسق ہی کیوں نہ ہو اور آل محمدؐ کے دوستوں سے دوستی رکھ اگرچہ وہ فاسق ہی کیوں نہ ہوں۔"

اس حدیث کے بارے میں حیران کن بات یہ ہے کہ یہ تحریر اب تک اس دیہات کے رہنے والوں کے پاس موجود ہے۔

(دعوات راوندی: ۲۸ حدیث ۵۲، المستدرک: ۲۳۲/۱۲ حدیث ۲، بحار الانوار: ۲۵۳/۶۹)

ایک سرکش گھوڑا اور مومن بچہ

(۱۰/۴۴۲) امام حسن عسکریؑ کی تفسیر میں روایت ہوئی ہے:

امام رضا علیہ السلام کے پاس ایک سرکش گھوڑا تھا وہاں پر ایک گروہ تھا جو سرکش گھوڑوں کو رام کرنے میں ماہر تھا، لیکن اس گھوڑے پر سوار ہونے کی کوئی بھی جرأت نہ کرتا تھا۔ اگر کوئی سوار ہو بھی جاتا تو اسے چلانے کی کوشش نہ کرتا کہ کہیں وہ اگلے پاؤں اوپر اٹھا کر اسے

آ گیا، اس نے عرض کیا: اے رسول خداؐ کے بیٹے! کیا مجھے اجازت ہے کہ میں اس گھوڑے پر سوار ہوں اور اسے چلاؤں؟ حضرت نے فرمایا: تو یہ کام کرلے گا؟ اس نے عرض کیا: ہاں! حضرت نے فرمایا: تو کیسے یہ کام کرے گا؟ اس نے عرض کیا:

لانی قد استوثقت منه قبل ان ارکبه بان صلیت علی محمد وآل محمد الطیبین الطاهرین مائة مرة وجددت علی نفسی الولایة لکم اهل البیت

"سوار ہونے سے پہلے میں اس سے وعدہ لوں گا، اور اس سے اطمینان حاصل کروں گا کہ میں سو بار محمدؐ اور آپ کی پاک وطیب آلؑ پر درود بھیجوں گا اور آپ اہل بیتؑ کی ولایت کی تجدید کروں گا"

حضرت رضاؑ نے فرمایا: سوار ہو جاؤ۔ وہ سوار ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا: اسے چلاؤ پس اس نے گھوڑے کو چلایا اور چلاتا رہا اور دوڑانے لگا، یہاں تک کہ وہ تھک گیا اور اس کے رونے کی آوازیں بلند ہوئیں۔ اس گھوڑے نے عرض کیا: یابن رسول اللہؐ اس سوار نے مجھے تھکا دیا ہے اور بڑی تکلیف دی ہے یا تو مجھے معاف فرمادیں یا اس تکلیف کو برداشت کرنے کی طاقت عطا کریں۔ اس بچے نے کہا: تیرے لئے بہتر یہی ہے کہ تو اس چیز کی درخواست کر کہ مومن کو تو اپنے اوپر سوار کرے گا۔

حضرت رضاؑ نے فرمایا: بچے نے سچ کہا ہے۔ اس کے بعد حضرت نے گھوڑے کے لئے دعا کی اور فرمایا: اے خدا! اسے تحمل و برداشت کرنے کی زیادہ طاقت عطا فرما۔ گھوڑا سکون کر گیا اور چلنا شروع کر دیا۔ جب وہ بچہ اس گھوڑے سے نیچے اترا تو امام رضاؑ نے اس سے فرمایا کہ گھر میں جتنے جانور، غلام، کنیزیں، یا جتنے اموال خزانہ میں موجود ہیں ان میں سے جو چاہتا ہے مانگ لے۔ بے شک تو مومن ہے اور خدا نے دنیا میں تجھے امان کے ساتھ مشہور فرمایا ہے بچے نے کہا: یابن رسول اللہؐ! کیا مجھے اجازت فرماتے ہیں کہ میں اپنی درخواست پیش کروں؟ آپ نے فرمایا: اے مومن! پیش کرو اور جو چاہتے ہو بیان کرو۔ بے شک خدا تبارک وتعالیٰ تجھے بہتر سوچنے

کی توفیق عنایت فرمائے۔اس نے عرض کیا:

سل لی ربک التقیة الحسنة والمعرفة بحقوق الاخوان والعمل بما اعرف من ذلک

”میرے لئے خدا سے اچھے تقیہ، بھائیوں کے حقوق کی معرفت اور جو میں جانتا ہوں اس پر عمل کرنے کا سوال کریں“

حضرت رضاؑ نے فرمایا:

قد اعطاک اللہ ذلک لقد سالت افضل شعار الصالحین ودثار ھم

”خدا نے یہ تجھے عطا کر دیا ہے بے شک تو نے وہ چیز مانگی ہے جو صالح اور نیک بندوں کا زیور اور بہترین علامت ہے کہ جس کے ذریعے سے ان کی عزت و آبرو محفوظ ہوئی ہے“

(تفسیر امام عسکریؑ:۳۲۳ حدیث ۱۷۰، بحار الانوار:۷۵/۳۱۶ حدیث ۶۸، مدینۃ المعاجز:۷/۱۰۰ حدیث ۱۰۲)

مومن کے جنازے میں شرکت کرنے سے گناہ معاف ہوتے ہیں

(۱۱/۳۲۳) ابن شہر آشوب ”کتاب مناقب“ میں موسیٰ بن یسار سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

جب حضرت امام رضاؑ طوس کے شہر کی دیواروں کے پاس پہنچے، تو میں آپ کے ہمراہ تھا۔اچانک میں نے رونے کی آواز سنی، میں اس آواز کی طرف چل پڑا۔میں نے ایک جنازہ دیکھا، جیسے ہی میری نگاہ جنازے پر پڑی، میں نے اپنے مولا و آقا کو دیکھا کہ گھوڑے سے نیچے اتر رہے ہیں۔پھر جنازے کی طرف آئے اور اسے اٹھا کر ایسے اپنے ساتھ لگایا جیسے بھیڑ کا بچہ اپنی ماں کے ساتھ چمٹتا ہے۔پھر آپ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا:

یا موسیٰ بن یسار من شیع جنازۃ ولی من اولیائنا خرج من ذنوبه کیوم ولدته امه لا ذنب علیه

”اے موسیٰ بن یسار! جو کوئی بھی ہمارے دوستوں میں سے کسی کے جنازے

ہو،اور کسی قسم کا گناہ اس کی گردن پر نہ ہوگا"

جب لوگوں نے جنازہ کو قبر میں رکھا تو میرے آقا، مولا آگے آئے اور لوگوں کو ایک طرف کر کے آگے بڑھے اور میت کے پاس آئے، اپنا مبارک ہاتھ میت کے سینے پر رکھ کر فرمایا: اے فلاں بن فلاں! تجھے بہشت کی بشارت ہو۔اس کے بعد تیرے لئے کوئی خوف و ہراس نہ ہوگا۔جب میں نے اس شخص کے متعلق حضرت کا یہ عمل دیکھا اور فرمان سنا تو عرض کیا: میں آپ پر قربان جاؤں، کیا آپ اس مرد کو جانتے ہیں؟ خدا کی قسم! یہ وہ سرزمین ہے جس پر آپ نے اس سے پہلے کبھی قدم نہیں رکھا؟ حضرت نے مجھے فرمایا:

یا موسیٰ بن یسار!اما علمت، انا معاشر الائمة تعرض علینا اعمال شیعتنا صباحًا ومساءً فما کان من التقصیر فی اعمالھم سالنا اللہ تعالیٰ الصفح لصاحبه وما کان من العلوسالنا اللہ الشکر لصاحبه

"اے موسیٰ بن یسار! کیا تم نہیں جانتے ہو کہ ہمارے شیعوں کے اعمال ہر صبح و شام ہمارے سامنے پیش ہوتے ہیں؟ اگر ان کے اعمال میں ہمیں تقصیر و کوتاہی نظر آئے تو ہم خدا سے ان کے لئے مغفرت و بخشش طلب کرتے ہیں اور اگر ان کے اعمال بلند ہوں اور نیک اعمال ان کے نامہ اعمال میں ہوں تو ہم ان کے لئے زیادہ توفیقات اور شکر الٰہی کا سوال کرتے ہیں"

(مناقب ابن شہر آشوب:۳/۳۳۱، بحار الانوار:۳۹/۹۸ حدیث ۱۳)

امام رضاؑ سے ایک منافق کا مکالمہ

(۱۲/۴۴۴) علامہ مجلسیؒ کتاب بحار الانوار میں کہتے ہیں: روایت ہوئی ہے کہ ایک منافق نے حضرت امام رضاؑ سے عرض کیا: آپ کے شیعوں میں سے کچھ لوگ راستے میں شراب پیتے ہیں۔امام نے فرمایا:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَهُمْ عَلَی الطَّرِیْقِ فَلَا یَزِیْغُوْنَ عَنْهُ

"تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے انہیں راستے پر قرار دیا ہے اور انہیں انحراف وگمراہی میں مبتلا نہیں کیا"

ایک دوسرے منافق نے حضرت پر اعتراض کیا کہ آپ کے شیعہ کے نبیذ (جو کی شراب) پیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اصحاب رسول بھی نبیذ پیتے تھے۔ اس نے کہا: نبیذ سے میری مراد حلال شراب نہیں ہے، بلکہ نشہ آور شراب ہے۔ جب امامؑ نے یہ جملہ سنا تو آپ کے چہرے پر پسینہ آ گیا۔ پھر آپ نے فرمایا: خدا اس سے بلند تر ہے کہ کسی مؤمن کے دل میں شراب کی گندگی اور ہماری دوستی جمع کرے۔ (یعنی ہماری ولایت ہمارے دوستوں کو ایسے کاموں سے روکتی ہے تھوڑے سے تامل کے بعد آپ نے فرمایا:

وان فعلها المنكوب منهم فانه يجد ربًا رؤوفًا ونبيًا عطوفًا و امامًا له على الحوض عروفًا وسادة له بالشفاعة وقوفًا وتجد انت روحك في برهوت ملوفًا.

"اور اگر ان سے ایسا کام سرزد ہو بھی جائے گا تو ان کا مہربان خدا ہے اور لطف واحسان کرنے والا نبیؐ ہے اور حوض کوثر پر اختیار رکھنے والا امام ہے۔ یہ ایسے سردار اور آقا ہیں جو شفاعت کے لیے کھڑے ہیں جو اسے پکڑ لیں گے اور بچالیں گے، جبکہ تو اپنی روح کو برہوت (منافقین کی روحوں کا مقام) میں عذاب اور آگ میں گرفتار پائے گا"

(مشارق الانوار: ۱۸۲، بحار الانوار: ۲۷/۳۱۴ حدیث ۱۲)

اے مہربان امامؑ آپ پر سلام

(۱۳/۴۴۵) زیارات جوادیہ میں حضرت امام جوادؑ سے آپ کے والد بزرگوارؑ کے لیے نقل ہوا ہے کہ ہم اس طرح درود بھیجتے ہیں۔

"اے مہربان امام آپؑ پر سلام"

خدا نے ان کا نام (رضا) اس لئے رکھا ہے کیونکہ آپ آسمانوں میں خدا کے پسندیدہ اور زمین میں خدا کے رسولؐ اور آپ کے بعد اماموں کے پسندیدہ اور چنے ہوئے ہیں، سب اس سے راضی ہیں۔ یہ لقب ان کو اس لیے دیا گیا ہے کہ جس طرح آپ کے دوست آپ سے راضی ہیں اسی طرح آپ کے مخالف بھی آپ سے راضی ہے۔

(مناقب ابن شہر آشوب: ۳/ ۳۶۷ سطر ۲، بحار الانوار: ۴۹/ ۱۰)

روٹی اور پانی کا مزہ

(۱۴/۴۴۶) ابن شہر آشوب کتاب مناقب میں محمد بن عیسیٰ یقطینی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

جب لوگوں نے امام رضاؑ کی امامت میں اختلاف کیا تو حضرت سے جو مسائل پوچھے گئے، ان کی تعداد اٹھارہ ہزار تھی، نہ یہ کہ فقط شیعہ حضرات آپ سے روایت کرتے ہیں بلکہ اہل سنت نے بھی روایت کی ہے۔ جیسے کہ ابوبکر خطیب نے تاریخ بغداد، میں ثعلبی اپنی تفسیر میں سمعانی اپنے رسالے میں اور ابن معتز اپنی کتاب میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت سے روٹی اور پانی کے مزے کے متعلق سوال ہوا تو آپ نے فرمایا:

طعم الماء طعم الحیاة وطعم الخبز طعم العیش

"پانی کا مزہ حیات کا مزہ ہے اور روٹی کا مزہ زندگی گذارنے کا مزہ ہے"

(مناقب ابن شہر آشوب: ۳/ ۳۵۰ اور ۳۵۳، بحار الانوار: ۴۹/ ۹۹ حدیث ۱۴ اور ۱۵)

احساس

(۱۵/۴۴۷) ابن شہر آشوب کتاب مناقب میں نقل کرتے ہیں:

ایک دن حضرت امام رضاؑ حمام میں تشریف لائے، ایک شخص جو حضرت کو نہیں جانتا تھا آپ سے عرض کرتا ہے: کہ مجھے کیسہ مارو (یعنی صابن وغیرہ لگاؤ) امامؑ اسے بڑے آرام سے

کیسہ لگانے لگ گئے۔ اسی وقت دوسرے لوگوں نے اس شخص کو امامؑ کے متعلق بتایا، وہ شخص احساس شرمندگی کرنے لگا اور آپ سے معذرت کرنے لگا، لیکن حضرت نے اسے تسلی دی کہ کوئی بات نہیں اور اپنا کام جاری رکھا۔ (مناقب ابن شہر اشوب: ۴/۳۶۲، بحارالانوار: ۴۹/۹۹ حدیث ۱۶)

میری شان وشوکت کے مطابق امامؑ کی عطا

(۱۶/۴۴۸) علامہ مجلسیؒ کتاب بحارالانوار میں یعقوب بن اسحاق سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے کہ ایک شخص حضرت امام رضاؑ سے ملا اور آپ سے عرض کی:

اعطني على قدر مروّتک

"مجھے اپنی شان ومروت اور جوانمردی کے مطابق عطا کر"

امام نے فرمایا:

لا يسعني ذلک

"میں اس چیز کی طاقت نہیں رکھتا"

اس نے عرض کیا:

على قدر مروتي

"مجھے میری شان ومروت کے مطابق عطا فرمائیں"

آپ نے فرمایا:

اما ذا فنعم

"یہ ممکن ہے"

پھر آپ نے فرمایا:

يا غلام اعطه مائتي دينار

"اے غلام اسے دوسو دینار عطا کرو"

(مناقب ابن شہر اشوب: ۴/۳۶۰ سطر ۱۹، بحارالانوار: ۴۹/۱۰۰)

اور آپ نے کچھ اشعار ارشاد فرمائے جن کا ترجمہ یہ ہے:

میں نے عفت و پاکدامنی کے ساتھ بے نیازی کا لباس پہنا ہے اور سرفرازانہ طور پر لوگوں کے درمیان راستہ چلتا ہوں۔

میں ایسے لوگوں سے ہرگز انس و محبت نہیں کرتا جو انسان نہیں ہیں صرف شکل انسانی رکھتے ہیں۔لیکن جو حقیقت میں انسان ہیں ان سے محبت کرتا ہوں۔

جب کسی صاحب ثروت و دولت سے غرور و تکبر دیکھو تو اپنی ضرورت و احتیاج کا اظہار نہ کرکے اس کے غرور و تکبر کو توڑ دو۔

نادار اور بے کس کے سامنے میں نے کبھی فخر نہیں کیا اور ناداری کی وجہ سے کبھی کسی دولت مند کے سامنے اپنے آپ کو نہیں جھکایا۔

(مناقب ابن شہر آشوب:۴/۳۶۱، بحارالانوار:۴۹/۱۱۲ حدیث۱۰)

(۱۷/۴۴۹) نیز اسی کتاب میں نقل کرتے ہیں کہ حضرت امام رضاؑ نے عرفات میں ایک دن اپنا تمام مال لوگوں میں تقسیم کردیا۔فضل بن سہل نے حضرت سے عرض کیا کہ یہ تو واقعتاً نقصان اور گھاٹا ہے۔آپ نے فرمایا:

بل هو المغنم ،لا تعدنّ مغرمًا ما ابتغت به اجراً و كرمًا

”بلکہ یہ غنیمت اور بغیر زحمت و تکلیف کے ہاتھ آنے والا مال ہے اور جو کچھ تجھے اس کے مقابلے میں اجر و ثواب ملے گا اسے نقصان اور گھاٹا شمار نہ کرو“

(مناقب ابن شہر آشوب:۴/۳۶۱، بحارالانوار:۴۹/۱۰۰ س۷)

جزا اعمال کے ساتھ دی جائے گی

(۱۸/۴۵۰) کلینیؒ ”کتاب کافی“ میں اہل بلخ کے ایک شخص سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

حضرت امام رضاؑ نے خراسان کی طرف جو سفر کیا تھا میں آپ کی خدمت میں تھا۔ایک دن آپ نے حکم دیا کہ دستر خوان بچھاؤ اور اس دستر خوان پر تمام سیاہ فام غلاموں اور نوکروں کو آپ نے اکٹھا کیا اور آپ خود بھی اس دستر خوان پر ان کے ہمراہ بیٹھ

گئے۔ میں نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں۔ اگر حکم فرماتے تو ان کے لئے ایک علیحدہ دستر خوان بچھا دیتا، یہ زیادہ مناسب تھا۔

امام نے فرمایا:

مه ان الرب تبارک وتعالی واحد والام واحدة والاب واحد والجزا بالاعمال

"خاموش ہو جاؤ، ہمارا خدا ایک ہے، ماں ایک ہے، باپ ایک ہے اور جزاء اعمال کے ساتھ دی جائے گی"

(الکافی: ۸/۲۳۰ حدیث ۲۹۶، بحار الانوار: ۴۹/۱۰۱ حدیث ۱۸ وسائل الشیعہ: ۱۶/۳۲۳ حدیث ۱)

ایک فرشتہ قبر رضاؑ پر

(۱۹/۳۵۱) خراسان کا حکمران کتاب المقتضی کا مؤلف کہتا ہے:

میں حضرت امام رضاؑ کے شہر میں سویا ہوا تھا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے ایک فرشتہ نیچے آیا اور اس نے حضرت کی قبر کی دیوار پر دو شعر لکھے، جن کو میں نے یاد کر لیا۔ وہ دو شعر یہ ہیں۔

من سره ان یری قبرًا برویته
یفرج الله عمن زاره کربه
فلیات ذا القبر ان الله اسکنه
سلالة من رسول الله منتجبة

(دار السلام: ۳/۳۷، بحار الانوار: ۴۹/۳۳۷ حدیث ۱۷)

"جو کوئی چاہتا ہے کہ ایسی قبر کی زیارت کرے جس کی زیارت کرنے سے خدا اس کی تکلیفوں اور غم کو دور کرے تو اسے چاہیے کہ اس مبارک قبر کے پہلو میں آئے کہ جس میں خدا نے اپنے قابل احترام نبیؐ کے بیٹے کو ٹھہرایا ہوا ہے"

(۲۰/۴۵۲) کلینی کتاب کافی میں حسن بن منصور اور وہ اپنے بھائی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے کہ ایک رات میں حضرت امام رضاؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ایک بڑے ہال کے اندر چھوٹے کمرے میں موجود تھے۔ آپ نے اپنا مبارک ہاتھ اوپر اٹھایا اور وہ ہاتھ ایسے تھا جیسے کمرے میں دس نور روشن ہوگئے ہوں۔ اسی اثناء میں ایک شخص نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے اپنا ہاتھ نیچے کرلیا اور اسے اندر آنے کی اجازت دی۔ (الکافی: ۱/ ۴۸۷ حدیث ۳، الوافی: ۳/ ۸۱۶ حدیث ۲، مدینۃ المعاجز: ۷/ ۱۳ حدیث ۷)

دعبل خزاعی کی شاعری امام رضاؑ کی خدمت میں

(۲۱/۴۵۳) شیخ صدوق کتاب عیون اخبار الرضاؑ میں عبدالسلام ہروی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

دعبل خزاعی مرو میں حضرت علی بن موسیٰ الرضاؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں نے آپ کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا ہے اور میں نے قسم کھائی ہے کہ آپ سے پہلے کسی کو نہ سناؤں گا۔ امامؑ نے اسے اجازت دی کہ پڑھو۔ دعبل نے قصیدہ پڑھنا شروع کیا جس کے ۱۲۰ سے زیادہ اشعار ہیں پہلا شعر اس طرح ہے۔

مدارس آیات خلت عن تلاوۃ
ومنزل وحی مقفر العرصات

''آیات الٰہی کی تدریس کا مقام اس وقت آیات کی تلاوت سے خالی ہے اور خدا کی وحی نازل ہونے کا مقام اس وقت فعالیت سے رک گیا ہے۔''

جب دعبل اس شعر پر پہنچا کہ

اری فیئھم فی غیرھم متقسماً
وایدیھم من فیئھم صفرات

”جو مال ان کی غنیمت ہے میں دوسروں کے ہاتھ میں دیکھ رہا ہوں جو وہ اپنے درمیان تقسیم کر رہے ہیں، درحالانکہ ان کے اپنے ہاتھ اس غنیمت سے خالی ہیں۔“

یہ سن کر حضرت رضاؑ رونے لگے اور فرمایا: اے خزاعی تو نے سچ کہا ہے۔ جب دعبل خزاعی اس شعر پر پہنچا۔

اذا وتروا مدو الی واتریھم

اکفا عن الاوتار منقبضات

”جب ان پر ظلم وستم ہوتا ہے تو انتقام کے لئے ہاتھ نہیں بڑھاتے بلکہ برائی کا احسان کے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں، اور ان کا ہاتھ انتقام سے خالی ہے“

حضرت رضاؑ نے اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو اوپر نیچے رکھتے ہوئے فرمایا: ہاں خدا کی قسم خالی ہے۔ دعبل اس شعر پر پہنچا۔

لقد خفت فی الدنیا وایام سعیھا

وانی لارجو الا من بعد وفاتی

”بے شک دنیا میں میری زندگی خوف و ہراس کے ساتھ ملی ہوئی تھی۔ بے شک میں امید رکھتا ہوں کہ مرنے کے بعد امن و امان حاصل کروں گا“

حضرت رضاؑ نے فرمایا:

آمنک اللہ تعالیٰ یوم الفزع الاکبر

”خدا تعالیٰ تجھے اس دن حفظ و امان میں رکھے جس دن کا خوف و ہراس بہت زیادہ ہے“

اور جب دعبل اس شعر پر پہنچا۔

وقبر ببغداد لنفس زکیۃ

تضمنھا الرحمان فی الغرفات

حضرت رضاؑ نے دعبل سے فرمایا کہ کیا مجھے اجازت دیتے ہو کہ تیرے قصیدے میں اس مقام پر دو شعروں کا اضافہ کروں تا کہ تیرا قصیدہ مکمل ہو جائے؟

وقبر بطوس یالھا من مصیبۃ
توقّد فی الاحشاء بالحرقات
الی الحشر حتٰی یبعث اللہ قائمًا
یفرّج عنّا الھم والکربات

"ایک قبر طوس میں ہے جس کے لئے اتنی مصیبتیں ہیں کہ قیامت کے دن تک دلوں سے آگ کے شعلے بلند ہوتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ خدا ہمارے قیام کرنے والے اور انتقام لینے والے کو بھیجے گا اور ہمارے غم و غصہ کو برطرف کرے گا۔"

دعبل نے عرض کیا:

میں طوس میں آپ کی کسی قبر کو نہیں جانتا۔ آپ نے جس قبر کا ذکر کیا ہے یہ کس کی قبر ہے؟ آپ نے فرمایا:

ذاک قبری ولا تنقضی الایام واللیالی حتی یصیر طوس مختلف شیعتی وزواری الاضمن زارنی فی غربتی بطوس کان معی فی درجتی یوم القیامۃ مغفوراً لہ

"وہ میری قبر ہے۔ دن اور رات ختم نہیں ہوں گے کہ طوس میرے شیعوں اور زائرین کے لئے رفت و آمد کا مقام بن جائے گا۔ جان لو کہ جو کوئی بھی شہر طوس میں اس پردیس میں میری زیارت کرے گا۔ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا۔ اور اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔"

جب دعبل نے اپنا قصیدہ مکمل کر لیا تو حضرت رضاؑ اپنی جگہ سے اٹھے اور دعبل سے فرمایا: کہیں جانا نہیں ہے اور خود گھر کے اندر چلے گئے تھوڑی دیر کے بعد سو دینار جن پر آپ کے مبارک

نام کی مہر لگی ہوئی تھی خادم کے ذریعے اس کے لئے بھیجے اور اس سے فرمایا: تیرا مولا فرماتا ہے: اس رقم کو اپنا نفقہ اور خرچ قرار دو۔ دعبل نے کہا: خدا کی قسم! میں دینار کے لئے نہیں آیا، اور نہ ہی یہ قصیدہ میں نے دینار حاصل کرنے کے لئے پڑھا ہے۔ دیناروں کی تھیلی واپس کردی اور حضرت کے لباس میں سے ایک لباس کی درخواست کی ۔تاکہ اس کے ذریعے سے وہ برکت اور شرافت حاصل کرے۔ حضرت نے اپنا ایک جبہ جو نرم و نازک پشم سے بنا ہوا تھا، دینار کی تھیلی کے ساتھ بھیجا اور خادم سے فرمایا: دعبل سے کہو کہ ان دیناروں کو لے لو، کیونکہ ایک دن تجھے ان کی ضرورت پڑے گی اور اب ان کو واپس نہ لوٹانا۔ دعبل تھیلی اور لباس پکڑ کر باہر چلا گیا اور مرو سے واپس جانے والے قافلے کے ساتھ واپس اپنے شہر کی طرف چل پڑا۔ جب راستے میں ایک مقام "میان قوہان" پر پہنچے تو ڈاکوؤں نے اس قافلے پر حملہ کردیا۔ سب قافلے والوں کو پکڑ لیا اور ان کے بازو باندھ دیئے۔ دعبل کے بھی بازو باندھ دیئے گئے۔ پھر انہوں نے قافلے والوں کا تمام مال لوٹ کر اپنے درمیان تقسیم کرلیا۔ ان میں سے ایک ڈاکو موقع کی مناسبت سے دعبل کے قصیدے کا یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

ارى فيئهم فى غيرهم متقسما

وايديهم من فيئهم صفرات

"میں دیکھ رہا ہوں کہ ان کے اموال دوسرے لوگ اپنے درمیان تقسیم کررہے ہیں اور ان کے اپنے ہاتھ اموال سے خالی ہیں"

دعبل نے جب یہ شعر سنا تو شعر پڑھنے والے شخص سے پوچھا: یہ کس کا شعر ہے؟ اس نے کہا: اہل خزاعہ سے ایک شخص بنام دعبل کا شعر ہے۔ دعبل نے کہا: میں وہی دعبل ہوں جس نے وہ قصیدہ کہا ہے، اور یہ اس قصیدے کا ایک شعر ہے۔

وہ شخص فوراً اپنے سردار ڈاکو کے پاس گیا، وہ ایک ٹیلے کے اوپر نماز پڑھنے میں مشغول تھا اور شیعہ مذہب سے اس کا تعلق تھا۔ جب اسے صورت حال سے آگاہی ہوئی تو اٹھا اور خود دعبل کے پاس چلا آیا، اور اس سے کہا کیا تو دعبل ہے؟ اس نے کہا: ہاں! سردار نے کہا: قصیدہ

شہر پہنچ گیا۔قم والے اس کے استقبال کے لئے آئے اور اس سے درخواست کی کہ قصیدہ سنائے۔دعبل نے کہا کہ سب لوگ جامع مسجد میں اکٹھے ہو جائیں۔جب سب اکٹھے ہوگئے تو دعبل منبر پر گیا اور قصیدہ پڑھا۔قم والوں نے بھی بہت زیادہ مال وثروت اور لباس اسے عطا کئے۔ قم والوں کو جب امامؑ کے دیئے ہوئے جبے کے متعلق پتہ چلا تو انہوں نے کہا کہ وہ جبہ ہزار دینار میں بیچ دے، لیکن اس نے انکار کردیا۔انہوں نے کہا: اس جبے کا ایک ٹکڑا ہزار دینار کا ہمیں دے دو، لیکن دعبل نے پھر بھی انکار کردیا اور قم شہر سے باہر چلا گیا۔

پس دعبل جیسے ہی قم شہر سے باہر اطراف کے دیہات سے گذر رہا تھا کہ چند عرب نوجوان اس کے پاس پہنچ گئے اور اس سے وہ جبہ چھین لیا۔دعبل قم واپس آگیا اور ان سے درخواست کی کہ جبہ واپس کردیں، لیکن ان نوجوانوں نے واپس کرنے سے انکار کردیا اور بزرگ اور بڑے آدمیوں کی بات کو بھی قبول نہ کیا۔

انہوں نے دعبل سے کہا کہ اب جبہ تجھے کبھی نہیں ملے گا، ہزار دینار لے لو، کہیں یہ بھی ضائع نہ کر بیٹھو، لیکن دعبل نے قبول نہ کیے۔جب دعبل ناامید ہوگیا کہ اب جبہ نہیں ملے گا تو ان سے کہا پھر جبہ کا ایک ٹکڑا اسے واپس کردو۔انہوں نے قبول کرلیا، اور جبے کا ایک ٹکڑا ہزار دینار کے عوض اسے دے دیا۔دعبل نے وہ لیا اور سفر طے کرتے ہوئے اپنے وطن پہنچ گیا۔جب وہاں گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ ڈاکوؤں نے اس کا گھر خراب کردیا ہے اور سب کچھ لوٹ کر لے گئے ہیں۔جب اس نے یہ صورت حال دیکھی تو جو سو دینار حضرت رضاؑ نے اسے انعام کے طور پر دیئے تھے بیچ دیئے۔ایک شیعہ نے ہر دینار کو سو دینار کے بدلے میں خرید لیا اور اس کے پاس دس ہزار دینار ہوگئے۔اس مقام پر دعبل کو حضرت رضاؑ کا فرمان یاد آیا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ ان دیناروں کی تجھے ضرورت پڑے گی۔دعبل کی ایک کنیز تھی جس سے وہ بہت محبت کرتا تھا۔وہ آنکھ کی تکلیف میں مبتلا ہوچکی تھی۔دعبل نے ڈاکٹر کو بلایا، جب اس نے آنکھ کا معائنہ کیا تو اس نے کہا کہ اس کی دائیں آنکھ بالکل ختم ہوچکی ہے۔اب کوئی چارہ نہیں ہے۔ہاں! بائیں آنکھ کا ہم

علاج کریں گے، اور اپنی پوری کوشش کریں گے اور امید ہے کہ وہ ٹھیک ہو جائے گی۔

جب دعبل کو اس صورت حال کا پتہ چلا تو بڑا غمگین ہوا، اور اس کے لئے بڑا بے تاب ہو گیا۔ بعد میں اسے یاد آیا کہ حضرت کے جبے کا ایک ٹکڑا اس کے پاس ہے، اس نے وہ اٹھایا اور کنیز کی آنکھوں پر ملا۔ جب صبح ہوئی تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کی دونوں آنکھیں پہلے سے زیادہ صحیح و سالم تر ہو گئی تھیں، اور یہ سب کچھ حضرت رضاؑ کی برکت سے ہوا۔

(عیون اخبار الرضا:۲/ ۲۶۷۔۲۶۹، بحار الانوار:۴۹/ ۲۳۹۔۲۴۱، مناقب ابن شہر اشوب:۴/ ۳۳۸)

دعبل کی شفاعت

مؤلف فرماتے ہیں: شیخ عباس قمیؒ مؤلف سفینۃ البحار کہتے ہیں کہ علی بن دعبل سے روایت ہے کہ اپنے باپ کی وفات کے بعد ان کو خواب میں دیکھا، بدن پر سفید لباس اور سر پر سفید ٹوپی تھی۔ میں نے اس سے پوچھا: کیا حال ہے؟ انہوں نے جواب دیا، کچھ برے اعمال کی وجہ سے میرا برا حال تھا، یہاں تک کہ میں نے رسول اکرمؐ کی زیارت کی، در حالانکہ آپؐ نے سفید لباس پہنا ہوا تھا۔ آنحضرتؐ نے مجھے فرمایا کہ تو دعبل ہے۔ میں نے عرض کیا: ہاں! آپؐ نے فرمایا: میری اولاد کے بارے میں تو نے جو اشعار کہے ہیں وہ پڑھو۔ میں نے یہ اشعار پڑھے۔

لا اضحک اللہ سن الدھر ان ضحکت

وآل محمد مظلومون قد قھروا

مشردون نفوا عن عقر دارھم

کانھم قد جنوا ما لیس یغتفر

"خدا زمانے کو خوش نہ کرے زمانہ کیسے خوش ہو، در حالانکہ خاندان پیغمبرؐ پر ظلم و ستم واقع ہوا ہے اور دشمنوں نے ان پر قہر ڈھایا ہے"

"وہ ڈرے ہوئے گھروں سے دور ہوئے گویا دشمنوں نے ایسا ظلم کیا ہے کہ بخشش کے قابل نہیں ہے"

میری شفاعت فرمائی اور مجھے سفید لباس پہنایا

(سفینۃ البحار: ۲/ ۷۷ ا،بحار الانوار: ۴۹/ ۲۳۱ حدیث ۱۰، عیون اخبار الرضاؑ: ۲/ ۲۷۰ حدیث ۳۶)

مصائب آل محمدؐ

(۲۲/۴۵۴) شیخ صدوقؒ کتاب امالی میں حضرت امام رضاؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

مَنْ تَذَكَّرَ مُصَابَنَا وَبَكَى لِمَا ارْتُكِبَ مِنَّا كَانَ مَعَنَا فِي دَرَجَتِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ ذُكِّرَ بِمُصَابِنَا فَبَكَى وَأَبْكَى لَمْ تَبْكِ عَيْنُهُ يَوْمَ تَبْكِي الْعُيُونُ، وَمَنْ جَلَسَ مَجْلِسًا يُحْيِيَ فِيهِ أَمْرَنَا لَمْ يَمُتْ قَلْبُهُ يَوْمَ تَمُوتُ الْقُلُوبُ

"جو کوئی ہمارے مصائب کو یاد کرے اور ہم پر جو ظلم ہوا ہے اسے یاد کرکے گریہ کرے، قیامت کے دن وہ ہمارے ساتھ ہمارے درجہ میں ہوگا اور جو کوئی ہمارے مصائب کو یاد کرے اور خود روئے اور دوسروں کو رلائے تو اس کی آنکھ اس دن نہیں روئے گی جس دن سب آنکھیں روئیں گی، اور جو کوئی اس مجلس میں بیٹھے جس میں ہمارا امر زندہ ہوتا ہو تو اس کا دل اس دن نہیں مرے گا جس دن سب دل مردہ ہوں گے"

(امالی صدوق: ۱۳۱ حدیث ۴ مجلس ۱۷، بحار الانوار: ۴۴: ۲۷۸ حدیث ۱)

امام رضاؑ کی شان میں مختلف شعراء کی شاعری

(۲۳/۴۵۵) طبریؒ کتاب بشارۃ المصطفیٰ لشیعۃ المرتضیٰ میں یاسر خادم سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

جب مامون نے آٹھویں امام کو اپنا ولی عہد بنایا، آپ کے مبارک نام کا سکہ جاری کیا اور منبروں پر آپ کے لئے خطبہ پڑھا تو شعراء ہر طرف سے دربار کی طرف آئے۔ ہر شاعر نے آقا کی مدح میں اپنے شعر پڑھے، لیکن ایک شاعر بنام ابو نواس حسن بن ہانی جوان شعراء کے

ساتھ آیا تھا، اس نے کوئی شعر نہ پڑھا۔ مامون نے اس کی سرزنش کی اور اس سے کہا: باوجود اس کے کہ تو شیعہ ہے اور اس خاندان کی طرف مائل ہے تو علی بن موسیٰ الرضاؑ جو تمام اچھی خصلتوں کے مالک ہیں کی مدح کیوں نہیں کی۔

ابو نواس نے اس وقت کچھ اشعار پڑھے اور ان کے ذریعے مامون کے سوال اور اعتراض کا جواب دیا۔

قیل لی انت اوحد الناس طراً
اذ تفوهت بالکلام البدیه

لک من جوهر القریض مدیح
یثمر الدر فی یدی مجتنیه

فلما ذا ترکت مدح ابن موسی
والخصال التی تجمّعن فیه؟

قلت لا استطیع مدح امام
کان جبرائیل خادمًا لابیه

قصرت السن الفصاحة عنه
ولهذا القریض لا یحتویه

"مجھے کہا گیا کہ تو زمانے میں ایک نامور شخص ہے کیونکہ تو فی البدیہ اشعار کہتا ہے۔ ان کے ذریعے سے ہر طرف عطر کی خوشبو بکھیرتا ہے۔

تیرے کہے ہوئے اشعار ایسے گوہر ہیں کہ جو ان کو لیتے ہیں ان کے ہاتھ میں مروارید کا ثمرہ ملتا ہے۔

پس تو نے حضرت امام رضاؑ کی مدح کیوں نہیں کی اور ان میں جو خوبیاں جمع ہیں ان کے بارے میں اشعار کیوں نہ پڑھے۔

باپ کا خادم بنا سکتا ہے۔

صاحبان فصاحت کی زبان آپ کی مدح وتعریف کرنے سے عاجز ہے۔اسی وجہ سے ایک شعر ان کی اچھی خصلتوں اور خوبیوں کو اپنے اندر کس طرح لے سکتا ہے؟ مامون نے یہ اشعار سننے کے بعد مروارید کا برتن طلب کیا اور ان سے ابونواس کا منہ پر کردیا"

علی بن ہامان کے ساتھ بھی اسی طرح سے پیش آیا۔جب حضرت علی بن موسیٰ الرضاؑ صدارت کی کرسی پر آکر بیٹھے تو مامون نے کہا: اے علی بن ہمان! حضرت علی بن موسیٰ الرضاؑ اور اہل بیت رسالت کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ اس نے کہا: میں اس طینت کے متعلق کیا کہہ سکتا ہوں، جس کے ساتھ آب حیات ملا ہوا ہے، اور جس کی آبیاری وحی اور رسالت کے ساتھ کی گئی ہے؟ کیا اس سے تقویٰ اور ہدایت کی خوشبو کے علاوہ کوئی اور مہک آسکتی ہے۔اس گفتگو کو سن کر مامون نے علی بن ہامان کا منہ مروارید سے پر کردیا۔

(بشارۃ المصطفیٰ: ۸۰، عیون اخبار الرضاؑ: ۲/۱۴۱ حدیث ۹، بحار الانوار: ۴۹/۲۳۷ حدیث ۵)

شاعر اہل بیتؑ ابونواس کی شاعری

(۴۵۶/۲۴) شیخ صدوقؒ کتاب عیون اخبار الرضاؑ میں نقل کرتے ہیں کہ

ایک دن ابونواس نے حضرت رضاؑ کو دیکھا کہ مامون کے پاس سے نکل کر خچر پر سوار ہو رہے ہیں، ابونواس حضرت کے پاس آیا۔سلام عرض کرنے کے بعد کہا: یا بن رسولؐ اللہ! میں نے آپ کے بارے میں کچھ اشعار کہے ہیں۔میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھ سے سنیں، کیا مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں پڑھوں؟

امامؑ نے فرمایا پڑھو! اس نے پڑھنا شروع کیا:

مطهرون نقيّات ثيابهم

تجرى الصلوٰة عليهم اين ما ذكروا

من لم يكن علويًا حين تنسبه

فما له فی قدیم الدهر مفتخر

فالله لما برًا خلقًا فاتقنه

صفاکم واصطفاکم ایها البشر

فانتم الملأ الاعلیٰ و عندکم

علم الکتاب وما جائت به السور

''وہ پاک ہستیاں جن کے بدن پر پاکیزہ لباس ہے جہاں بھی ان کا ذکر ہو ان پر درود وسلام بھیجنا چاہیے''

جو علوی نہیں ہے جب اس کا نسب بیان کرتے ہیں تو اس کے لئے گزشتہ دنوں میں کوئی فخر کی بات نہیں ہے''

''جب خدا نے اپنے بندوں کو پیدا کیا اور ان کو مضبوط و محکم بنایا تو ان کے درمیان آپ کو ہر قسم کی آلودگی سے پاک قرار دیا اور چن لیا''

''آپ حضرات قوم کے واجب الاحترام افراد ہیں جو عالم ملکوت سے تعلق رکھتے ہیں اور آپ کے پاس کتاب اور قرآن کی سورتوں کا علم ہے''

حضرت رضاؑ نے فرمایا:

یا حسن بن هانی، قد جئتنا بابیات ما سبقک الیها احد

''اے حسن بن ہانی! تونے ہمارے بارے میں ایسے اشعار کہے ہیں کہ اس سے پہلے کسی نے نہیں کہے''

(عیون اخبار الرضاؑ: ۲/۱۴۲ حدیث ۱۰، بحار الانوار: ۴۹/۲۳۶ حدیث ۵، بشارۃ المصطفیٰ: ۸۱)

امام رضاؑ کی قبر پر فرشتوں کی حاضری

محدث نوری کتاب دار السلام میں ابو عبداللہ حافظ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے: (۴۵۷/۲۵)

میں جمعہ کی رات حضرت امام رضاؑ کے حرم میں شب بیداری اور عبادت میں مشغول

زیارات کی آخری ضریح میں نیند مجھ پر غالب آگئی تھی۔ خواب میں میں نے دیکھا، آسمان سے دو فرشتے نیچے اترے جنہوں نے سبز رنگ کے ذریعے سے اس روضہ مبارک کی دیوار پر لکھا۔

اذا	کنت	تأمل	او ترتجی
من	الله	فی	حالتیک الرضا
فلازم	مودة	آل	الرسول
وجاور	علی	بن	موسی الرضا

(دارالسلام: ۳/۱۲۸)

"جب تو امید رکھتا ہے کہ خدا تعالیٰ دونوں حالتوں (خوف اور امید) میں تجھ سے راضی ہو"

"تو خاندانِ پیغمبرؐ کے ساتھ اپنی دوستی اور محبت کو قائم رکھ اور حضرت رضاؑ کی ہمسائیگی اختیار کر"

حضرت امام رضاؑ کے اپنے دوستوں کے بارے میں ارشادات

شیخ مفید کتاب اختصاص میں عبدالعظیم حسنیؑ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت رضاؑ نے اس سے فرمایا:

یا عبدالعظیم ابلغ عنی اولیائی السلام، وقل لهم: ان لا تجعلوا للشیطان علی انفسهم سبیلا.

ومرهم بالصدق فی الحدیث واداء الامانة ومرهم بالسکوت وترک الجدال فیما لا یعنیهم واقبال بعضهم علی بعض والمزاورة فان ذلک قربة الی ولا یشغلوا انفسهم بتمزیق بعضهم بعضًا.

فانی آلیت علی نفسی انه من فعل ذلک واسخط ولیًا من اولیائی دعوت

اللہ لیعذبہ فی الدنیا اشد العذاب و کان فی الآخرۃ من الخاسرین

"اے عبدالعظیم میری طرف سے میرے دوستوں کو سلام پہنچانا اور ان سے کہنا کہ شیطان کو اپنے اوپر مسلط نہ کرنا۔

اور انہیں سچائی اور امانتداری کا حکم دینا اور انہیں کہنا کہ خاموش رہا کریں اور باہمی جھگڑوں سے دور رہیں۔ خوش چہرے سے ایک دوسرے کے ساتھ ملاقات کریں، اور ایک دوسرے کی زیارت کو جایا کریں۔ بے شک یہ کام میری قربت کا سبب ہے۔ درندوں کی طرح ایک دوسرے کو ختم کرنے اور ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی روش اختیار نہ کریں، کیونکہ میں نے قسم کھائی ہے کہ جو کوئی بھی ایسا کرے گا اور میرے دوستوں میں سے کسی کو ناراض کرے گا تو میں خدا سے دعا کروں گا کہ اسے دنیا میں سخت ترین عذاب میں مبتلا کرے، آخرت میں وہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا"

(الاختصاص: ۲۴۰، بحارالانوار: ۳۹/۲۴۰ حدیث ۲۷، المستدرک: ۹/۱۰۲ حدیث ۸)

کچھ فائدے کی باتیں اور لطیف نکات

(۱) نقل ہوا ہے کہ مشہور قول کی بنا پر کرخی حضرت رضاؑ کا دربان تھا۔ لیکن مجلسیؒ اور بعض دیگر معاصرین کے خیال میں وہ حضرت جوادؑ کا دربان تھا۔ بہر حال قصہ یہ ہے کہ کچھ لوگ جو اہل دربار میں سے تھے۔ (یعنی وہ سمندری سفر کرتے تھے۔ یعنی ان کا کام سمندر میں تھا) کرخی کے پاس آئے اور اس سے کہنے لگے کہ سمندر کے سفر میں کبھی کبھی اس کی طوفانی موجوں سے ڈر لگتا ہے۔ معروف کرخی نے کہا: جب سمندر میں تلاطم پیدا ہو یعنی وہ طوفانی صورت حال اختیار کر جائے تو اسے میرے سر کی قسم دینا تاکہ سکوت اور آرام اختیار کرے۔ وہ لوگ معروف کرخی کے پاس سے چلے گئے۔ جب سمندر میں گئے اور سمندر کی موجوں میں تلاطم پیدا ہوا تو انہوں نے معروف کرخی

کے سرکی قسم دی تو وہ سکون اور آرام اختیار کر لیا۔ جب وہ لوگ کشتی پر واپس آئے تو معروف کرخی کے لئے سمندری تحائف اپنے ساتھ لائے۔ امامؑ کو جب اس قصہ کے متعلق علم ہوا تو اس سے فرمایا: تو نے کہاں سے ان کو یہ حکم دیا تھا؟ اس نے عرض کیا: اے میرے مولا! میں نے بیس سال اپنا سر آپ کے آستانہ مبارک پر رکھا ہے۔ کیا یہ کام خدا کے نزدیک اس قدر بھی اہمیت نہیں رکھتا کہ میں سمندر کو حکم دوں اور وہ سکون آرام نہ کرے؟۔ امامؑ نے فرمایا: مطلب تو بالکل ٹھیک ہے مگر دوبارہ ایسا کام نہ کرنا۔

(۴) مامون نے حضرت امام رضاؑ سے پوچھا: آپ کے پاس آپ کے جد بزرگوار حضرت امیر المومنینؑ کی خلافت پر کیا دلیل ہے؟ امام نے فرمایا اس پر دلیل آیت (انفسنا) (سورہ آل عمران: آیت ۶۱) ہے۔ مامون نے کہا: آپ کا مطلب ثابت تھا اگر (نساء نا) نہ ہوتا، حضرت نے فرمایا: تیرا اعتراض درست تھا اگر (ابنا ئنا) نہ ہوتا۔

مؤلف فرماتے ہیں: اس سوال و جواب میں بڑی دقت نظر اور ظرافت سے کام لیا گیا ہے۔ ہم نے اسے اپنی کتاب دلائل حق میں بطور مفصل بیان کیا ہے اور اس جگہ مختصر طور پر اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

حضرت امام رضاؑ فرماتے ہیں کہ آیت شریفہ میں کلمہ انفسنا کے ذریعے سے خلافت علیؑ کو ثابت کیا جاسکتا ہے کیونکہ (انفسنا) سے علیؑ مراد لئے گئے ہیں اور ان کے علاوہ کسی غیر کا ارادہ نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے جواب میں مامون نے کہا: اگر (نساء نا) نہ ہوتا تو مطلب ٹھیک تھا، لیکن کلمہ (نساء نا) اس بات پر قرینہ اور دلیل ہے کہ (انفسنا) سے مراد مرد ہیں، نہ یہ کہ تنہا علیؑ مراد ہیں۔ پس یہ آیت علیؑ کی خلافت پر دلالت نہیں کرتی۔

امامؑ نے اس کے اعتراض و اشکال کا اس طرح جواب دیا کہ اگر (انفسنا) سے مراد مرد ہوتے تو آیت میں (ابناء نا) کا کلمہ لغو اور فضول ہوتا اور اس کا کوئی معنی نہ ہوتا، کیونکہ مرد بیٹوں کو بھی شامل ہیں۔ اور کلمہ (ابناء نا) کلمہ (انفسنا) میں داخل ہے اور (ابناء نا) کا کلمہ (انفسنا) کے بعد جو ذکر ہوا ہے اس کی پھر کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی اور درست نہیں ہے۔ یہی چیز دلیل ہے کہ (

انفسنا) سے مراد مرد نہیں ہیں، بلکہ ایک خاص مرد ہے، جو حضرت امیر المومنینؑ کا مبارک وجود ہے۔

ایک دوسری دلیل یہ ہے کہ آیت میں کلمہ (نساءنا) سے مراد صرف حضرت فاطمہؑ ہیں، نہ یہ کہ پیغمبر اکرمؐ کی بیویاں، کیونکہ اس کے مقابلے (ابناءنا) کا کلمہ آیا ہے اور جہاں بھی (نساء)، (ابناء) کے مقابلے ہو، تو اس وقت (نساء) سے مراد اولاد مونث یعنی بیٹی لیا جاتا ہے۔ جیسے کہ اس آیت مبارک میں اس طرح آیا ہے۔

يُذَبِّحُونَ اَبْنَاءَ كُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَاءَ كُمْ (سورہ بقرہ: آیت ۴۹)

(ابناء) سے مراد مذکر اولاد یعنی بیٹے اور (نساء) سے مراد اولاد مونث یعنی بیٹیاں ہیں۔

آیت شریفہ کا معنی یہ بنتا ہے کہ تمہارے بیٹوں کو قتل کرتے تھے اور بیٹیوں کو زندہ رکھتے تھے۔

اس وجہ سے امامؑ نے مامون کے اعتراض لولا نساءنا کے جواب میں لولا ابناءنا فرمایا

یہ ایک باریک نکتہ ہے جس میں غور و فکر کی ضرورت ہے۔ ہم خدا تبارک وتعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ امامؑ کے اس طرح کے اسرار کو ان کے کلمات میں سمجھنے کی توفیق دے۔

(بحارالانوار: ۱۰/ ۳۵۰ حدیث ۱۰)

(۳) میں نے ایک حدیث دیکھی جو میرزا قمیؒ کے خط سے لکھی ہوئی تھی۔ راس الجالوت نے حضرت امام رضاؑ سے سوال کیا کہ اے میرے مولا! کفر اور ایمان کیا ہے؟ کفر یعنی انکار کا کیا معنی ہے؟ بہشت و دوزخ کا کیا معنی ہے اور وہ دو شیطان جو امید رکھتے ہیں وہ کیا ہیں۔ امام رضاؑ نے فرمایا: مہربان خدا کا کلام اس مطلب کو بیان کرتا ہے۔

خدا سورہ رحمٰن میں فرماتا ہے:

خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ. (سورہ الرحمٰن: آیت ۳ اور ۴)

"اس نے انسان کو پیدا کیا، اور اسے بیان کرنا سکھایا"

(تفسیر قمی: ۲/ ۳۴۳، بحارالانوار: ۳۶/ ۱۷۱ حدیث ۱۶۰)

مؤلف فرماتے ہیں: راس الجالوت یہودیوں کا ایک بڑا عالم ہے۔ جیسے جاثلیق

آپس میں جدا جدا ہیں، اور تضاد رکھتی ہیں جمع کیسے ہو گئیں۔ درحقیقت اس نے استدلال میں جدل کے طریقے کو اختیار کیا ہے۔

مطلب کی وضاحت: خدا تبارک وتعالیٰ نے سورہ رحمٰن میں فرمایا ہے:

خَلَقَ الْاِنْسَانَ o عَلَّمَهُ الْبَيَانَ

"انسان کو پیدا کیا اسے بیان کرنا سکھایا"

کہ یہ وہ سورہ ہے جس میں دنیا اور آخرت کی نعمتوں کو شمار کیا گیا ہے۔ اس وجہ سے رحمان کے نام سے اس کا آغاز کیا ہے، جو پروردگار کے لطف و احسان کی طرف اشارہ ہے۔ اس کے بعد ایک وسیع نعمت اور قرآن کی تعلیم کا ذکر کیا ہے جو قرآن دنیا و آخرت کے لیے خیر و خوبی کے راستوں کی طرف راہنمائی کرتا ہے، اور زندگی و موت کے مسائل کو واضح طور پر بیان کرتا ہے۔ یہ تمام چیزیں اس بات کا تقاضا کرتی ہیں کہ انسان کی خلقت خدا کی سب سے بڑی نعمت ہے، بلکہ بلند آسمانوں اور وسیع طور پر پھیلی ہوئی زمینوں کی خلقت کا انتہائی ہدف ہے۔ اسی طرح بیان کرنے کی تعلیم دینا اور یہ سکھانا کہ کس طرح بات کرے اور کس طرح مدعا ثابت کرنے کے لئے استدلال کرے، یہ انسان کی خلقت کے بعد خدا کی عظیم ترین نعمتوں میں سے ہے۔ (یہاں تک میرزا قمیؒ کا کلام تھا، اور ان کی وضاحت تھی)

لیکن وہ چیز جو میری نظر قاصر اور فکر ناقص میں آتی ہے۔ یہ ہے کہ امامؑ نے جواب کو سورہ رحمٰن کی طرف لٹا دیا، کیونکہ سورہ العصر میں جس انسان کا ذکر ہوا ہے اس سے مراد وہ انسان ہے جس نے امیر المومنینؑ کے ساتھ ظلم کیا ہے۔ اس انسان کی اس ظالم کے ساتھ تاویل کی گئی ہے اور جس انسان کا ذکر سورہ رحمٰن میں ہوا ہے اس کی تاویل حضرت علیؑ کے ساتھ کی گئی ہے۔

وہ انسان جو بھی ہے بہشت، دوزخ اور کفر و ایمان کا ایک وسیع تر مصداق اور قابل قبول مفہوم ہے۔ اسی لئے علامہ مجلسیؒ نے فرمایا ہے کہ سورہ والعصر میں انسان کے ہر فرد اور مصداق سے ظالم کے ساتھ تاویل کی گئی ہے۔ اس کا راز اور وجہ یہ ہے کہ انسان میں شقاوت، بدبختی اور گمراہی

ظاہر ہے۔اسی طرح سورہ رحمٰن میں انسان کی تاویل علیؑ کے ساتھ کی گئی ہے، کیونکہ علیؑ کمالات اور خوبیوں کے ظہور کے لحاظ سے انسان کا کامل ترین فرد ہے، اور اکمل ترین مصداق ہے۔
(بحارالانوار:۶۰/۲۸۰اور۲۳/۲۸۰)

اس مطلب کے بیان کے بعد ہم کہتے ہیں کہ آیہ شریفہ

فَبِاَیِّ آلاَءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبَانِ

میں تثنیہ کی ضمیر لانے کا راز یہ ہے کہ یہ ایک کامل انسان مثل علیؑ کے مقابلے آئے ہیں۔لہٰذا اس ضمیر کو ان کی طرف لوٹنا چاہیے جنہوں نے امیرالمومنینؑ کے ساتھ ظلم کیا ہے۔جیسے کہ حدیث میں ان دو کی دو غاصب خلفاء کے ساتھ تاویل کی گئی ہے، اور سوال میں جو دو امیدوار شیطان کا ذکر ہے۔ان سے بھی یہی تو غاصب خلیفے مراد ہیں۔پس اس بنا پر انسان کے اس مصداق کے متعلق جواب جو بہشت، دوزخ اور ایمان وکفر کی قابلیت رکھتا ہو سورہ رحمٰن میں تمام عناوین کے ساتھ موجود ہے۔(تاویل الآیات:۲/۶۳۳)

(۴) ان اشعار کو ہم ذکر کرتے ہیں جو صاحب بن عبادؒ نے اپنی کتاب کی ابتداء میں حضرت امام رضاؑ کے لئے ہدیہ کئے ہیں۔

"اے وہ جو شہر طوس کی طرف پاک مشہد اور پاکیزہ و بلند مرتبہ سرزمین کی زیارت کی طرف جارہا ہے"

"میرا اسلام حضرت امام رضاؑ کی خدمت اقدس میں عرض کرنا اور اپنے آپ کو اس گرامی قدر قبر پر گرا دینا جہاں افضل ترین ہستی پوشیدہ ہے"

"خدا کی قسم! خدا کی قسم! اور یہ وہ قسم ہے جو ایسے مخلص انسان سے صادر ہوئی ہے جو محبت وولایت میں غرق ہے"

"بے شک اگر میرے اختیار میں ہوتا تو میں اپنا ٹھکانا طوس میں قرار دیتا اور یہ میرے لئے خوشی کا باعث تھا"

''اس لئے کہ میں نے ناصبیوں اور آپ کے دشمنوں کی شکست کو دیکھا، اور ان کے پرچموں کو زمانے میں سرنگوں پایا''

''میں نے آپ کی ولایت کے بارے میں حق کو واضح اور روشن طور پر بیان کیا''

''بے شک ناصبی لوگ یہودیوں کی طرح ہیں اور یقینی طور پر ان کی یہودیت مجوسیت کے ساتھ مخلوط ہو چکی ہے۔

ان نجس لوگوں میں سے کتنے لوگ قبروں میں دفن ہو چکے ہیں، یہ لوگ تو اس لائق تھے کہ ان کو یہودیوں اور عیسائیوں کی قبروں میں ڈالا جاتا''

''جب میں ان کے عالم کے ساتھ بحث و مباحثہ کرتا ہوں تو ایسے ہیں جیسے حقیقت میں گائے یا گائے کا بچھڑا ہیں''

''اور جب میں ان کی پیشانی میں بدشکلی اور بدصورتی کے متعلق غور وفکر کرتا ہوں تو مجھے پتہ چل جاتا ہے کہ جب اس کا نطفہ ٹھہرا تو شیطان اس انعقاد نطفہ میں شریک تھا'' (ہدیۃ العباد فی شرح حال الصاحب:۴۹)

اور صاحب شوکت وعظمت، ناصر الدین شاہ قاجار فارسی میں شعر کہتا ہے۔

در طوس جلال کبریا می بینم

بی پردہ تجلی خدا می بینم

در کفش کن حریم پور موسی

موسای کلیم با عصا می بینم

''میں طوس کی سرزمین پر خدا کے جلال کو دیکھ رہا ہوں اور پردے کے بغیر خدا کے نور کی تجلی کا نظارہ کر رہا ہوں''

''موسیٰ کاظمؑ کے بیٹے کے حرم میں جوتے کے بغیر آ، کیونکہ میں موسیٰ کلیم اللہ کو عصا کے ساتھ دیکھ رہا ہوں''

گیارہواں حصّہ

ابوجعفر حضرت محمد بن علی جواد الائمۃ صلوات اللہ علیہ کے

افتخارات وکمالات کے سمندر سے

ایک قطرہ۔

حضرت جوادؑ اور مامون

(۱/۳۵۹) اربلی کشف الغمہ میں محمد بن طلحہ سے نقل کرتے ہیں کہ

مامون حضرت امام رضاؑ کی شہادت کے ایک سال بعد بغداد میں آیا۔ ایک دن شکار کے ارادے سے شہر سے باہر نکلا، راستے میں آتے ہوئے ایک کوچے سے گذرا، اس کوچے میں بچے کھیل رہے تھے اور حضرت جوادؑ ان بچوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ اس وقت حضرت کا سن مبارک گیارہ سال سے زیادہ نہ تھا۔ بچوں نے جب مامون کو دیکھا تو سب بھاگ گئے، لیکن حضرت جوادؑ اپنی جگہ سے نہ ہلے اور کھڑے رہے۔ مامون نزدیک آیا اور حضرت کی طرف دیکھ کر کہا: اے بچے! تو دوسرے بچوں کے ساتھ کیوں نہیں بھاگا؟ امامؑ نے فوراً جواب دیا۔ اے خلیفہ! راستہ تنگ نہ تھا کہ میں اپنے جانے سے اس کو کھلا کرتا۔ میں نے کوئی گناہ بھی نہیں کیا کہ اس کی سزا سے ڈرتا، میرا ظن تیرے متعلق اچھا ہے کہ تو بغیر گناہ کے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتا۔ مامون نے جب حضرت سے محکم اور مدلل گفتگو سنی تو بڑا تعجب کیا اور عرض کرنے لگا، تیرا نام کیا ہے؟ حضرت نے فرمایا: میرا نام محمد ہے۔ اس نے کہا: کس کے بیٹے ہو؟ آپ نے فرمایا: میں علیؑ بن موسیٰ الرضاؑ کا بیٹا ہوں۔ مامون نے حضرت کے والد پر درود وسلام بھیجا اور اپنے مقصد کی طرف روانہ ہو گیا۔ جب آبادی سے دور ہوا تو شکاری باز کو تیتر کے پیچھے چھوڑا۔ باز تھوڑی دیر کے لئے اس کی آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ جب واپس لوٹا تو اس کی چونچ میں ایک چھوٹی مچھلی تھی جو ابھی زندہ دکھائی دے رہی تھی۔ خلیفہ یہ دیکھ کر تعجب میں پڑ گیا۔ پھر اسے ہاتھ میں پکڑا اور جس راستے سے گیا تھا اسی راستے سے واپس آیا۔ جب اس مقام پر پہنچا جہاں حضرت جوادؑ سے ملاقات کی تھی تو بچوں کو دیکھا کہ پہلے کی طرح اسے کو دیکھ کر بھاگ گئے لیکن اس مرتبہ بھی حضرت اپنی جگہ پر کھڑے رہے۔ خلیفہ نزدیک آیا اور سوال کیا کہ میرے ہاتھ میں کیا ہے؟ حضرت نے فرمایا:

یا امیر المومنین ؑ ان اللہ خلق بمشیتہ فی بحر قدرتہ سمکاً صغاراً تصیدھا بزاۃ الملوک والخلفاء. فیختبرون بھا سلالۃ اھل بیت النبوۃ

”خداوند تبارک وتعالیٰ نے اپنی مشیت کے ساتھ اپنی قدرت کے سمندر میں چھوٹی مچھلیوں کو پیدا کیا، بادشاہوں کا شکاری باز اس کا شکار کرتا ہے اور بادشاہ اسے اپنے ہاتھ میں چھپا کر اہل بیت نبوت کی اولاد کا امتحان لیتے ہیں۔“

جب مامون نے حضرت سے یہ کلمات کو سنا تو بڑا تعجب کیا۔اور حضرت کو بڑے غور سے دیکھ کر کہا: بے شک آپ امام رضاؑ کے بیٹے ہیں اور حضرت کے بارے میں مامون نے اپنے احسان کو زیادہ کر دیا۔ (کشف الغمہ:۳/۳۳۳، بحار الانوار:۵۰/۹۱حدیث۶)

بیشک یہ اولین اور آخرین کے لیے باعث عبرت ہے

(۲/۴۶۰) سید بن طاؤس ؒ کتاب مہج الدعوات میں مامون کی بیٹی ام عیسیٰ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتی ہے:

میں اپنے شوہر حضرت محمد بن علی جواد امام تقی ؑ کے متعلق فکر مند رہتی تھی اور ان کے متعلق اپنے باپ سے شکایت کرتی رہتی تھی۔ایک دن میں اپنے باپ مامون کے پاس گئی۔وہ اس وقت مست تھا، اور کوئی چیز سمجھ نہ سکتا تھا۔میرے باپ نے اپنے غلام سے کہا: میری تلوار لاؤ۔اس نے تلوار پکڑی، سوار ہوا اور کہنے لگا خدا کی قسم! میں جاؤں گا اور اسے قتل کر دوں گا۔

میں نے جب اپنے باپ کی اس حالت کو دیکھا تو میں نے کہا:

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ. (سورہ بقرہ: آیت ۱۵۶)

میں نے اپنے اور اپنے شوہر کے اوپر کیا مصیبت نازل کی ہے۔پریشانی کی وجہ سے میں نے اپنے چہرے پر ہاتھ مارا اور اپنے باپ کے پیچھے چل پڑی اور میرا باپ امامؑ کے پہنچ گیا۔میں نے دیکھا کہ میرا باپ انہیں پے در پے تلوار کے وار کر رہا ہے اور آپ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا پھر وہاں سے چلا گیا۔میں اس کے جانے کے بعد رونے لگی اور ساری رات سو نہ سکی

کیا کیا ہے؟ اس نے کہا: میں نے کیا کیا ہے۔

میں نے کہا: تو نے حضرت امام رضاؑ کے بیٹے کو قتل کر دیا ہے۔ اچانک اس کی آنکھوں میں وحشت طاری ہوگئی اور خوف کی وجہ سے بے ہوش ہوگیا۔ تھوڑی دیر بعد جب ہوش میں آیا تو مجھ سے کہا: تیرا برا ہو تو کیا کہتی ہے؟ میں نے کہا: ہاں خدا کی قسم! اے بابا! تو گذشتہ رات حضرت جوادؑ کے پاس گیا تھا اور اسے تلوار سے قتل کر دیا۔ میرا باپ دوبارہ اس خبر کو سن کر مضطرب و پریشان ہوگیا اور کہا: خادم یاسر کو حاضر کرو۔ جب یاسر آیا تو یاسر کو دیکھ کر کہا: تیرا برا ہو، میری بیٹی جو کہہ رہی ہے یہ کیا ہے؟ یاسر نے کہا: سچ کہتی ہے۔ واقعہ ایسے ہی ہے جیسے وہ کہہ رہی ہے۔ مامون نے اپنے سینے اور چہرے پر زور سے ہاتھ مارا اور کہا: (انا للہ وانا الیہ راجعون) خدا کی قسم! میں ہلاک اور نابود ہوگیا ہوں۔ ہم رسوا و ذلیل ہوگئے اور قیامت کے دن ہمیں برا بھلا کہا جائے گا۔ اس کے بعد یاسر سے کہا جاؤ اس قصہ کی تحقیق کرو اور فوراً مجھے آکر اطلاع دو۔ یاسر باہر آیا اور تھوڑی دیر کے بعد واپس لوٹ آیا اور کہا: اے خلیفہ آپ کے لئے خوشخبری لایا ہوں۔ مامون نے پوچھا کون سی خوشخبری؟

اس نے کہا: میں حضرت کے پاس گیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ نے قمیص پہنا ہوا ہے اور مسواک کر رہے ہیں۔ میں نے آپ پر سلام کیا اور کہا: یا بن رسول اللہ! میں چاہتا ہوں کہ یہ لباس مجھے عنایت فرمادیں، تاکہ میں اس میں نماز پڑھوں اور اس کے ذریعے سے تبرک حاصل کروں۔ اس سے میرا مقصد یہ تھا کہ آپ کے بدن کو دیکھوں کہ کہیں کوئی تلوار کا نشان بدن نازک پر تو نہیں ہے؟ خدا کی قسم! میں نے حضرت کے بدن مبارک پر تلوار کا کوئی نشان نہ دیکھا۔ آپ کا بدن ایسے سفید تھا جیسے ہاتھی کے دانت سفید ہوتے ہیں تھوڑا سا زردی مائل۔

مامون نے جب یہ بات سنی تو بڑی دیر تک روتا رہا اور کہا: اس کرامت کو دیکھنے اور اس معجزہ کو سننے کے بعد ہمارے لئے کوئی عذر اور بہانہ باقی نہیں رہتا۔ بے شک یہ اولین اور آخرین کے لئے باعث عبرت ہے۔

(مہج الدعوات: ۳۶، ۳۹، بحار الانوار: ۵۰/۹۵ حدیث ۹، عیون المعجزات: ۱۲۳، ۱۲۹، مدینۃ المعاجز: ۷/۳۵۹ ح ۱۷)

امام رضاؑ کا خط

(۳/۴۶۱) عیاشی نے اپنی تفسیر میں محمد بن عیسیٰ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتا ہے:

میں ابن عباد کے دفتر میں تھا، میں نے دیکھا کہ ایک لکھے ہوئے کاغذ کو سامنے رکھ کر اس سے کچھ لکھ رہا تھا۔ میں نے اس سے سوال کیا، یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: حضرت امام رضاؑ نے خراسان سے ایک خط بھیجا ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ مجھے دیکھاؤ، تا کہ میں پڑھوں۔ انہوں نے مان لیا۔ جب خط میں نے دیکھا تو اس پر لکھا ہوا تھا۔

(بسم الله الرحمن الرحیم) ابقاک الله طویلاً واعاذک امن عدوک یا ولدی فداک ابوک

"(بسم اللہ الرحمن الرحیم) خدا تجھے لمبی عمر عطا کرے اور تجھے تیرے دشمنوں سے محفوظ رکھے۔ اے بیٹے! تجھ پر قربان جاؤں"

میں نے اپنی زندگی اور صحت وسلامتی میں اپنے اموال تیرے سپرد کیے، اس امید کے ساتھ کہ خدا تجھ پر احسان کرے اور تو اپنے رشتہ داروں اور حضرت موسیٰؑ بن جعفرؑ اور امام صادق کے غلاموں پر احسان اور عنایت کرے۔ سعیدہ ایک ہوشیار عورت ہے جو اموال اس کو دیے جاتے ہیں ان کو بڑا سنبھال کر رکھتی ہے۔ خدا تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔

مَن ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَٰعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً

(سورہ بقرہ: آیت ۲۴۵)

"کون ہے جو خدا کو قرضہ دے ایسا قرضہ جو بہترین قرضہ ہوگا اور وہ اس کے لئے کئی گناہ کردے۔"

ایک اور مقام پر ارشاد قدرت ہے:

لِيُنفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّن سَعَتِهِ وَمَن قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنفِقْ مِمَّا آتَاهُ

(سورہ طلاق: آیت ۷)

لحاظ سے کہ جو خدا نے ان کو عطا کی ہے لوگوں تو اس تک سے عطا کریں۔

یقینی طور پر خدا نے تجھے بہت زیادہ مالی وسعت عطا کی ہے۔اے میرے بیٹے تیرا باپ تجھ پر قربان جائے۔اپنے کاموں کو مجھ سے پوشیدہ نہ رکھو، کہیں ایسا نہ ہو کہ اپنے نصیب سے فائدہ نہ اٹھا سکو" (تفسیر عیاشی:۱/۱۳۱حدیث۱۸، بحار الانوار:۵۰/۱۰۳حدیث۱۸،تفسیر برہان:۱/۲۳۳حدیث۵)

حضرت امام جوادؑ کا خطاب

(۴/۴۶۲) برسیؒ کتاب مشارق میں کہتے ہیں، روایت ہوئی ہے کہ حضرت جوادؑ اپنے والد کی شہادت کے بعد مسجد نبوی میں تشریف لائے،اس وقت آپ ابھی بچپنے میں تھے۔منبر کی طرف گئے اور منبر کا ایک زینہ اوپر چڑھ کر خطاب کرنے لگے اور فرمایا:

انا محمد بن علی الرضا انا الجواد، انا العالم بانساب الناس فی الاصلاب انا اعلم بسرائرکم اظواھرکم وانتم صائرون الیه علم منحنابه من قبل خلق الخلق اجمعین وبعد فناء السموات والارضین

"میں علی بن موسیٰ الرضاؑ کا بیٹا محمد ہوں، میرا لقب جواد ہے۔میں صلبوں میں لوگوں کے نسب سے آگاہی رکھتا ہوں۔میں تمہارے ظاہری و باطنی اور آئندہ کے امور سے باخبر ہوں۔یہ علم کسی سے سیکھا نہیں گیا، بلکہ اس کائنات کے پیدا ہونے سے قبل ہمیں یہ علم عطا کیا گیا ہے اور آسمانوں اور زمینوں کے فنا ہونے کے بعد بھی یہ علم ہمارے پاس ہوگا۔اگر اہل باطن کا غلبہ نہ ہوتا، گمراہ لوگوں کی حکومت نہ ہوتی اور اہل شک کا شک میں پڑنے کا خطرہ نہ ہوتا تو میں ایسا کلام کرتا،جس کے سننے سے تمام عوالم والے اولین اور آخرین حیرت اور تعجب میں پڑ جاتے، پھر آپ نے اپنا ہاتھ اپنے منہ پر رکھ لیا اور فرمایا:

یا محمد اصمت کما صمت آباوک من قبل

"اے محمد چپ ہو جاؤ ایسے جس طرح تیرے آباؤ اجداد چپ رہے"

(مشارق الانوار:۹۸، بحار الانوار:۵۰/۱۰۸ حدیث ۲۷، دلائل الامامۃ:۳۸۵)

حضرت جوادؑ کی خدمت میں ایک وفد

(۶/۳۶۴) کلینیؒ کتاب کافی میں علی بن ابراہیم سے اور وہ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے: اطراف کے شیعوں میں سے ایک گروہ نے حضرت جوادؑ سے اجازت مانگی کہ ان کی خدمت میں آنا چاہتے ہیں۔ امامؑ نے ان کو اجازت عنایت فرمائی۔ وہ آئے اور ایک ہی مجلس میں آپ سے تیس ہزار سوال پوچھے۔ امامؑ اس وقت دس سال کے تھے۔ آپ نے ان کے تمام سوالوں کے جواب دیئے۔

(الکافی:۱/۴۹۶ حدیث ۷، کشف الغمۃ:۲/۳۶۴، مناقب ابن شہر اشوب:۴/۳۸۴)

علامہ مجلسیؒ بحار الانوار میں اس حدیث کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ ممکن ہے اشکال کیا جائے کہ اگر ہر مسئلے کا سوال جواب ایک سطر ہو یعنی پچاس حرف ہوں تو ان تمام مسئلوں کے لئے جتنی مدت درکار ہے وہ تین قرآن کے ختم ہونے کی مدت سے زیادہ چاہیے۔ پس کیسے ممکن ہے کہ ایک ہی مجلس میں یہ کام انجام پایا ہو؟ اور اگر کہا جائے کہ زیادہ تر ان مسائل میں امامؑ کا جواب ہاں اور نہ میں تھا یا معجزانہ طور پر تیز ترین وقت میں انجام پایا ہے تو سوال کے بارے میں تو یہ چیز ممکن نہیں ہے۔ پھر علامہ مجلسیؒ کہتے ہیں کہ اس اعتراض کا چند طرح سے جواب دیا جاسکتا ہے۔

(۱) یہ جو کہا جاتا ہے کہ تیس ہزار سوال جوابات دیئے تھے تو یہ کثرت کی طرف اشارہ ہے نہ یہ کہ واقعۃً بھی تیس ہزار ہی تھے، کیونکہ اس طرح کے مسائل کو شمار کرنا اور گننا بہت مشکل چیز ہے۔

(۲) ممکن ہے اس گروہ کے ذہن میں بہت سے سوال ایک جیسے موجود تھے۔ جب حضرت ان میں سے ایک کا جواب دیتے تھے تو حقیقت میں ان تمام ایک جیسے سوالوں کا جواب دے دیتے تھے۔

(۳) ممکن ہے امام مختصر سے کلمات ارشاد فرماتے ہوں، لیکن ان سے بہت سے احکام کا

(۴) ایک مجلس سے مراد یہ نہیں کہ حقیقت میں ایک مجلس تھی بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ مختلف مجالس میں یہ کام انجام پایا ہے لیکن ان تمام مجالس کی نوعیت، ترتیب، تنظیم اور افراد کے لحاظ سے ایک جیسی تھی۔ یا اس سے مراد یہ ہے کہ مجلس ایک مقام میں تھی جیسے کہ منیٰ میں واقع ہوئی ہو۔ اگرچہ مختلف دنوں میں اس ایک مقام میں چند مجالس واقع ہوئی ہوں۔

(۵) ممکن ہے امامؑ نے زمانے کو وسعت دے دی ہو جیسے کہ صوفیہ حضرات قائل ہیں۔

(۶) یہ کہ امامؑ کا معجزہ صرف اپنے جواب کو جلدی اور تیز کرنے میں نہ تھا بلکہ امامؑ کا معجزہ اس گروہ کے کلام میں بھی اثر کرنے والا تھا۔ یا یہ کہ امامؑ نے ان کو جو جواب دیئے ہیں وہ اپنے علم سے ان کے باطن کو جانتے ہوئے دیئے ہیں قبل اس کے کہ وہ گروہ اپنے سوالات کو بیان کرتا۔

(۷) یہ کہ ان کے سوالات سے مراد خطوط اور طولانی تحریریں تھیں۔ جو ایک دوسرے کے ساتھ تہہ شدہ تھے۔ امامؑ نے ان کے جواب غیر عادی طور پر ان کے نیچے لکھ دیئے تھے

یہاں تک علامہ مجلسیؒ کا کلام مکمل ہوا۔ خدا تعالیٰ ان کے مقام کو بلند فرمائے۔

(بحارالانوار: ۵۰/۹۳ حدیث ۶)

مؤلف فرماتے ہیں: علامہ مجلسیؒ نے جو اعتراض بیان کیا ہے اور اس کے سات جواب پیش کیے ہیں۔ انہوں نے اس مسئلہ کو اس طرح فرض کیا ہے کہ ہر سوال و جواب ایک سطر ہو لیکن ہم جانتے ہیں کہ اکثر سوالات اور جوابات ایک سطر سے زیادہ بلکہ بیس حرفوں سے زیادہ نہ تھے۔ جیسے کہ سوال ہو۔ (قاف)، (صاد) کہاں ہے؟ جواب دیں عرش کے نیچے ایک چشمہ ہے۔ اور سوال کیا جائے کہ (اسم) کیا ہے؟ جواب دیں کہ ایک ایسی صفت ہے جو موصوف کو بیان کرے۔ یا سوال ہو کہ کیا جوتے کے اوپر مسح کرنا جائز ہے؟ جواب دیں نہ۔ سوال ہو کہ نماز جنازہ میں کتنی تکبیریں واجب ہیں؟ جواب دیں پانچ، سوال ہو۔ کیا نماز میں قرأت واجب ہے؟ جواب دیں ہاں! اس طرح کے اور سوالات جو کثرت سے ہیں۔ اگر صورت حال ایسی ہو تو تمام سوالوں اور جوابات کے لئے جتنا وقت درکار ہے ایک قرآن کے ختم کرنے کی مدت کے برابر

ہے، اور تجربہ سے ثابت ہے کہ قرآن کو اگر آرام سے پڑھا جائے تو ہر پارہ کے ختم کرنے کے لئے بیس منٹ کی ضرورت ہے۔اس طرح ایک قرآن کو ختم کرنے کے لیے دس گھنٹوں کی ضرورت ہے۔پس اعتراض کا جواب دینے کے لئے اس قدر مختلف قسم کے جوابات دینے کی ضرورت نہیں ہے۔اس سے قطع نظر معجزے کا باب وسیع ہے اور امامؑ اس قدرت اور طاقت کے ذریعے سے جو خدا نے ان کے اختیار میں دی ہے۔معجزانہ طور پر اس طرح کے امور کو آسانی سے انجام دے سکتے ہیں۔ امامؑ کے معجزے کے مقابلے میں اس طرح کے اعتراضات کسی طرح بھی ٹھہر نہیں سکتے۔

معجزہ امام جوادؑ

(۴۶۵/۷) کلینیؒ نے کتاب کافی میں ایک باب تشکیل دیا ہے کہ جس کا عنوان ہے (وہ چیز جس کے ذریعے سے حق و باطل کے دعوے ایک دوسرے سے جدا ہوں گے) اس باب میں محمد بن ابی العلاء سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

سامرہ کے قاضی یحییٰ بن اکثم جس کا میں نے بہت زیادہ امتحان لیا کے ساتھ مناظرہ کیا، اس کے ساتھ گفتگو کی اور خط و کتابت رکھی اور آلِ محمدؐ کے متعلق اس سے سوالات کئے۔ میں نے اس سے سنا وہ کہہ رہا تھا کہ میں ایک دن مسجد نبوی میں داخل ہوا تا کہ آپ کی قبر مبارک کا طواف کروں۔میں نے وہاں حضرت جوادؑ کو دیکھا کہ طواف کر رہے تھے جو میری نظر میں مسائل تھے ان کے متعلق میں نے آپ سے گفتگو کی۔حضرت نے ان سب کے جواب دیئے۔میں نے آپ سے عرض کیا: میں ایک سوال آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں لیکن شرم محسوس کر رہا ہوں۔حضرت نے فرمایا: تیرے پوچھنے سے پہلے میں خود اس سوال کے بارے میں مطلع کر دیتا ہوں۔تو پوچھنا چاہتا ہے کہ امام کون ہے۔میں نے عرض کیا: خدا کی قسم! میری نظر میں یہی سوال تھا۔

آپ نے فرمایا: میں امام ہوں! میں نے عرض کیا: کوئی نشانی چاہتا ہوں تا کہ یقین ہو

... حضرت ... کے ہاتھ میں ایک عصا تھا جب میں نے یہ سوال کیا تو وہ عصا فوراً بولنے لگا اور کہا:

ان مولای امام هذا الزمان وهو الحجه

"بے شک میرا مولا اس زمانے کا امام ہے اور وہ خدا کی حجت ہے"

(الکافی:۱/۳۵۳ حدیث ۹، مناقب ابن شہر آشوب:۳/۳۹۳، بحار الانوار:۵۰/۶۸ حدیث ۴۶)

وہ جو بینائی دیتے ہیں

(۸/۳۶۶) قطب الدین راوندی کتاب خرائج میں محمد بن میمون سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں حضرت امام رضاؑ کے ساتھ مکہ میں تھا، اور ابھی آپ خراسان کے سفر پر نہیں گئے تھے، جب میں نے واپسی کا ارادہ کیا تو عرض کیا: میں مدینہ لوٹنا چاہتا ہوں، ابو جعفر (امام جوادؑ) کے لئے خط تحریر فرما دیں کہ میں ساتھ لے جاؤں گا، امام مسکرائے اور خط تحریر فرما دیا، جسے میں اپنے ساتھ مدینہ لے آیا۔ اس وقت میری آنکھیں نابینا ہو چکی تھیں۔ خادم حضرت جوادؑ کو گہوارے سے اٹھا کر لائے اور میں نے خط آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت نے خادم بنام موفق کو حکم دیا کہ خط کی مہر کھولے، موفق نے آپ کے سامنے اسے کھولا اور اسے ملاحظہ فرمایا: پھر مجھے فرمایا:

يَا مُحَمَّد مَاحَالُ بَصَرِكَ؟

"اے محمد! تیری آنکھوں کا کیا حال ہے"

میں نے عرض کیا: اپنی صحت و سلامتی کو گنوا بیٹھا ہوں، اور نابینا ہو گیا ہوں جیسا کہ آپ مشاہدہ فرما رہے ہیں۔ حضرت نے اپنا مبارک ہاتھ میری نابینا آنکھوں پر پھیرا اور آپ کی برکت سے میری بینائی واپس لوٹ آئی، اور آنکھیں درست ہو گئیں، اس وقت میں نے آپ کے مبارک قدموں کا بوسہ دیا، اور جانے کی رخصت مانگی، اس وقت میں ہر چیز کو دیکھ سکتا تھا۔

(الخرائج:۱/۳۷۲ حدیث ۱، بحار الانوار:۵۰/۴۶ حدیث ۲۰، مدینۃ المعاجز:۷/۳۷۲ حدیث ۲۱)

خلافت معتصم عباسی اور امام جوادؑ

(۹/۳۶۷) ابن شہر آشوب کتاب مناقب میں لکھتے ہیں کہ

جب معتصم عباسی خلافت کی کرسی پر بیٹھا اور لوگوں نے اس کی بیعت کی، تو وہ حضرت جواد کے حالات کے بارے میں جستجو کرنے لگا، آخرکار عبدالملک زیات کو خط لکھا اور حکم دیا کہ حضرت کو آپ کی زوجہ ام الفضل کے ساتھ بغداد کی طرف روانہ کردے، زیات نے بھی اس کام کے لئے علی بن یقطین کو حضرت کی خدمت میں بھیج دیا، امامؑ سفر کے لئے تیار ہوئے اور بغداد چلے گئے۔ وہاں معتصم نے حضرت کا احترام واکرام کیا، اور اشناس غلام کو ایک تحفے کے ساتھ حضرت کے پاس بھیجا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد اسی غلام کے ذریعے کھٹے سنگترے کے شربت کا ایک برتن جس پر مہر لگی ہوئی ہے آپ کے لئے بھیجا، غلام شربت کو حضرت کے پاس لایا اور عرض کرنے لگا، کہ خلیفہ نے اہم اشخاص کے ساتھ جن میں احمد بن ابی داؤد اور سعد بن خصیب بھی ہیں یہ شربت پیا ہے، اور حکم دیا ہے کہ آپ بھی اسے ٹھنڈے پانی کے ساتھ ملا کر پی لیں اور اس کام کو ابھی کریں، امامؑ نے فرمایا:

اشر بها باللیل

"میں اسے رات کو پیوں گا۔"

غلام نے کہا: یہ اچھا شربت ہے اور اسے ٹھنڈا پینا چاہیے اور جبکہ برف رات تک پانی بن جائے گی اور ختم ہو جائے گی اور اس غلام نے اس قدر اصرار کیا کہ اس زہر آلود شربت کے پینے پر مجبور کردیا، درحالانکہ آپ خود ان کے اس منصوبے سے مکمل طور پر باخبر تھے۔

(مناقب ابن شہر آشوب: ۳۸۴/۴)

آپ کے چہرے کا رنگ گندم گون سیاہی مائل تھا۔ اس وجہ سے شک کرنے والوں نے حضرت کے مبارک وجود کے متعلق شک کیا اور آپ کو قیافہ شناس کے سامنے پیش کیا۔ جب قیافہ شناسوں نے حضرت کو دیکھا تو منہ کے بل گر پڑے، اور سجدہ کرنے لگے۔ پھر اٹھے اور ان شک کرنے والوں سے کہنے لگے۔

یا ویحکم امثل هذا الکواکب الدری والنور الزاهر تعرضون علی

النجوم الزواهر والار حام الطواهر والله ما هو الا من ذريه النبی وامیر

المومنین

''افسوس ہے تم پر، کیا اس جیسے چمکتے ستارے اور درخشندہ نور کو ہمارے سامنے پیش کرتے ہو؟ خدا کی قسم! اس کا حسب اور نسب پاک وپاکیزہ ہے۔ چمکتے ہوئے ستارے اور پاکیزہ رحم اسے دنیا میں لائے ہیں خدا کی قسم وہ پیغمبرؐ اور امیرالمومنینؑ کی اولاد اور ذریت سے ہیں''

جب حضرت جواد علیہ السلام کو قیافہ شناسوں کے سامنے پیش کیا گیا۔اس وقت آپ کا سن مبارک پچیس مہینے تھا۔آپ نے اس وقت ایک مدلل کلام کے ساتھ اپنے مبارک لب کھولے اور فرمایا:

الحمد لله الذی خلقنا من نوره واصطفا نا من بريته وجعلنا امناء

علی خلقه ووحيه.

''تمام تعریفیں اس خدا کیلئے ہیں جس نے ہمیں اپنے نور سے پیدا کیا، اپنی مخلوق کے درمیان سے چن لیا اور ہمیں اپنی مخلوق میں اور وحی پر امین بنایا''

اے لوگو! میں علیؑ کا بیٹا محمدؑ ہوں۔میں موسیٰؑ کا بیٹا ہوں۔ حضرت نے اپنا نسب مبارک امیرالمومنینؑ اور فاطمہ زہراؑ تک شمار کیا۔پھر فرمایا: کیا مجھ جیسے شخص کے متعلق شک کرتے ہو، خدا اور میرے جد بزرگوار پیغمبرؐ پر جھوٹ باندھتے ہو اور مجھے قیافہ شناسوں کے سامنے پیش کرتے ہو۔

انی والله لا علم ما فی سرائرهم وخواطرهم وانی والله لا علم

الناس اجمعين بما هم اليه صائرون.

''خدا کی قسم میں وہ تمام باتیں جانتا ہوں جولوگ اپنے باطن اور ذہن میں پوشیدہ رکھتے ہیں۔اور میں تمام لوگوں سے ان کے آئندہ حالات کے بارے میں زیادہ جانتا ہوں ۔میں حق کہتا ہوں اور سچائی کے ساتھ اس علم کا اظہار کرتا ہوں، جس کو خدا نے ہمیں آسمانوں اور زمین کے بنانے سے پہلے عطا کیا ہے۔''

وایم الله لولا تظاهر الباطل علینا وغواية ذرية الكفر وتوثب اهل

الشرک والشک و الشقاق علینا۔ لقلت قولا یعجب منه الاولون والاخرون.

"خدا کی قسم! اگر باطل ہم پر حملہ نہ کرتا اور اگر اہل شر و شقاوت اور گمراہ لوگوں کا ہم پر غلبہ نہ ہوتا تو میں ایسے کلمات کہتا کہ اولین اور آخرین سب لوگ اس سے تعجب کرتے"

پھر آپ نے اپنا دست مبارک اپنے منہ پر رکھا اور فرمایا: اے محمد! چپ ہو جاؤ، جیسے تیرے آباؤ واجداد چپ رہے۔

فاصبِر کَمَا صَبَرَ اُولُوا العَزمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلاَ تَستَعجِل لَّهُم کَاَنَّهُم یَومَ یَرَونَ مَایُوعَدُونَ لَم یَلبَثُوا اِلَّا سَاعَةً مِّن نَّهَارٍ بَلَاغٌ فَهَل یُهلَکُ اِلَّا القَومُ الفَاسِقُونَ. (سورہ احقاف: آیت ۳۵)

"جس طرح اولوا العزم انبیاء نے صبر کیا تم بھی اسی طرح صبر کو پیشہ اختیار کرو اور ان کے عذاب کے لئے جلدی نہ کرو۔ یہاں تک کہ جس دن ان سے وعدہ لیا گیا ہے اس کو دیکھ لیں اور اس وقت وہ خیال کریں گے کہ سوائے ایک گھڑی کے نہیں ٹھہرے۔ پس کیا فاسق لوگوں کے علاوہ کوئی اور ہلاک ہونے والا ہے"

پھر آپ اس شخص کے پاس آئے، جو آپ کے قریب تھا۔ اس کا ہاتھ پکڑا اور لوگوں کے اجتماع کے درمیان جو بہت زیادہ کثرت سے تھا راستے چلنے لگے اور لوگ خود بخود راستہ دیتے چلے گئے۔ پس میں نے قوم کے بوڑھے اور بزرگوں کو دیکھا جو دیکھتے ہوئے کہہ رہے تھے۔

الله اعلم حیث یجعل رسالته

"خدا بہتر جانتا ہے کہ اپنی رسالت کو کہاں قرار دینا ہے اور کس کے سپرد کرنی ہے"

میں نے ان لوگوں سے آپ کے متعلق سوال کیا کہ یہ بچہ کون ہے، انہوں نے جواب دیا کہ یہ لوگ اولاد عبدالمطلبؑ میں سے بنی ہاشم کا ایک گروہ ہے، یہ خبر امام رضاؑ کو خراسان میں

الحمد للّٰہ الّذی جعل فی وفیّ ابنی محمد اسوۃ برسول اللّٰہؐ وابنہ ابراھیمؑ

"تمام تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں کہ جس نے میرے اور میرے بیٹے محمد میں اس چیز کو قرار دیا ہے جو پیغمبرؐ اور ان کے بیٹے ابراہیم میں قرار دی تھی اور میں نے رسول خداؐ کی پیروی کی ہے"

(مناقب ابن شہر اشوب:۳/۳۸۷، بحارالانوار:۵۰/۸حدیث۹،نوادرالمعجزات:۳۷احدیث۱)

بابرکت

(۱۰/۳۶۸) کلینیؒ کتاب کافی میں یحییٰ صنعانی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے میں مکہ میں حضرت امام رضاؑ کی خدمت میں گیا، میں نے دیکھا کہ حضرت اپنے بیٹے امام جوادؑ کو کیلا چھیل کر کھلا رہے ہیں، میں نے آپ سے عرض کیا: آپ پر فدا جاؤں، کیا یہ وہی مبارک بچہ ہے؟ حضرت نے فرمایا:

نعم، یا یحیی ھذا المولود الذی لم یولدفی الاسلام مثلہ مولود اعظم برکۃ علی شیعتنا منہ.

"ہاں! اے یحییٰ یہ وہی بچہ ہے کہ اسلام میں اس سے زیادہ بابرکت شیعوں کے لئے کوئی پیدا نہیں ہوا" (الکافی:۶/۳۶۰، بحارالانوار:۵۰/۳۵حدیث۲۳)

جسے خدا نے چن لیا ہو

(۱۱/۳۶۹) ابن شہر آشوبؒ کتاب مناقب میں حضرت جوادؑ کے غلام عسکر سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں حضرت کے پاس گیا تو تعجب کے طور پر میں نے کہا: سبحان اللہ! میرے مولا کا چہرہ کس قدر گندم گوں ہے، اور بدن ضعیف ہے! خدا کی قسم! ابھی میری بات تمام نہ ہوئی تھی کہ میں نے دیکھا، اچانک آپ کا قد مبارک لمبا اور جسم اس قدر چوڑا ہوا کہ گھر کا پورا صحن ہر طرف سے

بھر گیا، پھر میں نے دیکھا کہ آپ کے بدن کا رنگ تاریک رات کی طرح سیاہ ہوگیا۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ آپ کا رنگ برف سے سفید تر ہوگیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ خون کی طرح سرخ ہوگیا، پھر درخت کی شاخوں کے سبز پتوں کی طرح سبزہ ہوگیا، پھر آپ کا جسم کم ہونے لگا اور پہلے والی شکل پر واپس آ گیا اور بدن کا رنگ بھی اصلی حالت پر آ گیا، میں نے جب اس صورت حال کا مشاہدہ کیا تو مجھ پر ایسی حالت طاری ہوئی کہ میں ہوش میں نہ رہا اور زمین پر گر گیا، اس وقت حضرت جوادؑ نے مجھے اونچی آواز سے پکارا اور کہا:

یا عسکر! تشکون فنبکم وتضعفون فنقویکم، واللہ لا یصل الی حقیقۃ معرفتنا الا من من اللہ علیہ بنا وارتضاہ لنا ولیا

"اے عسکر! تم شک وتردید میں پڑتے ہو ہم تمہیں آگاہ کرتے ہیں، تم سست و کمزور ہوتے ہو ہم تمہیں قوت دیتے ہیں، خدا کی قسم! ہماری معرفت اور پہچان تک کوئی نہیں پہنچ سکتا مگر وہ جس پر خدا نے احسان کیا ہو اور اسے ہمارے ولی اور دوست کے طور پر پسند کیا ہو اور چن لیا ہو"

(المناقب: ۴/ ۳۸۷، بحارالانوار: ۵۰/ ۵۵ حدیث ۳۱، مدینۃ المعاجز: ۷/ ۳۳۵ حدیث ۲۶)

آئمہ علیہم السلام کا گروہ

(۴۷۰/ ۱۲) علامہ مجلسیؒ بحارالانوار میں بنان بن نافع سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں نے حضرت امام رضاؑ سے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں، آپ کے بعد امور میں صاحب اختیار کون ہے؟ حضرت نے فرمایا: اے نافع کے بیٹے! اس دروازے سے وہ داخل ہوگا جو مجھ سے ارث لے گا جیسے میں نے اپنے سے پہلے امام سے ارث لیا ہے اور وہ میرے بعد خدا تبارک وتعالیٰ کی حجت ہے، میں حضرت رضاؑ کے ساتھ گفتگو میں مشغول تھا کہ حضرت جوادؑ دروازے سے اندر آئے، جیسے ہی آپ کی نظر مجھ پر پڑی تو فرمایا: اے نافع کے بیٹے! تیرے لئے ایک حدیث بیان نہ کروں؟

يَوْمًا. وَإِذَا أَتَى لَهُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ رَفَعَ اللّٰهُ تَعَالَى لَهُ أَعْلَامَ الْأَرْضِ فَقَرَّبَ لَهُ مَا بَعُدَ عَنْهُ حَتّٰى لَا يَعْزُبُ عَنْهُ حُلُوْلُ قَطْرَةِ غيث نافعة ولا ضارة

"بے شک ہم آئمہ کا گروہ اس طرح ہوتے ہیں کہ جب ہم میں سے کسی ایک سے اس کی ماں حاملہ ہوتی ہے تو وہ ماں کے بطن میں چالیس دن تک آواز سنتا ہے اور جب چار مہینے گذرتے ہیں تو خدا تعالیٰ زمین کی نشانیاں اس کے لئے اوپر کر دیتا ہے، اور اس کے سبب جو چیز اس سے دور ہوتی ہے نزدیک ہو جاتی ہے یہاں تک کہ بارش کا ایک قطرہ بھی چاہے وہ فائدہ مند ہو یا نقصان دہ اس سے پوشیدہ نہیں رہتا۔

یہ جو تو نے حضرت امام رضاؑ سے کہا ہے کہ ان کے بعد حجت خدا کون ہے؟ تو وہ ان کے بعد حجت خدا ہیں جس کی حضرت امام رضاؑ نے تیرے لئے معرفی کی ہے اور بتایا ہے۔ میں نے عرض کیا: ہر چیز سے پہلے اس کو قبول کرتا ہوں۔ پھر امامؑ رضاؑ میرے پاس آئے اور فرمایا: اے نافع کے بیٹے جو کچھ حضرت جوادؑ نے فرمایا ہے قبول کرو اور ان کی اطاعت اور فرمانبرداری میں گردن کو جھکا دو، کیونکہ اس کا حکم اور فرمان میرا حکم اور فرمان ہے اور میرا حکم وفرمان خدا کے نبی کا حکم وفرمان ہے" (مناقب ابن شہر آشوب: ۴/۳۸۸، بحار الانوار: ۵۰/۵۵ حدیث ۳۱)

(۱۳/۴۷۱) اسی کتاب میں لکھتے ہیں کہ عمر بن فرج سے روایت ہوئی ہے کہ وہ کہتا ہے:

جب ہم دجلہ کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے میں نے حضرت جوادؑ سے عرض کیا: آپ کے شیعہ دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ جانتے ہیں کہ اس دجلہ میں کتنا پانی ہے اور اس کا کتنا وزن ہے؟ حضرت نے مجھ سے فرمایا: کیا خدا اس چیز کا علم اپنی مخلوق میں سے مچھر کو دے سکتا ہے یا نہیں؟

میں نے عرض کیا: وہ قدرت رکھتا ہے اور ایسا کر سکتا ہے۔ امامؑ نے فرمایا:

انا اکرم علی اللہ تعالی من بعوضۃ ومن اکثر خلقہ

''میں خدا کے نزدیک مچھر اور باقی تمام مخلوقات سے زیادہ عزت و اکرام رکھتا ہوں'' (عیون المعجزات: ۱۲۳، بحار الانوار: ۵۰/۱۰۰ حدیث ۱۲، مدینۃ المعاجز: ۷/۲۰۰)

امام جوادؑ کا بچپن میں ایک عالم سے مناظرہ

(۱۴/۴۷۲) شیخ طبرسی کتاب احتجاج میں ایک حدیث میں نقل کرتے ہیں:

جب حضرت جوادؑ کی عمر نو سال اور کچھ مہینے تھی تو آپ مجلس میں تشریف لائے اور اپنی جگہ پر چمڑے کے بنائے ہوئے دو تکیوں کے درمیان جو وہاں رکھے ہوئے تھے بیٹھ گئے اور یحییٰ بن اکثم جو اس وقت سب سے بڑا عالم تھا آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ لوگ اپنی اپنی مناسب جگہ پر بیٹھ گئے، ماموں بھی اپنی مسند پر بیٹھ گیا، جو حضرت جوادؑ کے قریب بچھی ہوئی تھی، جب مجلس سج گئی تو یحییٰ بن اکثم نے ماموں کی طرف منہ کیا اور کہا: اے امیر المومنین! کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں ابو جعفرؑ (امام جوادؑ) سے سوال کروں؟ ماموں نے اس سے کہا: خود ان سے اجازت لو، یحییٰ بن اکثم نے حضرت جوادؑ کی طرف منہ کر کے عرض کیا: میں آپ پر فدا جاؤں، کیا اجازت دیتے ہیں کہ آپ سے سوال کروں؟ امامؑ نے فرمایا: جو چاہتے ہو سوال کرو۔ یحییٰ نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں، آپ اس محرم کے متعلق کیا فرماتے ہیں جس نے حالت احرام میں شکار کیا ہو، امامؑ نے فرمایا: یہ شکار کرنا حرم کے اندر واقع ہوا ہے یا باہر؟ محرم اس قتل کی حرمت کو جانتا تھا یا نہیں؟ جان بوجھ کر اور عمداً اس قتل کا ارتکاب کیا ہے یا غلطی اور اشتباہ سے؟ محرم آزاد تھا یا غلام؟ بچہ تھا یا بڑا؟ پہلی مرتبہ قتل کیا ہے یا اس سے پہلے بھی قتل کر چکا ہے؟ اس کا شکار پرندوں میں سے تھا یا پرندوں کے علاوہ؟ شکار بڑا تھا یا چھوٹا؟ اپنے عمل پر مصر تھا یا پشیمان؟ شکار کو رات میں قتل کیا ہے یا دن میں؟ محرم نے عمرہ کا احرام باندھا ہوا تھا یا حج کا احرام؟ یحییٰ بن اکثم نے جب امامؑ سے اپنے سوال کے متعلق اس مسئلہ کی اتنی شقیں سنیں تو حیران و پریشان ہو گیا، اس کے چہرے پر

اس کی بیچارگی کا علم ہوگیا۔ مامون نے کہا: میں خدا کی حمد اور شکر ادا کرتا ہوں اس نعمت پر جو اس نے ابوجعفرؑ کے متعلق میری رائے کو میرے خاندان کے مقابلے میں سچ کر دکھایا اور اپنے خاندان والوں کی طرف منہ کر کے کہا: کیا اب تمہیں پتہ چلا ہے اور اب قبول کرتے ہو اس بات کو جو تم ماننے کے لئے تیار نہ تھے؟ پھر حضرت جوادؑ کی طرف منہ کیا اور عرض کیا: میں آپ پر فدا جاؤں، آپ نے اس مسئلہ کی جتنی شقیں بیان کی ہیں، اگر ان سب کا حکم بیان فرما دیتے تو آپ کے حضور سے ہم استفادہ کرتے۔ امامؑ نے اس کی درخواست کو قبول کرلیا اور فرمایا: اگر محرم نے شکار کو حرم کے باہر مارا ہو اور شکار ہو بھی پرندوں میں سے تو ایک بھیڑ کفارہ دے اور اگر حرم کے اندر یہ کام کیا ہو تو کفارہ دوگناہ ہو جائے، اگر محرم پرندے کے بچے کو حرم کے باہر قتل کرے تو ایک بھیڑ کا بچہ جس نے ابھی تازہ دودھ چھوڑا ہو، کفارہ کے طور پر دے اور اگر اس کام کو حرم کے اندر انجام دیا ہو تو ایک بھیڑ کا بچہ اور اس پرندے کے بچے کی قیمت ادا کرے جسے مارا ہو۔

اگر جنگلی گدھا کا شکار ہو تو ایک گائے دے اور اگر شتر مرغ ہو تو ایک اونٹ دے، اور اگر ہرن ہو تو ایک بھیڑ یا بکری کا کفارہ دے، اور اگر ان میں سے کوئی ایک حرم کے اندر قتل کی ہو، تو دو گناہ کفارہ خانہ کعبہ کے حضور پیش کرے گا، اور ان تمام موارد میں جن میں محرم نے شکار کو مارا ہے، اگر حج کا احرام باندھا ہو تو قربانی منیٰ میں کرے اور اگر احرام عمرہ کا ہو تو کفارہ کی قربانی مکہ میں ذبح کرے اور اس شکار کا کفارہ صاحب علم اور جاہل کے لئے برابر ہے۔ جس نے عمداً قتل کیا ہو، اس کے لئے گناہ لکھا جائے گا، اور اگر غلطی سے شکار مارا ہے تو اسے بخش دیا جائے گا۔ اور گناہ نہیں لکھا جائے گا، اور اگر آزاد شخص نے شکار مارا ہو تو کفارہ وہ خود ادا کرے گا اور اگر غلام نے مارا ہو تو کفارہ اس کے آقا کے ذمے ہے اور اگر غیر مکلف بچے نے شکار مارا ہو، تو اس پر کفارہ نہیں ہے۔ لیکن بڑے پر کفارہ واجب ہے، جس نے شکار مارا ہو اور بعد میں پشیمان ہوا ہو تو آخرت کا عذاب اس سے ساقط ہو جائے گا لیکن جو اس پر اصرار کرے تو آخرت میں بھی اسے عذاب ملے گا۔

امامؑ کا جب جواب مکمل ہوا تو مامون نے پکار کر کہا:

احسنت یا ابا جعفر

"اے ابوجعفر! آپ نے مطلب کو کیا بہتر انداز سے بیان کیا ہے"

آپ نے ہم پر احسان کیا ہے، خدا آپ پر احسان فرمائے اور جزائے خیر دے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو یحییٰ سے مسئلہ پوچھیں۔ امامؑ نے یحییٰ سے فرمایا: تجھ سے سوال پوچھوں۔ اس نے عرض کیا: آپ [illegible] رکھتے ہیں، اگر آپ نے سوال کیا اور میں جانتا ہوا تو جواب دوں گا ورنہ آپ سے استفادہ کروں گا۔ حضرت جوادؑ نے فرمایا: ایک مرد نے جب دن کے شروع میں عورت کو دیکھا تو وہ اس پر حرام تھی جب تھوڑا سا دن زیادہ ہوا تو وہ حلال ہوگئی اور جب ظہر کا وقت آیا تو حرام ہوگئی اور عصر کے وقت حلال ہوگئی، غروب کے وقت حرام ہوگئی عشاء کے وقت حلال اور آدھی رات کو اس پر حرام ہوگئی، جیسے صبح طلوع ہوئی تو دوبارہ اس پر حلال ہوگئی۔ اس مسئلہ میں حرام اور حلال ہونے کی وجہ بیان کرو اور بیان کرو کہ کس طرح یہ عورت کبھی حلال اور کبھی حرام ہو جاتی ہے؟

یحییٰ نے عرض کیا: خدا کی قسم میں اس مسئلہ کا جواب نہیں جانتا، اس میں جتنی شقیں ہیں مجھے ان کا علم نہیں ہے آپ خود ہی اس مسئلہ کا جواب بیان فرمائیں تاکہ ہم فائدہ اٹھا سکیں۔ امام جوادؑ نے فرمایا: یہ عورت کسی کی کنیز تھی اس لئے دن کے اول میں کسی اجنبی شخص کا دیکھنا حرام تھا، جیسے ہی دن اوپر آیا تو اس نے اس کنیز کو اس کے مالک سے خرید لیا اور وہ اس پر حلال ہوگئی۔ ظہر کے وقت اسے آزاد کردیا۔ تو وہ اس پر حرام ہوگئی۔ جب عصر کا وقت آیا تو اس سے عقد کرلیا۔ تو اس پر حلال ہوگئی، غروب کے وقت اس کے ساتھ ظہار کرلیا۔ تو وہ اس پر حرام ہوگئی۔ عشاء کے وقت ظہار کا کفارہ دے دیا تو وہ حلال ہوگئی، آدھی رات کو اسے طلاق دے دی تو حرام ہوگئی۔ جب صبح ہوئی تو رجوع کرلیا تو اس پر حلال ہوگئی۔ جب امام کا کلام مکمل ہوا اور مسئلہ کا جواب بیان کرچکے تو مامون نے مجلس میں بیٹھے ہوئے بنی عباس سے اپنے خاندان کے افراد کی طرف منہ کیا اور کہا: کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جو مسئلے کا جواب اس طرح دے یا اس سے پہلے والے مسئلے کو اس طرح واضح اور روشن بیان کرے؟

فضیلت اور برتری کے ساتھ چنے گئے ہیں۔ سن کی کمی ان کے کمالات کے ظاہر ہونے میں رکاوٹ پیدا نہیں کرتی۔ یہ روایت آگے بھی ہے لیکن ہم نے اختصار کی وجہ سے ذکر نہیں کی۔

(الاحتجاج:۴۴۳، تفسیر قمی:۱/۱۸۴، ارشاد مفید:۳۱۹، بحارالانوار:۵۰/۳ح ۴ حدیث ۳، کشف الغمۃ:۳/۳۵۴)

قصہء ابو یزید بسطامی

(۴۷۳/۱۵) روضۃ الجنات کے مؤلف ابو یزید بسطامی جو متصوفہ میں سے تھا ایک حدیث اس خیال سے نقل کرتے ہیں کہ اپنے مسلک اور مذہب کو قوی کر رہے ہیں لیکن انشاء اللہ ہم بیان کریں گے کہ اس حدیث کی دلالت ان کے خلاف جاتی ہے۔

طیفور بن عیسیٰ بن آدم جو ابو یزید بسطامی کے نام سے مشہور تھا کہتا ہے: ایک سال میں بیت اللہ الحرام کی زیارت کے ارادے سے اپنے شہر بسطام سے حج کے وقت سے پہلے چل نکلا۔ راستے میں میرا گذر ملک شام سے ہوا۔ شہر دمشق میں داخل ہونے سے پہلے میں ایک دیہات کے قریب سے گذرا، اس دیہات میں ایک ٹیلے پر چار سالہ بچے کو دیکھا، جو مٹی کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ میں نے اپنے آپ سے کہا: یہ بچہ ہے اگر اس پر سلام کروں وہ تو سمجھ نہیں رکھتا کہ سلام کیا ہے؟ اور اگر سلام نہ کروں تو واجبات میں سے ایک واجب کو میں نے تباہ کر دیا۔ میں نے اپنے نظریہ کو لیتے ہوئے اس پر سلام کرنے کا ارادہ کیا۔ جب میں نے اس پر سلام کیا تو اس نے اپنا سر اوپر کیا اور فرمایا: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے آسمان کو بلند کیا اور زمین کو بچھایا اگر سلام کا جواب دینے کا حکم نہ ہوتا تو میں جواب نہ دیتا۔ میرے معاملہ کو چھوٹا سمجھا ہے اور میری کم عمری کی وجہ سے مجھے حقیر خیال کرتا ہے تجھ پر سلام اور خدا کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ پھر اس آیت کی دلیل کے طور پر تلاوت کی۔

وَاِذَا حُيِّيۡتُمۡ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوۡا بِاَحۡسَنَ مِنۡهَا. (سورہ النساء: آیت ۸۶)

"جب تم پر کوئی سلام کرے تو بہتر انداز میں اس کا جواب دو"

میں نے عرض کیا: (او ردوھا) یعنی میں نے آیت کا بعد والا حصہ پڑھا، اور فرمایا: یہ کام

تیرے جیسے کم فکر لوگوں کا ہے، میں نے اس کی گفتگو سے پہچان لیا کہ یہ بچہ کوئی بزرگ ہستی ہے جسے خدا کی تائید حاصل ہے۔ میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! خدا سے میری بخشش طلب کریں اور جو عمل میں نے انجام دیا ہے اس سے توبہ کرتا ہوں۔ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور اس آیت کی تلاوت کی۔

وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُوا عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ

(سورہ شوریٰ: آیت ۲۵)

"وہ ایسی ذات ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتی ہے اور ان کے گناہوں کو معاف کرتی ہے، اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ جانتا ہے"

پھر مجھ سے فرمایا: اے ابو یزید! خوش آمدید! کون سی چیز تجھے تیرے شہر بسطام سے شام کی طرف لے آئی ہے۔ میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! میں بیت کی زیارت کا ارادہ رکھتا ہوں۔ فرمایا: کونسا بیت؟ میں نے عرض کیا خدا کا محترم گھر۔ فرمایا: بڑا اچھا ارادہ ہے۔ اور یہ کہہ کر چپ ہو گئے، تھوڑی دیر کے بعد سر کو اٹھا کر میری طرف دیکھا اور فرمایا: اے ابو یزید کیا اس گھر والے کو تو جانتا ہے؟ میں ان کے اشارہ کو سمجھ گیا اور ان کے مقصد تک پہنچ گیا کہ وہ کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا: نہیں۔ ابھی تک میں نے اسے نہیں پہچانا: فرمایا: کیا کبھی دیکھا کہ کوئی کسی کے گھر جائے اور گھر والے کو نہ پہچانتا ہو؟ میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! نہیں، ابھی میں اپنے شہر واپس چلا جاؤں گا تا کہ گھر والے کو پہچانوں۔ انھوں نے فرمایا: اختیار تیرے ہاتھ میں ہے۔ میں نے ان کے ساتھ الوداع کہا اور اسی وقت بسطام کی طرف لوٹ آیا اور اس جگہ کے لوگوں سے دور ہو گیا اور خلوت اختیار کر لی۔ یہاں تک کہ خدا کو پہچان لیا۔ پھر میں شہر سے حج کے ارادے سے چلا اور راستہ طے کرتے ہوئے شام کے ملک تک پہنچ گیا۔ جب میں دمشق کے اطراف میں پہنچا تو اسی دیہات میں اسی ٹیلے پر اس بچے کو دیکھا جو اسی حال میں تھا۔ میں آگے گیا اور سلام کیا، اس نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے سلام کا جواب بہتر طریقے سے دیا۔ پھر میں بیٹھ گیا اور وہ بچہ گفتگو کرنے لگ گیا۔ میں اس کے رعب و دبدبہ کی وجہ سے بولنے کی ہمت نہ

ہاں اے میرے آقا! اس نے فرمایا: کیا تجھے صاحب خانہ نے گھر میں آنے کی اجازت دی ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں، اے میرے آقا! میں ان کی بات کا اشارہ اور مطلب سمجھ گیا اور عرض کیا: میں واپس چلا جاؤں گا۔ یہاں تک کہ وہ خود مجھے اجازت دے کہ اس کے گھر کی زیارت کو آؤں۔ فرمایا: اے ابو یزید! کیا یہ صحیح ہے کہ اگر کوئی کسی کو جان لے اور بغیر اجازت کے اس کے گھر میں داخل ہو جائے؟ میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! نہیں، میں اسی جگہ سے واپس لوٹ جاؤں گا۔ فرمایا: اختیار تیرے اپنے پاس ہے۔ میں نے ان کے ساتھ الوداع کیا اور بسطام واپس آ گیا۔ ایک عرصہ کے بعد میں وہاں رہا اور دوبارہ زیارت کعبہ کا ارادہ کیا اور اسی پہلے والے راستے پر سفر کیا۔ اس دفعہ بھی اسی مقام پر بچے کو دیکھا۔ میں نے اسے سلام کیا، اس نے پہلے سے بھی اچھے انداز میں سلام کا جواب دیا اور خوش آمدید کہا: اس کی ہیبت میرے دل میں پہلے سے بھی زیادہ بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد میری طرف توجہ کی اور فرمایا: اے ابو یزید! گویا گھر والے نے تجھے گھر کی زیارت کی اجازت دے دی ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں! فرمایا: اے بیچارے! جب تو نے گھر والے کو پہچان لیا ہے تو کیا ضرورت پڑی ہے ان دیواروں کے پاس جانے کی۔ بلند ہمت مرد جو کعبہ کی زیارت کے لئے جاتے ہیں تو اس جستجو میں ہوتے ہیں کہ صاحب خانہ مل جائے اور اسے طلب کرتے ہیں کہ شائد ایک لحظہ کے لئے ان پر نظر کرم فرمائے اور عنایات کرے۔ تو تو اپنے خیال کے مطابق مقصد تک پہنچ چکا ہے۔ میں نے ان کی بات کا مطلب سمجھ لیا اور خاموش ہو گیا۔

مجھے فرمایا: کیا آج کی رات میرے مہمان بنو گے اور وہ وقت ظہر و عصر کے درمیان کا تھا۔ میں نے عرض کیا: ہاں اے میرے آقا! اور میں وہیں اس ٹیلے پر ان کے قریب بیٹھ گیا۔ انہوں نے سورج کی طرف دیکھا اور فرمایا: کیا تیرا وضو ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں، فرمایا: میرے پیچھے آؤ، دس قدم تک ان کے پیچھے چلا تو ایک نہر دیکھی جو فرات سے بڑی تھی۔ وہ نہر کے کنارے بیٹھ گئے اور بڑے اچھے انداز میں وضو کیا۔ میں نے وضو کیا: وہ کھڑے ہو گئے تاکہ نماز پڑھیں۔ اچانک وہاں سے ایک قافلہ گزرا۔ میں اہل قافلہ میں سے ایک کے پاس گیا اور نہر کے متعلق پوچھا۔ اس نے بتایا کہ یہ نہر جیحون ہے۔ اس وقت جماعت کھڑی ہو گئی۔ اور نماز ہونے لگی،

اس نے مجھ سے فرمایا: آگے آؤ اور امامت کرواؤ۔ میں نے عرض کیا: آپ آگے کھڑے ہوں۔ فرمایا: تو تمام دینی جماعت سے لائق تر ہے۔ میں کھڑا ہوا اور نماز پڑھی۔

نماز ختم ہونے کے بعد مجھ سے فرمایا: میرے پیچھے آ جاؤ۔ میں اٹھا اور تقریباً بیس قدم چلا تھا کہ اچانک ایک نہر دیکھی جو فرات اور جیحون سے بڑی تھی۔ مجھ سے فرمایا: اسی جگہ بیٹھو! میرے واپس آنے تک۔ میں وہاں بیٹھا تھا کہ تھوڑی دیر کے بعد کچھ سوار لوگوں کو وہاں سے گذرتے ہوئے دیکھا، میں نے ان سے پوچھا: جہاں پر میں ہوں یہ کون سا مقام ہے اور اس کا نام کیا ہے؟ انہوں نے کہا: یہ دریائے نیل ہے اور یہاں سے مصر تک ایک فرسخ یا اس سے بھی کم کا فاصلہ ہے۔ کچھ وقت گذرنے کے بعد میرے آقا بھی واپس آ گئے اور مجھ سے فرمایا: اٹھو تا کہ یہاں سے چلیں۔ ہم بیس قدم چلے ہوں گے کہ غروب آفتاب کے نزدیک ہم اس مقام پر پہنچے، جہاں بہت زیادہ کھجوریں تھیں۔ ہم وہاں بیٹھ گئے اور جب سورج غروب ہو گیا اور نماز کا وقت ہوا تو مجھ سے فرمایا: نماز پڑھو۔ ہم نے نماز پڑھی اور آپ نماز کے بعد بہت سے نوافل بجا لائے۔ اس کے بعد بیٹھ گئے۔ اچانک ان کی طرف ایک شخص آیا، جس کے پاس ایک طشت تھا۔ اس نے طشت زمین پر رکھا اور جانا چاہا۔ آپ نے اسے اشارہ فرمایا: کہ بیٹھ جاو وہ بیٹھ گیا۔ اور ہمارے ساتھ کھانا کھانے لگا۔ خدا کی قسم ساری زندگی میں نے اس طرح کی لذیذ ترین غذا نہ کھائی تھی۔ جب ہم کھانا کھانے سے فارغ ہوئے تو اس شخص نے بچا ہوا کھانا اٹھایا اور چلا گیا۔ پھر حضرت اٹھے اور مجھ سے فرمایا: میرے ساتھ آؤ۔ تھوڑا سا میں ان کے ساتھ چلا اور اچانک کعبہ کو دیکھا۔ وہاں نماز با جماعت ہو رہی تھی۔ ہم نے بھی نماز پڑھی۔ نماز کے بعد آہستہ آہستہ لوگ کم ہو گئے اور چلے گئے۔ اس وقت آپ نے ایک شخص کو آواز دی، اس نے فوراً لبیک کہا اور حاضر ہو گیا اور عرض کیا: اے میرے آقا اور آقا کے بیٹے! خوش آمدید! آقا نے اس شخص سے فرمایا: کعبہ کا دروازہ کھولو تا کہ یہ شخص زیارت و طواف کرے، میں کعبہ کے اندر داخل ہو گیا۔ زیارت کی اور طواف کیا، پھر میں باہر آ گیا، اس کے بعد آپ کعبہ کے اندر آ گئے۔ اور تھوڑی دیر کے بعد باہر

رات کا آخری تیسرا حصّہ پہنچ جائے۔اس کے بعد کھڑے ہو جانا اور جن پتھروں کا تمہیں بتاؤں گا ان پر اسی طرف چل پڑنا جب تو انتہا تک پہنچ جائے تو بیٹھ جانا اور طلوع فجر تک آرام کرنا اور سو جانا۔ پھر اٹھنا اور وضو کر کے اپنی نماز پڑھنا۔ اگر میں آ گیا تو تیرے ساتھ ہوں گا اور اگر نہ آیا تو چلے جانا، خدا کی حفاظت میں ہے۔ میں نے عرض کیا: ایسے ہی کروں گا میرے آقا! جب وہ چلے گئے تو میں نے کعبہ کا دروازہ کھولنے والے شخص سے پوچھا: یہ بچہ کون تھا؟ اس نے جواب دیا یہ میرے آقا حضرت جوادؑ ہیں۔ میں نے کہا:

الله اعلم حیث یجعل رسالته

''خدا بہتر جانتا ہے کہ اپنی رسالت کو کہاں اور کس کے پاس رکھنا ہے''

میں نے آپ کے فرمان پر عمل کیا اور جیسے ہی رات کا آخری تیسرا حصّہ ہوا تو میں اٹھا اور جن پتھروں کا انہوں نے بتایا تھا ان پر چل پڑا، یہاں تک کہ وہ ختم ہو گئے اور میں ایک دیہات تک پہنچ گیا۔ اس جگہ ایک دیوار کے پاس بیٹھ کر سو گیا۔ جیسے ہی طلوع فجر ہوئی، وضو کیا اور صبح کی نماز پڑھی۔ سورج کے طلوع ہونے تک سر نیچے کر کے کسی دوسری طرف سر کئے بغیر آپ کی انتظار میں بیٹھا رہا۔ جب میں نے دیکھا کہ آپ تشریف نہیں لائے تو میں آپ کا اشارہ سمجھ گیا کہ انہوں نے مجھے اکیلا چھوڑ دیا ہے اور چلے گئے ہیں۔ ایک طرف میں نے دیکھا تو اس دیہات کو بسطام شہر کے ساتھ ملا ہوا پایا۔ میں شہر میں چلا گیا اور کافی دیر تک اس واقعہ کو کسی کے سامنے بیان نہ کیا۔ ایک زمانہ گذرنے کے بعد میں نے اس واقعہ کو بیان کیا۔ پس خدا ہی ہے جو انسان کو غلطیوں سے بچاتا ہے۔ (روضات الجنات: ۳/ ۱۵۸ سطر آخری)

مؤلف کہتے ہیں کہ اس روایت کے اس حصّے پر اعتراض ہے جس میں امامؑ نے فرمایا کہ جب تو نے اسے پہچان لیا ہے تو پھر در و دیوار کی زیارت کرنے کی کیا ضرورت ہے ممکن ہے کہ اس اعتراض کا جواب اس طرح دیا جائے کہ امامؑ نے درحقیقت اپنے اس فرمان کے ذریعے ابو یزید بسطامی کے عقیدہ اور نظریہ کے غلط ہونے کی طرف اشارہ کیا ہو اور اس کے مذہب کا انکار کیا ہو کیونکہ اس کا عقیدہ اور مذہب متصوفہ والا مذہب ہے۔ وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جب بندے

میں نے کہا: میں وعدہ کرتا ہوں اور خدا کو ضامن قرار دیتا ہوں کہ اس قصہ کو میں کسی کے سامنے بیان نہ کروں گا۔ پس تم قصہ بیان کرو اور کسی قسم کا خوف محسوس نہ کرو، کیونکہ تو ایک عیسائی آدمی ہے۔ اس خاندان کے متعلق جو تو تعریف کرے گا کوئی تجھ پر تہمت نہیں لگائے گا اور تو اطمینان رکھ کہ میں اس کو پوشیدہ رکھوں گا۔

اس نے کہا: واقعہ یہ ہے کہ ایک دن میں نے اس جوان سے ملاقات کی۔ جب کہ وہ ایک سیاہ گھوڑے پر سوار تھا۔ بدن پر سیاہ لباس اور سر پر سیاہ عمامہ رکھے ہوئے تھا۔ اس کا چہرہ بھی کچھ سیاہی مائل تھا۔ جیسے ہی میری نظر اس پر پڑی تو میں احترام سے کھڑا ہوگیا اور خود اپنے سے کہا: میں نے اپنے منہ سے کوئی مطلب نہیں نکالا اور نہ ہی کسی نے مجھ سے کوئی حرف سنا۔ حضرت عیسیٰ مسیح کے حق کی قسم، میں نے جو فقط اپنے ذہن میں سوچا تھا کہ اس کا لباس سیاہ، عمامہ سیاہ، سواری سیاہ اور خود بھی سیاہ یعنی سیاہی سیاہی میں اور سیاہی سیاہی میں۔ جیسے ہی وہ میرے پاس پہنچا تو تیز نگاہوں کے ساتھ میری طرف دیکھ کر فرمایا:

قَلْبُکَ أَسْوَدُ مِمَّا تَرَىٰ عَيْنَاکَ مِنْ سَوَادٍ فِي سَوَادٍ

"تیرا دل اس سے بھی سیاہ تر ہے جو تیری آنکھوں نے مشاہدہ کیا ہے یہ کہ سیاہی در سیاہی جو تو نے کہا ہے"

راوی کہتا ہے: میرے باپ نے اس سے کہا: اس کے بعد تو نے کیا کہا اور کیا جواب دیا؟

اس نے کہا: میں ان کے کلام سے حیران و پریشان ہوگیا اور مجھ میں حرکت کرنے کی طاقت نہ رہی اور میں کوئی جواب نہ دے سکا۔ میں نے اس سے کہا: کیا اس معجزہ اور کرامت کو دیکھ کر تیرا دل نورانی اور سفید نہ ہوا؟ اس نے جواب دیا: خدا جانتا ہے کہ میرے باپ نے اس قصہ کا باقی حصہ بیان کرتے ہوئے کہا: جب یزداد مریض اور کمزور ہوگیا تھا تو اس نے کسی شخص کو میرے پاس بھیجا۔ میں اس کے پاس گیا۔ اس نے مجھ سے کہا: تجھے پتہ ہونا چاہیے کہ امام

امامؑ نے اسے اس طرح جواب لکھا:

اِنْ كَانَ لَكَ حَاجَةٌ فَحَرِّكْ شَفَتَيْكَ فَإِنَّ الْجَوَابَ يَاتِيْكَ

"جب بھی تیری کوئی حاجت ہو تم فقط اپنے لبوں کو حرکت دو اور مطمئن ہو جاؤ کہ جواب تجھ تک پہنچ جائے گا" (کشف الغمہ: ۱۵۳، بحار الانوار: ۵۰/۱۵۵ حدیث ۴۴)

سیاہی سیاہی میں

(۴۹۰/۱۵) طبریؒ دلائل الامامہ میں محمد بن اسماعیل سے اور وہ اپنے باپ سے نقل کرتا ہے کہ وہ کہتا ہے۔

میں سامراء میں قید تھا۔ایک دن میں نے بختیشوع کے شاگرد یزداد مسیحی کو دیکھا جو موسیٰ بن بغا کے گھر سے واپس آ رہا تھا۔وہ میرے ساتھ راستہ چل پڑا اور ہم گفتگو کرتے ہوئے ایک مقام پر پہنچے ،اس نے ہاتھ کے ساتھ اشارہ کیا اور کہا: کیا اس دیوار کو دیکھ رہے ہو؟ کیا تم جانتے ہو کہ اس گھر میں کون رہتا ہے؟میں نے کہا: تو خود ہی بتاؤ اس گھر کا صاحب کون ہے؟ اس نے جواب دیا، ایک علوی اور اہل حجاز کا جوان ہے ،جس کا نام علی بن محمد ہے۔ہم اس وقت اس کے گھر کے پاس سے گزر رہے ہیں میں نے یزداد سے کہا: تو اس جوان کے متعلق کیا جانتا ہے؟ اس نے کہا: اگر کوئی اس کائنات میں غیب کے متعلق جانتا ہے تو یہی جوان ہے۔میں نے کہا: تو کیسے جانتا ہے اور کس دلیل کے ساتھ یہ بات کر رہا ہے؟ اس نے کہا: میں ایک عجیب قصہ تیرے لئے بیان کرتا ہوں جو آج تک کسی نے نہ سنا ہوگا، لیکن میں خدا کو وکیل اور حاکم قرار دیتا ہوں کہ اس قصہ کو میری طرف سے کسی کے لئے بیان نہ کرنا، کیونکہ میں طبیب ہوں اور میری زندگی کے خرچ و اخراجات سلطان کی طرف سے ملتے ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ خلیفہ اس جوان کو دشمنی کی وجہ سے حجاز سے یہاں لایا ہے تاکہ لوگ اس کے پاس نہ آئیں، اور اس کے اردگرد جمع نہ ہوں اور اس کے نتیجہ میں حکومت کہیں بنی عباس کے ہاتھ سے نہ نکل جائے۔

چکوراور پرندے آپس میں لڑتے اور وہ ان کا تماشا دیکھ کر خوش ہوتا۔ جب امام ہادیؑ مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو وہ چکور آرام سے دیوار پر بیٹھ جاتے۔ جب تک حضرت وہاں تشریف فرما رہتے وہ اپنی جگہ سے نہ ہلتے۔ جب آپ مجلس سے باہر تشریف لے جاتے تو وہ پرندے دوبارہ ایک دوسرے کے ساتھ لڑنا شروع کر دیتے۔ (الخرائج:۱/۴۰۳ حدیث بحارالانوار:۵۰/۱۴۸ ح ۳۳ مدینۃ المعاجز:۷/۴۷۴ حدیث ۱۵۵ اثبات الہداۃ ۳/۳۷۵ حدیث ۴۴ کشف الغمہ:۲/۳۹۴)

سوال کا جواب

(۱۳/۴۸۸) اسی کتاب میں محمد بن فرج سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے: امام ہادیؑ نے مجھ سے فرمایا:

اِذَا اَرَدْتَ اَنْ تَسْأَلَ مَسْأَلَةً فَاكْتُبْهَا وَضَعِ الْكِتَابَ تَحْتَ مصلاک وَدَعْهُ سَاعَةً ثُمَّ اَخْرِجْهُ وَانْظُرْفِيْهِ

"جب تم کوئی مسئلہ پوچھنا چاہو تو اسے لکھ لو اور اپنے مصلے کے نیچے رکھ لو، تھوڑی دیر وہاں رکھنے کے بعد اسے باہر نکال کر اس میں دیکھو۔

محمد بن فرج کہتا ہے: میں نے امامؑ کے حکم کے مطابق اس کام کو انجام دیا تو اپنے سوال کے جواب کو امامؑ کے دستخط کے ساتھ لکھا ہوا پایا"

(الخرائج:۱/۴۱۹ حدیث ۲۲ بحارالانوار:۵۰/۱۵۵ حدیث ۴۴۱ کشف الغمہ:۲/۳۹۵)

جواب مل جائے گا

(۱۴/۴۸۹) سید بن طاؤس (قدس) کتاب کشف المحجہ میں کتاب الرسائل تالیف کلینیؒ سے کسی نامعلوم شخص کے ذریعے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں نے امام ہادیؑ کو لکھا کہ ایک شخص چاہتا ہے اپنے امامؑ کے ساتھ راز و نیاز کرے

"اے سہل! ہماری ولایت ہمارے شیعوں کے لئے محافظ ہے۔ اگر گہرے سمندروں کے نیچے چلے جائیں یا کسی بے آب وگیاہ صحرا میں چلے جائیں یا خطر ناک بیابانوں میں خطرناک جانوروں، بھیڑیوں اور دشمن آدمیوں اور جنوں کے درمیان گھر جائیں تو لازمی طور پر ان سے محفوظ رہیں گے۔ پس خدا پر اعتماد رکھو اور آئمہ طاہرینؑ کے ساتھ دوستی اور ولایت کو خالص کرو۔ پھر جدھر جانا چاہو چلے جاؤ اور جو کرنا چاہو کرلو"

اے سہل اگر یہ دعا جو میں تجھے سکھاؤں گا تین مرتبہ صبح اور تین مرتبہ رات کے وقت پڑھتے رہو گے تو تم اپنے آپ کو ایک محفوظ پناہ گاہ میں پاؤ گے، اور ہر طرح کے خوف وخطر سے محفوظ رہو گے۔ وہ دعا یہ ہے۔

أَصْبَحْتُ اللّٰهُمَّ مُعْتَصِمًا بِذِمَامِكَ الْمَنِيعِ الَّذِي لَا يُطَاوَلُ وَلَا يُحَاوَلُ مِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ وَغَاشِمٍ مِنْ سَائِرِ مَا خَلَقْتَ وَمَنْ خَلَقْتَ مِنْ خَلْقِكَ الصَّامِتِ وَالنَّاطِقِ فِي جُنَّةٍ مِنْ كُلِّ مَخُوفٍ بِلِبَاسٍ سَابِغَةٍ وَلَاءِ أَهْلِ بَيْتِ نَبِيِّكَ مُحْتَجِزاً مِنْ كُلِّ قَاصِدٍ لِي إِلَى أَذِيَّةٍ بِجِدَارٍ حَصِينٍ الْإِخْلَاصِ فِي الْاعْتِرَافِ بِحَقِّهِمْ، وَالتَّمَسُّكِ بِحَبْلِهِمْ جَمِيعًا مُوقِنًا بِأَنَّ الْحَقَّ لَهُمْ وَمَعَهُمْ وَفِيهِمْ وَبِهِمْ أُوَالِي مَنْ وَالَوْا وَأُجَانِبُ مَنْ جَانَبُوا فَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ فَأَعِذْنِي اللّٰهُمَّ بِهِمْ مِنْ شَرِّ كُلِّ مَا أَتَّقِيهِ يَا عَظِيمُ حَجَزْتُ الْأَعَادِيَ عَنِّي بِبَدِيعِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ ،إِنَّا (وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ). (سورہ یسین آیت ۹)

"اے اللہ! میں نے اس حال میں صبح کی ہے کہ میں تیری ایسی محکم ومضبوط حمایت اور کفالت کی پناہ لے چکا ہوں کہ جس تک پہنچنا اور اس پر قابو پانا ناممکن ہے ہر ظالم اور

گا اور آپ اہل بیتؑ کی ولایت کو قبول کرے گا۔ بعض پادریوں نے اس سے کہا: تو جو اس طرح کا
نظریہ رکھتا ہے مسلمان کیوں نہیں ہو جاتا؟ اس نے جواب دیا، میں مسلمان ہی ہوں اور میرے
مولا اس سے باخبر ہیں۔ امامؑ نے اس کی بات کی تصدیق کی اور فرمایا: اگر ایسا نہ ہوتا تو لوگ کہتے
ہم نے تیرے بیٹے کی وفات کی خبر دی ہے، اور اگر یہ اطلاع واقع کے مطابق نہ ہوئی تو ہم ضرور
تیرے بیٹے کے باقی رہنے کے لئے خدا سے دعا کرتے۔

انوش نے عرض کیا: اے میرے مولا! آپ جو چاہتے ہیں، میں اس سے راضی ہوں۔

اس روایت کا راوی احمد بن قیصر کہتا ہے: خدا کی قسم جیسے امامؑ نے فرمایا تھا۔ تین دن کے بعد اس کا
ایک بیٹا فوت ہو گیا اور دوسرا بیٹا ایک سال کے بعد اسلام لے آیا اور حضرت عسکریؑ کی وفات تک
آپ کی بارگاہ میں آپ کا خدمت گذار رہا۔ (حلیۃ الابرار ۲:۱۱۱/۵ مدینۃ المعاجز: ۱۳۷:۹۶۷۰/۷)

دعائے معصوم

(۹/۴۸۴) شیخ طوسیؒ کتاب امالی میں سہل بن یعقوب سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں نے امام ہادیؑ سے عرض کیا: حدیث کے راویوں کے واسطہ سے امام صادقؑ کی
طرف سے دنوں کے اختیارات مجھ تک پہنچے ہیں۔ آپ اجازت دیتے ہیں کہ آپ کے سامنے انہیں
پیش کروں۔ امامؑ نے قبول کر لیا۔ میں نے پیش کئے اور ان کی تصحیح کروائی۔ اس کے بعد میں نے عرض
کیا: اکثر دنوں میں موانع اور رکاوٹیں ہوتی ہیں جو انسان کو اپنے مقصد تک پہنچنے سے روکتی ہیں، کیونکہ
ان کے موارد میں ذکر ہوا ہے کہ یہ مبارک نہیں ہے اور ان میں خوف وخطرہ پایا جاتا ہے۔ آپ میری
راہنمائی کریں کہ میں ان احتمالی خطرات سے کس طرح بچ سکتا ہوں؟ تاکہ اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکوں
کیونکہ کبھی ضرورت اور مجبوری کی وجہ سے ایسے دنوں میں مجھے اپنے مقصد کے لئے جانا پڑتا ہے۔

امام نے فرمایا:

یا سهل! ان لشيعتنا بولايتنا لعصمة لو سلكوا بها في لجة البحار
الغامرة وسباسب البيداء الغابرة بين السباع والذئاب واعادي الجن

تمام تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جس نے مسلمانوں سے زیادہ نصاریٰ کو ہمارے حق کے ساتھ روشناس کرایا ہے"

پھر آپ نے حکم دیا کہ ان کے گھوڑے کو تیار کریں۔ اس کے بعد ہم سوار ہوئے اور انوش کے گھر پہنچ گئے۔ انوش کو جب امامؑ کے آنے کی اطلاع ملی تو ننگے سر اور ننگے پاؤں اپنے سینے پر انجیل رکھے ہوئے آپ کے استقبال کے لیے آیا، جب کہ اس کے اطراف میں اس کے ہمراہ کلیسا کے خدمت گذار اور نصرانیوں کے پادری موجود تھے۔ جب انوش گھر کے دروازے کے پاس امامؑ کی خدمت میں پہنچا تو عرض کیا: اس مقدس کتاب کی قسم جس کو آپ ہم سے بہتر جانتے ہیں۔ ہم آپ کو آپ کی ذات کا واسطہ دیتے ہیں کہ ہم نے جو آپ کو تکلیف دی ہے وہ معاف کر دیں۔ حضرت مسیح عیسیٰ بن مریمؑ کے حق کی قسم اور انجیل کی قسم جو خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ ہم نے امیر المومنین (حاکم وقت) سے جو درخواست کی ہے وہ صرف اس لئے کی ہے کہ ہم نے انجیل میں آپ کی شان اور مقام کو عیسیٰ بن مریم کی طرح پایا ہے۔

امامؑ نے فرمایا: الحمدللہ (کہ خدا نے یہ معرفت تمہیں عطا کی) اس کے بعد آپ گھر میں داخل ہو گئے اور گھر کے فرش پر قدم رکھے، تمام غلام اور مجلس میں حاضر لوگ آپ کے احترام کے لئے ادب سے کھڑے ہو گئے۔ امامؑ نے انوش سے فرمایا:

أَمَّا اِبْنُکَ هٰذَا فَبَاقٍ عَلَيْکَ وَأَمَّا الْآخَرُ فَمَا خُوذٌ عَنْکَ بَعْدَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ وَهٰذَا الْبَاقِي يَسْلِمُ وَيَحْسُنُ إِسْلَامُهُ وَيَتَوَ لَّانَا أَهْلَ الْبَيْتِ

"تیرا یہ بیٹا تیرے لئے باقی رہے گا۔ لیکن یہ دوسرا تین دن کے بعد تجھ سے لے لیا جائے گا جو تیرا بیٹا باقی رہے گا وہ ایک اچھا مسلمان بنے گا اور ہم اہل بیتؑ کا دوست و محب ہوگا"

انوش نے عرض کیا: خدا کی قسم! اے میرے آقا! آپ کا فرمان حق ہے اور میرے لئے اس بیٹے کی وفات آسان ہے کیونکہ آپ نے خوش خبری دی ہے کہ میرا دوسرا بیٹا مسلمان ہو جائے

اب جس کی طرف جانے کا ارادہ رکھتے ہو، جاؤ کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہو گی۔ وہ کہتا ہے: اس کے بعد میں متوکل کے گھر گیا اور جو کچھ میں چاہتا تھا وہ کہہ دیا اور کسی قسم کی کوئی تکلیف اور پریشانی اس کی طرف سے مجھے نہ آئی۔ میں بڑے آرام وسکون سے وہاں سے واپس آ گیا۔ اس حدیث کا راوی ہبۃ اللہ کہتا ہے: اس نصرانی کی وفات کے بعد میں نے اس کے بیٹے سے ملاقات کی، جب کہ وہ ایک اچھا شیعہ مسلمان ہو چکا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا: میرا باپ تو نصرانی اس دنیا سے چلا گیا اور میں اپنے باپ کے فوت ہو جانے کے بعد مسلمان ہو گیا تھا یہ وہ خوش خبری ہے جو میرے مولا نے فرمائی ہے۔

(الخرائج: ۱/۳۹۶ حدیث ۳ بحار الانوار: ۵۰/۱۴۴ حدیث ۲۷ المناقب فی المناقب: ۵۵۳ حدیث ۱۳)

امام تقیؑ اور علم غیب

(۸/۴۸۴) سید ہاشم بحرانیؒ کتاب حلیۃ الابرار میں امام عسکریؑ کے حالات زندگی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ (ساتواں باب: حضرت کا کلام انوش نصرانی کے ساتھ)

احمد قیصر سے روایت ہوئی ہے کہ وہ کہتا ہے۔ میں عسکر میں اپنے آقا حضرت عسکریؑ کی خدمت میں تھا کہ ایک خادم بادشاہ کے گھر سے حضرت کی خدمت میں شرفیاب ہوا اور عرض کی، امیر المومنینؑ آپ کی خدمت میں سلام عرض کرتا ہے، اور کہتا ہے کہ ہمارا مسیحی کاتب انوش اپنے دو بیٹوں کا ختنہ کرنا چاہتا ہے اور اس نے ہم سے درخواست کی ہے کہ آپ سے تقاضا کریں کہ اس کے گھر میں تشریف لائیں اور اس کے بیٹوں کے لئے دعا کریں۔ میری بڑی خواہش ہے کہ ہماری درخواست کو قبول کریں۔ ہم آپ کو زیادہ تکلیف نہیں دیں گے صرف اس کے کہنے پر آپ کو یہ زحمت دے رہے ہیں، کیونکہ اس کا کہنا ہے۔

نَحْنُ نَتَبَرَّکُ بِدُعَاءِ بَقَايَا النُّبُوَّةِ وَالرِّسَالَةِ

"ہم نبوت ورسالت کی باقی ماندہ ہستیوں کی دعا کے ذریعے سے تبرک حاصل کریں گے"

امامؑ نے فرمایا:

میں رکھا اور اسے آستین میں چھپا لیا اور ...
طے کرتی ہوئی جارہی تھی، یہاں تک کہ ایک گھر کے پاس جا کر رک گئی۔ میں نے جتنی بھی کوشش کی کہ اس کو چلاؤں لیکن وہ نہ چلی۔ میں نے اپنے غلام سے کہا کہ آرام سے کسی شخص سے پوچھو یہ کس کا گھر ہے؟ جب اس نے پوچھا تو اسے بتایا گیا کہ یہ (ابن الرضا) یعنی امام ہادیؑ کا گھر ہے۔ میں نے تعجب کے ساتھ کہا: اللہ اکبر، خدا کی قسم! یہ آپ کی امامت اور حقانیت کی ایک واضح اور روشن دلیل ہے۔ اسی اثنا میں اس گھر کے اندر سے ایک سیاہ رنگ غلام باہر آیا اور اس نے مجھ سے کہا کہ تو یوسف بن یعقوب ہے؟ میں نے کہا: ہاں! اس نے کہا نیچے اتر آؤ۔ میں اتر آیا اس نے مجھے گھر کے دروازے کے پاس کھڑا کر دیا اور خود گھر کے اندر چلا گیا۔ میں نے اپنے آپ سے کہا یہ ایک دوسری دلیل ہے۔ خادم کو میرے نام کا کیسے علم ہو ہے۔ مجھے تو اس شہر میں کوئی نہیں جانتا اور نہ ہی میں اس شہر میں کبھی آیا ہوں۔ خادم واپس آیا اور اس نے مجھ سے کہا کہ وہ سو دینار جو تو نے کاغذ میں رکھ کر آستین میں چھپائے ہیں وہ مجھے دے دو۔ میں نے وہ دینار اسے دے دیئے اور اپنے آپ سے کہا کہ یہ تیسری دلیل ہے۔ دوبارہ خادم میرے پاس آیا اور کہا: گھر کے اندر آ جاؤ۔ جب میں حضرت کی خدمت میں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ آپ اکیلے تشریف فرما ہیں۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: اے یوسف! کون سی چیز تیرے لئے روشن و ظاہر ہوئی ہے؟ میں نے عرض کیا: کافی مقدار میں میرے لئے دلیل اور برہان ظاہر ہو چکی ہے۔ امامؑ نے فرمایا: افسوس ہے کہ تو مسلمان نہیں ہوگا لیکن تیرا بیٹا مسلمان ہو جائے گا اور ہمارے شیعوں میں سے ہوگا۔

یا یوسف! اِنَّ اَقْوَامًا یَزْعُمُوْنَ اَنَّ وَلَایَتَنَا لَا تَنْفَعُ اَمْثَالَکُمْ کَذَبُوْا وَاللّٰہِ اَنَّھَا لَتَنْفَعُ اَمْثَالَکَ

”اے یوسف! کچھ لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہماری دوستی اور محبت تجھ جیسے لوگوں کو کوئی فائدہ نہ پہنچائے گی، لیکن خدا کی قسم یہ لوگ جھوٹ کہتے ہیں۔ ہماری دوستی و محبت تجھ جیسے لوگوں کو بھی فائدہ دے گی“

تیرا بیٹا شیعہ ہوگا

(۷/۴۸۲) قطب راوندیؒ کتاب خرائج میں ہبۃ اللہ بن ابی منصور موصلی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

دیار ربیعہ (موصل اور راس عین کے درمیان جگہ کا نام ہے) میں کفرتوثا (فلسطین کے ایک دیہات کا نام) کا رہنے والا ایک عیسائی کاتب تھا جس کا نام یوسف بن یعقوب تھا۔ اس کے اور میرے باپ کے درمیان دوستی تھی ایک دن وہ ہمارے گھر آیا اور میرے باپ سے ملاقات کی میرے باپ نے اس سے کہا: کونسا مسئلہ درپیش ہے کہ اس وقت آئے ہو؟ کیا کوئی نئی خبر لائے ہو؟ اس نے کہا: متوکل نے مجھے بلایا ہے معلوم نہیں میرے بارے میں اس کا کیا ارادہ ہے۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے، میں نے اپنی سلامتی کے لئے ایک سو دینار کی نذر کی ہے اور اپنے ساتھ لایا ہوں تا کہ امام ہادیؑ کی خدمت میں پیش کروں۔ میرے باپ نے کہا: تجھے بہت بڑی توفیق حاصل ہوئی ہے کہ اس طرح کی نذر مانی ہے۔ پھر اس نے میرے باپ سے الوداع کیا اور اپنے مقصد کی طرف چلا گیا۔ چند دنوں کے بعد ہمارے پاس آیا تو بڑا خوش وخرم تھا۔ میرے باپ نے اس سے کہا: جو کچھ تیرے ساتھ پیش آیا ہے اسے ہمارے سامنے بیان کرو۔ نصرانی کہتا ہے کہ: میں سامراء کی طرف چل پڑا البتہ اس سے پہلے میں نے کبھی سامراء نہیں دیکھا تھا۔ جب میں وہاں پہنچا تو ایک گھر میں قیام کیا۔ میں نے اپنے آپ سے کہا کہ متوکل کے پاس جانے اور میرے یہاں آنے سے کسی کے باخبر ہونے سے پہلے بہتر یہ ہے کہ میں نذر کی رقم سو دینار امام ہادیؑ تک پہنچا دوں۔ میں جانتا تھا کہ حضرت خانہ نشین ہیں اور گھر سے باہر نکلنے کی انہیں اجازت نہیں ہے۔ میں بڑا حیران تھا کہ کیا کروں؟ ایک طرف تو مجھے امامؑ کے گھر کا پتہ نہ تھا اور دوسری طرف اس بات کا ڈر تھا کہ اگر کسی سے امامؑ کے گھر کا پتہ معلوم کروں تو ہوسکتا ہے متوکل کو بتا دے جس کی وجہ سے میں اور زیادہ پریشانی میں پڑ جاؤں۔ تھوڑی دیر تک میں نے غور وفکر کیا تو میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اپنے گدھے پر سوار ہو کر اپنے گدھے کی مہار چھوڑ کر اسے آزاد کر دیتا ہوں کہ وہ جہاں بھی لے جائے میں چلا جاؤں گا۔ شاید اس طریقے سے

ان الله جعل قلوب الائمة موردا لارادته

”خدا تعالیٰ نے آئمہؑ کے دلوں کو اپنے ارادہ کا محل قرار دیا۔ لہٰذا خدا جب بھی کوئی چیز چاہتا ہے تو وہ بھی چاہتے ہیں اور یہ مطلب خدا کے فرمان میں پایا جاتا ہے“

وَمَا تَشَاءُوْنَ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ

”تم نہیں چاہتے مگر وہ جو خدا چاہتا ہے“ (سورہ دہر آیت: ۳۰)

(تفسیر برہان: ۴/۴۱۶ حدیث ا بحار الانوار: ۳۷۴/۲۵ حدیث ۲۳)

جنت کا پرندہ

(۶/۲۸۱) ابوجعفر محمد بن جریری طبریؒ کتاب دلائل الامامہ میں عمار بن زید سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں نے امام ہادی علیہ السلام سے عرض کیا: کیا آپ آسمان کی طرف اوپر جا سکتے ہیں اور وہاں سے کوئی ایسی چیز لا سکتے ہیں جس کی مانند زمین پر کوئی چیز نہ ہو؟

جیسے ہی میں نے حضرت سے یہ درخواست کی تو میں نے دیکھا امامؑ ہوا میں چلے گئے اور میں نے انہیں ہوا میں دیکھا، پھر وہ آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد واپس آئے تو آپ کے ہاتھ میں سونے کا ایک پرندہ تھا جس کے کانوں میں سونے کے گوشوارے اور چونچ میں قیمتی در تھے اور وہ پرندہ کہہ رہا تھا:

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ

”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں اور علیؑ اللہ کا ولی ہے“

امامؑ نے فرمایا:

ھذا طیر من طیور الجنۃ

”یہ جنت کا پرندہ ہے پھر اسے چھوڑ دیا اور وہ واپس چلا گیا“

(نوادر المعجزات: ۱۸۵/ حدیث ۳ دلائل الامامۃ: ۴۱۳ حدیث ۵)

پڑا تھا۔ آنحضرت نے ان سنگریزوں میں سے ایک سنگریزہ اٹھایا اور منہ میں رکھ کر تھوڑا سا چبایا۔ اس کے بعد وہ مجھے دے دیا۔ میں نے اسے اپنے منہ میں رکھ لیا۔ خدا کی قسم میں ابھی حضرت کے حضور میں اٹھا نہیں تھا کہ مجھے تہتر زبانوں پر عبور حاصل ہوگیا اور ان میں سے ایک ہندی تھی (یعنی اردو)

(الخرائج: ۲/۶۷۳/۲ حدیث ۲ مناقب ابن شہر آشوب: ۴/۴۰۸ اعلام الوریٰ: ۳۶۰ بحار الانوار: ۵۰/۱۳۶)

صبح بغداد شام سامراء

(۴/۲۷۱) راوندی کتاب خرائج میں لکھتے ہیں کہ ابو ہاشم جعفری حضرت امام رضاؑ اور حضرت امام جوادؑ کی وفات کے بعد حضرت امام ہادیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا اور اکثر طور پر آپ کے پاس آیا کرتا تھا۔ ایک دن اس نے عرض کیا: جب میں آپ کی خدمت میں واپس بغداد چلا جاتا ہوں تو میرے اندر آپ کی زیارت کا شوق پیدا ہو جاتا ہے اور کبھی کبھار میں کشتی کا سفر بھی نہیں کر سکتا، اور میرے پاس جو سواری ہے وہ یہ کمزور سا گھوڑا ہے، میرے لئے خدا سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے آپ کی زیارت کرنے کی طاقت عطا فرمائے۔ امامؑ نے اس کے لئے دعا کی اور فرمایا:

قواک اللہ یا اباھاشم وقوی برذونک

''اے ابو ہاشم خدا تجھے اور تیرے گھوڑے کو قوت عطا فرمائے''

راوی کہتا ہے: آنحضرت کی اس دعا کے بعد ابو ہاشم صبح کی نماز بغداد میں پڑھتا تھا اور اسی سواری کے ساتھ راستہ چلتا اور ظہر کے قریب سامراء پہنچ جاتا تھا۔ اگر چاہتا تو اسی روز دوبارہ واپس چلا جاتا۔ یہ امامؑ کے معجزات اور دلائل میں سے عجیب ترین چیز دیکھی گئی ہے۔

(الخرائج: ۲/۶۷۲/۲ حدیث ۱ اعلام الوریٰ: ۳۶۱ مناقب ابن شہر آشوب: ۴/۴۰۹ بحار الانوار: ۵۰/۱۳۷ حدیث

آئمہؑ خدا کے مظہر ہیں

میں حضرت ہادیؑ کی خدمت میں گیا، یہ اس وقت کی بات ہے جب متوکل نے حضرت کو سامراء بلایا تھا اور ایک نامناسب جگہ پر رہنے کے لئے مکان دیا تھا۔ میں نے آپ سے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ آپ کے چمکتے ہوئے نور کو تمام معاملات میں بجھادیں اور ختم کردیں اور آپ کے حق میں بے احترامی کریں۔ یہاں تک کہ آپ کو جس جگہ رہنے کے لئے مکان دیا ہے یہ بڑی گندی جگہ ہے، یہاں فقیر اور برے لوگ رہتے ہیں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: تو ہمارے متعلق اتنی معرفت رکھتا ہے۔ تیرے خیال میں کیا یہ چیزیں ہماری قدر و منزلت میں کمی واقع کردیں گے؟ اس کے بعد آپ نے اپنے مبارک ہاتھ سے اشارہ کیا اور فرمایا: نظر کرو کیا نظر آتا ہے؟

جب میں نے نگاہ کی تو ایک خوبصورت اور تروتازہ باغ کا مشاہدہ کیا، اس باغ میں نیک سیرت عورتیں تھیں، جن سے خوشبو آرہی تھی۔ اور خوبصورت مثل مروارید پردوں میں لڑکے تھے۔ خوبصورت پرندے اور خوش شکل ہرن تھے اور نہریں جاری تھیں۔ اس منظر کو دیکھ کر میں حیران ہوگیا اور میری آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں امام علیہ السلام نے فرمایا:

حیث کنا فھذا لنا عتید ولسنافی خان الصعالیک

"ہم جہاں بھی ہوں یہ سب کچھ ہمارے لئے موجود ہے اور درحقیقت ہم حقیر و پست جگہ میں نہیں ہوتے"

(بصائر الدرجات: ۴۰۶ حدیث ۷ کافی ۱/ ۴۹۸ حدیث ۴ بحار الانوار: ۵۰/ ۱۳۲ حدیث ۱۵)

امام اردو جانتے تھے

ابن شہر آشوب مناقب میں اور قطب راوندی الخرائج میں (۳/۴۷۸) ابو ہاشم جعفری سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں امام ہادیؑ کی خدمت میں شرفیاب ہوا۔ آنحضرت نے میرے ساتھ ہندی میں گفتگو کی۔ میں اچھی طرح جواب نہ دے سکا۔ آپ کے سامنے سنگریزوں سے بھرا ہوا ایک تھال

کہاں عسکر کہاں بغداد

(۱/۴۷۶) کلینیؒ کتاب کافی میں اسحاق جلاب سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں نے حضرت امام علی نقی ہادی علیہ السلام کے لئے بہت سی بھیڑ، بکریاں خریدی تھیں۔ ایک دن حضرت نے مجھے بلایا اور بکریوں کے ریوڑ میں داخل کردیا۔ ریوڑ ایک بہت بڑے مقام کے ساتھ متصل تھا جس مقام کو میں نہیں جانتا۔ میں بھیڑ، بکریوں کو حضرت کے فرمان کے مطابق لوگوں کے درمیان تقسیم کرتا رہا۔ ان میں سے کچھ حضرت ابو جعفر جواد علیہ السلام آپ کی والدہ اور آپ کے دوسرے قریبیوں کے لئے حضرت ہادیؑ کے حکم سے لے گیا۔ پھر میں نے حضرت سے بغداد اپنے والد کے پاس واپس جانے کی اجازت مانگی اور وہ ترویہ کا دن یعنی آٹھ ذوالحجہ تھا۔ حضرت نے میرے لیے لکھا۔

تقیم غداً عندنا ثم تنصرف

"کل کا دن ہمارے پاس رہو پھر چلے جانا"

میں عرفہ کے دن یعنی نو ذوالحجہ کو حضرت کے پاس رہا اور عید قربان کی رات وہیں رہا۔ اس رات سحری کے وقت حضرت میرے پاس آئے اور فرمایا: اے اسحاق! اٹھو۔ میں اپنی جگہ سے اٹھا جیسے ہی میں نے آنکھ کھولی تو اپنے آپ کو بغداد میں اپنے گھر کے پاس پایا۔ میں اپنے باپ کی خدمت میں پہنچا اور لوگ مجھے دیکھنے کے لئے آئے۔ میں نے ان سے کہا: عرفہ کے دن میں عسکر (جگہ کا نام ہے) میں تھا اور عید بغداد میں گذار رہا ہوں۔

(کافی ۱/ ۳۹۸ حدیث نمبر ۳، بصائر الدرجات: ۴۰۶ حدیث ۶ بحار الانوار، ۵۰/ ۱۳۲ حدیث ۱۳)

بارھواں حصّہ

امام دہم نور روشن نمایاں، تاباں چاند، صاحب شرافت
و بزرگواری و عزت و برتری اور پیار لطف و احسان، تیسرے
ابوالحسن حضرت علی بن محمد امام ہادی صلوات اللہ علیہ
کے افتخارات و کمالات کے سمندر سے
ایک قطرہ۔

یقین کے مرتبہ پر پہنچ جاتے ہیں تو انہیں عبادت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اور اس آیت شریفہ کے ذریعے استدلال کرتے ہیں جس میں خدا فرماتا ہے۔

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ. (سورہ حجر: آیت ۹۹)

"اپنے رب کی عبادت کرو یہاں تک کہ مرتبہ یقین پر پہنچ جاؤ"

استدلال کرنے والے اس بات سے غافل تھے کہ اس آیت مبارکہ میں یقین سے مراد موت ہے یعنی جب تک انسان کو موت نہ آجائے تو عمل ترک نہیں کرنا چاہیے، اور تکلیف اس سے نہیں اٹھتی اور جس وقت کسی کی موت آجاتی ہے تو اس کے لئے قیامت آجاتی ہے، اس کے علاوہ امامؑ نے یہ جملہ اس کی سرزنش کے لئے ارشاد فرمایا ہے اس امید کے ساتھ کہ وہ اپنے باطل مذہب سے واپس لوٹ آئے۔ جیسے کہ امامؑ کا فعل اور اسے بیت اللہ الحرام تک لے جانا اس چیز پر دلالت کرتا ہے۔

امامؑ نے یہ جو فرمایا ہے (کہ نماز کی امامت کرواؤ کیونکہ تو ہر لحاظ سے لائق ہے۔ اس سے مراد امامؑ کی یہ تھی کہ وہ اپنے ساتھ دوسرے ساتھیوں کو نماز پڑھائے، جو اکثر سنی مذہب تھے اور خود ابو یزید بھی سنی مذہب تھا) حضرت چاہتے تھے کہ امام اور ماموم کا مذہب جماعت میں ایک ہو جائے، یا اس لحاظ سے کہ اس کی عمر ظاہراً امامؑ سے زیادہ تھی۔ ان تمام باتوں سے قطع نظر روایت میں یہ کہیں صراحت نہیں ہے کہ امامؑ نے ابو یزید کی اقتداء بھی کی ہو۔

چاندی کے پتے

(۱۹/۴۷۴) یوسف بن حاتم شامی کتاب درالنظیم میں ابراہیم بن سعید سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں نے حضرت جواد علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ اپنے مبارک ہاتھوں کو زیتون کے پتوں پر مارتے تو وہ چاندی میں تبدیل ہو جاتے تھے۔ اور میں نے بہت سے ان میں سے اٹھائے اور بازار میں بیچ دیئے اور کسی طرح کی ان میں تبدیلی واقع نہ ہوئی۔

(نوادر المعجزات: ۱۸۰ حدیث ۴، دلائل الامامۃ: ۳۹۸ حدیث ۸، مدینۃ المعاجز: ۳۱۹/۷ حدیث ۳۵)

دجلہ کے کنارے مل گئے

(۱۷/۴۷۵) جبری کتاب دلائل الامامۃ میں محمد بن یحییٰ سے نقل کرتے ہیں۔

وہ کہتا ہے: میں نے حضرت جوادؑ کو دجلہ کے کنارے بیٹھے ہوئے دیکھا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ دجلہ کے دونوں کنارے آپس میں مل گئے۔ حضرت بڑے آرام سے دجلہ عبور کر گئے۔ اسی طرح میں نے شہر انبار میں فرات کے کنارے دیکھا کہ اسی طرح عبور کر گئے۔

(دلائل الامامۃ: ۳۸۹ حدیث ۹، مدینۃ المعاجز: ۷/۳۱۹ حدیث ۳۶)

ارواح کی طلبی

اس حصے کے آخر میں ہم ایک جالب نظر حکایت امام جوادؑ کی شخصیت کے بارے میں ذکر کرتے ہیں جس کو ہمارے استاد آیۃ اللہ میرزا محمد حسین نائینی نے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: ایک شخص تھا جو روحوں کو حاضر کرتا تھا اور جو شخص اس سے کسی روح کو حاضر کرنے کی درخواست کرتا تو اس کے ساتھ وہ شرط کرتا کہ انبیاء خدا، آئمہ طاہرین اور بزرگ اصحاب کی روح نہیں ہونی چاہیے۔ ایک دن ایک شخص اس کے پاس آیا اور ارواح کو حاضر کرنے والے شخص سے کہا کہ روح حاضر کرے، اور درخواست کرنے والے شخص نے اماموںؑ میں سے حضرت جوادؑ کی روح کو نظر میں رکھا، جو باقی تمام اماموںؑ سے عمر میں چھوٹے تھے۔ جیسے ہی روح کو حاضر کرنے والے شخص نے اپنا عمل شروع کیا تو مضطرب و پریشان ہوا اور غصے میں آ کر درخواست کرنے والے شخص سے کہا:

ویحک لقد طلبت منی احضار روح رجل یتمنی سلیمان بن داود ان یکتحل بتراب نعلہ

"افسوس ہے تیرے اوپر، تو نے مجھ سے اس شخصیت کی روح کو حاضر کرنے کی درخواست کی ہے کہ سلیمان بن داوٗد اس کے جوتے کی خاک کو اپنی آنکھ کا سرمہ بنانے کی تمنا کرتے ہیں"

بارھواں حصّہ

امام دہم نور روشن نمایاں، تاباں چاند، صاحب شرافت

و بزرگواری و عزت و برتری اور پیار لطف و احسان، تیسرے

ابوالحسن حضرت علی بن محمد امام ہادی صلوات اللہ علیہ

کے افتخارات و کمالات کے سمندر سے

ایک قطرہ۔

کہاں عسکر کہاں بغداد

(۱/۴۷۶) کلینیؒ کتاب کافی میں اسحاق جلاب سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں نے حضرت امام علی نقی ہادی علیہ السلام کے لئے بہت سی بھیڑ، بکریاں خریدی تھیں۔ایک دن حضرت نے مجھے بلایا اور بکریوں کے ریوڑ میں داخل کر دیا۔ریوڑ ایک بہت بڑے مقام کے ساتھ متصل تھا جس مقام کو میں نہیں جانتا۔میں بھیڑ،بکریوں کو حضرت کے فرمان کے مطابق لوگوں کے درمیان تقسیم کرتا رہا۔ان میں سے کچھ حضرت ابو جعفر جواد علیہ السلام آپ کی والدہ اور آپ کے دوسرے قریبیوں کے لئے حضرت ہادیؑ کے حکم سے لے گیا۔پھر میں نے حضرت سے بغداد اپنے والد کے پاس واپس جانے کی اجازت مانگی اور وہ ترویہ کا دن یعنی آٹھ ذوالحجہ تھا۔حضرت نے میرے لیے لکھا۔

تقیم غداً عندنا ثم تنصرف

"کل کا دن ہمارے پاس رہو پھر چلے جانا"

میں عرفہ کے دن یعنی نو ذوالحجہ کو حضرت کے پاس رہا اور عید قربان کی رات وہیں رہا۔اس رات سحری کے وقت حضرت میرے پاس آئے اور فرمایا: اے اسحاق! اٹھو۔میں اپنی جگہ سے اٹھا جیسے ہی میں نے آنکھ کھولی تو اپنے آپ کو بغداد میں اپنے گھر کے پاس پایا۔میں اپنے باپ کی خدمت میں پہنچا اور لوگ مجھے دیکھنے کے لئے آئے۔میں نے ان سے کہا: عرفہ کے دن میں عسکر (جگہ کا نام ہے) میں تھا اور عید بغداد میں گذار رہا ہوں۔

(کافی ۱/ ۳۹۸ حدیث نمبر ۳، بصائر الدرجات: ۴۰۶ حدیث ۶: بحار الانوار ۱۳۲/۵۰ حدیث ۱۳)

یہ سب کچھ ہمارے لیے ہے

(۲/۴۷۷) صفارؒ کتاب بصائر الدرجات میں صالح بن سعید سے نقل کرتے ہیں۔کہ وہ کہتا ہے:

میں حضرت ہادیؑ کی خدمت میں گیا، یہ اس وقت کی بات ہے جب متوکل نے حضرت کو سامراء بلایا تھا اور ایک نامناسب جگہ پر رہنے کے لئے مکان دیا تھا۔ میں نے آپ سے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ آپ کے چمکتے ہوئے نور کو تمام معاملات میں بجھا دیں اور ختم کردیں اور آپ کے حق میں بے احترامی کریں۔ یہاں تک کہ آپ کو جس جگہ رہنے کے لئے مکان دیا ہے یہ بڑی گندی جگہ ہے، یہاں فقیر اور برے لوگ رہتے ہیں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: تو ہمارے متعلق اتنی معرفت رکھتا ہے۔ تیرے خیال میں کیا یہ چیزیں ہماری قدر و منزلت میں کمی واقع کردیں گے؟ اس کے بعد آپ نے اپنے مبارک ہاتھ سے اشارہ کیا اور فرمایا: نظر کرو کیا نظر آتا ہے؟

جب میں نے نگاہ کی تو ایک خوبصورت اور تروتازہ باغ کا مشاہدہ کیا، اس باغ میں نیک سیرت عورتیں تھیں، جن سے خوشبو آرہی تھی۔ اور خوبصورت مثل مروارید پردوں میں لڑکے تھے۔ خوبصورت پرندے اور خوش شکل ہرن تھے اور نہریں جاری تھیں۔ اس منظر کو دیکھ کر میں حیران ہوگیا اور میری آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں امام علیہ السلام نے فرمایا:

حیث کنا فھذا لنا عتید ولسنافی خان الصعالیک

''ہم جہاں بھی ہوں یہ سب کچھ ہمارے لئے موجود ہے اور درحقیقت ہم حقیر و پست جگہ میں نہیں ہوتے''

(بصائر الدرجات، ۴۰۶ حدیث ۷ کافی ۱/ ۴۹۸ حدیث ۲ بحار الانوار: ۵۰/ ۱۳۲ حدیث ۱۵)

امام اردو جانتے تھے

(۳/۴۷۸) ابن شہر آشوب مناقب میں اور قطب راوندی الخراج میں ابو ہاشم جعفری سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں امام ہادیؑ کی خدمت میں شرفیاب ہوا۔ آنحضرت نے میرے ساتھ ہندی میں

پڑا تھا۔آنحضرت نے ان سنگریزوں میں سے ایک سنگریزہ اٹھایا اور منہ میں رکھ کر تھوڑا سا چبایا۔اس کے بعد وہ مجھے دے دیا۔میں نے اسے اپنے منہ میں رکھ لیا۔خدا کی قسم میں ابھی حضرت کے حضور میں اٹھا نہیں تھا کہ مجھے تہتر زبانوں پر عبور حاصل ہوگیا اور ان میں سے ایک ہندی تھی (یعنی اردو)

(الخرائج:۲/۶۷۳/۲حدیث۲مناقب ابن شہرآشوب:۳۰۸/۴اعلام الوری:۳۶۰بحارالانوار:۱۳۶/۵)

صبح بغداد شام سامراء

(۴/۳۷۱) راوندی کتاب خرائج میں لکھتے ہیں کہ ابو ہاشم جعفری حضرت امام رضاؑ اور حضرت امام جوادؑ کی وفات کے بعد حضرت امام ہادیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا اور اکثر طور پر آپ کے پاس آیا کرتا تھا۔ایک دن اس نے عرض کیا: جب میں آپ کی خدمت میں واپس بغداد چلا جاتا ہوں تو میرے اندر آپ کی زیارت کا شوق پیدا ہو جاتا ہے اور کبھی کبھار میں کشتی کا سفر بھی نہیں کرسکتا،اور میرے پاس جو سواری ہے وہ یہ کمزور سا گھوڑا ہے،میرے لئے خدا سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے آپ کی زیارت کرنے کی طاقت عطا فرمائے۔امامؑ نے اس کے لئے دعا کی اور فرمایا:

قواک الله یا اباهاشم وقوی برذونک

''اے ابو ہاشم خدا تجھے اور تیرے گھوڑے کو قوت عطا فرمائے''

راوی کہتا ہے: آنحضرت کی اس دعا کے بعد ابو ہاشم صبح کی نماز بغداد میں پڑھتا تھا اور اسی سواری کے ساتھ راستہ چلتا اور ظہر کے قریب سامراء پہنچ جاتا تھا۔اگر چاہتا تو اسی روز دوبارہ واپس چلا جاتا۔یہ امامؑ کے معجزات اور دلائل میں سے عجیب ترین چیز دیکھی گئی ہے۔

(الخرائج:۲/۶۷۲/۳حدیث۱اعلام الوری:۳۶۱مناقب ابن شہرآشوب:۳۰۹/۴:بحارالانوار:۱۳۷/۵۰حدیث)

آئمہؑ خدا کے مظہر ہیں

(۵/۳۸۰) صفار کتاب بصائر الدرجات میں بعض راویوں سے نقل کرتے ہیں کہ امام ہادیؑ نے

ان کے لئے لکھا:

ان اللہ جعل قلوب الائمة موردا لارادته فاذا شاء اللہ شیئا شاؤوہ

"خداتعالیٰ نے آئمہؑ کے دلوں کو اپنے ارادہ کا محل قرار دیا۔ لہٰذا خدا جب بھی کوئی چیز چاہتا ہے تو وہ بھی چاہتے ہیں اور یہ مطلب خدا کے فرمان میں پایا جاتا ہے"

وَمَا تَشَاءُونَ اِلَّآ اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ

"تم نہیں چاہتے مگر وہ جو خدا چاہتا ہے" (سورہ دہر آیت:۳)

(تفسیر برہان:۴/۳۱۶ حدیث ا بحار الانوار:۲۵/۳۷۲ حدیث ۲۳)

جنت کا پرندہ

(۶/۴۸۱) ابوجعفر محمد بن جریری طبریؒ کتاب دلائل الامامہ میں عمار بن زید سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں نے امام ہادی علیہ السلام سے عرض کیا: کیا آپ آسمان کی طرف اوپر جا سکتے ہیں اور وہاں سے کوئی ایسی چیز لا سکتے ہیں جس کی مانند زمین پر کوئی چیز نہ ہو؟ جیسے ہی میں نے حضرت سے یہ درخواست کی تو میں نے دیکھا امامؑ ہوا میں چلے گئے اور میں نے انہیں ہوا میں دیکھا، پھر وہ آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد واپس آئے تو آپ کے ہاتھ میں سونے کا ایک پرندہ تھا جس کے کانوں میں سونے کے گوشوارے اور چونچ میں قیمتی در تھے اور وہ پرندہ کہہ رہا تھا:

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں اور علیؑ اللہ کا ولی ہے"

امامؑ نے فرمایا:

ھذا طیر من طیور الجنة

"یہ جنت کا پرندہ ہے پھر اسے چھوڑ دیا اور وہ واپس چلا گیا"

(نوادر المعجزات:۱۸۵/حدیث ۳ دلائل الامامۃ:۴۱۳ حدیث ۵)

(۳۹۲/۲ ح) قطب راوندی کتاب خرائج میں ہبۃ اللہ بن ابی منصور موصلی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

دیار ربیعہ (موصل اور راس عین کے درمیان جگہ کا نام ہے) میں کفرتوثا (فلسطین کے ایک دیہات کا نام) کا رہنے والا ایک عیسائی کاتب تھا جس کا نام یوسف بن یعقوب تھا۔اس کے اور میرے باپ کے درمیان دوستی تھی ایک دن وہ ہمارے گھر آیا اور میرے باپ سے ملاقات کی ،میرے باپ نے اس سے کہا: کونسا مسئلہ درپیش ہے کہ اس وقت آئے ہو؟ کیا کوئی نئی خبر لائے ہو؟ اس نے کہا: متوکل نے مجھے بلایا ہے معلوم نہیں میرے بارے میں اس کا کیا ارادہ ہے۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے، میں نے اپنی سلامتی کے لئے ایک سو دینار کی نذر کی ہے اور اپنے ساتھ لایا ہوں تاکہ امام ہادیؑ کی خدمت میں پیش کروں۔ میرے باپ نے کہا: تجھے بہت بڑی توفیق حاصل ہوئی ہے کہ اس طرح کی نذر مانی ہے۔پھر اس نے میرے باپ سے الوداع کیا اور اپنے مقصد کی طرف چلا گیا۔چند دنوں کے بعد ہمارے پاس آیا تو بڑا خوش وخرم تھا۔میرے باپ نے اس سے کہا: جو کچھ تیرے ساتھ پیش آیا ہے اسے ہمارے سامنے بیان کرو۔نصرانی کہتا ہے کہ: میں سامراہ کی طرف چل پڑا البتہ اس سے پہلے میں نے کبھی سامراہ نہیں دیکھا تھا۔جب میں وہاں پہنچا تو ایک گھر میں قیام کیا۔میں نے اپنے آپ سے کہا کہ متوکل کے پاس جانے اور میرے یہاں آنے سے کسی کے باخبر ہونے سے پہلے بہتر یہ ہے کہ میں نذر کی رقم سو دینار امام ہادیؑ تک پہنچا دوں۔میں جانتا تھا کہ حضرت خانہ نشین ہیں اور گھر سے باہر نکلنے کی انہیں اجازت نہیں ہے۔میں بڑا حیران تھا کہ کیا کروں؟ ایک طرف تو مجھے امامؑ کے گھر کا پتہ نہ تھا اور دوسری طرف اس بات کا ڈر تھا کہ اگر کسی سے امامؑ کے گھر کا پتہ معلوم کروں تو ہو سکتا ہے متوکل کو بتادے جس کی وجہ سے میں اور زیادہ پریشانی میں پڑ جاؤں تھوڑی دیر تک میں نے غور وفکر کیا تو میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اپنے گدھے پر سوار ہو کر اپنے گدھے کی مہار چھوڑ کر اسے آزاد کر دیتا ہوں کہ وہ جہاں بھی لے جائے میں چلا جاؤں گا۔شائد اس طریقے سے

کسی سے پوچھے بغیر امامؑ کے گھر کا راستہ تلاش کرلوں۔ اس کے بعد میں نے دیناروں کو ایک کاغذ
میں رکھا اور اسے آستین میں چھپالیا۔ اور گدھے پر سوار ہوگیا۔ سواری خودبخود اپنی مرضی سے گلی کوچے
طے کرتی ہوئی جارہی تھی، یہاں تک کہ ایک گھر کے پاس جاکر رک گئی۔ میں نے جتنی بھی کوشش کی
کہ اس کو چلاؤں لیکن وہ نہ چلی۔ میں نے اپنے غلام سے کہا کہ آرام سے کسی شخص سے پوچھو یہ کس کا
گھر ہے؟ جب اس نے پوچھا تو اسے بتایا گیا کہ یہ (ابن الرضا) یعنی امام ہادیؑ کا گھر ہے۔ میں نے
تعجب کے ساتھ کہا: اللہ اکبر، خدا کی قسم! یہ آپ کی امامت اور حقانیت کی ایک واضح اور روشن دلیل
ہے۔ اسی اثنا میں اس گھر کے اندر سے ایک سیاہ رنگ غلام باہر آیا اور اس نے مجھ سے کہا کہ تو یوسف
بن یعقوب ہے؟ میں نے کہا: ہاں! اس نے کہا نیچے اتر آؤ۔ میں اتر آیا اس نے مجھے گھر کے
دروازے کے پاس کھڑا کردیا اور خود گھر کے اندر چلا گیا۔ میں نے اپنے آپ سے کہا یہ ایک دوسری
دلیل ہے۔ خادم کو میرے نام کا کیسے علم ہوا ہے۔ مجھے تو اس شہر میں کوئی نہیں جانتا اور نہ ہی میں اس
شہر میں کبھی آیا ہوں۔ خادم واپس آیا اور اس نے مجھ سے کہا کہ وہ سو دینار جو تو نے کاغذ میں رکھ کر
آستین میں چھپائے ہیں وہ مجھے دے دو۔ میں نے وہ دینار اسے دے دیئے اور اپنے آپ سے کہا کہ
یہ تیسری دلیل ہے۔ دوبارہ خادم میرے پاس آیا اور کہا: گھر کے اندر آجاؤ۔ جب میں حضرت کی
خدمت میں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ آپ اکیلے تشریف فرما ہیں۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: اے
یوسف! کون سی چیز تیرے لئے روشن و ظاہر ہوئی ہے؟ میں نے عرض کیا: کافی مقدار میں میرے لئے
دلیل اور برہان ظاہر ہوچکی ہے۔ امامؑ نے فرمایا: افسوس ہے کہ تو مسلمان نہیں ہوگا لیکن تیرا بیٹا مسلمان
ہوجائے گا اور ہمارے شیعوں میں سے ہوگا۔

یا یوسف! اِنَّ اَقْوَامًا یَزْعَمُوْنَ اَنَّ وَلَایَتَنَا لَا تَنْفَعُ اَمْثَالَکُمْ کَذَبُوْا وَاللّٰہِ
اَنَّھَا لَتَنْفَعُ اَمْثَالَکَ

"اے یوسف! کچھ لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہماری دوستی اور محبت تجھ جیسے لوگوں
کو کوئی فائدہ نہ پہنچائے گی، لیکن خدا کی قسم یہ لوگ جھوٹ کہتے ہیں۔ ہماری
دوستی و محبت تجھ جیسے لوگوں کو بھی فائدہ دے گی"

کہتا ہے: اس کے بعد میں نے سکون سے سفر کیا اور جو کچھ میں چاہتا تھا وہ کہہ دیا اور کسی قسم کی کوئی تکلیف اور پریشانی اس کی طرف سے مجھے نہ آئی۔ میں بڑے آرام وسکون سے وہاں سے واپس آ گیا۔ اس حدیث کا راوی ہبۃ اللہ کہتا ہے: اس نصرانی کی وفات کے بعد میں نے اس کے بیٹے سے ملاقات کی، جب کہ وہ ایک اچھا شیعہ مسلمان ہو چکا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا: میرا باپ تو نصرانی اس دنیا سے چلا گیا اور میں اپنے باپ کے فوت ہو جانے کے بعد مسلمان ہو گیا تھا یہ وہ خوش خبری ہے جو میرے مولا نے فرمائی ہے۔

(الخرائج: ۱/۳۹۶ حدیث ۳ بحار الانوار: ۵۰/۱۴۳ حدیث ۱۲۷ ثاقب فی المناقب ۵۵۳ حدیث ۱۳)

امام نقیؑ اور علم غیب

(۸/۴۸۳) سید ہاشم بحرانیؒ کتاب حلیۃ الابرار میں امام عسکریؑ کے حالات زندگی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ (ساتواں باب: حضرت کا کلام انوش نصرانی کے ساتھ)

احمد قیصر سے روایت ہوئی ہے کہ وہ کہتا ہے:۔ میں عسکر میں اپنے آقا حضرت عسکریؑ کی خدمت میں تھا کہ ایک خادم بادشاہ کے گھر سے حضرت کی خدمت میں شرفیاب ہوا اور عرض کی ، امیر المومنینؑ آپ کی خدمت میں سلام عرض کرتا ہے ، اور کہتا ہے کہ ہمارا مسیحی کاتب انوش اپنے دو بیٹوں کا ختنہ کرنا چاہتا ہے اور اس نے ہم سے درخواست کی ہے کہ آپ سے تقاضا کریں کہ اس کے گھر میں تشریف لائیں اور اس کے بیٹوں کے لئے دعا کریں۔ میری بڑی خواہش ہے کہ ہماری درخواست کو قبول کریں۔ ہم آپ کو زیادہ تکلیف نہیں دیں گے صرف اس کے کہنے پر آپ کو یہ زحمت دے رہے ہیں، کیونکہ اس کا کہنا ہے۔

نَحْنُ نَتَبَرَّكُ بِدُعَاءِ بَقَايَا النُّبُوَّةِ وَالرِّسَالَةِ

”ہم نبوت ورسالت کی باقی ماندہ ہستیوں کی دعا کے ذریعے سے تبرک حاصل کریں گے“

امامؑ نے فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ النَّصَارٰی اَعْرَفَ بِحَقِّنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

"تمام تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جس نے مسلمانوں سے زیادہ نصاریٰ کو ہمارے حق کے ساتھ روشناس کرایا ہے"

پھر آپ نے حکم دیا کہ ان کے گھوڑے کو تیار کریں۔ اس کے بعد ہم سوار ہوئے اور انوش کے گھر پہنچ گئے۔ انوش کو جب امامؑ کے آنے کی اطلاع ملی تو ننگے سر اور ننگے پاؤں اپنے سینے پر انجیل رکھے ہوئے آپ کے استقبال کے لیے آیا، جب کہ اس کے اطراف میں اس کے ہمراہ کلیسا کے خدمت گذار اور نصرانیوں کے پادری موجود تھے۔ جب انوش گھر کے دروازے کے پاس امامؑ کی خدمت میں پہنچا تو عرض کیا: اس مقدس کتاب کی قسم جس کو آپ ہم سے بہتر جانتے ہیں۔ ہم آپ کو آپ کی ذات کا واسطہ دیتے ہیں کہ ہم نے جو آپ کو تکلیف دی ہے وہ معاف کردیں۔ حضرت مسیح عیسیٰ بن مریمؑ کے حق کی قسم اور انجیل کی قسم جو خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ ہم نے امیر المومنین (حاکم وقت) سے جو درخواست کی ہے وہ صرف اس لئے کی ہے کہ ہم نے انجیل میں آپ کی شان اور مقام کو عیسیٰ بن مریم کی طرح پایا ہے۔

امامؑ نے فرمایا: الحمدللہ (کہ خدا نے یہ معرفت تمہیں عطا کی) اس کے بعد آپ گھر میں داخل ہوگئے اور گھر کے فرش پر قدم رکھے، تمام غلام اور مجلس میں حاضر لوگ آپ کے احترام کے لئے ادب سے کھڑے ہوگئے۔ امامؑ نے انوش سے فرمایا:

اَمَّا اِبْنُکَ هٰذَا فَبَاقٍ عَلَیْکَ وَاَمَّا الْآخَرُ فَمَا خُوْذٌ عَنْکَ بَعْدَ ثَلَاثَةِ اَیَّامٍ وَهٰذَا الْبَاقِیْ یُسْلِمُ وَیُحْسِنُ اِسْلَامُهٗ وَیَتَوَلَّانَا اَهْلَ الْبَیْتِ

"تیرا یہ بیٹا تیرے لئے باقی رہے گا۔ لیکن یہ دوسرا تین دن کے بعد تجھ سے لے لیا جائے گا جو تیرا بیٹا باقی رہے گا وہ ایک اچھا مسلمان بنے گا اور ہم اہل بیتؑ کا دوست ومحب ہوگا"

انوش نے عرض کیا: خدا کی قسم! اے میرے آقا! آپ کا فرمان حق ہے اور میرے لئے اس بیٹے کی وفات آسان ہے کیونکہ آپ نے خوش خبری دی ہے کہ میرا دوسرا بیٹا مسلمان ہو جائے

نظریہ رکھتا ہے مسلمان کیوں نہیں ہو جاتا ؟ اس نے جواب دیا، میں مسلمان ہی ہوں اور میرے مولا اس سے باخبر ہیں۔ امامؑ نے اس کی بات کی تصدیق کی اور فرمایا: اگر ایسا نہ ہوتا تو لوگ کہتے، ہم نے تیرے بیٹے کی وفات کی خبر دی ہے، اور اگر یہ اطلاع واقع کے مطابق نہ ہوئی تو ہم ضرور تیرے بیٹے کے باقی رہنے کے لئے خدا سے دعا کرتے۔

انوش نے عرض کیا: اے میرے مولا! آپ جو چاہتے ہیں، میں اس سے راضی ہوں۔

اس روایت کا راوی احمد بن قیصر کہتا ہے: خدا کی قسم جیسے امامؑ نے فرمایا تھا۔ تین دن کے بعد اس کا ایک بیٹا فوت ہوگیا اور دوسرا بیٹا ایک سال کے بعد اسلام لے آیا اور حضرت عسکری کی وفات تک آپ کی بارگاہ میں آپ کا خدمت گذار رہا۔ (حلیۃ الابرار ۵/۲:۱۱۱، مدینۃ المعاجز: ۷/۷۰۹:۱۳۲)

دعائے معصوم

(۹/۴۸۴) شیخ طوسیؒ کتاب امالی میں سہل بن یعقوب سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں نے امام ہادیؑ سے عرض کیا: حدیث کے راویوں کے واسطہ سے امام صادقؑ کی طرف سے دنوں کے اختیارات مجھ تک پہنچے ہیں۔ آپ اجازت دیتے ہیں کہ آپ کے سامنے انہیں پیش کروں۔ امامؑ نے قبول کرلیا۔ میں نے پیش کئے اور ان کی تصحیح کروائی۔ اس کے بعد میں نے عرض کیا: اکثر دنوں میں مواقع اور رکاوٹیں ہوتی ہیں جو انسان کو اپنے مقصد تک پہنچنے سے روکتی ہیں، کیونکہ ان کے موارد میں ذکر ہوا ہے کہ یہ مبارک نہیں ہے اور ان میں خوف وخطرہ پایا جاتا ہے۔ آپ میری راہنمائی کریں کہ میں ان احتمالی خطرات سے کس طرح بچ سکتا ہوں؟ تاکہ اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکوں کیونکہ کبھی ضرورت اور مجبوری کی وجہ سے ایسے دنوں میں مجھے اپنے مقصد کے لئے جانا پڑتا ہے۔

امام نے فرمایا:

یا سهل! ان لشيعتنا بولايتنا لعصمة لو سلكوا بها في لجة البحار الغامرة وسباسب البيداء الغابرة بين السباع والذئاب واعادي الجن

والانس لا منوا من مخاوفهم بولایتهم لنا. فثق بالله عزوجل واخلص

فی الولاء لا ئمتک الطاهرین ؑ وتوجه حیث شئت واقصد ماشئت

" اے سہل! ہماری ولایت ہمارے شیعوں کے لئے محافظ ہے۔ اگر گہرے

سمندروں کے نیچے چلے جائیں یا کسی بے آب وگیاہ صحرا میں چلے جائیں یا خطر

ناک بیابانوں میں خطرناک جانوروں، بھیڑیوں اور دشمن آدمیوں اور جنوں

کے درمیان گھر جائیں تو لازمی طور پر ان سے محفوظ رہیں گے۔ پس خدا پر اعتماد

رکھو اور آئمہ طاہرین ؑ کے ساتھ دوستی اور ولایت کو خالص کرو۔ پھر جدھر جانا چاہو

چلے جاؤ اور جو کرنا چاہو کرلو"

اے سہل! اگر یہ دعا جو میں تجھے سکھاؤں گا تین مرتبہ صبح اور تین مرتبہ رات کے وقت پڑھتے رہو گے تو تم اپنے آپ کو ایک محفوظ پناہ گاہ میں پاؤ گے، اور ہر طرح کے خوف وخطر سے محفوظ رہو گے۔ وہ دعا یہ ہے۔

أَصْبَحْتُ اللّٰهُمَّ مُعْتَصِمًا بِذِمَامِکَ الْمَنِيْعِ الَّذِیْ لَا يُطَاوِلُ وَلَا يُحَاوِلُ مِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ وَغَاشِمٍ مِنْ سَائِرِ مَا خَلَقْتَ وَمَنْ خَلَقْتَ مِنْ خَلْقِکَ الصَّامِتِ وَالنَّاطِقِ فِیْ جُنَّةٍ مِنْ كُلِّ مَخُوْفٍ بِلِبَاسٍ سَابِغَةٍ وَلَاءِ اَهْلِ بَيْتِ نَبِيِّکَ مُحْتَجِزاً مِنْ كُلِّ قَاصِدٍ لِیْ اِلَی اَذِيَّةٍ بِجِدَارٍ حَصِيْنِ الْاِخْلَاصِ فِی الْاِعْتِرَافِ بِحَقِّهِمْ، وَالتَّمَسُّکِ بِحَبْلِهِمْ جَمِيْعًا مُوْقِنًا بِاَنَّ الْحَقَّ لَهُمْ وَمَعَهُمْ وَفِيْهِمْ وَبِهِمْ اُوَالِیْ مَنْ وَالَوْا وَاُجَانِبُ مَنْ جَانَبُوا فَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ فَاَعِذْنِی اللّٰهُمَّ بِهِمْ مِنْ شَرِّ كُلِّ مَا اَتَّقِيْهِ يَا عَظِيْمُ حَجَزْتُ الْاَعَادِیَ عَنِّیْ بِبَدِيْعِ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ، اِنَّا (وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ). (سورہ یسین آیت ۹)

" اے اللہ! میں نے اس حال میں صبح کی ہے کہ میں تیری ایسی محکم ومضبوط حمایت اور کفالت کی پناہ لے چکا ہوں کہ جس تک پہنچنا اور اس پر قابو پانا ناممکن ہے ہر ظالم اور

وہ بولنے والی۔ اور میں نے اپنے آپ کو ہر ڈرانے والی چیز کے خوف سے محمد و آل محمد علیہم السلام کی دوستی اور ولایت کے سایہ کی ڈھال میں دے دیا ہے۔ میں نے اپنے آپ کو ہر تکلیف دینے والے کی اذیت سے محمد و آل محمد علیہم السلام کے حق کے ساتھ اعتراف کرنے اور ان ہستیوں کے ساتھ محکم اخلاص رکھنے اور ان پیاروں کی ولایت کے رشتہ کی دیوار کے پردے میں چھپا لیا ہے۔ اس حال میں کہ میں یقین رکھتا ہوں کہ حق ان کے لئے ہے، ان کے ساتھ ہے، ان میں ہے، اور ان کے وجود کے ساتھ ہے" جو ان کو دوست رکھتا ہے میں اس کے ساتھ دوستی رکھتا ہوں اور جو ان سے دور رہتا ہے۔ میں اس سے اجتناب کرتا ہوں۔ پس تو محمد و آل محمدؐ پر درود بھیج اور مجھے ان بزرگ ہستیوں کی برکت سے ہر اس چیز سے پناہ دے، جس سے میں بچتا ہوں اور جس سے میں ڈرتا ہوں۔ اے بلند ذات! میں اپنے دشمنوں کو اپنے سے منع کرتا ہوں اس ذات کے ذریعے سے جو آسمانوں اور زمین کو ظاہر کرنے والا ہے (بے شک ہم نے ان کے آگے اور ان کے پیچھے دیوار قرار دے دی ہے۔ اور ان کو پردے میں چھپا دیا ہے کہ وہ دیکھ نہیں سکتے"

(امالی طوسی: ۲۷۶ ح ۶۷ مجلس ۱۰ امالی صدوق ۲۷۶ ح ۶۷ مجلس ۱۰ بحار الانوار: ۵۹/۳۳ ح ۷ ـ ۱/۹۵ ح ۱)

آصف بن برخیا کا علم

(۱۰/۴۸۵) طبری کتاب دلائل میں امام ہادیؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

خدا کے اسم اعظم تہتر حرف ہیں۔ بے شک آصف بن برخیا کے پاس ان میں سے ایک حرف تھا اور اس ایک حرف کے ذریعے سے اپنے اور ملک سبا کے درمیان کا فاصلہ آنکھ کے جھپکنے سے کمتر مدت میں طے کیا اور بلقیس کا تخت سلیمان کے لئے حاضر کر دیا۔

وعندنا منه اثنان وسبعون حرفاً، واستأثر الله تعالى بحرف في علم الغيب

"اور ہمارے پاس ان میں سے بہتر حرف ہیں۔ اور ان میں سے ایک حرف کو خدا نے اپنے لئے مخصوص کر رکھا ہے"

(دلائل الامامۃ: ۲۱۴ ح ۱۰: مدینۃ المعاجز: ۷/۴۳۵ ذیل حدیث ۲۷ بصائر الدرجات: ۲۱۱ حدیث ۳)

امامؑ نے وفات کی خبر دی

(۱۱/۴۸۶) حسین بن عبدالوہاب کتاب عیون الاخبار میں حسن بن علی وشاء اور وہ حضرت امام رضاؑ کی کنیز ام محمد سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

ایک دن حضرت ہادیؑ خوف کی حالت میں آئے اور اپنے والد کی پھوپھی ام موسیٰ کی گود میں بیٹھ گئے۔ ام موسیٰ نے ان سے پوچھا: آپ کو کیا ہوا ہے؟ انہوں نے فرمایا:

مَاتَ اَبِیْ وَاللّٰہِ السَّاعَۃَ

''خدا کی قسم اسی وقت میرے والد وفات پا گئے ہیں''

ام موسیٰ نے کہا: ایسی بات نہ کرو۔ آپ نے فرمایا: خدا کی قسم مطلب ایسے ہی ہے جو میں کہہ رہا ہوں۔ ام موسیٰ نے اس دن کو ذہن میں رکھا۔ چند دنوں کے بعد جب حضرت امام جوادؑ کی وفات کی اطلاع پہنچی تو انہوں نے دیکھا کہ یہ وہی دن تھا جو حضرت ہادیؑ نے فرمایا تھا۔

(عیون المعجزات: ۱۳۰، بحارالانوار ۵۰/۵/۱۵ حدیث ۲۱ مدینۃ المعاجز: ۷/۳۵۸: ح ۱۲ کشف الغمہ: ۲/۳۸۳)

پرندوں کی اطاعت کا انداز

(۱۲/۴۸۷) قطب راوندیؒ کتاب خرائج میں ابو ہاشم جعفری سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

متوکل عباسی نے اپنے بیٹھنے کے لئے ایک جگہ بنا رکھی تھی جہاں بہت سے پنجرے تھے اور اس جگہ کو اس طرح بنایا گیا تھا کہ سورج اس کے اوپر سے گزرتا تھا۔ ان پنجروں میں بہت سے بولنے والے پرندوں کو رکھا ہوا تھا۔ جب متوکل کی عمومی ملاقات اور دیدار کا وقت آتا تو اس جگہ بیٹھا کرتا تھا، اور پرندوں کی آواز کے زیادہ شور کی وجہ سے لوگ جو اس سے بات کرتے اور وہ جو لوگوں سے بات کرتا سنائی نہ دیتی تھی، لیکن جب حضرت ہادیؑ تشریف لاتے۔ تو تمام پرندے خاموش ہو جاتے تھے، جب تک حضرت وہاں سے چلے نہ جاتے پرندوں کی کوئی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ اور جیسے حضرت باہر تشریف لے جاتے تو دوبارہ پرندوں کی آواز آنے لگ جاتی اور سب بولنے لگ

چکوراور پرندے آپس میں لڑتے اور وہ ان کا تماشا دیکھ کر خوش ہوتا۔ جب امام ہادیؑ مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو وہ چکور آرام سے دیوار پر بیٹھ جاتے۔ جب تک حضرت وہاں تشریف فرما رہتے وہ اپنی جگہ سے نہ ہلتے۔ جب آپ مجلس سے باہر تشریف لے جاتے تو وہ پرندے دوبارہ ایک دوسرے کے ساتھ لڑنا شروع کر دیتے۔ (الخرائج:۱/۴۰۴ حدیث ۱ بحارالانوار:۵۰/۱۴۸ ح ۳۳ مدینۃ المعاجز:۷/۴۲۴ حدیث ۱۵۵ اثبات الھداۃ:۳/۳۷۵ حدیث ۴۴ کشف الغمہ:۲/۳۹۴)

سوال کا جواب

(۱۴/۴۸۸) اسی کتاب میں محمد بن فرج سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے: امام ہادیؑ نے مجھ سے فرمایا:

إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَسْأَلَ مَسْأَلَةً فَاكْتُبْهَا وَضَعِ الْكِتَابَ تَحْتَ مصلاک وَدعْهُ سَاعَةً ثُمَّ أَخْرِجْهُ وَانْظُرْ فِيهِ

"جب تم کوئی مسئلہ پوچھنا چاہو تو اسے لکھ لو اور اپنے مصلے کے نیچے رکھ لو، تھوڑی دیر وہاں رکھنے کے بعد اسے باہر نکال کر اس میں دیکھو۔

محمد بن فرج کہتا ہے: میں نے امامؑ کے حکم کے مطابق اس کام کو انجام دیا تو اپنے سوال کے جواب کو امامؑ کے دستخط کے ساتھ لکھا ہوا پایا"

(الخرائج:۱/۴۱۹ حدیث ۲۲ بحارالانوار:۵۰/۱۵۵ حدیث ۴۴ کشف الغمہ:۲/۳۹۵)

جواب مل جائے گا

(۱۴/۴۸۹) سید بن طاؤس (قدس) کتاب کشف المحجہ میں کتاب الرسائل تالیف کلینیؒ سے کسی نامعلوم شخص کے ذریعے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں نے امام ہادیؑ کو لکھا کہ ایک شخص چاہتا ہے اپنے امامؑ کے ساتھ رازو نیاز کی باتیں کرے اور اپنی مشکلات کو ان کے سامنے پیش کرے جیسے کہ وہ اپنے خدا کے ساتھ رازو نیاز کرتا ہے اور اپنی حاجتوں کا اظہار کرتا ہے۔

امامؑ نے اسے اس طرح جواب لکھا:

إِنْ كَانَ لَكَ حَاجَةٌ فَحَرِّكْ شَفَتَيْكَ فَإِنَّ الْجَوَابَ يَأْتِيكَ

"جب بھی تیری کوئی حاجت ہو تم فقط اپنے لبوں کو حرکت دو اور مطمئن ہو جاؤ کہ جواب تجھ تک پہنچ جائے گا" (کشف الغمہ:۳۵۱ بحار الانوار:۵۰/۱۵۵ حدیث ۴۳)

سیاہی سیاہی میں

(۹۰/۱۵) طبریؒ دلائل الامامہ میں محمد بن اسماعیل سے اور وہ اپنے باپ سے نقل کرتا ہے کہ وہ کہتا ہے۔

میں سامراء میں قید تھا۔ایک دن میں نے بختیشوع کے شاگرد یزداد مسیحی کو دیکھا جو موسیٰ بن بغا کے گھر سے واپس آ رہا تھا۔وہ میرے ساتھ راستہ چل پڑا اور ہم گفتگو کرتے ہوئے ایک مقام پر پہنچے ،اس نے ہاتھ کے ساتھ اشارہ کیا اور کہا: کیا اس دیوار کو دیکھ رہے ہو؟ کیا تم جانتے ہو کہ اس گھر میں کون رہتا ہے؟ میں نے کہا: تو خود ہی بتاؤ اس گھر کا صاحب کون ہے؟ اس نے جواب دیا، ایک علوی اور اہل حجاز کا جوان ہے ،جس کا نام علی بن محمد ہے۔ ہم اس وقت اس کے گھر کے پاس سے گزر رہے ہیں میں نے یزداد سے کہا: تو اس جوان کے متعلق کیا جانتا ہے؟ اس نے کہا: اگر کوئی اس کائنات میں غیب کے متعلق جانتا ہے تو یہی جوان ہے۔میں نے کہا: تو کیسے جانتا ہے اور کس دلیل کے ساتھ یہ بات کر رہا ہے؟ اس نے کہا: میں ایک عجیب قصہ تیرے لئے بیان کرتا ہوں جو آج تک کسی نے نہ سنا ہوگا، لیکن میں خدا کو وکیل اور حاکم قرار دیتا ہوں کہ اس قصہ کو میری طرف سے کسی کے لئے بیان نہ کرنا، کیونکہ میں طبیب ہوں اور میری زندگی کے خرچ و اخراجات سلطان کی طرف سے ملتے ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ خلیفہ اس جوان کو دشمنی کی وجہ سے حجاز سے یہاں لایا ہے تاکہ لوگ اس کے پاس نہ آئیں، اور اس کے اردگرد جمع نہ ہوں اور اس کے نتیجہ میں حکومت کہیں بنی عباس کے

میں نے کہا: میں وعدہ کرتا ہوں اور خدا کو ضامن قرار دیتا ہوں کہ اس قصہ کو میں کسی کے سامنے بیان نہ کروں گا۔ پس تم قصہ بیان کرو اور کسی قسم کا خوف محسوس نہ کرو، کیونکہ تو ایک عیسائی آدمی ہے۔ اس خاندان کے متعلق جو تو تعریف کرے گا کوئی تجھ پر تہمت نہیں لگائے گا اور تو اطمینان رکھ کہ میں اس کو پوشیدہ رکھوں گا۔

اس نے کہا: واقعہ یہ ہے کہ ایک دن میں نے اس جوان سے ملاقات کی۔ جب کہ وہ ایک سیاہ گھوڑے پر سوار تھا۔ بدن پر سیاہ لباس اور سر پر سیاہ عمامہ رکھے ہوئے تھا۔ اس کا چہرہ بھی کچھ سیاہی مائل تھا۔ جیسے ہی میری نظر اس پر پڑی تو میں احترام سے کھڑا ہو گیا اور خود اپنے سے کہا: میں نے اپنے منہ سے کوئی مطلب نہیں نکالا اور نہ ہی کسی نے مجھ سے کوئی حرف سنا۔ حضرت عیسیٰ مسیحؑ کے حق کی قسم، میں نے جو فقط اپنے ذہن میں سوچا تھا کہ اس کا لباس سیاہ، عمامہ سیاہ، سواری سیاہ اور خود بھی سیاہ یعنی سیاہی سیاہی میں اور سیاہی سیاہی میں۔ جیسے ہی وہ میرے پاس پہنچا تو تیز نگاہوں کے ساتھ میری طرف دیکھ کر فرمایا:

قَلْبُکَ اَسْوَدُ مِمَّا تَرٰی عَیْنَاکَ مِنْ سَوَادٍ فِیْ سَوَادٍ فِیْ سَوَادٍ

"تیرا دل اس سے بھی سیاہ تر ہے جو تیری آنکھوں نے مشاہدہ کیا ہے یہ کہ سیاہی در سیاہی در سیاہی جو تو نے کہا ہے"

راوی کہتا ہے: میرے باپ نے اس سے کہا: اس کے بعد تو نے کیا کہا اور کیا جواب دیا؟

اس نے کہا: میں ان کے کلام سے حیران و پریشان ہو گیا اور مجھ میں حرکت کرنے کی طاقت نہ رہی اور میں کوئی جواب نہ دے سکا۔ میں نے اس سے کہا: کیا اس معجزہ اور کرامت کو دیکھ کر تیرا دل نورانی اور سفید نہ ہوا؟ اس نے جواب دیا۔ خدا جانتا ہے کہ میرے باپ نے اس قصہ کا باقی حصہ بیان کرتے ہوئے کہا: جب یزداد مریض اور کمزور ہو گیا تھا تو اس نے کسی شخص کو میرے پاس بھیجا۔ میں اس کے پاس گیا، اس نے مجھ سے کہا: تجھے پتہ ہونا چاہیے کہ امام ہادیؑ کی برکت سے اس واقعہ کے بعد میرا دل سیاہی و تاریکی سے نورانی و روشن ہو گیا۔ اب میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ محمدؐ اس کا رسول ہے، حضرت علی بن محمد

ہادیؑ خدا کے بندوں پر خدا کی حجت ہے اور اس کی عظیم عزت و ناموس ہے۔

پھر وہ اسی بیماری میں اس دنیا سے چلا گیا۔اور میں نے اس کی نماز جنازہ میں شرکت کی۔

(مدینۃ المعاجز:۷/۴۴۸ حدیث ۳۱ نوادر المعجزات:۱۸۷ دیث ۶ بحارالانوار:۵۰/۱۶۱ احدیث ۵۰)

امامت کی خصلتیں

(۱۶/۴۹۱) قطب راوندیؒ کتاب خرائج میں لکھتے ہیں:

امام ہادیؑ کے وجود مبارک میں امامت کی تمام پسندیدہ اور اچھی خصلتیں موجود تھیں۔ اور آپ کے اندر فضیلت ،علم اور نیک صفات کامل درجے پر تھیں۔آپ کے اخلاق آپ کے آباؤ واجداد کی طرح تمام کے تمام خارق العادہ تھے۔رات کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرتے اور ایک لحظہ کے لئے بھی عبادت کرنے سے رکتے نہیں تھے۔پشم کا لباس پہنتے ،کھجور کی چٹائی پر نماز ادا کرتے۔اگر ہم آپ کے اخلاق کو بیان کرنا چاہیں تو ایک مفصل کتاب کی ضرورت ہے۔

(الخرائج:۲/۹۰۱)

ملعون مرگیا

(۱۷/۴۹۲) روایت ہوئی ہے کہ امام ہادیؑ جب متوکل کے گھر میں وارد ہوئے تو نماز کے لئے کھڑے ہوگئے۔آپ کے مخالفوں میں سے ایک شخص نے آپ سے جسارت کی اور کہا: کہاں تک ریاکاری اور خودنمائش کرو گے؟ جیسے ہی اس ملعون کی بات ختم ہوئی تو زمین پر گرا اور مرگیا۔

آدمؑ کا حج

(۱۸/۴۹۳) یوسف بن حاتم شامی کتاب ''الدر النظیم'' میں محمد بن یحییٰ سے نقل کرتا ہے کہ وہ کہتا ہے:

ایک دن یحییٰ بن اکثم نے عباسی خلیفہ واثق باللہ کے دربار میں وہاں موجود علماء کے سامنے ایک سوال مطرح کیا کہ حضرت آدمؑ نے جب حج کیا تھا تو ان کا سر کس نے مونڈھا تھا؟

سے فرمایا: مجھے معاف کریں اور رہنے دیں، لیکن اس شخص نے اصرار کیا تو آپ نے فرمایا: میرے باپ نے میرے دادا سے اور انہوں نے اپنے آباؤ و اجداد سے نقل کیا ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا:

اَمَرَ جِبْرَئِیْلَ اَنْ یَنْزِلَ بِیَاقُوْتَةٍ مِنَ الْجَنَّةِ فَهَبَطَ بِهَا فَمَسَحَ بِهَا رَأْسَ آدَمَ فَتَنَاثَرَ الشَّعْرُ مِنْهُ فَحَیْثُ بَلَغَ نُوْرُهَا صَارَ حَرَمًا

"خدا تعالیٰ نے جبرائیل کو حکم دیا کہ بہشت سے یاقوت لے کر نیچے جائے۔ وہ فوراً آدمؑ کے پاس آیا اور اس یاقوت کو آدمؑ کے سر پر پھیرا، جس سے ان کے سر کے بال گر گئے۔ اس یاقوت کا نور جہاں جہاں تک چمکا اس حد تک حرم بن گیا"

(الدر المنثور: ۱/ ۵۶ منقول از تاریخ بغداد: ۱۳/ ۵۶، بحار الانوار: ۹۹/ ۵۰ حدیث ۱۵، المستدرک ۹/ ۳۳۰ حدیث ۵)

(۱۹/۳۹۴) قطب راوندی "کتاب خرائج میں اہل اصفہان کے ایک گروہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں: اصفہان میں ایک شخص بنام عبدالرحمان تھا جس کا مذہب شیعہ تھا اس سے لوگوں نے پوچھا، تو کس وجہ سے شیعہ ہوا ہے اور حضرت امام ہادیؑ کی امامت کو قبول کیا ہے؟ اس نے کہا: میں نے حضرت سے ایک کرامت اور معجزہ دیکھا ہے جس کی وجہ سے مجھ پر لازم ہوگیا کہ میں آپ کی امامت کا اعتراف کروں۔ واقعہ اس طرح ہے کہ میں ایک غریب اور انتہائی فقیر آدمی تھا، لیکن میری زبان بڑی تیز اور مجھ میں جرأت بڑی تھی، ایک سال اہل اصفہان نے مجھے ایک گروہ کے ساتھ کسی شکایت اور انصاف کے لئے متوکل کے پاس بھیجا۔ ایک دن میں متوکل کے گھر کے پاس تھا کہ حضرت ہادیؑ کے حاضر ہونے کی مجھے آواز سنائی دی۔ وہاں موجود ایک شخص سے میں نے پوچھا متوکل نے جس کے حاضر ہونے کا حکم صادر کیا ہے وہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: ایک علوی ہے جو علیؑ کی اولاد سے ہے اور رافضی لوگ (یعنی شیعہ) اسے اپنا امام جانتے ہیں۔ ممکن ہے۔ متوکل نے جو اسے بلایا ہے تو قتل کردے۔ میں نے اپنے آپ سے کہا کہ میں اس وقت تک یہاں سے نہ جاؤں گا مگر یہ کہ اس کو دیکھ نہ لوں کہ وہ کیسا شخص ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ گھوڑے پر سوار ہماری طرف آرہے تھے اور سڑک کے دونوں اطراف

لوگ اسے دیکھنے کے لئے کھڑے تھے۔جیسے ہی میں نے انہیں نزدیک سے دیکھا تو میرے دل میں ان کی محبت اوردوستی پیدا ہوگئی، اور میں نے دل میں ان کے لئے دعا کی کہ اے پروردگار! ان کو متوکل کے شر سے محفوظ فرما۔

وہ لوگوں کے درمیان سے گذر رہے تھے، اور سر کو نیچے کئے ہوئے گھوڑے کی گردن کے بالوں کو دیکھ رہے تھے اور دائیں بائیں نگاہ نہیں کر رہے تھے جیسے ہی میرے سامنے آئے تو میری طرف دیکھا اور فرمایا:

قَدِ اسْتَجَابَ اللّٰهُ دُعَاءَکَ وَطَوَّلَ عُمْرَکَ وَکَثَّرَ مَالَکَ وَوَلَدَکَ

''خدانے تیری دعا کو قبول کرلیا ہے، تیری عمر طولانی کردی ہے، تیرے دل اور اولاد میں کثرت پیدا کردی ہے''

میں ان کے ہیبت کلام سے کانپنے لگااور ساتھیوں کے درمیان گر گیا۔انہوں نے مجھ سے پوچھا کیا ہوا ہے ،تیرے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا ہے؟ میں نے کہا: خیریت ہے، میں نے ان سے واقعہ کو چھپا لیا۔جب میں واپس اصفہان آیا تو خدا نے اس بزرگوار کی دعا کے صدقے میں میرے اوپر رحمت کے دروازے کھول دیئے اور بہت زیادہ مال و ثروت مجھے عطا کیا، اتنا مال کہ اس وقت گھر سے باہر جو مال و دولت ہے اس کے علاوہ میرے گھر کے اندر ہزار ہزار درہم کے برابر دولت موجود ہے۔خدانے مجھے دس بچے عطا کیے ہیں ،میری عمر اس وقت ستر سال سے اوپر ہے اور میں اس بزرگوار کی امامت کا اقرار کرتا ہوں،جس نے میرے دل کی بات کی خبردی اور میرے لئے خدا سے دعا کی۔

وہ بغداد میں اور آپ مدینہ میں

(۲۰/۴۹۵) طبری" کتاب دلائل الامامہ میں ہارون بن فضل سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے: میں نے حضرت ہادی علیہ السلام کو ایک دن ان کے والد کی وفات کے بعد دیکھا کہ آپ فرمارہے تھے:

"بے شک ہم خدا کی طرف سے ہیں اور اسی کی طرف جانا ہے خدا کی قسم ابو جعفرؑ وفات پاگئے۔"

میں نے ان سے عرض کیا: آپ کو کیسے پتہ چلا جب کہ وہ اس وقت بغداد میں اور آپ مدینہ میں ہیں؟ حضرت نے فرمایا: میں نے اپنے اندر اس وقت خدا کے لئے اس قدر تواضع اور انکساری کا احساس کیا ہے کہ اس سے پہلے نہ تھی۔

(دلائل الامامۃ: ۲۱۵ ح ۱۱ بحار الانوار: ۲۹۳/۲۷ ح ۳۲)

ایک دوسری روایت میں فرماتے ہیں:

دخلني من اجلال الله شئي لم اکن اعرفه قبل ذلک فعلمت انه قد مضى

"میرے دل میں خدا کی عظمت سے ایک شئی داخل ہوگئی ہے جسے میں پہلے نہ جانتا تھا جس سے میں نے جان لیا کہ میرے والد بزرگوار وفات پاگئے ہیں۔

(بصائر الدرجات: ۴۶۷ ح ۲ بحار الانوار: ۲۹۱/۲۷ ح ۱۲ اثبات الھداۃ ۳۶۸/۳ ح ۲۶)

دعائے امام ہادیؑ

(۲۱/۴۹۶) شیخ طوسیؒ کتاب امالی میں محمد بن احمد سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میرے والد کے چچا نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ ایک دن میں امام ہادیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ سے عرض کیا: اے میرے آقا! اس مرد یعنی متوکل نے مجھے اپنے سے دور کردیا ہے، اور میری روزی بند کردی ہے اور مجھے پریشان و دل تنگ کردیا ہے۔ اس نے یہ سب کچھ اس لئے کیا ہے کہ وہ جانتا ہے کہ میں آپ کی بارگاہ کے ساتھ تعلق رکھتا ہوں اور آپ کی درگاہ کا ملازم ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ اگر آپ اس سے میری سفارش کریں تو وہ یقیناً قبول کرلے گا۔ میری درخواست ہے کہ مہربانی فرمایئے اور اس سے درخواست کریں کہ میرے بارے میں نظر ثانی کرے۔ امام نے فرمایا: ان شاء اللہ، تو اپنے مقصد تک پہنچ جائے گا۔ جب رات ہوئی تو متوکل کی طرف سے یکے بعد دیگرے پیغام رساں میرے پاس آنے

گئے۔اور مجھے متوکل کے پاس جانے کی دعوت دی، جب میں وہاں پہنچا تو میں نے فتح بن خاقان کو دروازے کے پاس دیکھا جو میرے انتظار میں تھا۔اس نے مجھے کہا: اے مرد! آپ اپنے گھر میں آرام کیوں نہیں کرتے؟ متوکل نے مجھے تیری تلاش میں تھکا دیا ہے۔اور بار بار تجھے ڈھونڈنے کے لئے مجھے بھیجا ہے۔پھر میں گھر میں داخل ہوا، میں نے دیکھا کہ متوکل کھڑا ہے۔جیسے ہی اس نے مجھے دیکھا تو آواز دی۔اے ابوموسیٰ ہم اپنی مصروفیت کی وجہ سے تجھ سے غفلت کر جاتے ہیں۔تو ہمیں یاد کیوں نہیں کرواتا اور اپنے آپ کو ہمارے ذہن سے دور رکھتا ہے۔اب بتاؤ تیرے کون سے حقوق ہمارے پاس باقی ہیں جو ادا نہیں ہوئے؟ میں نے ان چند موارد کا نام لیا جو مجھے یاد تھے کہ مجھے فلاں فلاں مہینے کا وظیفہ نہیں دیا گیا۔اس نے حکم دیا کہ جو کچھ میں نے کہا ہے اس سے دوگنا دیا جائے۔

جب میں باہر نکلا تو فتح بن خاقان سے کہا کہ کیا امام ہادیؑ اس جگہ تشریف لائے تھے؟ اس نے جواب دیا نہیں۔ میں نے کہا: کوئی خط بھیجا ہو؟ اس نے کہا نہیں۔اس کے بعد میں باہر آ گیا اور اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔فتح بن خاقان بھی میرے پیچھے باہر آ گیا اور مجھ سے کہنے لگا: کہ مجھے یقین ہے کہ تو نے امام ہادیؑ سے دعا کی درخواست کی ہے اور انہوں نے تیرے لئے دعا کی ہے۔میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ حضرت سے عرض کرو، میرے لئے بھی دعا کریں۔میں جب حضرت کی خدمت میں شرفیاب ہوا تو آپ نے مجھ سے فرمایا: اے ابوموسیٰ! میں تیرا چہرا خوش وخرم دیکھ رہا ہوں۔میں نے عرض کیا: میرے مولا یہ آپ کی برکت سے ہوا ہے، لیکن مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ نہ تو اس کے پاس گئے ہیں اور نہ اس سے کوئی درخواست کی ہے؟ امامؑ نے فرمایا:

ان الله تعالى علم منا انا لا نلجا فى المهمات الا اليه ولا نتوكل فى الملمات الا عليه وعودنا اذا سالناه الاجابة ونخاف ان نعدل فيعدل بنا.

عادت بنادی ہے کہ جب بھی اس سے دعا کرتے ہیں وہ قبول کرلیتا ہے۔ ہم
ڈرتے ہیں کہ اس سے منہ پھیرلیں گے تو وہ بھی منہ پھیر لے گا"

میں نے عرض کیا: فتح بن خاقان نے مجھ سے اس طرح کہا تھا۔ آپ نے فرمایا: وہ ظاہراً ہم سے دوستی کرتا ہے اور باطن میں ہم سے دور رہتا ہے۔ دعا کرنے والے کی دعا کا اس وقت اثر ہوتا ہے جب دعا کی شرائط بھی پوری ہوں، جب تو نے خدا کے فرمان کی اطاعت میں اخلاص سے کام لیا اور رسول خداؐ کی رسالت اور ہم اہل بیتؑ کے حق کا اعتراف کیا ہے تو جو چیز بھی تو خدا سے طلب کرے گا وہ تجھے محروم نہیں کرے گا۔

میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! میں چاہتا ہوں کہ دعاؤں میں سے کوئی خاص دعا مجھے تعلیم فرمائیں۔ امامؑ نے فرمایا: میں جو دعا تجھے بتاؤں گا۔ میں اسے بہت زیادہ پڑھتا ہوں، اور میں نے خدا سے دعا کی ہے کہ میرے بعد میری قبر کے پاس اس دعا کو جو کوئی بھی پڑھے اسے ناامید نہ فرماتا۔ وہ دعا یہ ہے:

يَا عُدَّتِي عِنْدَ الْعُدَدِ وَيَارَجَائِي وَالْمُعْتَمَدِ، وَيَاكَهْفِي وَالسَّنَدِ وَيَا وَاحِدُ وَيَاأَحَدُ وَيَا قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ اَسَألُكَ اللّٰهُمَّ بِحَقِّ مِنْ خَلَقْتَهُ مَنْ خَلْقِكَ وَلَمْ تَجْعَلْ فِي خَلْقِكَ مِثْلَهُمْ أَحَدًا اَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِمْ وَتَفْعَلَ بِي كَيْتَ وَكَيْتَ

"اے وہ جو ذخیروں کے نزدیک میرا سرمایہ اور ذخیرہ ہے۔ اے میری امید اور تکیہ گاہ اے میری پناہ گاہ! اے واحد! اے احد! اے وہ جس نے پیغمبر کو فرمایا کہ کہو اللہ ایک ہے، اے پروردگار! میں تجھ سے دعا کرتا ہوں ان کے حق کے واسطہ کے ساتھ کہ جن کو تو نے پیدا کیا ہے اور تیری مخلوق کے درمیان ان جیسا کوئی نہیں ہے۔ ان پر درود بھیج اور میرے ساتھ اس طرح اور اس طرح کر"

(امالی طوسی:۲۸۵۔ح۴ مجلس ۱۱ بحارالانوار:۵۰/۱۲۷۔ح۵: مدینۃ المعاجز:۷/۳۳۶۔ح۱۷)

مؤلف فرماتے ہیں کہ آخر میں ہم ابو ہاشم جعفری کے ان اشعار کو ذکر کرتے ہیں جو اس نے حضرت ہادیؑ کی بیماری کی حالت میں کہے تھے۔

مادت الارض بی وادت فوادی
واعترتنی موارد العرواء
حین قیل الامام نضو علیل
قلت نفسی فدته کل الفداء
مرض الدین لاعتلالک واعتل
وغارت له نجوم السماء
عجبا ان منیت بالداء والسقم
وانت الامام حسم الداء
انت آسی الادواء الدین والدنیا
ومحی الاموات والاحیاء

(اعلام الوریٰ ۳۶۶: بحارالانوار: ۵۰/۲۲۲)

”زمین کانپنے لگی اور دل بوجھل ہوگیا اور مجھے بخار اور لرزہ سے دو چار کر دیا جب یہ کہا گیا کہ امام کمزور اور بیمار ہوگئے ہیں میں نے کہا: میری جان اور تمام کائنات ان پر قربان ہو“

”آپ کے بیمار ہونے سے دین بیمار ہوگیا ہے۔ آسمان کے ستارے مدھم پڑ گئے ہیں اور تاریک ہوگئے ہیں“

”عجیب بات ہے کہ آپ درد اور بیماری میں مبتلا ہوئے۔ آپ تو وہ امام ہیں جو بیماریوں کو ختم کرنے والے ہیں“

”آپ دین اور دنیا کے دردوں کی دوا ہیں آپ وہ ہیں جو مردوں اور زندہ

تیرھواں حصّہ

گیارہویں امام، سبط پیغمبرؑ اماموں کی آخری یادگار، امام کے والد بزرگوار، قیامت کے دن شفاعت کرنے والے، وہ امام جو رضی اور زکی کا لقب رکھتے ہیں اور جن کی کنیت ابو محمد ہے یعنی حضرت حسن بن علی امام عسکری صلوات اللہ علیہ کے افتخارات اور کمالات کے سمندر سے ایک قطرہ۔

وہ سب آل محمدؐ ہیں

(۱/۴۹۷) قطب راوندی ابو ہاشم سے نقل کرتے ہیں کہ اس نے امام عسکریؑ سے اس آیت شریفہ کے بارے میں سوال کیا:

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ

(سورہ فاطر آیت ۳۲)

”پھر ہم نے کتاب کا وارث بنادیا ان لوگوں کو اپنے بندوں میں سے جن کو ہم نے چن لیا تھا۔کچھ نے ان میں سے اپنے اوپر ظلم کیا اور کچھ درمیانہ رو تھے اور عدل کے راستے پر چلے اور کچھ اذن پروردگار سے نیک کاموں اور خیر کی طرف سبقت لے گئے، اور یہ وہی بلند و بالا فضیلت ہے“

امام نے فرمایا:

كُلُّهُمْ مِنْ آلِ محمد عليهم السلام الظَّالِمُ لِنَفْسِهِ الَّذِيْ لَا يُقِرُّ بِالْاِمَامِ وَالْمُقْتَصِدُ الْعَارِفُ بِالْاِمَامِ وَالسَّابِقُ بِالْخَيْرَاتِ الْاِمَامُ

”وہ سب آل محمدؐ سے ہیں (پھر آپ نے آیت کی تفسیر فرمائی اور فرمایا: پہلا گروہ جنہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے امام کا اقرار نہیں کیا، دوسرا گروہ جنہوں نے درمیانہ راستہ اختیار کیا، یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے امام کی معرفت اور شناخت کی۔تیسرا گروہ جو نیکیوں کی طرف سبقت لے گئے اس کا مقصود خود امام ہے۔“

میں فکر میں پڑ گیا کہ خدا نے آل محمد علیہم السلام کو کیا عظمت عطا کی ہے اور میں

الْاَمْرُ اَعْظَمُ مِمَّا حَلَّتْ بِهٖ نَفْسُکَ مِنْ عَظَمِ شَانِ آلِ مُحَمَّدٍ علیهم السلام

''آل محمد علیہم السلام کی عظمت کے متعلق جو کچھ تیرے ذہن میں آیا ہے

معاملہ اس سے بھی بلند تر ہے''

خدا کا شکر ادا کرو جس نے تجھے ان لوگوں میں سے قرار دیا، جو آل محمد علیہم السلام کی ولایت کے ساتھ تمسک رکھتے ہیں اور تجھے قیامت کے دن ان کے ساتھ بلایا جائے گا۔ جب لوگوں کے ہر گروہ کو ان کے امام کے ساتھ بلایا جائے گا۔ تو سعادت مند ہے اور تیری عاقبت بخیر ہے۔ مؤلف اس مطلب کی تائید کے لئے حضرت رضاؑ کا وہ فرمان ذکر کرتے ہیں جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ (فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ) جو آیت میں ہے اس سے مراد آل محمد علیہم السلام ہیں، کیونکہ اگر امت مراد لی جائے تو پھر تمام امت کی جگہ جنت میں ہونی چاہیے، کیونکہ بعد والی آیت میں ان سب کے بارے میں فرماتا ہے۔

جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا یُحَلَّوْنَ فِیْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ

(سورہ فاطر آیت ۳۳)

''بہشت بریں میں ہمیشہ کے لئے داخل ہوں گے اور وہاں اپنے آپ کو

سونے کے طلائی دست بندوں کے ساتھ مزین کریں گے''

پس آیت شریفہ میں وراثت کتاب پیغمبر کی عترت طاہرہ کے ساتھ مخصوص ہے اور دوسروں یعنی امت کو شامل نہیں ہے۔

(عیون اخبار الرضاؑ ۱/۱۳۶؛ بحار الانوار: ۲۲۰/۲۵ ضمن حدیث ۲۰ بشارۃ المصطفیٰ ۲۲۸)

یہ شیعہ نہیں ہے

(۲/۴۹۸) امام حسن عسکریؑ کی تفسیر میں روایت وارد ہوئی ہے۔ جسے ابو یعقوب یوسف بن یزیاد اور علی بن سیار نے روایت کیا ہے۔ یہ دونوں بزرگوار فرماتے ہیں:

ایک رات ہم امام عسکریؑ کی خدمت میں موجود تھے۔ اس زمانے میں شہر کا حاکم

امامؑ کی تعظیم کرتا تھا اور حاکم کے اطراف میں رہنے والے بھی تعظیم کرتے تھے۔ اچانک وہاں سے حاکم شہر کا گذر ہوا جس کے ساتھ ایک شخص قیدی ہاتھ بندھے ہوئے تھے۔ امامؑ اس وقت گھر کے اوپر تھے، حاکم نے باہر سے حضرت کو دیکھ لیا۔ جیسے ہی اس کی نگاہ آپ پر پڑی تو فوراً احترام کی خاطر سواری سے نیچے اتر گیا۔ امام عسکریؑ نے فرمایا: اپنی جگہ پر واپس چلے جاؤ۔ وہ در حالانکہ تعظیم کر رہا تھا اور واپس اپنی سواری پر لوٹ گیا اور عرض کرنے لگا یا بن رسول اللہؐ میں نے اس شخص کو صراف (سکوں کو پرکھنے والا) کی دکان کے پاس سے پکڑا ہے۔ اس گمان میں کہ یہ شخص دکان کا دروازہ کھولنا چاہتا تھا اور چوری کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ جب میں اسے تازیانہ مارنے لگا کیونکہ یہ میرا طریق کار ہے کہ جب میں کسی متہم شخص کو پکڑتا ہوں تو اسے پچاس تازیانے لگاتا ہوں تاکہ آئندہ کے لئے اسے تنبیہ ہو جائے اور دوبارہ کوئی بڑا جرم نہ کرے اس شخص نے مجھ سے کہا: خدا سے ڈرو اور ایسا کام مت انجام دو جس سے خدا ناراض ہو کیونکہ واللہ میں علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا شیعہ ہوں اور اس امام بزرگوار کا شیعہ ہوں جو اس ہستی کا باپ ہے جو حکم خدا سے قیام فرمائے گا۔

میں نے اس کی یہ بات سن کر اسے تازیانہ مارنے سے ہاتھ روک لیا اور کہا: میں تجھے امامؑ کے پاس لے کر جاتا ہوں۔ اگر امامؑ نے تیری بات کی تصدیق کر دی کہ تو ان کے شیعوں میں سے ہے تو میں تجھے چھوڑ دوں گا، اور اگر تیری بات جھوٹ ہوئی تو تجھے ہزار تازیانے بھی ماروں گا اور تیرے ہاتھ پاؤں بھی کاٹ دوں گا۔ اب میں اس کو آپ کے پاس لایا ہوں۔ کیا وہ جیسے دعویٰ کرتا ہے آپ کے شیعوں میں سے ہے؟

امامؑ نے فرمایا:

میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں۔ یہ کب علی بن ابی طالب علیہ السلام کے شیعوں میں سے ہے؟ خدا نے اسے تیرے ہاتھوں سے گرفتار کروایا ہے، اس وجہ سے کہ اس کے خیال میں وہ اعتقاد رکھتا ہے کہ وہ حضرت علی علیہ السلام کے شیعوں میں سے ہے۔ حاکم نے کہا: آپ

کوئی اعتراض [illegible]

پر لٹا دیں۔ دو جلادوں کو اس کے دائیں اور بائیں طرف کھڑا کر دیا۔ اور ان سے کہا: اسے مارو یہاں تک کہ درد سے چور چور ہو جائے۔ ان دو آدمیوں نے اسے اپنے تازیانے مارنے شروع کیے جیسے ہی وہ تازیانے اوپر سے نیچے لاتے تو اس قیدی شخص کو لگنے کی بجائے زمین پر جا پڑتے۔ حاکم ناراض ہوا اور کہنے لگا کہ افسوس ہے تم زمین پر مارے جا رہے ہو؟ اس کی پشت اور کمر پر مارو۔ انہوں نے دوبارہ مارنا شروع کیا۔ اور اس کی پشت اور کمر کو نشانہ بنایا، لیکن اس دفعہ ایسے ہوا کہ مارنے والوں کے تازیانے ایک دوسرے کو لگنے لگے اور ان کی چیخ و پکار بلند ہوئی۔ حاکم نے ان سے کہا: کیا تم پاگل ہو گئے ہو؟ خود اپنے آپ کو کیوں مار رہے ہو؟ یہ جو زمین پر پڑا ہے اسے مارو۔ انہوں نے کہا: ہم بھی یہی کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ کسی اور کو نشانہ نہیں بناتے لیکن ہمارے ہاتھ بے اختیار منحرف ہو جاتے ہیں اور تازیانے ہمیں لگنے شروع ہو جاتے ہیں۔ حاکم نے اپنے ماتحت چار دوسرے آدمیوں کو بلایا اور ان کو ان پہلے والے دو آدمیوں کے ساتھ ملا دیا اور کہا: اس شخص کو گھیر لو اور جتنا مار سکتے ہو مارو۔ چھ آدمیوں نے اسے ہر طرف سے گھیر لیا اور اپنے تازیانے اوپر لہرائے تاکہ اس کو ماریں۔ لیکن اس مرتبہ تازیانے حاکم کو جا لگے وہ سواری سے نیچے اترا اور چیخنے لگا۔ تم نے مجھے مار ڈالا۔ خدا تمہیں قتل کرے، یہ تم کیا حرکت کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم اس شخص کے علاوہ کسی اور کو نہیں مار رہے، ہمیں نہیں پتہ کہ اس طرح کیوں ہو رہا ہے؟

حاکم نے خیال کیا کہ شاید یہ لوگ کسی منصوبے کے تحت ایسا کر رہے ہیں۔ اس لئے اس نے کچھ دوسرے آدمیوں سے کہا کہ اس شخص کو مارو۔ لیکن ان کے کوڑے بھی حاکم کو لگنے لگے۔ حاکم نے کہا: افسوس ہے تم پر، مجھے کیوں مار رہے ہو؟ انہوں نے کہا: خدا کی قسم ہم اس شخص کے علاوہ اور کسی کو نہیں مار رہے، حاکم نے کہا: میرے سر اور چہرے کو تم نے زخمی کر دیا ہے۔ اگر تم مجھے نہیں مار رہے تو یہ سب زخم کہاں سے لگے ہیں۔ انہوں نے کہا: ہمارے ہاتھ ٹوٹ جائیں اگر ہم نے آپ کا قصد کیا ہو۔ قیدی شخص نے حاکم سے کہا: اے خدا کے بندے!

یہ جو مہربانی مجھ پر ہوئی ہے اور کوڑے کی ضربیں جو مجھ سے دور ہوتی رہی ہیں کیا اس کی طرف غور نہیں کر رہے اور اس سے عبرت حاصل نہیں کر رہے؟ افسوس ہے تجھ پر مجھے امامؑ کے پاس لے جاؤ۔ جو کچھ امامؑ میرے بارے میں حکم جاری فرمائیں گے اس پر عمل کرنا۔ حاکم اسے امامؑ کے پاس واپس لے آیا۔ اور عرض کیا: یا بن رسولؐ اللہ! اس شخص کا معاملہ عجیب ہے، ایک طرف تو آپ نے کہا کہ یہ ہمارے شیعوں میں سے نہیں ہے، اور جو کوئی آپ کے شیعوں میں سے نہ ہو، لازمی طور پر وہ ابلیس کا شیعہ اور ماننے والا ہوگا، اور اس کا ٹھکانہ جہنّم ہوگا۔ اور دوسری طرف اس شخص سے ایسے معجزات کا مشاہدہ کیا ہے جو فقط انبیاء کے ساتھ مخصوص ہیں۔

امامؑ نے فرمایا: کہو! انبیاء کے جانشینوں کے ساتھ (یعنی معجزے کو ظاہر کرنا فقط انبیاء کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ انبیاء کے حقیقی وارث اور جانشین بھی معجزے کی طاقت رکھتے ہیں) حاکم نے بھی اپنے کلام کو امامؑ کے فرمان کے اضافہ کے ساتھ صحیح کیا۔

پھر امام عسکریؑ نے حاکم سے فرمایا: اے خدا کے بندے اس شخص نے جو دعویٰ کیا ہے کہ ہمارے شیعوں میں سے ہے اس نے جھوٹ کہا ہے ایسا جھوٹ کہ اگر سمجھ کر بولتا اور مجھ کہتا تو تیرے مکمل عذاب میں مبتلا ہو جاتا۔ اور تیس سال زمین کے تہہ خانے میں قید رہتا لیکن خدا نے اس پر رحم فرمایا ہے، کیونکہ اس شخص نے جو زبان سے بولا ہے اور اس سے جس کا ارادہ کیا ہے اس کا اسی پر اطلاق کیا ہے اور اس نے جان بوجھ کر جھوٹ نہیں بولا۔ اے بندۂ خدا تو سمجھ لے کہ خدا نے اسے تیرے ہاتھ سے نجات دی ہے۔ اسے چھوڑ دو، کیونکہ یہ شخص ہمارے دوستوں میں سے اور ہمارے ساتھ ارادت رکھنے والوں میں سے ہے۔ اگرچہ ہمارے شیعوں میں سے نہیں ہے۔ حاکم نے کہا: ہمارے نزدیک یہ تمام تعبیرات اور معانی برابر ہیں ان کے درمیان کیا فرق ہے؟ امامؑ نے اس سے فرمایا:

اَلْفَرْقُ اَنَّ شِیْعَتَنَا هُمُ الَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ آثَارَنَا، وَیُطِیْعُوْنَا فِیْ جَمِیْعِ أَوَامِرِنَا

وَنَوَاهِیْنَا فَأُوْلٰئِکَ مِنْ شِیْعَتِنَا فَاَمَّا مَنْ خَالَفَنَا فِیْ کَثِیْرٍ مِمَّا فَرَضَهُ اللّٰهُ

فرامین پر عمل کرتے ہیں، اور جس سے ہم نے روکا اس سے اجتناب کرتے ہیں اور وہ لوگ جو اکثر ایسی چیزوں میں جو ان پر واجب کی گئی ہیں ہمارے ساتھ مخالفت کرتے ہیں۔ ہمارے شیعوں میں سے نہیں ہیں"

پھر امامؑ نے حاکم سے فرمایا: تو نے یہ جو کہا ہے کہ اگر عمداً ارتکاب کیا ہوتا تو خدا تجھے ہزار تازیانے اور تہہ خانے میں تیس سال قید کی معصیت میں گرفتار اور مبتلا کرتا۔ یہ تو نے جھوٹ کہا ہے، حاکم نے عرض کیا۔ یابن رسولؐ اللہ! یہ کیا جھوٹ تھا؟ امامؑ نے فرمایا: تو نے معجزات کو دیکھا ہے اور ان کی نسبت اس شخص کی طرف دے دی ہے حالانکہ یہ اس کا کام نہیں ہے بلکہ ہمارا کام ہے۔ جسے خدا نے اس شخص میں ظاہر کیا ہے تاکہ ہماری حجت ظاہر ہو جائے اور ہماری عظمت و شرافت واضح و روشن ہو جائے اور اگر تو نے یہ کہا ہوتا کہ میں نے اس شخص میں معجزات کو دیکھا ہے اور معجزات کے فعل کو اس کی طرف نسبت نہ دیتا تو میں اس کا انکار نہ کرتا اور مان لیتا۔ حضرت عیسیٰؑ جو مردے کو زندہ کرتے تھے کیا معجزہ نہیں تھا؟ کیا معجزہ اس مردے کا کام تھا یا حضرت عیسیٰؑ کا؟ اور حضرت عیسیٰؑ نے جو مٹی کو پرندے کی شکل میں بنایا اور اذن خدا سے اسے پرندہ بنا دیا کیا یہ پرندے کا فعل اور کام ہے یا حضرت عیسیٰؑ کا؟ کیا وہ لوگ جو مسخ ہو گئے اور ذلت و رسوائی کے ساتھ بندر بن گئے معجزہ نہیں ہے؟ کیا یہ معجزہ بندروں کا کام ہے یا اس زمانے کے انبیاء کا؟ حاکم نے کہا:

استغفر الله ربی واتوب الیه

"میں خدا سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور اس کی طرف لوٹتا ہوں"

پھر امام عسکریؑ نے اس شخص سے جس نے علی بن ابی طالب علیہ السلام کے شیعہ ہونے کا دعویٰ کیا تھا فرمایا:

یا عبدالله لست من شیعة علی علیه السلام انما انت من محبیه

"اے بندۂ خدا! تو علیؑ کا شیعہ نہیں ہے، بلکہ ان کے دوستوں میں سے ہے، بے

شک آپ کے شیعوں میں سے وہ ہیں جن کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے"

وَالَّذِیْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ اُوْلٰئِکَ اَصْحَابُ الْجَنَّۃِ ھُمْ فِیْھَا خَالِدُوْنَ

(سورہ بقرہ:۸۲)

"وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل صالح کیے بہشت میں ہوں گے اور وہاں ہمیشہ رہیں گے"

ھُمُ الَّذِیْنَ آمَنُوْا بِاللّٰہِ وَوَصَفُوْہُ بِصِفَاتِہٖ وَنَزَّھُوْہُ عَنْ خِلَافِ صِفَاتِہٖ وَصَدَّقُوْا مُحَمَّداً فِیْ اَقْوَالِہٖ وَصَوَّبُوْہُ فِیْ کُلِّ اَفْعَالِہٖ وَرَاَوْا عَلِیًّا بَعْدَہٗ سَیِّدًا اِمَامًا وَقَرْمًا ھُمَامًا لَا یَعْدِلُہٗ مِنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ اَحَدٌ وَلَا کُلُّھُمْ اِذَا جُمِعُوْا فِیْ کِفَّۃٍ یُوْزَنُوْنَ بِوَزْنِہٖ بَلْ یُرَجَّحُ عَلَیْھِمْ کَمَا تُرَجَّحُ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ عَلَی الذَّرَّۃِ.

"شیعہ وہ لوگ ہیں جو خدا پر ایمان رکھتے ہیں اور ان اوصاف کے ساتھ اس کی توصیف کرتے ہیں جو اس نے خود فرمائی ہیں۔ اور ان اوصاف سے اسے پاک و منزہ جانتے ہیں جو اس کے خلاف ہیں۔ محمدؐ کی تمام باتوں میں تصدیق کرتے ہیں۔ اور ان کے تمام افعال کو حق اور درست شمار کرتے ہیں۔ اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ علیؑ آپؐ کے بعد سب کے آقا اور امام ہیں۔ اور ایسی بلند ہستی ہیں کہ امت محمدؐ میں ان کے ہم پلہ کوئی نہیں ہے۔ بلکہ پوری امت کو اگر ایک پلڑے میں اور علیؑ کو دوسرے پلڑے میں رکھیں تو علیؑ کا پلڑا جھکتا ہوا نظر آئے گا۔ ایسے جیسے آسمان اور زمین کا پلڑا ترجیح رکھتا ہے ایک ذرہ کے مقابلے میں"

علیؑ کے شیعہ وہ ہیں جن کو راہ خدا میں اس کا ڈر نہیں ہوتا کہ موت ان کی طرف آئے یا وہ موت پر جا پڑیں۔ علیؑ کے شیعہ وہ ہیں جو اپنے بھائیوں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں

ہم [illegible] شیعہ علیؑ وہ ہیں کہ جہاں سے خدانے نہی کی

شیعہ وہ لوگ ہیں جوایک مؤمن بھائی کی عزت و احترام کرنے میں اپنے مولا علیؑ کی پیروی کرتے ہیں۔اور جو میں نے کہا ہے یہ میری اپنی طرف سے نہیں ہے بلکہ قول رسولؐ ہے اور یہ خدا کا فرمان ہے جس میں فرماتا ہے۔(وعملوا الصالحات) یعنی توحید کا اقرار اور نبوت و امامت کے ساتھ اعتقاد رکھنے کے بعد تمام فرائض اور خدا کی طرف سے تکالیف کو بجا لاتے ہیں۔اور ان فرائض میں سے سرفہرست دو فریضے ہیں۔ایک اپنے دینی بھائیوں کے حقوق ادا کرنا اور دوسرا یہ کہ تقیہ کا خیال کرنا اور دشمنان خدا کے مقابلے میں اپنے مذہبی عقیدہ کو ظاہر نہ کرنا ہتاکہ اپنی جان اور مال کو محفوظ رکھ سکیں۔

(تفسیر امام عسکریؑ ۷:۳۱۶:بحارالانوار:۶۸/۶۰ تفسیر برہان:۳/۲۳:مدینۃ المعاجز:۷/۵۸۹:ح۶۱۲)

ہم اہل سیف وقلم ہیں

(۳/۳۹۹) علامہ مجلسیؒ کتاب بحارالانوار میں اس شخص سے نقل کرتے ہیں جو قابل اعتماد اور اطمینان ہے وہ کہتا ہے: میں نے اس حدیث کو ایک کتاب کی پشت پر لکھا ہوا پایا جو امام عسکریؑ کے خط سے تحریر کی ہوئی تھی۔

قَدْ صَعَدْنَا ذُرَی الْحَقَائِقِ بِأَقْدَامِ النُّبُوَّةِ وَالْوَلَايَةِ وَنَوَّرْنَا السَّبْعَ الطَّرَائِقِ بِأَعْلَامِ الْفُتُوَّةِ، فَنَحْنُ لُيُوثُ الْوَغٰی، وَغُيُوثُ النَّدیٰ، وَفِينَا السَّيْفُ وَالْقَلَمُ فِی الْعَاجِلِ وَلِوَاءُ الْحَمْدِ وَالْعِلْمُ فِی الْآجِلِ، وَأَسْبَاطُنَا خُلَفَاءُ الدِّيْنِ وَخُلَفَاءُ الْيَقِيْنِ وَمَصَابِيْحُ الْأُمَمِ وَمَفَاتِيْحُ الْكَرَمِ

"ہم نبوت اور ولایت کے قدموں کے ساتھ حقیقت کے بلند ترین مراتب پر چڑھ گئے اور ہم نے سات طبقات کو اپنی جوانمردی کی علامتوں کے ذریعے سے نورانی کیا۔پس ہم شجاع اور بہادر شیر اور رحمت کے بادل ہیں۔ہم اس جہان میں اہل سیف وقلم ہیں اور اگلے جہان میں صاحب لواء

الحمد اور صاحب علم ہیں۔اور ہمارا خاندان اور قبیلہ کے خلفاء دین یقین کے عہدو پیان،امت کے درمیان ہدایت کے چراغ، اورسخاوت و کرم کے خزانے کی چابیاں ہیں۔موسیٰ کلیم اللہ نے ہمارے عہدو پیان کے ساتھ وفاداری کرنے کی وجہ سے خلعت اصطفاء پہنی۔ اور روح القدس نے بہشت بریں میں ہمارے باغ کے تازہ رس میووں سے چکھا ہے۔ ہمارے شیعہ وہ لوگ ہیں جو کامیاب اور نیکو کار و پارسا ہیں۔جو ہمارا دفاع اور پشتیبانی کرتے ہیں۔اور ظالم لوگوں کے دشمن اور مخالف ہیں۔آگ کے شعلوں کے بھڑ کنے کے بعد بہت جلد ان کے لئے آب حیات کے چشمے جاری ہوں گے۔اور یہ اس وقت ہوگا جب طواویہ اور طواسین کے عدد کے برابر سال گذر جائیں گے (طواویہ یعنی الم اور طہ۔طواسین یعنی طسم اور طس ہے)

علامہ مجلسیؒ اس خبر کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: یہ ایک واضح اور روشن حکمت اور نعمت ہے جسے بہرے کان بھی سنتے ہیں اور بلند ترین پہاڑ اس حکمت و نعمت عظیمہ کے مقابلے میں حقیر اور پست نظر آتے ہیں۔

علامہ مجلسیؒ نے اس حدیث کو کتاب اربعین میں نقل کیا ہے۔اور کچھ نسخوں یعنی عبارات کے اختلاف کو ذکر کیا ہے۔پھر اس حدیث کی تفسیر میں چند وجوہات کو شمار کیا ہے۔

(۱) (نسخہ اول کے مطابق اور (الطواسین) کا الف لام جو عہد خارجی کے لئے ہے کو خارج کریں تو اس کمل جملے (یعنی لتمام الطواویہ والطواسین) کا حساب ۱۳۸۵ بنتا ہے۔

(۲) وہ الم جو قرآن میں آیا ہے اگر وہ ملایا جائیگا اس کے ساتھ کوئی دوسرا حرف ملایا جائے جیسے ص کا حرف ہے (المص) یا جیسے راء کا حرف جو (المر) کے ساتھ ملا ہوا ہے۔اور اگرچہ کسی دوسرے حرف کا اس کے ساتھ اضافہ نہ کیا جائے تو اس صورت میں ان کے مجموعہ کا حساب طہ اور طواسین کے ساتھ ملا کر سال ۱۱۵۹ ہجری بنتا ہے۔

فرمانے کے وقت سے کریں اور حدیث بھی امامؑ نے اپنی عمر کے آخری ایام یعنی سال ۲۶۰ ہجری میں بیان کی ہو تو پھر اس عدد کو ۸۵۸ کے ساتھ جمع کرنا چاہیے اور اس صورت میں سال ۱۱۱۸ ہجری بنے گا۔

(۴) (الم) کو ایک مرتبہ حساب کریں لیکن حرکات اور اس کی بینات کے ساتھ اور طہٰ اور طواسین کو اسی طرح حساب کریں تو اس صورت میں بھی عدد جو نکلے گا صورت سوم کی طرح ہوگا۔

(۵) یہ خبر ان خبروں میں سے ہے جو مشروط ہے۔اور اس خبر کی شرط حاصل نہ ہونے کی وجہ سے یہ خبر ثابت نہیں ہوئی۔

(۶) جملہ (لتمام الطواویہ والطواسین من السنین)،(فلطی المیران) کو بیان کر رہا ہے، جو جنگ ، معصیت، سختی اور فتنوں کی طرف اشارہ ہے جو دنیا میں پیدا ہوں گے۔اس صورت میں فرج یعنی ظہور امامؑ زمانہ ان کے بعد واقع ہوگا۔اور اس وقت یہ خبر ظہور کے وقت کو معین کرنے سے خارج ہو جائے گی۔اور قریب الوقوع ظہور کا انتظار کرنا چاہیے تا کہ ان فتنوں سے رہائی پا سکیں۔

علامہ مجلسیؒ ان چھ وجوہ کو ذکر کرنے کے بعد چھٹی وجہ کو مضبوط اور قوی قرار دیتے ہیں اور باقی وجوہات سے معتبر شمار کرتے ہیں۔

(مسند الامام العسکریؑ:۲۸۹۔ح۲ بحارالانوار:۵۲/۱۲۱ح ۵۰)

امام عسکریؑ کنوئیں میں گر گئے

(۵۰۰/۴) قطب الدین راوندیؒ کتاب خرائج میں لکھتے ہیں ۔ محمد بن عبداللہ سے روایت ہوئی ہے کہ وہ کہتا ہے:

امام عسکریؑ جب بچے تھے تو کنویں میں گر پڑے اور آپ کے والد بزرگوار حضرت امام ہادی علیہ السلام نماز میں مشغول تھے۔عورتوں نے خوف سے چیخنا شروع کر دیا۔جب امامؑ

نماز سے فارغ ہوئے تو ان سے فرمایا: کچھ نہیں ہوا، کیوں چیختے ہو! پھر آپ نے اشارہ فرمایا اور کنویں کا پانی اوپر آگیا اور کنارے تک پہنچ گیا، اور سب نے دیکھا کہ ابو محمد یعنی امام عسکریؑ پانی کے اوپر بیٹھے ہیں اور پانی کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔

(الخرائج:۱/۴۵۱ ذیل حدیث ۳۶ بحارالانوار: ۵۰/۲۷۴ حدیث ۴۵)

قلم خود بخود حرکت کر رہا ہے

(۵/۵۰۱) حسین بن عبدالوہابؒ کتاب عیون المعجزات میں ابوہاشم سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے: میں امام عسکریؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اس وقت ایک خط لکھنے میں مشغول تھے۔ جیسے ہی نماز کا وقت ہوا تو آپ نے خط چھوڑ دیا اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے، میں نے دیکھا قلم خود بخود کاغذ پر حرکت کر رہا ہے اور باقی خط لکھ دیا اور آخر تک پہنچ گیا۔ میں اس معجزہ کو دیکھ کر سجدے میں گر پڑا۔ امامؑ جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے قلم پکڑا اور لوگوں کو ملاقات کی اجازت دی۔

(عیون المعجزات صفحہ ۱۳۳: بحارالانوار: ۵۰/۳۰۴ حدیث ۸۰ اثبات الھداۃ ۳/۴۳۰ حدیث)

سید نیک ہو گیا

(۶/۵۰۲) حسن بن محمد قمیؒ کتاب تاریخ قم میں قم کے بزرگوں سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حسین بن حسن جو امام صادقؑ کے پوتوں میں سے تھا۔ قم میں آشکار اور ظاہر بظاہر شراب پیتا تھا۔ ایک دن وکیل اوقاف احمد بن اسحاق کے گھر کسی کام کے لئے گیا۔ لیکن احمد بن اسحاق نے اسے اجازت نہ دی اور وہ بڑے غم واندوہ کے ساتھ واپس لوٹ آیا۔ اس واقعہ کو گذرے ایک مدت ہو چکی تھی، احمد بن اسحاق نے حج کا ارادہ کیا اور سفر کے ارادے سے شہر سے باہر نکلا۔ جیسے ہی سامراء پہنچا تو امام عسکریؑ کے گھر آیا اور حضرت سے اجازت طلب کی لیکن امامؑ نے اسے اجازت نہ دی۔ احمد بن اسحاق امام عسکریؑ کی اس بے اعتنائی کی وجہ سے کافی پریشان ہوئے اور

عرض کی۔ یابن رسولؐ اللہ! مجھے اپنی خدمت میں شرفیاب ہونے سے آپ نے منع کیوں فرمایا تھا جب کہ میں آپ کے شیعوں اور دوستوں میں سے ہوں؟ امام عسکریؑ نے فرمایا: کیونکہ تو نے ہمارے ایک چچا زاد کو اپنے گھر کے دروازے سے واپس لٹایا تھا۔ احمد رونے لگا۔ اور قسم کھائی کہ یہ کام میں نے صرف اس لئے کیا تا کہ شراب پینے سے توبہ کرے۔ امامؑ نے فرمایا:

صَدَقْتَ وَلٰكِنْ لَا بُدَّ مِنْ اِكْرَامِهِمْ وَاحْتِرَامِهِمْ عَلٰى كُلِّ حَالٍ وَاَنْ لَا تَحْقِرَ هُمْ وَلَا تَسْتَهِيْنَ بِهِمْ لَا نتسابِهِمْ الينا فَتَكُوْنَ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ

"تم سچ کہتے ہو لیکن ہر حال میں ان کا اکرام اور احترام کرنا ضروری ہے۔ ان کو حقیر نہ سمجھنا، ان کی اہانت نہ کرنا کیونکہ ان کا نسب ہماری طرف ملتا ہے ورنہ خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے"

جب احمد بن اسحاق قم واپس آیا تو قم کے اشراف اور بزرگ لوگ اسے ملنے کے لئے آئے۔ حسین بھی ان کے ہمراہ تھا۔ جیسے ہی احمد نے حسین کو دیکھا تو اپنی جگہ سے اٹھا اور اس کی طرف چل پڑا اور بڑے احترام کے ساتھ اسے مجلس کے اہم مقام پر جگہ دی۔ جب حسین نے احمد بن اسحاق کے اس عمل کو دیکھا اور اس اظہار محبت کا سابقہ عمل کے ساتھ مقائسہ کیا تو اسے بڑا عجیب سا لگا۔ لہٰذا حسین نے اس کی وجہ پوچھی۔ احمد نے وہ تمام واقعہ بیان کیا جو اس کے اور امام عسکریؑ کے درمیان پیش آیا تھا۔ حسین نے جب احمد کی بات سنی تو اپنے اعمال پر شرمندہ اور پشیمان ہوا۔ اور اسی مجلس میں توبہ کی اور جب اپنے گھر واپس آیا تو تمام شرابیں گھر سے باہر پھینک دیں۔ اور شراب کے تمام برتن توڑ ڈالے۔ اس کے بعد متقی اور پرہیزگار بن گیا اور ہر گناہ سے بچنے لگا۔ یہاں تک کہ نیک لوگوں میں شامل ہو گیا۔ صالح اور عبادت گذاروں کی صف میں داخل ہو گیا اور ہمیشہ مساجد میں اعتکاف میں بیٹھا کرتا تھا۔ اور عبادت میں مشغول رہتا تھا۔ یہاں تک کہ وفات کے بعد حضرت فاطمہ معصومہؑ کے مزار کے پاس دفن ہوا۔

(تاریخ قم ۲۱۱: بحار الانوار: ۳۲۳/۵۰ حدیث ۱۷)

دشمنان اہل بیتؑ پر لعنت

(۵۰۳/۷) علامہ مجلسیؒ کتاب شریف بحارالانوار میں لکھتے ہیں۔

بعض تالیفات شیعہ میں علی بن عاصم کوفی نابینا سے روایت ہوئی ہے کہ وہ کہتا ہے:

میں اپنے مولا امام عسکریؑ کی خدمت میں پہنچا۔ میں نے آپ پر سلام کیا۔ آنحضرت نے میرے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: خوش آمدید! اے عاصم کے بیٹے! بیٹھ جاؤ اور آرام کرو۔ مبارک ہو تجھے وہ بلند مقام جو خدا نے تجھے عطا فرمایا ہے۔ اے عاصم کے بیٹے! کیا تو جانتا ہے تیرے قدموں کے نیچے کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: اے میرے مولا قدموں کے نیچے میں فرش محسوس کر رہا ہوں جو بچھا ہوا ہے خدا اس فرش والے کو عزت عطا کرے۔ امامؑ نے مجھ سے فرمایا: اے عاصم کے بیٹے! تجھے پتہ ہونا چاہیے۔ اس وقت تو نے اس فرش پر قدم رکھا ہے جس پر بہت سے خدا کے انبیاء اور رسول بیٹھا کرتے تھے۔ میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! کاش میں جب تک اس دنیا میں زندہ ہوں ہمیشہ آپ کی خدمت میں رہتا اور ہرگز آپ سے دور نہ ہوتا۔ پھر میرے اندر خیال پیدا ہوا۔ کاش میری آنکھیں دیکھ سکتیں تو میں آقا کو دیکھتا۔ امامؑ نے جو ضمیر اور باطن سے باخبر ہے مجھ سے فرمایا: میرے قریب آؤ، جب میں قریب گیا تو آپ نے اپنا مبارک ہاتھ میری آنکھوں پر پھیرا۔ خدا کے اذن سے فوراً مجھے بینائی مل گئی۔ پھر آپ نے فرمایا: یہ جگہ ہمارے باپ آدمؑ کے قدموں کی ہے اور یہ جگہ ہابیلؑ کے قدموں کی ہے۔ اور بالترتیب آپ نے شیثؑ، ہودؑ، صالحؑ، ابراہیمؑ، شعیبؑ، موسیٰؑ، داؤدؑ، سلیمانؑ، خضرؑ، دانیالؑ، ذی القرنینؑ، عدنانؑ، عبدالمطلبؑ، عبداللہؑ اور عبد منافؑ کے قدموں کی جگہ دکھلائی۔ پھر فرمایا:

وھذا اثر جدی رسولؐ اللہ وھذا اثر جدی علی بن ابی طالب علیہ السلام

"یہ میرے جد رسولؐ خدا کے قدموں کی جگہ اور یہ میرے جد علی بن ابی طالبؑ کے قدموں کی جگہ ہے"

علی بن عاصم کہتا ہے: میں نے اپنے آپ کو ان قدموں کی جگہ پر گرا دیا اور بوسہ دیا،

سکتا۔ میں فقط آپ کی ولایت اور دوستی کا اظہار کرتا ہوں۔ اور آپ کے دشمنوں سے بیزاری اور تنہائی میں ان پر لعنت کرتا ہوں۔ اے میرے آقا ! میرا حال کیسا ہوگا؟ امامؑ نے فرمایا: میرے والد نے اپنے جد سے اور انہوں نے رسول خداؐ سے نقل کیا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا:

مَنْ ضَعُفَ عَنْ نُصْرَتِنَا اَهْلَ الْبَيْتِ وَلَعَنَ فِيْ خَلَوَاتِهِ اَعْدَاءَ نَا بَلَّغَ اللهُ صَوْتَهُ اِلٰى جَمِيْعِ الْمَلَائِكَةِ فَكُلَّمَا لَعَنَ اَحَدُ كُمْ اَعْدَاءَ نَا صَاعَدَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَلَعَنُوْا مَنْ يَلْعَنُهُمْ

"جو کوئی ہم اہل بیتؑ کی مدد سے عاجز ہو لیکن تنہائی میں ہمارے دشمنوں پر لعنت کرے، تو خدا اس کی آواز کو فرشتوں تک پہنچاتا ہے۔ پس جب بھی ہمارے دشمنوں میں سے کسی پر لعنت کرتا ہے تو اسے فرشتے اوپر لے جاتے ہیں اور جو لعنت نہیں کرتا، فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں اور ہمارے دشمنوں پر لعنت کی آواز جب فرشتوں تک پہنچتی ہے تو اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ اور اس پر درود بھیجتے ہیں اور کہتے ہیں۔

اے خدا! اس اپنے بندے کی روح پر درود بھیج جس نے تیرے دوستوں کی مدد میں کوشش کی ہے۔ اور اگر اس میں اس سے زیادہ مدد کرنے کی طاقت ہوتی تو ضرور مدد کرتا۔ اس وقت خدا کی طرف سے آواز آئے گی کہ اے میرے فرشتو! اپنے بندے کے بارے میں تمہاری دعا کو میں نے قبول کرلیا ہے۔ تمہاری آواز کو سنا ہے۔ اس کی روح پر دوسرے صالح بندوں کی ارواح کے ہمراہ درود بھیجا ہے۔ اور اسے میں نے اپنے برگزیدہ نیک بندوں میں شامل کرلیا ہے۔ اس روایت کی مانند ایک روایت برسیؒ نے کتاب مشارق میں نقل کی ہے۔

(بحارالانوار: ۳۱۶/۵۰ سطر ۵ مشارق الانوار ۱۰۰)

دعائے امامؑ

(۸/۵۰۴) علامہ مجلسیؒ بحارالانوار میں ابو ہاشم سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

امام حسن عسکریؑ کے دوستوں میں سے ایک شخص نے حضرت سے خط کے ذریعے سے درخواست کی کہ مجھے کوئی دعا تعلیم دیں۔امامؑ نے خط میں جواب دیا۔خدا کو اس دعا کے ساتھ پکارا کرو۔

يَا اَسمَعَ السَّامِعِينَ يَا اَبصَرَ المُبصِرِينَ وَيَا عِزَّالنَّاظِرِينَ وَيَا اَسرَعَ الحَاسِبِينَ وَيَا اَرحَمَ الرَّاحِمِينَ وَيَا اَحكَمَ الحَاكِمِينَ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَاَوسِع لِي فِي رِزقِي وَمُدَّلِي فِي عُمرِي وَامنُن عَلَيَّ بِرَحمَتِكَ وَاجعَلنِي مِمَّن تَنتَصِرُ بِهِ لِدِينِكَ وَلَا تَستَبدِل بِي غَيرِي

" اے دیکھنے والوں میں سب سے زیادہ دیکھنے والے اے سب سے زیادہ مراقبت کرنے والے،اے سب سے جلدی حساب کرنیوالے، اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے،اے وہ جو اپنی مملکت میں سب سے زیادہ طاقتور ہے،محمد و آل محمدؐ پر درود بھیج، اور میری روزی کو وسیع کر اور میری عمر میں اضافہ فرما۔اور اپنی رحمت کے ساتھ مجھ پر احسان فرما، اور مجھے ان میں سے قرار دے جو تیرے دین کی مدد کرتے ہیں اور میری جگہ کسی غیر کو قرار نہ دے"

ابو ہاشم کہتا ہے:میں نے اپنے ذہن میں کہا کہ مجھے اپنے گروہ میں سے قرار دے۔امام عسکریؑ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا: تو اس اور گروہ میں شامل ہے، کیونکہ تو خدا پر ایمان رکھتا ہے ، اس کے رسولؐ کی رسالت کا اقرار کرتا ہے۔اور اس کے اولیاء جو اس کی طرف سے اس کے بندوں پر ولایت رکھتے ہیں کی معرفت رکھتا ہے اور ان کی پیروی کرتا ہے۔ پس تیرے لئے خوش خبری ہے اور تجھے اس خوش خبری کے ساتھ خوش ہونا چاہیے۔

(کشف الغمہ:۲/۴۲۱سطر۶،بحارالانوار:۵۰/۲۹۸ضمن حدیث۷ مناقب شہر ابن آشوب:۴/۴۳۹)

راز زندگی

(۹/۵۰۵) نیز اسی کتاب میں محمد بن حسن سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں نے امام حسن عسکریؑ کو خط لکھا اور اس خط میں اپنے فقر اور ناداری کی شکایت

اس ثروت و بے نیازی سے بہتر ہے جو ہمارے غیر کے ساتھ ہو۔اور ہمارے راستے میں جان قربان کرنا اس زندگی سے بہتر ہے جو ہمارے دشمنوں کے ساتھ ہو۔امام علیہ السلام نے میرے خط کے جواب میں تحریر فرمایا: خدا تعالیٰ ہمارے دوستوں کو اس وقت فقر و ناداری میں مبتلا کر دیتا ہے جب وہ بہت زیادہ گناہوں کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں،اور اس کو گناہوں سے پاک ہونے کا وسیلہ قرار دیتا ہے اور اس طرح بہت سے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔اسی طرح جیسے تو نے خود اپنے آپ سے کہا ہے۔

اَلْفَقْرُ مَعَنَا خَيْرٌ مِنَ الْغِنٰى مَعَ غَيْرِنَا وَالْقَتْلُ مَعَنَا خَيْرٌ مِنَ الْحَيَاةِ مَعَ عَدُوِّنَا، وَنَحْنُ كَهْفٌ لِمَنِ الْتَجَا اِلَيْنَا وَنُوْرٌ لِمَنِ اسْتَبْصَرَ بِنَا وَعِصْمَةٌ لِمَنِ اعْتَصَمَ بِنَا.مَنْ أَحَبَّنَا كَانَ مَعَنَا فِي السَّنَامِ الْأَعْلٰى وَمَنِ انْحَرَفَ فَإِلَى النَّارِ

''ہمارے ساتھ رہ کر فقر و ناداری اس ثروت و بے نیازی سے بہتر ہے جو ہمارے غیر کے ساتھ رہنے سے ملے۔ہمارے راستے میں قتل ہونا ہمارے دشمنوں کے ساتھ زندگی گذارنے سے بہتر ہے۔جو ہماری پناہ لے ہم اس کے لئے پناہ گاہ ہیں اور جو ہم سے علم و آگاہی حاصل کرنا چاہے۔ہم اس کے لئے نور اور روشنائی ہیں اور جو بھی ہماری ولایت کے رشتہ سے متوسل ہو اور اس کے ساتھ تمسک کرے تو ہم اس کی حفاظت کرتے ہیں اور جو ہم سے روگردانی کرے اور منحرف ہو جائے اس کا ٹھکانا جہنم ہے''

(کشف الغمہ:۲/۴۲۱: رجال کشی:۵۳۳ رقم ۱۰۱۸ بحار الانوار:۵۰/۲۹۹ سطر۳)

امام عسکریؑ کی پرواز

(۱۰/۵۰۲) حسین بن احمد اپنی کتاب میں جعفر بن محمد سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں نے اپنے بہت سے بھائیوں کے ساتھ اپنے مولا و آقا کی زیارت کی، میں نے خود

اپنے آپ سے کہا، میری خواہش ہے کہ اپنے مولا و آقا امام عسکریؑ کی فضیلت و برتری کی واضح اور روشن کسی دلیل کا مشاہدہ کروں، تا کہ اس کے ذریعے سے میری آنکھ روشن ہو جائے۔ اچانک میں نے کیا دیکھا کہ حضرت آسمان کی طرف اوپر جا رہے ہیں۔ اور آسمان کے کناروں تک پھیلے ہوئے ہیں میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا: جو میں دیکھ رہا ہوں کیا تم بھی دیکھ رہے ہو؟ انھوں نے کہا، کیا چیز؟ میں نے اشارہ کیا، تو امامؑ اپنی پہلے والی حالت پر واپس آ گئے اور مسجد میں داخل ہو گئے۔

وہ ایک ہے

(۵۰۷/۱۱) کلینیؒ کتاب کافی میں محمد بن ربیع سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

اھواز میں میری ملاقات ایک مشرک سے ہوئی، پھر میں سامراء چلا گیا اور میرے ذہن میں اس مشرک کی کچھ باتیں بیٹھ گئیں تھیں۔ میں احمد بن خضیب کے گھر کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ دارالخلافہ کی طرف سے امام عسکریؑ میری طرف آئے، آپ نے میری طرف دیکھا اور شہادت والی انگلی کے ساتھ میری طرف اشارہ کیا اور فرمایا:

اَحَدٌ اَحَدٌ فَرْدٌ ”ایک ہے ایک ہے یکتا ہے“

جب امام نے یہ جملہ ارشاد فرمایا: تو میں آپ کے کلام کی ہیبت سے بے ہوش ہو گیا اور زمین پر گر پڑا۔

(کافی ۱/۵۱۱ حدیث ۲۰ اثبات الهداة: ۳/۳۰۵ حدیث ۲۲ مدینۃ المعاجز: ۷/۵۵۶ حدیث ۱۲۳ الخرائج ۱/۴۳۵ حدیث ۱۴ کشف الغمہ ۲/۴۲۵ بحارالانوار: ۵۰/۲۹۳ حدیث ۶۷)

وہ خدا کے بندے ہیں

(۵۰۸/۱۲) ابن شہر آشوبؒ کتاب مناقب میں ادریس بن زیاد کفرتوثائی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں اہل بیتؑ کے بارے میں غلو کرتا تھا اور ان کے متعلق بڑی بڑی باتیں کرتا تھا۔ ایک دن میں شہر عسکر میں امام عسکریؑ کی زیارت کے لئے گیا۔ بہت زیادہ تھک جانے کی

وجہ سے میں ایک حمام کے باہر چبوترے پر لیٹ کر سو گیا۔ اور [illegible]

تھی۔ یہاں تک کہ میں نے محسوس کیا کہ مجھے کوئی لکڑی کے ساتھ مار رہا ہے۔ میں جب بیدار ہوا تو دیکھا کہ امام عسکریؑ ہیں۔ آپ سواری پر سوار ہیں اور آپ کے اطراف میں غلام ہیں۔ میں اٹھا اور آپ کے قدموں کو بوسہ دیا، سب سے پہلی بات جو آپ نے میرے ساتھ کی وہ یہ فرمایا: اے ادریس!

بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ ۝ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُم بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ.

(جس طرح تم سوچتے ہو ایسے نہیں ہے) بلکہ وہ خدا کے مقرب بندے ہیں اور گفتگو میں ان سے پہل نہیں کرتے اور ہمیشہ ان کے حکم کی پیروی کرتے ہیں۔

(سورہ انبیاء آیہ: ۲۶۔۲۷)

امام عسکریؑ اور آداب زندگی

(۱۶/۵۱۲) قطب راوندیؒ کہتے ہیں: امام عسکریؑ کے اخلاق مبارک آپ کے جد رسولؐ خدا کے اخلاق شریفہ کی مانند تھے۔ آپ کا چہرہ مبارک گندمی رنگ کا، درمیانہ قد جو خوبصورت تھا اور بدن مناسب تھا آپ کی عمر کم تھی لیکن ہیبت اور عظمت بہت زیادہ تھی۔ سب لوگ آپ کی تعظیم کرتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کے مخالف لوگ بھی آپ کے علم وفضل کی وجہ سے آپ کے مقابل میں سر جھکاتے ہوئے نظر آتے تھے اور آپ کی پاکیزگی، پاکدامنی، زہد، عبادت، سچائی، شائستگی کی وجہ سے آپ کو مقدم کرتے تھے۔ آپ بڑے بزرگوار، شریف النفس، عالم اور عطا کرنے والے تھے، مشکلات کے سنگین وزن کو خود اپنے کندھوں پر برداشت کرتے اور کبھی بھی مشکلات اور سختیوں کے مقابلے میں کمزوری اور سستی کا اظہار نہ کرتے۔ (الخرائج ۲/۱۰۹)

نماز تہجد کی اہمیت

(۱۷/۵۱۳) آپ کا ایک خط شیخ بزرگوار ابن بابویہ قمیؒ کی طرف جو قم مقدس کے شہر میں دفن ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم: تمام تعریفیں اور ثنائیں اس خدا کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اور عاقبت پرہیز گاروں کے لئے ہے۔اور بہشت فقط خدا وحدہ لا شریک کی عبادت کرنے والوں کے لئے اور دوزخ منکرین اور منحرفین کے لئے ہے۔اور کوئی آشکار ظلم نہیں ہے مگر ظالم و ستمگروں پر۔اور بہترین پیدا کرنے والے خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور درود و سلام اس کی بہترین مخلوق محمدؐ اور ان کی پاک آل علیہم السلام پر ہو۔

اما بعد! میں تجھے نصیحت کرتا ہوں (خدا تجھے اپنی رضا اور خوشنودی کے حاصل کرنے میں توفیق عطا فرمائے۔اور تیری نسل سے نیک و صالح اولاد قرار دے) کہ تقویٰ کو اپنا پیشہ بناؤ، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، کیونکہ جو بندہ زکوٰۃ نہیں دیتا اس کی نماز قبول نہیں ہوتی اور میں تجھے نصیحت کرتا ہوں۔گناہوں سے معافی کی، غصہ کو پی جانے کی، اپنے قریبیوں کے ساتھ احسان کرنے کی، اپنے بھائیوں کے ساتھ ہمدردی کرنے کی اور سختی و آسانی کی حالت میں اپنے بھائیوں کی ضروریات کو پورا کرنے میں کوشش کرنے کی۔جہالت و نادانی کے وقت بردباری کی۔دین میں فہم و آگاہی اور سمجھ بوجھ پیدا کرنے کی۔کاموں میں غور و فکر اور ہوشیاری کی۔قرآن کے ساتھ ہم پیمان ہونے کی۔اچھے اخلاق رکھنے کی اور اچھے کاموں کا حکم دینے کی اور برے کاموں سے دور رہنے کی اور تمام برائیوں سے بچنے کی خدا تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ (سورہ نساء آیت ۱۱۴)

"ان کی اکثر پوشیدہ گفتگوؤں میں خیر اور فائدہ نہیں ہے۔مگر وہ جو صدق اور نیکی کا حکم دے یا لوگوں کے درمیان اصلاح کرے"

وَعَلَيْكَ بِصَلٰوةِ اللَّيْلِ فَانَّ النَّبِىَّ اَوْصٰى عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ يَا عَلِيُّ عَلَيْكَ بِالصَّلٰوةِ اللَّيْلِ عَلَيْكَ بِالصَّلٰوةِ اللَّيْلِ عَلَيْكَ بِالصَّلٰوةِ اللَّيْلِ وَمَنِ اسْتَخَفَّ بِصَلٰوةِ اللَّيْلِ فَلَيْسَ مِنَّا

علی سے وصیت فرمائی اور کہا: اے علی! تجھ پر نماز شب لازمی ہے: تجھ پر نماز شب لازمی ہے۔ تجھ پر نماز شب لازمی ہے۔ جو کوئی بھی نماز شب کو وقت نہ دے وہ ہم میں سے نہیں ہے"

پس میری ان سفارشات پر عمل کرو اور جن چیزوں کا میں نے تجھے حکم دیا ہے میرے شیعوں کو بھی ان پر عمل کرنے کا حکم دو۔ اور فرمایا:

علیک بالصبر وانتظار الفرج فان النبی ؐ: "قال افضل اعمال امتی انتظار الفرج" ولا تزال شیعتنا فی حزن حتی یظھر ولدی الذی بشر به النبی ؐ انه یملاء الارض قسطاً وعدلاً "کما ملئت ظلماً وجوراً

"اپنے اوپر صبر کو لازم قرار دو اور فرج وظہور کے انتظار میں رہو۔ بے شک رسول خداؐ نے فرمایا: میری امت کا افضل ترین عمل فرج وظہور کا انتظار کرنا ہے۔ ہمیشہ میرے شیعہ غم واندوہ میں مبتلا رہیں گے۔ یہاں تک کہ میرا بیٹا ظہور کرے، جس کے آنے کے بارے میں پیغمبر اکرمؐ نے خوش خبری دی ہے اور اس کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ زمین کو اس طرح عدل وانصاف سے پر کردے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہے"

صبر کو اپنا پیشہ بناؤ اور میرے تمام شیعوں کو اس کی نصیحت کرو اور جان لو کہ:۔

إِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ يُورِثُهَا مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ

(سورہ اعراف آیت ۱۲۸)

"بے شک زمین خدا کے لئے ہے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے گا اس کا وارث بنائے گا۔ اور عاقبت پرہیز گاروں کے لئے ہے"

تجھ پر اور تمام شیعوں پر سلام خدا کی رحمتیں اور برکتیں ہوں خدا ہمارے لئے کافی ہے اور بہترین محافظ ہے وہ مولا اور بہترین مددگار ہے۔ (مناقب ابن شہر آشوب ۴/۴۲۵)

چودھواں حصّہ

بارہویں امام: زمین میں خدا کے اولیاء

میں سے باقی رہنے والے بندوں پر خدا کی حجت، غم و اندوہ

اور پریشانیوں کو دور کرنے والے خدائے مہربان کے جانشین مہدی آل محمد علیہم السلام۔

حضرت حجۃ بن الحسن امام زمان صلوات اللہ علیہ کے

افتخارات اور کمالات کے سمندر سے

ایک قطرہ

نرجس کا چاند طلوع ہوا

(۱/۵۱۴) طبریؒ کتاب دلائل میں حکیمہ خاتون دختر حضرت جوادؑ سے آنحضرت کی ولادت کی کیفیت کو نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتی ہیں:

امام عسکریؑ نے ایک دن مجھ سے فرمایا: پھوپھی جان! میں چاہتا ہوں آج رات آپ ہمارے ساتھ افطار کریں کیونکہ آج رات ایک اہم واقعہ رونما ہوگا۔ میں نے عرض کیا: کونسا امر آج کی رات رونما ہوگا؟ آپ نے فرمایا:

ان القائم من آل محمد یولد فی هذه اللیلة

"بے شک آج کی رات قائم آل محمد علیہم السلام اس دنیا میں آئے گا"

میں نے عرض کیا: وہ کس سے پیدا ہوں گے اور ان کی والدہ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: نرجس، حکیمہ خاتون کہتی ہے: میں حضرت کے گھر گئی، سب سے پہلے جس سے میری ملاقات ہوئی وہ حضرت نرجس خاتون تھیں۔ مجھ سے انہوں نے کہا: پھوپھی جان میں آپ پر قربان جاؤں آپ کا کیسا حال ہے؟ میں نے اس سے کہا: بلکہ میں آپ پر قربان جاؤں اے زمانے کی عورتوں کی سردار! جب میں نے اپنے جوتے اتارے تو نرجس خاتون آئیں، تاکہ میرے پاؤں پر پانی ڈالیں۔ میں نے انہیں قسم دی کہ ایسا نہ کریں۔ میں نے ان سے کہا: خدا نے آپ کو ایک بچہ عطا کیا ہے جو آج رات اس دنیا میں تشریف لا رہا ہے۔ یہ بات سن کر ایک عزت و وقار اور ہیبت کے لباس نے نرجس کو چھپا لیا اور میں نے ان میں حمل کے کوئی آثار نہ دیکھے۔ نرجس خاتون نے سوال کیا: کس وقت وہ بچہ اس دنیا میں آئے گا؟ میں نہیں چاہتی تھی کہ کوئی خاص وقت بیان کروں۔ کیونکہ ہوسکتا ہے وہ غلط ہو، لہٰذا میں نے ان سے کہا: امام عسکریؑ نے فرمایا ہے: صبح کی پہلی سفیدی کے وقت۔

جب میں نے افطار کرلیا اور نماز سے فارغ ہوگئی اور سوگئی تو نرجس میرے ساتھ سو گئی۔ پھر میں نماز شب کے لئے اٹھی تو نرجس بھی بیدار ہوگئی۔ میں نے نماز پڑھی اور صبح کے انتظار میں بیٹھ گئی۔ نرجس خاتون آرام کرنے لگیں۔ جب میں نے خیال کیا کہ صبح قریب ہے تو میں طلوع فجر کی جستجو کے لئے باہر آئی اور آسمان کی طرف دیکھا۔ میں نے ستاروں کو دیکھا کہ وہ چھپ گئے ہیں اور صبح کی پہلی سفیدی بہت نزدیک ہے۔ پھر میں اندر واپس چلی گئی، گویا شیطان نے میرے اندر وسوسہ پیدا کردیا۔ امام عسکریؑ نے ساتھ والے کمرے سے مجھے آواز دی اور فرمایا: پھوپھی جان! اتنی جلدی نہ کرو۔ پس گویا وہ امر انجام پا گیا ہے۔ آپ نے سجدہ کیا اور آپ کی دعا کو میں نے سنا، دعا میں کچھ کہہ رہے تھے، لیکن میں سمجھ نہ سکی۔ اور نہ جان سکی کہ کیا ہے؟ اس وقت میں نے اپنے اندر مضبوطی اور سکون کو محسوس کیا زیادہ وقت نہ گذرا تھا کہ میں نے احساس کیا کہ نرجس خاتون نے اپنے آپ کو حرکت دی ہے۔ میں نے ان سے کہا: مت ڈرو! خدا تیرا محافظ ہے۔ نرجس خاتون میرے سینے پر آ گئی اور بچہ مجھے دے دیا اور خود سجدے میں زمین پر گرگئی۔ میں نے بچے کو دیکھا، جو حال سجدہ میں زمین پر پڑا ہے۔ اور سجدہ میں توحید، نبوت، اور امامت کا اقرار کیا اور فرمایا:

لا اله الا الله محمد رسول الله وعلی حجة الله

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور علی اللہ کی حجت ہے"

اس کے بعد اس بچے نے اپنے والد بزرگوار تک تمام اماموں کے نام لئے۔ امام عسکریؑ نے مجھے آواز دی اور فرمایا: پھوپھی جان! میرا بیٹا میرے پاس لاؤ۔ میں نے چاہا کہ اس کو نہلاؤں اور اسے پاکیزہ کروں۔ میں نے جب دیکھا تو کسی قسم کی اصلاح اور پاک کرنے کی ضرورت نہیں تھی ہے، بلکہ وہ تو کاملاً صاف اور پاکیزہ ہے۔ میں بچے کو امامؑ کے پاس لے گئی۔ امام نے اپنے نور چشم کو گود میں لیا، چہرے اور پاؤں کو چوما، اور اپنی زبان بچے کے منہ میں ایسے رکھی جس طرح مرغی اپنے بچے کو اپنی چونچ کی نوک سے غذا کا دانہ دیتی

میرے بیٹے! پڑھو! اس نومولود نے اپنے لبوں کو کھولا اور قرآن کو شروع کیا (بسم
الله الرحمٰن الرحیم) پڑھی۔ پھر امامؑ نے کچھ ایسی کنیزوں کو بلایا، جن کے متعلق آپ جانتے تھے
کہ وہ راز کو چھپائیں گی اور اس خبر کو فاش نہیں کریں گی۔ بچہ ان کو دکھلایا اور فرمایا کہ اس بچے
پر سلام کرو۔ بوسہ دو اور کہو! تجھے خدا کے سپرد کیا: اور پھر واپس چلی جاؤں، اس کے بعد آپ
نے فرمایا: پھوپھی جان! نرجس کو بلاؤ کہ میرے پاس آئے۔ میں نے انھیں آواز دی اور کہا
امامؑ آپ کو بلا رہے ہیں تاکہ بچے کو دیکھ لے اور اس کے ساتھ الوداع کرے۔ میں اس اہم
امر اور واقعہ کو دیکھنے کے بعد اور رات گذارنے کے بعد اپنے گھر واپس چلی گئی۔ اگلے دن
جب میں امامؑ کی خدمت میں پہنچی تو بچے کو آپ کے پاس نہ پایا آپ کو میں نے بچے کی
ولادت کی مبارک باد دی اور آپ سے بچے کے متعلق دریافت کیا:

آپ نے فرمایا:

یا عمة: هو فی ودایع الله الی ان یاذن الله فی خروجه

"اے پھوپھی جان! وہ امان خدا اور اس کی حفاظت میں ہے یہاں تک کہ
خدا اسے خروج کی اجازت دے"

(دلائل الامامۃ: ۴۹۷ حدیث ۹۳ تبصرۃ الولی: ۵ حدیث ۳)

طبریؒ اسی کتاب میں اس روایت کی مثل ایک دوسری روایت ذکر کرتے ہیں، جس
میں مختصر سا اضافہ ہے جسے ہم اس جگہ نقل کرتے ہیں۔

فَوَضَعَتْ صَبِیًّا کَاَنَّهُ فَلَقَةُ قَمَرٍ عَلٰی ذِرَاعِهِ الْاَیْمَنِ مَکْتُوبٌ (جَاءَ
الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَهُوْقًا) (سورہ اسراء آیت نمبر ۸۱)

"نرجس نے ایسا بچہ دنیا میں آیا گویا چاند کا ٹکڑا ہو، اور اس کے دائیں بازو پر لکھا
ہوا تھا۔ (حق آگیا اور باطل نابود ہو گیا بے شک باطل ختم ہونے والا ہے)"

امامؑ نے کافی دیر تک بچے کے ساتھ اظہار محبت کیا اور گفتگو کی، پھر بچے نے اپنے
لب مبارک کھولے اور گفتگو شروع کی۔ اس کے بعد سب اماموں کے نام اپنے نام سمیت شمار

کئے اور اپنے دوستوں کے لئے دعا کی کہ خدایا اس کے ہاتھ پر فرج اور کشادگی عطا فرمائے۔ پھر میرے اور امام کے درمیان تاریکی نے فاصلہ پیدا کر دیا۔ اس کے بعد میں نے بچے کو نہ دیکھا۔ میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! وہ بچہ جو خدا کے نزدیک صاحب عزت ہے کہاں گیا؟ آپ نے فرمایا: وہ جو اس بچے کے ساتھ تجھ سے زیادہ لائق ہے اس نے لے لیا ہے میں اپنی جگہ سے اٹھی اور گھر واپس چلی گئی۔ چالیس دن کے بعد میں امامؑ کے گھر دوبارہ مشرف ہوئی، ایک چھوٹے بچے کو دیکھا جو گھر کے اندر چل رہا تھا، اس بچے کے چہرے سے خوبصورت چہرہ نہیں دیکھا اور نہ ہی اس کی زبان سے زیادہ فصیح تر زبان اور اس کے کلام سے زیادہ دلنشین کلام میں نے نہیں سنی ہے۔ میں نے امامؑ سے عرض کیا: یہ کون ہے جو ان اوصاف کا مالک ہے؟ آپ نے فرمایا:

هذا المولود الكريم على الله

"وہی بچہ ہے جو خدا کے نزدیک صاحب عزت و اکرام ہے"

میں نے عرض کیا: اس بچے کو تو دنیا میں آئے چالیس دن سے زیادہ نہیں گذرے، لیکن وہ چالیس دن کا نہیں لگتا۔ امام مسکرائے اور فرمایا:

اما علمت انا معاشر الاوصياء ننشاء في اليوم كما ينشاء غيرنا في الجمعة وننشاء في الجمعة كما ينشاء غيرنا في الشهر وننشاء في الشهر كما ينشاء غيرنا في السنة

"پھوپھی جان کیا آپ نہیں جانتی کہ ہم اماموں میں سے ہر کوئی ایک دن میں اتنا بڑھتا ہے جتنا دوسرے لوگ ایک ہفتے میں۔ اور ایک ہفتے میں ہم اتنا بڑھتے ہیں جتنا دوسرے لوگ ایک مہینے میں، اور ایک مہینے میں ہم اتنا بڑھتے ہیں جتنا دوسرے لوگ ایک سال میں"

(دلائل الامامہ: ص ۵۰۰ ضمن حدیث ۹۴ تبصرۃ الولی ۱۹ ضمن حدیث ۴)

من بما یاباہ لا یجری القدر
حجة الله علی کل البشر
خیر اهل الارض فی کل الخصال
شمس اوج المجد مصباح الظلام
صفوة الرحمان من بین الانام
الامام بن الامام بن الامام
قطب الافلاک المعالی والکمال
فاق اهل الارض فی عز وجاہ
فارتقی فی المجد اعلی مرتقاہ
لو ملوک الارض حلوا فی ذارہ
کان اعلی صفهم صف النعال
یا امین الله یا شمس الهدی
یا امام الخلق یا بحر الندی
عجلن عجل فقد طال المدی
واضمحل الدین واستولی الضلال

"وہ صاحب الزمان اور امام ہے سب جس کے انتظار میں ہیں وہ اگر کوئی
چیز نہ چاہے اور قبول نہ کرے تو خدا کی تقدیر نہیں بنتی اور جاری نہیں ہوتی۔
وہ تمام اہل بشر پر خدا کی حجت ہے، اور وہ تمام اچھی خصلتوں اور عادتوں میں
سب کائنات والوں سے افضل اور برتر ہے"

"وہ آسمان عظمت کا سورج اور تاریکیوں میں روشنی دینے والا چراغ ہے اور
وہ مہربان خدا کی طرف سے لوگوں میں سے چنا ہوا ہے"

"وہ خود امام ہے اور اس کے آباؤ اجداد بھی امام تھے۔ وہ تمام صفات اور کمالات عالیہ کا مرکز ہے"

"وہ عزت و عظمت میں سب سے آگے ہے' وہ بزرگواری اور عطا کرنے کی صفت میں بلند ترین مرتبے پر فائز ہے"

"اگر زمین کے بادشاہ ان کے دولت کدہ پر حاضری دیں تو ان کی جگہ اور مقام وہاں ہے جہاں جوتے اتارے جاتے ہیں"

"اے خدا کے امین، اے چراغ ہدایت، اے مخلوقات کے راہنما..اے سخاوت اور بخشش کے سمندر"

"اپنے ظہور میں جلدی فرمائیں کیونکہ آپ کی غیبت کی مدت طول پکڑ چکی ہے اور دین الٰہی ختم ہو چکا ہے اور ہر طرف گمراہی کا ڈیرہ ہے"

امام زمان علیہ السلام کی ولادت با سعادت کی مناسبت سے آیۃ اللہ استاد حاج شیخ محمد حسین اصفہانیؒ کے فارسی اشعار کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔

اے نسیم سحر تو بتا آج کی رات کونسی رات ہے۔ آج کی رات میرا چاند دل محفل کی شمع بنا ہوا ہے۔

آج کی رات کیا کامیاب رات ہے اور دن کیا دل جوش کرنے والا دن ہے۔ آج کی رات چمکنے والی رات ہے میرے پر سکون دل کے لئے۔

ہمیشہ رہنے والے سورج کے چمکنے کا مقام اور انوار ازلی کے طلوع ہونے کی جگہ صاحب العصر ابو الوقت امام زمانہ ہیں۔

وہ عدل کے ساتھ قیام کرنے والے مظہر اور خدا کے حجاب ہیں۔ پوشیدہ رازوں کو ظاہر کرنے والے اور خفیہ چیزوں کو ظاہر کرنے والے ہیں۔

وہ نظام کائنات کا مرکز اور وجود ہستی کا مدار ہیں۔ اس کائنات کے ساتھ ان کا تعلق

وہ تن حیلوں کے مالک اور کون و مکان کے بادشاہ ہیں اور احسان کرنے والی ذات
خدا کی سلطنت عظیمہ کے مظہر ہیں۔

وہ ایسا سمندر ہے جو ہمیشہ موجیں مارتا ہے اور ایسا چشمہ ہے جو ہمیشہ جاری و ساری
رہتا ہے جس کے اندر صبح و شام روح قدس غوطہ زن رہتی ہے۔

طور سینا پر مثل موسیٰ کلیم تجلی کئے ہوئے ہے ارنی کہو پہاڑ کے اوپر، کیونکہ ہر جگہ اس
کا وطن ہے۔

وہ مصر کا یوسف ہے حقیقت میں دو سو، یوسف کے حسن کا حامل ہے بلکہ یہ کہا جائے
کہ وہ ایک قیمتی موتی ہے۔

وہ ایک قاطع حجت و دلیل اور شرک و گمراہی کو ختم کرنے والا ہے۔وہ ایک وسیع
رحمت اور ہر غم و اندوہ اور مشکل کو دور کرنے والا ہے۔

وہ صاحب علم و یقین اور دین و آئین کا حامی و ناصر ہے کجی اور گمراہی کو ختم کرنیوالا
اور فرائض و سنتوں کو زندہ کرنے والا ہے۔

وہ تمام اچھی خصلتوں کا مالک ہے اہل گمراہی و ضلالت کے تفرقہ کے بعد زمین کو
فتنوں سے پر ہو جانے کے بعد عدل کو ہر طرف پھیلانے والا ہے۔

اے اس جہان کے سلیمان اور اے عرش و فرش کے بادشاہ تیرا ملک کب تک مشرک
اور ملحد لوگوں کے ہاتھوں میں رہے گا۔

اے ملکوت اعلیٰ کے ہما اور جبروت اعلیٰ کے کبوتر! کب تک دین کے باغ میں کوے
اور چیل کا بسیرہ رہے گا۔

اے کعبہ توحید کے لباس اور اے وہ جس کا دروازہ امید کا کوچہ ہے کب تک دلوں
کا کعبہ بتوں کا گھر رہے گا۔

انا اللہ کے راز سے پردہ تو اٹھا دیجئے تاکہ دنیا جان لے کہ یہ کام ہمارے لائق ہے
الیاسؑ نے تیرے جمال کی زیارت کے شوق میں سمندر سے دل لگا لیا اور خضرؑ تیرے عشق میں

جگہ جگہ پھر رہا ہے۔

تیری بارگاہ کا کعبہ ارواح اور عقول کا قبلہ ہے اور تیرے راستے کی خاک ہر مرد و عورت کی سجدہ گاہ ہے۔

اے وہ جس کے چہرے سے صاحبان جنت کی جنت نظر آتی ہے۔اور تیرے بغیر جنت بھی غموں کا گھر ہوگا۔

اے وہ جس کے پرچم کے نیچے ہر ایک جگہ حاصل کرتا ہے اور اس وقت پرچم اسلام کے لہرانے کی باری ہے۔

اور تیری تلوار کے خوف سے زمانے کا دل دو ٹکڑے ہو جائے گا۔جب خونی کفن والے بادشاہوں سے انتقام لیا جائے گا۔

اور ذکر ہوا ہے کہ امام زمانہ علیہ السلام کی ولادت کی تاریخ حروف ابجد کے حساب سے کلمہ (نور) کے مطابق ہے۔

مہدیؑ برحق خروج کریں گے

(۲/۵۱۵) امام صادقؑ سے اس آیت شریفہ کی تاویل میں روایت وارد ہوئی ہے کہ جس میں خدا فرماتا ہے:

لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ (سورہ توبہ آیت ۳۳ سورہ فتح آیت نمبر ۲۹ سورہ صف آیت ۹)

"تا کہ اسے تمام ادیان پر غالب کردے"

آپ نے فرمایا:

واللہ ما نزل تاویلها بعد ولا ینزل تاویلها حتی یخرج القائم

"خدا کی قسم اس آیت کی تاویل نہ حاصل ہوتی اور نہ ہوگی مگر یہ کہ قائم علیہ السلام خروج کریں"

(کمال الدین: ۲/۶۷۰ حدیث ۱۶ بحار الانوار: ۵۲/۳۲۴ حدیث ۳۶ و ۵۱/۶۰ حدیث ۵۸)

باطنی نعمت

(۳/۵۱۶) وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً (سورہ لقمان آیت نمبر۲۰)

"اس نے ظاہری اور باطنی نعمتوں کو تم پر نازل کیا۔

اس آیت کی تاویل میں امام کاظمؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

اَلنِّعْمَةُ الظَّاهِرَةُ الْاِمَامُ الظَّاهِرُ، وَالنِّعْمَةُ الْبَاطِنَةُ الْاِمَامُ الْغَائِبُ

"نعمت ظاہر سے مراد امام ظاہر ہے اور نعمت باطنہ سے مراد امام غائب ہے"

(کمال الدین:۲/ ۳۶۸ حدیث ۶ بحار الانوار:۵۱/ ۱۵۰ حدیث ۲ تفسیر برہان:۳/ ۲۷۷ حدیث ۲)

بقیۃ اللہ

فضل بن شاذان امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: امام زمانہؑ ظہور کے وقت اس آیت کی تلاوت کریں گے۔

بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ

"بقیۃ اللہ یعنی باقی ماندہ حجت الٰہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم اہل ایمان ہو"

(سورہ ہود آیت ۸۶)

اس کے بعد امام زمانہ فرمائیں گے، میں بقیۃ اللہ اور خدا کی باقی ماندہ حجت ہوں۔

(نور الابصار ص ۱۷۲ بحار الانوار:۵۲/ ۱۹۲ حدیث ۲۴)

معطل کنواں

(۵/۵۱۸) علی بن ابراہیم قمیؒ اپنی تفسیر میں امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: سورہ حج کی ۴۵ آیت (وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ) میں (بئر معطلة) یعنی ایسا کنواں جو پانی سے پر ہو اور معطل ہو گیا ہے اور اس سے فائدہ نہ اٹھایا گیا ہو) سے مراد حضرت مہدی علیہ السلام ہیں۔ (تفسیر قمی:۲/ ۸۵ تفسیر برہان:۳/ ۹۶ حدیث ۶)

چھپا ہوا ستارہ

(۶/۵۱۹) آیت شریفہ

فَلَا اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ (سورہ تکویر آیت ۱۵/۱۶)

کی تفسیر میں نعمانیؒ اپنی کتاب غیبت میں امام باقرؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: (خنس) یعنی (چھپا ہوا ستارہ) سے مراد آخری امام ہیں جو آنکھوں سے پوشیدہ ہیں۔

(غیبت نعمانی ۷۵ سطر ۸ بحارالانوار: ۵۱/۵۱ ذیل حدیث ۴۲ تفسیر برہان ۴/۴۳۳ حدیث ۳ کافی ۱/۳۴۱ حدیث ۲۳ کمال الدین ۱/۳۲۵ حدیث ۱ غیبت طوسی ص ۱۰۱ تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ)

ساعت سے مراد کون؟

(۷/۵۲۰) سورہ اعراف کی آیت ۱۸۷ اور سورہ نازعات کی آیت ۴۲

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ

”تجھ سے ساعت کے بارے میں سوال کریں گے“

میں (ساعت) سے مراد اور سورہ زخرف کی آیت ۸۵ (وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ) اس کے پاس ساعت کا علم ہے) میں (ساعت سے مراد اور سورہ احزاب کی آیت ۶۳ اور سورہ شوریٰ کی آیت ۱۷ (وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ)، تو کیا جانے شائد ساعت نزدیک ہے) میں (ساعت) سے مراد اور اسی طرح سورہ شوریٰ کی آیت ۱۸ (وَالَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِي السَّاعَةِ) (وہ لوگ جو ساعت میں جھگڑا کرتے ہیں) میں ساعت سے مراد حضرت مہدیؑ اور آپ کا ظہور ہے۔

(بحارالانوار: ۳۵/۱ حدیث ۱)

شیعہ مراد ہیں

(۸/۵۲۱) شیخ صدوق کتاب کمال الدین میں آیت هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ (سورہ بقرہ آیت ۲-۳)

”[illegible] غیب پر ایمان رکھتے ہیں“

المعقون شیعة علی علیه السلام و الغیب فهو الحجة الغائب

"پرہیزگاروں سے مراد شیعیان علیؑ ہیں اور غیب سے مراد حجت غائب ہیں"

سورج کون؟

(۹/۵۵۲) شرف الدینؒ کتاب تاویل الآیات میں آیت (والشمس وضحها)(سورج کی قسم اور اس کی روشنی کی قسم) کی تفسیر میں فرماتے ہیں سورج سے مراد رسولؐ خدا ہیں اور سورج کی روشنی اور نور سے مراد حضرت قائمؑ اور ان کا ظہور ہے۔

(تاویل الآیات:۲/۸۰۳ بحارالانوار:۲۴/۷۲ حدیث ۲)

امام اور دو رکعت نماز

(۱۰/۵۲۳) علی بن ابراہیم قمیؒ آیۂ شریفہ

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ۔ (سورۂ نمل آیت ۶۲)

"کیا کوئی ہے خدا کے علاوہ جو مضطر کو جواب دے جب وہ پکارے)"

کی تفسیر میں امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

نَزَلَتْ فِی الْقَائِمِ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ علیه السلام هُوَ وَاللّٰهِ الْمُضْطَرُّ إِذَا صَلّٰی فِی الْمَقَامِ رَكْعَتَیْنِ وَدَعَا اللّٰهَ فَأَجَابَهُ، وَیَكْشِفُ السُّوْءَ وَیَجْعَلُهُ خَلِیْفَةً فِی الْأَرْضِ

"یہ آیت قائم آل محمد علیہم السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے۔خدا کی قسم وہ ہیں (مضطر) جب وہ مقام ابراہیم میں دو رکعت نماز پڑھیں گے اور خدا سے دعا کریں گے خدا ان کی دعا قبول کرے گا اور ان سے غم واندوہ اور پریشانی کو دور کرے گا، اور انھیں زمین پر اپنا خلیفہ قرار دے گا"

(تفسیر قمی:۲/۱۲۹ بحارالانوار:۵۱/۴۸ حدیث ۱۱ تفسیر برہان ۳/۲۰۸ حدیث ۷ المحجہ ۱۶۵)

نقطۂ نور

(۱۱/۵۲۴) مفضل امام صادقؑ سے آیت شریفہ فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ

(سورہ مدثر آیت ۸)

"جب سور پھونکا جائے گا"

کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

اس سے مراد حضرت مہدیؑ کا ظہور ہے۔اور جب خدا تعالیٰ ظہور کا ارادہ فرمائے گا تو آنحضرت کے دل مبارک میں نور کا نقطہ پیدا کردے گا اور آپ اس وقت حکم خدا سے قیام کریں گے۔

قمر سے مراد کون؟

(۱۲/۵۲۵) فراتؒ اپنی کتاب تفسیر میں امام حسینؑ اور امام باقرؑ سے سورہ شمس کی پہلی دو آیتوں کی تفسیر میں روایت نقل کرتے ہیں کہ ان دو حضرات نے فرمایا:۔

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا

میں سورج سے مراد رسولؐ خدا ہیں اور

وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا

"میں قمر سے مراد امیر المومنین علیؑ ہیں اور

وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا

"میں دن سے مراد حضرت قائم آل محمد علیہم السلام ہیں"

(تفسیر فرات: ۵۶۳ حدیث ۳ بحارالانوار: ۲۴/۹ ح ذیل حدیث ۲۰

(۱۳/۵۲۶) کلینیؒ کافی میں آیہ

وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ (سورہ صف آیت ۸)

"خدا اپنے نور کو کامل کرنے والا ہے"

کی تفسیر میں حضرت موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں کہ یہ مطلب حضرت قائم علیہ السلام کی رہبری میں حاصل ہوگا۔

(کافی ۱/۴۳۲ ضمن حدیث ۹۱ بحار الانوار: ۲۳/۳۱۸ ح ۲۹، ۲۴/۳۳۶ حدیث ۵۹ و ۵۱/۶۰ ط ۱)

کون پانی دے گا؟

(۱۴/۵۲۷) امام باقرؑ آیت شریفہ

قُلْ اَرَاَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ (سورہ ملک آیت ۳۰)

"اگر تم دیکھو کہ ضرورت کے مطابق پانی بھی مل نہیں رہا تو کون ہے جو تمہارے لئے خوش مزہ پانی لائے"

کی تفسیر میں فرمایا: یہ آیت حضرت قائم علیہ السلام کی شان میں ہے۔ خدا تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

ان اصبح امامکم غائبا عنکم لا تدرون این هو فمن یاتیکم بامام ظاهر یاتیکم باخبار السموات والارض وحلال الله جل وعز وحرامه؟

"اگر تمہارا امام تمہاری نظروں سے غائب ہو جائے اور تم نہ جانتے ہو کہ وہ کہاں ہے؟ تو کون ہے جو اس امام کو ظاہر کرے تاکہ آسمان اور زمین کی تمہیں خبریں دے اور خدا کے حلال اور حرام کو بیان کرے؟"

پھر آپ نے فرمایا: خدا کی قسم! اس آیت کا مطلب اور معنی ابھی تک وقوع پذیر نہیں ہوا، لیکن حتما واقع ہوگا۔ (کمال الدین ۱/۳۲۵ حدیث ۳ بحار الانوار ۵۱/۵۲ حدیث ۲۷ غیبت طوسی: ۱۰۱ انوار المضیئہ ۱۹)

(۱۵/۵۲۸) امام صادقؑ سے آیت وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ (سورہ بینہ آیت ۵)

"یہ ہے محکم اور سچا دین ہے"

کی تفسیر میں روایت ہوئی ہے کہ آپ نے فرمایا: اس سے مراد حضرت قائم کا دین اور ان کی حکومت ہے۔

(تاویل الآیات: ۲/ ۸۳۱ حدیث ۲ بحارالانوار: ۲۳/ ۲۸۰ حدیث ۲۲ تفسیر برہان ۳/ ۳۸۹ ح ۱)

ظلمت اور تاریکی

(۵۲۹/ ۱۲) شیخ مفید آیت شریفہ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا

(سورہ زمر آیت ۶۹)

"خدا کے نور سے زمین روشن ہوگی"

کی تفسیر میں امام صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

اِذَا قَامَ الْقَائِمُ علیہ السلام اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَاسْتَغْنَى الْعِبَادُ عَنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ وَذَهَبَتِ الظُّلْمَةُ

"جب حضرت قائم علیہ السلام قیام فرمائیں گے تو زمین اپنے پروردگار کے نور سے نورانی ہو جائے گی اور لوگ اس وقت سورج کی روشنی کے محتاج نہ ہوں گے اور ظلمت و تاریکی ختم ہو جائے گی"

(الارشاد ص ۳۱۰ سطر ۳ بحارالانوار: ۵۲/ ۳۳۷ ضمن حدیث ۷۷ الزام الناصب ۲/ ۲۸۰)

اس سے مراد آئمہؑ ہیں

(۵۳۰/ ۱۷) سید ہاشم بحرانیؒ اپنی کتاب غایۃ المرام میں آیت نور کی تفسیر میں امیرالمومنین علیؑ سے ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت نے اس آیت کے ہر حصے کی تفسیر اماموں میں سے ایک امام کے وجود مقدس کے ساتھ کی ہے۔ البتہ پہلے آیت کریمہ اور اس کا ترجمہ ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد حدیث کے مطابق اس کی تاویل بیان کرتے ہیں۔

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ فِي زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰهُ

میں چراغ ہو اور چراغ شیشے کی قندیل میں ہو اور قندیل ایک جگمگاتے ستارے کی مانند ہو جو زیتون کے بابرکت درخت سے روشن کیا جائے جو نہ مشرق والا ہو اور نہ مغرب والا ،اور قریب ہے کہ اس کا روغن بھڑک اٹھے چاہیے اسے آگ مس بھی نہ کرے ، یہ نور بالائے نور ہے اور اللہ اپنے نور کے لیے جسے چاہتا ہے ہدایت دے دیتا ہے اور اسی طرح مثالیں بیان کرتا ہے اور وہ ہر شے کا جاننے والا ہے۔

تاویل آیت کے بارے میں حضرت نے فرمایا ہے کہ آیت نور میں (المشکوۃ) سے مراد محمدؐ ہیں (والمصباح) سے مراد میں ہوں (الزجاجۃ) سے مراد حسن وحسین ہیں (کانھا کوکب دری) سے مراد امام سجادؑ ہیں (یوقد من شجرۃ مبارکۃ) امام باقرؑ ہیں (زیتونۃ) سے مراد امام صادقؑ ہیں (لا شرقیۃ) سے مراد موسیٰ بن جعفر ہیں (ولا غربیۃ) سے علیؑ بن موسیٰ الرضا ہیں (یکاد زیتھا یضیٓئ) سے مراد امام جوادؑ ہیں (ولولم تمسسہ نار) سے امام ہادی ہیں (نور علی نور) سے مراد امام عسکری ہیں اور (یھدی اللہ لنورہ من یشاء) سے مراد قائم آل محمد علیہم السلام حضرت مہدیؑ علیہ السلام ہیں۔

(غایۃ المرام:۳۱۷ تفسیر برہان ۲/۱۳۶ حدیث ۱۱۶ المحجہ ص ۱۴۷ الآیات الباھرۃ ص ۱۹۹)

نیک کاموں میں سبقت

(۱۸/۵۳۱) محمد بن ابراہیم نعمانیؒ کتاب غیبت میں آیۂ شریفہ۔

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللَّهُ جَمِيعًا (سورہ بقرہ آیت ۱۴۸)

"نیک کاموں میں ایک دوسرے سے سبقت اختیار کرو تم جہاں بھی ہو خدا تم سب کو لے آئے گا"

کی تفسیر میں امام صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

نزلت فی القائمؑ واصحابه یجتمعون علی غیر میعاد

"یہ آیت حضرت قائم علیہ السلام اور ان کے اصحاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو کسی قبلی وعدہ کے بغیر جمع ہوں گے"

(غیبت نعمانی ۲۴۱ حدیث ۳۷ بحار الانوار: ۵۱/ ۵۸ حدیث ۵۲ تفسیر برہان ۱/ ۱۶۲ حدیث ۳ الزام الناصب: ۱/ ۵۱ سطر ۱۴)

مہدیؑ اور نظام عدالت

(۱۹/۵۳۲) شیخ مفیدؒ علی بن عقبہ سے اور وہ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے۔

جب حضرت قائم علیہ السلام قیام کریں گے تو نظام عدالت جاری کریں گے، آپ کے دورِ حکومت میں کوئی ظلم وستم نہیں ہوگا، راستے پر امن ہو جائیں گے، زمین اپنی برکتوں کو باہر نکال دے گی، ہر صاحب حق کو اس کا حق لٹا دیں گے، ہر شخص جس دین سے بھی تعلق رکھنے والا ہوگا اسلام کی طرف آ جائے گا اور ایمان لے آئے گا۔ کیا تو نے نہیں سنا کہ خدا تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَهُ أَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالأَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّإِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ

(سورہ آل عمران آیت ۸۳)

"تمام کے تمام اہل زمین وآسمان خواہ ناخواہ اس کے فرمان کو قبول کریں گے"

لوگوں کے درمیان داوؑد اور محمدؐ کی طرح انصاف کریں گے۔ اس وقت زمین اپنے چھپے ہوئے خزانے باہر نکال دے گی، اپنی برکتوں کو ظاہر کر دے گی۔، ہر طرف تمام مومنین بے نیاز ہو جائیں گے، اور کسی کو کوئی صدقہ وخیرات دینے کی جگہ نہ ملے گی۔

پھر آپ نے فرمایا:

إِنَّ دَوْلَتَنَا آخِرُ الدُّوَلِ وَلَمْ يَبْقَ أَهْلُ بَيْتٍ لَهُمْ دولة إِلَّا مَلَكُوا قَبْلَنَا لِئَلَّا يَقُوْلُوْا إِذَا رَأَوْا سِيْرَتَنَا إِذَا مُلِّكْنَا سِرْنَا بِمِثْلِ سِيْرَةِ هٰؤُلَاءِ

"بے شک ہماری حکومت آخری حکومت ہوگی۔ ہم سے پہلے جس نے بھی

ہمیں حکومت ملی تو ہم بھی اس طرح کی کرتے اور یہی طریقہ اختیار کرتے
ہے خدا تعالیٰ کے اس فرمان کا بھی یہی مطلب ہے جس میں فرماتا ہے"

وَالعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ. (سورہ اعراف آیت ۱۲۸)

"عاقبت خیر پرہیزگاروں کے لئے ہے"

(الارشاد ص ۳۱۴ بحار الانوار: ۵۲/۳۳۸ حدیث ۸۳ اعلام الوریٰ ۴۶۲ کشف الغمہ: ۲/۴۶۵)

امام مہدیؑ کے ساتھ رابطہ

(۵۳۳/۳۰) امام باقر علیہ السلام آیت

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ...... تُفْلِحُوْنَ

(سورہ آل عمران آیت ۲۰۰ کی تفسیر میں فرماتے ہیں)

اصبروا علی اداء الفرائض وصابروا عدوکم ورابطوا امامکم المنتظر

"واجبات کے انجام میں صبر کرو اور دشمن کے مقابلے میں صبر و مقاومت پیدا کرو۔ اور اپنے امام منتظرؑ کے ساتھ رابطہ رکھو"

(غیبۃ نعمانی ۱۹۹ حدیث ۱۳ بحار الانوار: ۲۴/۲۱۹ حدیث ۱۴ تفسیر برہان ۱/۳۳۴ حدیث ۴ ینابیع المودۃ ص ۴۲۱)

نماز عیسیٰؑ اور مہدیؑ

(۵۳۴/۳۱) صاحب تفسیر قمیؒ آیت

وَإِنْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ .... شَهِيْدًا (سورہ نساء: آیت ۱۵۹)

"اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ وہ مرنے سے پہلے حضرت عیسیٰؑ پر ایمان لے آئے گا اور قیامت کے دن ان پر گواہ ہوگا"

کی تفسیر میں امام باقرؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

ان عیسیٰ ینزل قبل یوم القیامۃ الی الدنیا فلا یبقی اهل ملة یهودی والا غیره الا آمن به قبل موته ویصلی خلف المهدی

”بے شک حضرت عیسیٰ ؑ قیامت سے پہلے دنیا میں آئیں گے اور کسی دین
ومذہب کا یہودی اور غیر یہودی باقی نہ رہے گا مگر یہ کہ ان کی وفات سے قبل
ان پر ایمان لے آئے گا اور وہ حضرت مہدیؑ کے پیچھے نماز ادا کریں گے“
(تفسیر قمی: ۱/۱۵۷ بحار الانوار: ۵۳/۵۰ حدیث ۲۳ تفسیر برہان ۱/۴۲۷ حدیث ۳ منتخب الاثر ۴۷۹ حدیث ۱)

مہدیؑ اور ایک جماعت

(۲۲/۵۳۵) امام صادق ؑ سے آیت اِنَّا نَصٰرٰی (مائدہ آیت ۱۴)

”جنہوں نے کہا ہم نصاریٰ ہیں ان سے ہم نے عہد و پیمان لیا“
کی تفسیر میں روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

سیخرج مع القائم علیہ السلام منا عصابۃ منھم

”بہت جلد ان میں سے ایک جماعت ہمارے حضرت قائم علیہ السلام کے
ساتھ خروج کرے گی“
(الکافی: ۵/۳۵۲ سطر ۴ تفسیر برہان ۱/۴۵۳ حدیث ۱ التھذیب: ۷/۴۰۵ حدیث ۲۳۱)

نزول ملائکہ

(۲۳/۵۳۶) ایک روایت میں آیت

ھَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ تَاْتِیَھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ. (انعام آیۃ ۱۵۸)

”کیا وہ اس انتظار میں ہیں کہ ان پر فرشتے نازل ہوں“
کی تفسیر حضرت مہدیؑ کے وجود اقدس کے ساتھ کی گئی ہے۔

ظہور حجت

(۲۴/۵۳۷) نیز فرماتے ہیں کہ سورہ انعام آیت ۱۵۸ کے اس حصے:

یَوْمَ یَاْتِیْ بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّکَ

”وہ دن جب پروردگار کی بعض آیات ظاہر ہوں گی“

(کمال الدین ۲/۳۳۶ حدیث ۸ بحار الانوار:۵۱/۵۱ حدیث ۲۵ تفسیر برہان ۱/۵۶۴ حدیث ۳)

ظہور مہدیؑ اور مشرکین

(۲۵/۵۳۷) عیاشیؒ اپنی تفسیر میں امام صادق علیہ السلام سے سورہ توبہ آیت ۳۳ سورہ صف آیت ۹۔

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ..........

"وہ وہ ہے جس نے اپنے رسول کو بھیجا، لوگوں کی ہدایت کی خاطر اور دین کی تعلیم کی خاطر تاکہ اسے تمام ادیان پر غالب کردے اگرچہ مشرکوں کو ناپسند ہی کیوں نہ ہو"

کی تفسیر میں امام صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جب حضرت قائم صلوات اللہ علیہ خروج کریں گے تو کسی بھی مشرک اور کافر کو ان کا خروج پسند نہیں آئے گا۔

(بحار الانوار:۵۱/۵۰ حدیث ۲۲)

عذاب سے مراد مہدیؑ

(۲۶/۵۳۹) نعمانیؒ کتاب غیبت میں آیت

وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰۤى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ (ہود آیت ۸)

"اگر عذاب کو ان سے ایک امت معدود تک تاخیر میں ڈال دیں"

کی تفسیر میں امام صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

العذاب خروج القائم والامة المعدودة اهل بدر واصحابه

"عذاب سے مراد حضرت قائم علیہ السلام کا خروج ہے اور امت معدودہ سے مراد حضرت کے اصحاب ہیں جو اہل بدر کے اصحاب کی تعداد کے مطابق یعنی تین سو تیرہ ہوں گے"

(غیبۃ نعمانی ۱۲۷ سطر ۳ بحار الانوار:۵۱/۵۸ حدیث ۵۱ تفسیر برہان:۱/۲۰۸ حدیث ۲)

جنگ کا حکم کیوں؟

(۵۴۰/۲۷) عیاشیؒ نے اپنی تفسیر میں محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے کہ امام باقرؑ نے آیت

اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ قِيۡلَ لَهُمۡ كُفُّوۡا سے لے کر ونتبع الرسل تک ۔

(سورۃ النسا آیہ: ۷۷)

" کیا تم ان لوگوں کے بارے میں غور نہیں کرتے جن سے کہا گیا کہ اب جنگ سے دور ہو جاؤ اور نماز و زکوٰۃ کو ادا کرو۔ اور پھر جب ان کو جنگ کا حکم دیا گیا تو انہوں نے کہا خدایا ہمیں جنگ کرنے کا حکم کیوں دیا ہے؟ کیا ہوتا اگر تھوڑا سا اسے تاخیر میں ڈال دیتا"

کی تفسیر میں فرمایا: انہوں نے حضرت قائمؑ کے زمانے تک جنگ میں تاخیر کا ارادہ کیا تھا۔ (الکافی ۳۳۰/۸ حدیث ۲ اور ۳۲/۵۲ ا حدیث ۱۳۵ المحجہ ص ۶۱)

اپنے نفسوں پر ظلم

زرز (۵۴۱/۲۸) عیاشیؒ اپنی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت امام صادقؑ کے حضور میں بنی عباس کے گھروں کے متعلق بات ہوئی کہ ابھی تک باقی اور برقرار ہیں ۔ وہاں پر موجود ایک شخص نے کہا:

ارانا ھا اللہ خرابا او خر بھا بایدینا

" خدا ہمیں انہیں خراب ہوتا دیکھائے یا ہمارے ہاتھوں سے انہیں خراب کرے"

امامؑ نے فرمایا:

لا تقل ھکذا بل یکون مساکن القائم واصحابہ

" ایسے نہ کہو! بلکہ یہ گھر حضرت قائم علیہ السلام اور ان کے اصحاب کے ہو جائیں گے۔ کیا تو نے نہیں سنا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَسَكَنۡتُمۡ فِىۡ مَسٰكِنِ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ (ابراہیم آیت: ۴۵)

اور ان حجروں میں وقت اختیار کرے گا۔ ان حجروں کے رہنے والوں

نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا"

(تفسیر عیاشی ۲/۲۵۰ حدیث ۳۵، بحار الانوار: ۵۲/۳۳۷، تفسیر برہان ۲/۳۳۱ حدیث ۱۳ المحجہ: ۱۱۰)

سبع مثانی کون ہیں؟

(۵۴۲/۲۹) امام صادقؑ آیت

وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ (حجر آیت ۸۷)

کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

ظاهرها الحمد و باطنها ولد الولد والسابع منها القائم عليه السلام

سبعا من المثاني "جو خدا نے اپنے پیغمبر کو عطا فرمائی ظاہراً اس سے مراد

سورہ حمد ہے اور باطناً اس سے مراد آئمہ معصومین علیہم السلام ہیں جن میں

سے ساتواں قائم ہے"

(تفسیر عیاشی: ۲/۲۵۰ حدیث ۳۷ بحار الانوار: / ۱۷، تفسیر برہان ۲/۳۵۴ حدیث ۱۸ المحجہ ص ۱۱۰)

اہل ارض اور اسراف

(۵۴۳/۳۰) سید شرف الدینؒ کتاب تاویل الآیات میں آیت

وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا (اسراء آیت ۳۳)

"جو بھی مظلوم قتل ہوا ہے اس کے ولی کے لئے حق قصاص قرار دیا گیا ہے

پس وہ قصاص میں تجاوز نہ کرے"

کی تفسیر میں امام صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

ان الاية نزلت في الحسين لو قتل وليه اهل الارض به ما كان

مسرفا و وليه القائم عليه السلام

"یہ آیت حسین علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اگر ان کا ولی تمام

اہل ارض کو ان کے قصاص میں قتل کردے تو یہ اسراف نہ ہوگا ان کے ولی

حضرت قائم ہیں" (تاویل الآیات: ۱/۲۸۰ حدیث ۱۰ تفسیر برہان: ۲/۴۱۹ حدیث ۱۴)

صراط مستقیم کیا ہے؟

(۳۱/۵۴۴) اسی کتاب میں آیت فَسَتَعلَمُونَ مَن اَصحابُ الصِّراطِ السَّوِیِّ وَمَنِ اهتَدٰی (طٰہٰ آیت ۱۳۵)

"عنقریب تم جان لوگے کہ کون سیدھے راستے پر چلنے والا اور کون صاحب ہدایت ہے"

کی تفسیر میں حضرت موسیٰ بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: میں نے اپنے والد حضرت امام صادقؑ سے اس آیت کے متعلق سوال کیا تو آنحضرت نے فرمایا:

(الصراط السوی) هو القائم والهدیٰ من اهتدیٰ الیٰ طاعته

"(صراط سوی) یعنی سیدھے راستے سے مراد حضرت قائمؑ ہیں اور ہدایت پانے والوں سے مراد وہ ہیں جو آپ کی فرمانبرداری کرنے سے ہدایت پاگئے"

(تاویل الآیات: ۱/۳۲۳ حدیث ۲۶ بحار الانوار: ۲۴/۱۵۰ حدیث ۳۴ تفسیر برہان ۳/۵۰ حدیث ۱۹ المحجہ ص ۱۳۷)

آسمانی آیت

(۳۲/۵۴۵) اسی کتاب میں آیت کریمہ

اِن نَّشَأ نُنَزِّل عَلَیهِم مِّنَ السَّمَاءِ اٰیَةً فَظَلَّت اَعنَاقُهُم لَهَا خَاضِعِینَ (شعراء آیت ۴)

"اگر ہم چاہیں تو آسمان سے ان کے لئے نشانی اور آیت نازل کرتے ہیں"

کے بارے میں ہے کہ یہ آیت حضرت قائم آل محمد علیہم السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے کیونکہ وہ آسمانی آیت ایک ایسی ندا ہے جو دینے والا آنحضرت کے نام مبارک کے ساتھ دے گا جو تمام لوگوں کو سنائی دے گی۔

(تاویل الآیات: ۱/۳۷۶ حدیث ۲ بحار الانوار: ۵۲/۲۸۴ حدیث ۱۳ تفسیر برہان ۳/۱۸۰ حدیث ۹ والمحجہ ص ۱۵۹)

خروج امامؑ

(۳۳/۵۴۶) سید شرف الدینؒ کتاب تاویل الآیات میں معلّی بن خنیس سے روایت کرتے ہیں کہ امام صادقؑ نے آیت

اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِيْنَ ۝ ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ

(شعراء آیت ۲۰۵_۲۰۶)

"کیا تونے ان کو دیکھا ہے کہ جن کو چند سال اس دنیا سے فائدہ اٹھانے کا موقع دیا پھر جس عذاب کا ان کو وعدہ دیا گیا تھا ان کی طرف آ گیا" کی تفسیر میں فرمایا: اس سے مراد حضرت قائم علیہ السلام کا خروج ہے۔

(تاویل الآیات: ۱/۳۹۲ حدیث ۱۸ بحارالانوار: ۲۴/۳۴۷ حدیث ۹۶ تفسیر برہان ۳/۱۹۸ حدیث ۱۳ المحجہ ص ۱۶۱)

بڑا عذاب

(۳۴/۵۴۷) اسی کتاب میں آیہ کریمہ

وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ (سجدہ آیت ۲۱)

"ان کو بڑے عذاب سے پہلے چھوٹا عذاب چکھائیں گے" کی تفسیر میں امام صادقؑ نے فرمایا:

ان الادنی غلاء السعر والا کبر المھدی بالسیف

"چھوٹا عذاب مہنگائی اور بڑا عذاب حضرت مہدی علیہ السلام کی تلوار ہے"

(تاویل الآیات: ۲/۴۴۳ حدیث ۶ بحارالانوار: ۵۱/۵۹ حدیث ۵۵ تفسیر برہان ۳/۲۸۸ حدیث ۱۳ المحجہ ص ۱۷۳)

فتح کا دن

(۳۵/۵۴۸) نیز اسی کتاب میں آیہ کریمہ

يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ (سجدہ آیت ۲۹)

"ان سے کہہ دو کہ فتح اور کامیابی کے دن کافر لوگوں کا ایمان لانا ان کو فائدہ نہ

دے گا اور نہ ہی ان کو مہلت دی جائے گی" کی تفسیر میں امام صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: فتح کے دن سے مراد وہ دن ہے جس دن دنیا حضرت مہدیؑ کے ہاتھ سے فتح ہوگی۔اس دن کافر لوگوں کا ایمان ان کو فائدہ نہ دے گا۔

(تاویل الآیات:۲/۴۴۵ حدیث۹تفسیر برہان۳/۲۸۹ حدیث۴منتخب الاثر:۴۷۰ حدیث۲،المحجہ ص۱۷۲)

قبروں سے نکلنا

(۳۶/۵۴۹) کلینیؒ کتاب کافی میں حضرت امام رضاؑ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے حسن بن شاذان کو فرمایا، جب اس نے مخالفین کی اذیت و آزار کے متعلق شکایت کی تو خدا تبارک و تعالیٰ نے ہمارے دوستوں سے عہدو پیمان لیا ہے کہ اہل باطل کی حکومت کے دور میں صبرو استقامت کو اپنا پیشہ بنائیں۔پس پروردگار کے حکم کی خاطر صبر کریں اور جب تمام مخلوق کے سردار حضرت مہدی علیہ السلام نے قیام کیا تو کہیں گے۔

يٰوَيْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا (یٰس آیت ۵۲)

"افسوس ہے ہم پر کس نے ہمیں ہماری قبروں سے نکالا ہے یہ وہی خداوند رحمان کا وعدہ ہے"

(تاویل الآیات:۴۹۱ حدیث۱۰الکافی:۷/۲۴۷ حدیث۳۳۶ بحارالانوار:۵۳/۸۹ حدیث۸۷)

تھوڑی مدت

(۳۷/۵۵۰) نیز اسی کتاب میں آیت وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ

(ص آیت ۸۸)

"تھوڑی مدت کے بعد ان کی خبر جان لوگے" کی تفسیر میں امام باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: کہ اس سے مراد حضرت مہدیؑ کا خروج ہے۔

تلوار کا عذاب

(۳۸/۵۵۹) سید شرف الدینؒ تاویل الآیات ۲/۸۰۳ حدیث۱ میں آیہ کریمہ

"ہم نے قوم ثمود کو ہدایت کی لیکن انہوں نے خود گمراہی کو ہدایت پر ترجیح دی پس ان کو رسوا کرنیوالے صاعقہ یعنی بجلی کے عذاب نے آلیا" کی تفسیر میں امام صادق سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: رسوا کرنے والے عذاب سے مراد حضرت قائمؑ کے قیام کے وقت تلوار کا عذاب ہے۔ (بحارالانوار:۲۴/۲ے حدیث ۶ تفسیر برہان:۴/۱۰۸ حدیث ۱۴ المحجہ ۱۸۶)

آفاق میں نشانیاں

(۳۹/۵۵۲) نعمانی کتاب غیبت ص۱۴۳ میں آیت کریمہ

سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ

(فصلت آیت ۵۳)

"بہت جلد آفاق میں ان کو اپنی نشانیاں اور آیات دکھلائیں گے تاکہ ان کے لئے واضح ہو جائے کہ وہ حق ہے" کی تفسیر میں امام باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: خدا اپنی قدرت کی نشانیاں ان کو دکھلائے گا تاکہ وہ جان لیں کہ قائم علیہ السلام کا خروج حق ہے اور پروردگار کی طرف سے ہے، اور ناگزیر لوگ انہیں دیکھیں گے۔

(بحارالانوار:۵۳/۲۳۱ حدیث ۱۰ تفسیر برہان ۴/۱۱۴ حدیث ۱۳ المحجہ ص ۱۸۶)

ہر چیز کا علم

(۴۰/۵۵۳) علی بن ابراہیم قمیؒ آیت (حم ٥ عسق) (شوریٰ آیت ۱-۲) کی تفسیر میں امام باقرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

إِنَّهَا عَدَدُ سِنِي الْقَائِمِ عليه السلام وَقَافٌ جَبَلٌ مُحِيطٌ بِالدُّنْيَا مِنْ زُمُرُّدٍ أَخْضَرَ مُخْضَرَّةُ السماء من ذلك الجبل وعلم كل شيء في عسق

"اس سے مراد حضرت قائمؑ کی حکومت کی مدت اور قاف سے مراد سبز زمرد کا وہ پہاڑ ہے جس نے تمام دنیا کا احاطہ کیا ہوا ہے اور آسمان میں سبز رنگت

اس پہاڑ کی وجہ سے ہے، اور ہر چیز کا علم (عسق) میں ہے جو خدا کے رموز اور اسرار ہیں"

ثعلبی اپنی تفسیر میں کہتا ہے کہ (سین)، (سنا) کی طرف اشارہ ہے جس سے مراد حضرت امام مہدیؑ کے مرتبہ کی بلندی ہے۔

(تفسیر قمی ۲/۲۶۸ سطر ا بحار الانوار: ۵۲/۲۷۹، تفسیر برہان ۳/۱۵: ا حدیث ۱۲، المحجہ ص ۱۹۰)

شفیق کون؟

(۳/۵۵۲) طبری کتاب نوادر المعجزات میں ۱۹۸ حدیث ۷ میں مفضل سے نقل کرتے ہیں کہ امام صادقؑ نے مجھ سے فرمایا: اے مفضل! اہل عراق اس آیت کو کس طرح قرآت کرتے ہیں؟ مفضل کہتا ہے میں نے عرض کیا: میرے آقا کونسی آیت؟ آپ نے فرمایا: میری مراد یہ آیت ہے

يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا

(شوریٰ آیت ۱۸)

"وہ لوگ اس کی طرف جلدی کرتے ہیں جو اس کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں، لیکن وہ لوگ جو ایمان نہیں رکھتے وہ اس سے ڈرتے ہیں"

میں نے عرض کیا: میرے آقا! اس طرح آیت کی قرآت نہیں کرتے بلکہ وہ تو اس طرح پڑھتے ہیں۔

يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا

"وہ لوگ اس کی طرف جلدی کرتے ہیں جو ایمان نہیں رکھتے، لیکن جو ایمان رکھتے ہیں وہ اس سے ڈرتے ہیں"

امام صادقؑ نے فرمایا: افسوس ہے تجھ پر! کیا تم جانتے ہو اس سے کیا مراد ہے؟ میں نے عرض کیا: خدا اس کا رسولؐ اور رسول خداؐ کا بیٹا بہتر جانتا ہے۔ امام صادقؑ نے فرمایا

آخرت کی کھیتی

(۴۲/۵۵۵) کلینیؒ (آیت ۱۹ سورہ شوریٰ)

اَللّٰهُ لَطِيْفٌ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ۝ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ.

"خدا اپنے بندوں کے ساتھ مہربان ہے اور وہ بغیر حساب کے رزق عطا کرتا ہے، اور وہ قوی اور غالب ہے جو کوئی آخرت کے متاع کو طلب کرے ہم اس کے متاع میں اضافہ کریں گے لیکن وہ جو دنیا کو چاہتا ہو تو ہم اسے دنیا کے متاع سے دیں گے اور آخرت میں اس کے لئے کوئی حصہ نہ ہوگا"

کی تفسیر میں امام صادق علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ امام صادقؑ سے سوال کیا گیا کہ (حرث لآخرۃ) سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: امیر المومنین اور آئمہ علیہم السلام کی معرفت۔ آپ سے پوچھا گیا اس آیت کے آخری حصے سے کیا مراد ہے؟ جس میں خدا فرماتا ہے (وماله فی الاخرۃ نصیب) یعنی اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا:

لَيْسَ لَهٗ فِيْ دَوْلَةِ الْحَقِّ مَعَ الْقَائِمِ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَصِيْبٌ

"حکومت حقہ میں حضرت قائم علیہ السلام کے ساتھ ان کے لئے کوئی حصہ نہ ہوگا اور وہ کوئی فائدہ نہ اٹھائیں گے"

(الکافی: ۱/۴۳۶ ذیل حدیث ۹۲، بحارالانوار: ۲۳/۳۳۹ ذیل حدیث ۱۰ و ۵۱/۶۳ ذیل حدیث ۶۴)

حتمی فیصلہ

(۴۳/۵۵۶) نیز کتاب روضہ کافی میں آیت شریفہ

وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

(شوریٰ آیت ۲۱)

''اور اگر خدا کا حتمی حکم نہ ہوتا تو ان کی ہلاکت کا حکم دے دیا جاتا البتہ ظالم لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہوگا''

کی تفسیر میں امام باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

لولا ما تقدم فیھم من امر اللہ عزّ ذکرہ ما ابقی القائم منھم واحداً

''اگر وہ نہ ہوتا جو ان کے بارے میں خدا پہلے مقدر کر چکا ہے تو ان میں سے کسی کو قائم علیہ السلام باقی نہ رکھتے''

(الکافی ۸/ ۲۸۷ حدیث ۴۳۲ بحار الانوار: ۵۱/ ۹۲ ضمن حدیث ۴۲ تفسیر برہان ۴/ ۱۲۱ حدیث ۱۱ المحجہ ۱۹۳)

ناصبیوں سے انتقام

(۴۴/۵۵۷) علی بن ابراہیم قمیؒ آیت شریفہ

وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ

''وہ جو انتقام لے گا اس پر ظلم واقع ہونے کے بعد'' (شوریٰ آیت ۴۱)

کی تفسیر میں حضرت امام باقرؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: یہ آیت حضرت قائمؑ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں ہے

والقائم اذا قام انتصر من بنی امیة ومن المکذبین والنصاب ھو واصحابه

''جب حضرت قائمؑ قیام کریں گے تو بنی امیہ اور ان لوگوں سے جنہوں نے آئمہ علیہم السلام کی ولایت کو جھٹلایا اور ان سے جو ناصبی ہیں یعنی علی الاعلان دشمنی کرتے ہیں انتقام لیں گے''

(تفسیر قمی ۲/ ۲۷۸، بحار الانوار: ۵۱/ ۴۸ حدیث ۱۳ تفسیر برہان ۴/ ۱۲۹ حدیث ۱۴ المحجہ ۱۹۳)

آنکھ کا گوشہ

(۴۵/۵۵۸) سید شرف الدین آیت کریمہ

خَاشِعِينَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُونَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ (شوریٰ: آیت ۴۵)

کی تفسیر میں امام باقرؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: وہ لوگ حضرت قائمؑ کی

طرف دیکھتے ہیں۔

(تاویل الآیات ۲/۵۵۰ حدیث ۴۰ بحارالانوار: ۲۲۹/۲۴ حدیث ۴۲ تفسیر برہان: ۱۲۹/۳ حدیث ۱۲ المحجہ ص ۱۹۸)

دنوں کی یاد

(۲۶/۵۵۹) شیخ صدوقؒ کتاب خصال میں ذیل آیت شریفہ

وَذَكِّرْهُم بِأَيَّامِ اللّٰهِ (ابراہیم آیت ۵)

"ان کو خدا کے ایام یاد دلاؤ"

کے بارے میں امام باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ان

دنوں میں سے ایک دن حضرت قائم علیہ السلام کے قیام کا دن ہے۔

(الخصال: ۱/۱۰۸ حدیث ۷۵ بحارالانوار: ۶۳/۵۱ تفسیر برہان ۲/۳۰۵ حدیث معانی الاخبار ۳۶۸ حدیث ۱ المحجہ ۱۰۸)

رزق آسمان میں

(۲۷/۵۶۰) شیخ طوسی کتاب غیبت ص ۱۱۰ سطر ۷ میں آیت شریفہ

وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ۔ (ذاریات آیت ۲۲)

"تمہارا رزق آسمان میں ہے اور وہ جس کا وعدہ دیا گیا ہے"

کی تفسیر میں ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے اس سے مراد حضرت

مہدیؑ کا قیام ہے۔ ایک دوسری حدیث میں اسی کتاب میں اس آیت کے بعد والی آیت۔

فَوَرَبِّ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَا أَنَّكُمْ تَنطِقُونَ

(ذاریات آیت ۲۳)

"آسمان اور زمین کے پروردگار کی قسم کہ یہ حق ہے اس طرح جس طرح وہ

آپس میں گفتگو کرتے ہیں"

کی تفسیر میں ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں اس سے مراد حضرت

مہدی علیہ السلام کا قیام ہے جو وعدہ الٰہی اور حق ہے۔

(غیبۃ طوسی ص ۱۱۰ سطر ۷، بحار الانوار: ۵۱/۵۳ حدیث ۳۳، المحجہ ص ۲۱۰)

چہروں سے پہچان

(۵۶۱/۴۸) سید شرف الدین نجفیؒ (تاویل الآیات ۲/۶۳۹ حدیث ۲۱) میں آیت شریفہ

يُعْرَفُ الْمُجْرِمُونَ بِسِيمَاهُم (الرحمان آیت ۴۱)

"گناہ گار اپنے چہرے سے پہچانیں جائیں گے"

کی تفسیر میں امام صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: یہ آیت حضرت قائم علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ حضرت قائمؑ ظالم لوگوں کو ان کے چہرے سے پہچانیں گے، اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر اپنی تلوار کے ذریعے سے انہیں ہلاک کردیں گے۔

(بحار الانوار: ۵۳/۵۸ حدیث ۵۴ تفسیر برہان ۴/۲۶۹ حدیث ۵، المحجہ ص ۲۱۸)

حتمی عذاب

(۵۶۲/۴۹) علی بن ابراہیم قمیؒ آیت کریمہ

سَالَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ (معارج آیت ۱)

"سوال کرنے والے نے حتمی واقع ہونے والے عذاب کے متعلق سوال کیا"

کی تفسیر میں امام باقرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اس آیت میں عذاب سے مراد ایک آگ ہے جو مغرب سے خارج ہوگی۔ اور ایک فرشتہ اسے آگے چلا رہا ہوگا اور بنی امیہ میں سے کوئی ایسا گھر نہ ہوگا مگر یہ کہ اس گھر کو گھر والوں کے ساتھ جلا کر راکھ کردے گی۔ اور کوئی ایسا گھر باقی نہ رہے گا جس میں آل محمد علیہم السلام پر ظلم ہوا ہوگا اور اہل بیتؑ کے حق کا انتقام اس گھر پر باقی ہو، مگر یہ کہ اسے جلا کر راکھ کردے گی۔ اور اس سارے کام کی جو رہبری کر رہے ہونگے وہ حضرت مہدی علیہ السلام ہوں گے۔

(تفسیر قمی: ۲/۳۸۵، بحار الانوار: ۵۲/۱۸۸ حدیث ۱۴ تفسیر برہان ۴/۳۸۳ حدیث ۱)

(۵۰/۵۶۳) علی بن ابراہیم قمیؒ آیت کریمہ

فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ (مدثر آیت ۱۹-۲۰)

"خدا اسے قتل کرے کیسی غلط فکر کی ہے پھر خدا اسے قتل کرے کیسی غلط فکر کی ہے"

کی تفسیر میں امام صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

ان المراد ظالم امیر المومنین علیه السلام وان المعنی انه یعذب عذابا بعد عذاب یعذبه القائم علیه السلام

"اس سے مراد امیر المومنین علیہ السلام پر ظلم کرنے والا شخص ہے اور اس کا معنی یہ ہے کہ اسے پے در پے عذاب کریں گے اور اس کو عذاب دینے والے حضرت قائم علیہ السلام ہوں گے"

(تفسیر قمی ۲/۳۹۵، بحار الانوار: ۸/۲۱۰ سطر ۱۶ تفسیر برہان ۴/۴۰۲ حدیث ۱۱ المحجہ ص ۲۴۱)

روز قیامت

(۵۱/۵۶۴) آیت شریفہ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّينِ (مدثر آیت ۴۶)

"ہم نے روز قیامت کو جھٹلایا"

کی تفسیر میں روایت ہوئی ہے کہ اس روز یعنی ان سے مراد حضرت مہدیؑ کے ظہور اور قیام کا دن ہے۔ (تاویل الآیات: ۲/۷۳۶ سطر ۷ بحار الانوار: ۲۴/۳۲۵ حدیث ۴۱ تفسیر برہان ۴/۴۰۲ ح ۴)

سرکش سے انتقام

(۵۲/۵۶۵) آیت شریفہ إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا (طارق آیت ۱۵)

"انہوں نے مکر و حیلہ کیا میں بھی ان کے مکر کے مقابلے میں حیلہ کروں گا"

پس اے محمدؐ! تھوڑی سی مدت کے لئے ان کو مہلت دے دو"

کی تفسیر میں امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: اس سے مراد

یہ ہے کہ ان کو حضرت مہدیؑ کے ظہور تک مہلت دے دو۔ وہ میری خاطر قریش، بنی امیہ اور ہر دوسرے گروہ میں سے ظالم اور سرکش سے انتقام لیں گے۔

(تفسیر قمی ۲/۳۱۶ بحار الانوار: ۲۳/۳۶۸ حدیث ۴۰ تفسیر برہان ۴/۴۵۳ حدیث ۱۱ المحجہ ص ۲۴۸)

شمشیر مہدیؑ

(۵۳/۵۶۶) کلینی کتاب کافی ۸/۵۰ حدیث ۱۳ میں آیت کریمہ

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ (غاشیہ آیت ۱)

"کیا تجھ تک اس مصیبت کی خبر پہنچی ہے جو ہر طرف پھیل جائے گی"

کی تفسیر میں امام صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: قائم علیہ السلام ان کو اپنی تلوار کے ساتھ مصیبت میں گرفتار کریں گے۔ جو ان تمام پر چھا جائے گی۔

(بحار الانوار: ۲۳/۸۷ حدیث ۱۹ تفسیر برہان ۴/۴۵۳ حدیث ۱)

ظہور مہدیؑ

(۵۴/۵۶۷) شرف الدین نجفیؒ تاویل الآیات ۲/۷۹۲ حدیث ۱ میں آیت اول سورہ فجر کی تفسیر میں امام صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: (وَالْفَجْرِ) اس صبح سے مراد جس کی خدا قسم کھا رہا ہے حضرت مہدیؑ کے ظہور کی صبح ہے اور (وَلَيَالٍ عَشْرٍ) (دس راتیں) سے مراد آئمہ طاہرین علیہم السلام ہیں اور (وَالشَّفْعِ) یعنی جفت اور زوج، اس سے مراد امیر المومنینؑ اور حضرت فاطمہؑ ہیں اور (وَالْوَتْرِ) سے مراد کہ جس کا معنی طاق اور فرد ہے ذات مقدس پروردگار ہے اور (وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ) قسم ہے اس رات کی جو تاریک ہے جب روشنی میں تبدیل ہو جائے گی۔ سے مراد

دولۃ حبتر فھی تسری الی قیام القائم

"عمر کی حکومت ہے جو حضرت مہدی علیہ السلام کی نورانی حکومت تک قائم

مہدیؑ اور افراد کا قتل

(۵۵/۵۶۸) شرف الدین نجفیؒ تاویل الایات ۲/۸۰۷ حدیث ۱ میں آیت شریفہ

فَاَنۡذَرۡتُكُمۡ نَارًا تَلَظّٰى (سورہ اللیل آیت ۱۴)

''میں نے تمہیں شعلہ ور اور جلانے والی آگ سے ڈرایا''

کی تفسیر میں امام صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

هوالقائم عليه السلام اذا قام بالغضب فيقتل من كل الف تسعمائة وتسعة وتسعين

''سے مراد حضرت قائم علیہ السلام ہیں جب وہ غضے کے عالم میں قیام کریں گے تو ہر ہزار آدمیوں میں سے نو سو ننانوے افراد کو قتل کردیں گے''

(بحارالانوار ۲۴/۳۹۸ حدیث ۱۲۰ تفسیر برہان ۴/۴۷۱ حدیث ۳، المحجہ ص ۲۵۴)

مہدیؑ اور عصر

(۵۶/۵۶۹) شیخ صدوقؒ کمال الدین ۲/۶۵۶ حدیث ۱ میں آیت شریفہ

(والعصر) (سورہ عصر آیت ۱)

''قسم ہے زمانے کی''

کی تفسیر میں امام صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

عصر سے مراد حضرت مہدی علیہ السلام کا زمانہ ہے

مومنین کی خوشی

(۵۷/۵۷۰) طبریؒ دلائل الامامہ ص ۲۶۴ حدیث ۵۲ میں آیت۔

يَوۡمَئِذٍ يَّفۡرَحُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۝ بِنَصۡرِ اللّٰهِ (روم آیت ۴، ۵)

''اس دن مومنین خدا کی مدد سے خوش ہوں گے''

کی تفسیر میں امام صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اس سے مرا

حضرت مہدیؑ کے قیام کا وقت ہے کہ مومنینؑ اگرچہ اپنی قبروں میں ہوں گے اس وقت خوش ہوں گے۔ (تفسیر برہان: ۳/ ۲۵۸ حدیث ۱۳ المحجہ ۴۲۰)

مہدیؑ منبر کوفہ پر

(۵۸/۵۷۱) کلینیؒ "کتاب روضہ کافی میں امام صادقؑ" سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

کانی بالقائم علی منبر الکوفة وعلیه قبا فیخرج من وریان قبائه کتابا مختوماً بخاتم ذهب فیفکه فیقراه علی الناس فیجفلون عنه اجفال الغنم فلم یبق الا النقباء فیتکلم بکلام فلا یجدون ملجا حتی یرجعوا الیه وانی لا عرف الکلام الذی یتکلم به

"گویا میں حضرت قائم علیہ السلام کو کوفہ کے منبر پر دیکھ رہا ہوں جنھوں نے بدن پر قبا پہنی ہوئی ہے۔ اس قبا کی جیب سے ایک تحریر نکالیں گے جس پر سونے کی مہر لگی ہوگی۔ اس مہر کو توڑیں گے اور تحریر کو لوگوں کے لئے پڑھیں گے۔ لوگ تحریر کو سن کر بھیڑ بکریوں کی طرح ادھر ادھر بھاگیں گے اور سوائے حضرت کے خاص اصحاب کے کوئی باقی نہ رہے گا اور میں حضرت مہدیؑ کے اس کلام کو اچھی طرح جانتا ہوں"

(الکافی ۸/ ۱۶۷ حدیث ۱۸۷ بحارالانوار: ۵۲/ ۳۵۲ حدیث ۱۰۷ الوافی / ۴۵۸ حدیث ۸)

مہدیؑ تین چیزوں کو قتل کریں گے

(۵۹/۵۷۲) شیخ صدوق خصال ۱/ ۱۶۹ حدیث ۲۲۳ میں امام صادق علیہ السلام اور امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

لَوْ قَدْ قَامَ الْقَائِمُ لَحَكَمَ بِثَلَاثٍ لَمْ يَحْكُمْ بِهَا أَحَدٌ قَبْلَهُ يَقْتُلُ الشَّيْخَ الزَّانِي وَيَقْتُلُ مَانِعَ الزَّكَاةِ وَيُوَرِّثُ الْأَخَ أَخَاهُ فِي الْأَظِلَّةِ

حکم جاری کریں گے جن کے بارے میں ان سے پہلے کسی نے حکم جاری نہ
کیا ہوگا۔ایک بوڑھے زانی شخص کو قتل کریں گے دوسرا جو زکاۃ دینے سے
انکار کرے گا اسے قتل کریں گے۔اور جو شخص عالم ذر میں کسی شخص کا بھائی
ہوگا اگرچہ اس دنیا میں نہ بھی ہو اس کو ارث دیں گے"

(بحارالانوار:۵۲/۳۰۹ حدیث۲ اثبات الھداۃ ۳/۴۹۵ حدیث ۲۵۶)

مہدیؑ اور صلیب

(۶۰/۵۷۳) شیخ صدوقؒ کتاب خصال ۲/۵۷۹ میں امیرالمومنینؑ سے ایک مفصل حدیث نقل کرتے ہیں کہ حضرت نے ایسی ستر فضیلتیں بیان کیں جو صرف آپ کے ساتھ خاص ہیں اور اس میں دوسرا کوئی شریک نہیں ہے فضیلت نمبر ۵۳ میں فرماتے ہیں۔

فان الله تبارک وتعالی لن یلھب بالدنیا حتی یقوم منا القائم یقتل مبغضینا ولا یقبل الجزیة ویکسر الصلیب والا صنام ویضع الحرب اوزارھا ویدعو الی اخذ المال فیقسمه بالسویة ویعدل فی الرعیة

"خدا تبارک وتعالی اس وقت تک اس دنیا کو ختم نہ کرے گا مگر یہ کہ ہم اہل بیت علیہم السلام میں سے ایک قائم قیام کرے۔وہ ہمارے دشمنوں کو ہلاک کرے گا اور کسی سے جزیہ نہ لے گا۔صلیب اور بتوں کو توڑ ڈالے گا۔لوگوں کو مال لینے کے لئے بلائے گا اور مال ان کے درمیان مساوی تقسیم کرے گا امت کے درمیان عدل وانصاف کو جاری کرے گا"

فضیلت نمبر ۵۴ میں فرماتے ہیں: رسول خداؐ سے میں نے سنا ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

یَا عَلِی سَیَلْعَنُکَ بَنُو اُمَیَّةَ وَیَرُدُّ عَلَیْهِمْ مَلَکٌ بِکُلِّ لَعْنَةٍ اَلْفَ لَعْنَةٍ فَاِذَا قَامَ الْقَائِمُ لَعَنَهُمْ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً

"یا علیؑ! بنو امیہ اپنی محافل میں تجھ پر لعنت کریں گے اور ایک فرشتہ اس لعنت کے بدلے میں ان پر ہزار لعنت کرے گا اور جب حضرت قائمؑ قیام کریں گے تو چالیس سال تک ان پر لعنت کریں گے" (اثبات الہداۃ:۳/۴۹۶ حدیث ۲۹۰)

ہمشکل رسولؐ

(۶۱/۵۷۴) نعمانی اپنی کتاب غیبت ص ۲۱۴ میں روایت کرتے ہیں کہ امیرالمومنینؑ نے اپنے بیٹے امام حسینؑ کی طرف دیکھا اور فرمایا: یہ میرا بیٹا قوم کا سید اور سردار ہے۔ جیسے کہ رسول خداؐ نے اسے سید کے نام سے پکارا ہے۔ خدا اس کی نسل سے ایک بچہ پیدا کرے گا جس کا نام پیغمبر اکرمؐ والا نام ہوگا۔ شکل، اخلاق، اچھی عادات اور کردار میں ان کی طرح ہوگا اور وہ اس زمانے میں خروج کرے گا۔ جب لوگ غافل ہوں گے اور حق وحقیقت کا کہیں نام ونشان نہ ہوگا، ہر طرف ظلم وستم کا بازار گرم ہوگا اور خدا کی قسم اگر خروج نہ کرے گا تو اسے قتل کردیں گے۔

ویفرح لخروجه اهل السموات وسكانها وهو رجل اجلى الجبين اقنى الانف ضخم البطن ازيل الفخذين بفخذه اليمنى شامة ،افلج الثنايا يملأ الارض كما ملئت ظلماً وجوراً

"اہل آسمان اس کے خروج سے خوش ہوں گے اس کی پیشانی چوڑی، باریک ناک، پیٹ بڑا، موٹے ران، اور اس کے دائیں ران پر تل کا نشان ہوگا۔ اور اس کے دانت ایک دوسرے سے جدا جدا ہوں گے اور وہ زمین کو عدل سے پر کردے گا جیسے وہ ظلم سے بھر چکی ہوگی"

(بحارالانوار:۵۱/۳۹ حدیث ۱۱۹ اثبات الہداۃ:۳/۵۳۸ حدیث ۴۹۳)

(۶۲/۵۷۵) کعب الاحبار کہتا ہے: حضرت مہدیؑ صورت وسیرت، شان وشوکت اور رعب ودبدبہ کے لحاظ سے حضرت عیسیٰؑ بن مریم کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں۔

زیادہ تر اور بہتر تر عطا کیا ہے۔ وہ علی ابن ابی طالب علیہما السلام کی نسل سے ہیں اور یوسف کی طرح لوگوں کی نظروں سے غائب ہو جائیں گے۔ جب عیسیٰ بن مریم واپس آئیں گے تو وہ ایک لمبی مدت غیبت میں رہنے کے بعد ظہور کریں گے۔

ان کے ظہور کی علامات میں سے کچھ یہ ہیں۔ سرخ ستارہ طلوع کرنا۔ شہر ری ویران ہو جانا، بغداد کا زمین میں دھنس جانا۔ سفیانی کا خروج کرنا، بنی عباس اور ارمنستان و آذربائیجان کے سپاہیوں کے درمیان جنگ کا واقع ہونا۔ یہ وہ جنگ ہے جس میں کئی ہزار لوگ قتل ہوں گے دونوں طرف کے لشکر اسلحہ سے لیس ہوں گے، اور سیاہ پرچم لہرائیں گے یہ وہ جنگ ہے جو سرخ موت اور ہر طرف پھیلنے والے طاعون کے ساتھ ملی ہوگی۔

(غیبۃ نعمانی ص۲۱۴، بحار الانوار: ۵۱/۳۹ حدیث ۱۱۹ اثبات الہداۃ ۳/۵۳۸ حدیث ۴۹۳)

مہر نبوت

(۶۳/۵۷۶) شیخ صدوق کمال الدین ۲/۶۵۳ حدیث ۱۷ میں امیر المومنین علیؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

میری اولاد میں سے ایک مرد آخری زمانے میں خروج کرے گا۔ جس کا رنگ سفید سرخی مائل ہوگا۔ پیٹ بڑا، ران موٹے اور گوشت سے بھرے ہوئے کندھے مضبوط ہوں گے اور اس کی پشت پر دو علامتیں ہوں گی۔ ایک علامت چمڑے کے رنگ کی اور دوسری علامت پیغمبر اکرمؐ کی مہر نبوت کے مشابہ ہوگی۔ آپ نے حدیث کو جاری رکھا یہاں تک کہ آپ نے فرمایا:

فَإِذَا هَزَّ رَايَتَهُ اَضَاءَ لَهَا مَابَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى رُؤُوسِ الْعِبَادِ فَلَا يَبْقَى مُؤْمِنٌ اِلَّا صَارَ قَلْبُهُ اَشَدَّ مِنْ زُبَرِ الْحَدِيْدِ وَاَعْطَاهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ قُوَّةَ اَرْبَعِيْنَ رَجُلاً

"جب وہ اپنے پرچم کو لہرائے گا تو مشرق و مغرب کو روشن کر دے گا۔ اس وقت وہ اپنے مبارک ہاتھ کو لوگوں کے سروں پر پھیرے گا۔ کوئی مؤمن نہ ہوگا مگر یہ کہ اس کا دل لوہے سے مضبوط تر ہو جائے گا۔ خدا تعالیٰ اسے چالیس آدمیوں کی طاقت عطا کرے گا جو مومنین اس دنیا سے جا چکے ہیں ظہور کے ساتھ ان کے دل خوشحال ہو جائیں گے، وہ ایک دوسرے کو ملنے جائیں گے اور حضرت قائم علیہ السلام کے ظہور کی ایک دوسرے کو خوش خبری اور مبارک باد دیں گے" (بحار الانوار ۵۱/۳۵ حدیث ۴ اعلام الوری ۴۶۵)

ارادہ اور ہدف

(۶۴/۵۷۷) اسی کتاب میں اصبغ بن نباتہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں:

میں اپنے مولا امیر المؤمنینؑ کی خدمت میں گیا۔ میں نے حضرت کو دیکھا کہ کچھ سوچ رہے ہیں اور زمین پر انگلی مار رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا: یا امیر المومنینؑ کیا ہوا ہے میں آپ کو فکر مند دیکھ رہا ہوں اور اپنی انگلی زمین پر مار رہے ہیں کیا آپ دنیا کی طرف مائل ہو گئے ہیں؟ آپ نے فرمایا: خدا کی قسم نہیں۔ حتی کہ ایک دن بھی اس پانی مٹی اور دنیا کی طرف مائل نہیں ہوا۔ لیکن میں اپنے اس گیارہویں بیٹے کے متعلق سوچ رہا ہوں جو میری نسل سے پیدا ہوگا۔

هُوَ الْمَهْدِيّ يَمْلَأُهَا عَدْلاً كَمَا مُلِئَتْ جَوْراً وَظُلْماً تَكُوْنُ لَهُ حَيْرَةٌ وَغَيْبَةٌ يَضِلُّ بِهَا اَقْوَامٌ وَيَهْتَدِي فِيْهَا آخَرُوْنَ

"وہ مہدیؑ ہے جو زمین کو عدل سے ایسے پر کر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہے۔ اس کے لئے حیرت اور غیبت ہے۔ اور کچھ لوگ اس کے بارے میں گمراہ ہو جائیں گے اور کچھ ہدایت پر ہوں گے"

اصبغ کہتا ہے: میں نے عرض کیا: یا امیر المؤمنینؑ! جو آپ فرما رہے ہیں، کیا ایسا واقع ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ہاں! اس کا واقع ہونا یقینی ہے اور تو کیا جانے کہ یہ امر کیسے واقع ہوگا؟

اس امت کے بہترین افراد ہوں گے۔اصبغ نے سوال کیا: اس کے بعد کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: اس کے بعد وہی ہوگا جو خدا چاہے گا۔کیونکہ اس کے پاس اختیار، ارادہ ہدف اور حکمتیں ہیں۔

(کمال الدین /۲۸۹/حدیث ا بحار الانوار: ۱۵/۷۵ اثبات الہداۃ ۳/ ۴۶۳ حدیث ۱، الکافی ۱/ ۳۳۸ حدیث ۷ غیبت نعمانی ص ۶۰ حدیث ۴)

منتظرؑ کیوں کیا جاتا ہے؟

(۶۵/۵۷۸) شیخ صدوق کمال الدین ۲/ ۳۷۸ حدیث ۳ میں حضرت جوادؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: میرے بعد میرا بیٹا علیؑ امام ہوگا، اس کا امر میرا امر ہے، اس کا قول میرا قول ہے، اس کی اطاعت میری اطاعت ہے۔اور اس کے بعد میرا بیٹا حسنؑ امام ہے۔اس کا امر اس کے باپ کا امر ہے، اس کا قول اس کے باپ کا قول ہے، اس کی اطاعت اس کے باپ کی اطاعت ہے، پھر آپ خاموش ہوگئے میں نے آپ سے عرض کیا: یابن رسول اللہؐ! امام حسنؑ کے بعد کون امام ہوگا؟ امام علیہ السلام یہ خبر سن کر بہت زیادہ روئے، پھر آپ نے فرمایا: حسنؑ کے بعد اس کا بیٹا حق کے ساتھ قیام کرنے والا امام منتظرؑ ہے۔میں نے عرض کیا: یابن رسولؐ اللہ! انہیں (قائم) کیوں کہا جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا:

لا نه يقوم بعد موت ذكره وارتداد اكثر القائلين بامامته

"کیونکہ وہ اس وقت قیام کرے گا جب اس کی یاد بھول جائے گی اور اس کی امامت کے ساتھ اعتقاد رکھنے والے اکثر لوگ مرتد ہو جائیں گے"

میں نے عرض کیا: حضرت کو "منتظر" کیوں کہا جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا:

لان له غيبة يكثر ايامها ويطول امدها فينتظر خروجه المخلصون وينكره المرتابون ويستهزئ بذكره الجاحدون

"کیونکہ اس کی غیبت بڑی لمبی اور طولانی ہے۔مخلص مومنین اس کے ظہور کا

انتظار کریں گے شک کرنے والے انکار کریں گے منکر لوگ اس کی یاد کا
مذاق بنائیں گے، اس کے ظہور کے وقت کو معین کرنے والے بہت زیادہ
ہوں گے جو سب کے سب جھوٹ کہہ رہے ہوں گے جو لوگ جلدی کریں
گے وہ ہلاک ہو جائیں گے اور جو کوئی اہل تسلیم میں سے ہوگا اور جو کچھ
خدا نے فرمایا ہے اسے دل و جان سے قبول کرلے گا۔ تو وہ اس کی غیبت کے
زمانے میں نجات پائے گا" (بحارالانوار ۵۱/۳۰ حدیث ۱۳ اعلام الوریٰ ۴۳۶ انوار ص ۳۰۰)

تو قتل نہیں ہوگا

(۲۶/۵۷۹) شیخ حر عاملی اثبات الھداۃ / ۸۰۰ حدیث ۱۳۶ میں فرماتے ہیں کہ فضل بن شاذان
کتاب اثبات الرجعہ حدیث ۱۲ میں ابراہیم بن محمد سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے۔
جب اس وقت کے حاکم عمرو بن عوف نے میرے قتل کا ارادہ کیا تو میں بہت زیادہ
ڈر گیا، میں نے اپنے اہل و عیال سے الوداع کیا اور اپنے مولا امام عسکریؑ کے گھر کی طرف آیا،
تا کہ آپ سے بھی الوداع کروں اور میں نے سوچ لیا تھا کہ بھاگ جاؤں۔ جب میں حضرتؑ
کی خدمت میں پہنچا تو میں نے ایک بچے کو دیکھا، جو آپ کے پاس بیٹھا تھا۔ جس کا چہرہ
چودھویں کے چاند کی طرح نورانی اور چمک رہا تھا۔ میں اسے دیکھ کر حیران و پریشان
ہوگیا۔ قریب تھا میرا ذہن کام کرنا چھوڑ دے، اس بچے نے مجھ سے فرمایا' اے ابراہیم فرار نہ
کرو، کیونکہ خدا تجھے اس کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ یہ سن کر میں اور زیادہ حیران و پریشان ہوگیا۔
میں نے امام حسن عسکریؑ سے عرض کیا: اے میرے آقا! اے یابن رسولؐ اللہ! یہ
بچہ کون ہے جو میرے باطن کی بھی خبر رکھتا ہے آپ نے فرمایا:

هُوَ اِبْنِيْ وَخَلِيْفَتِيْ مِنْ بَعْدِيْ

"وہ میرا بیٹا اور میرے بعد میرا خلیفہ ہے"

(۶۷/۵۸۰) نیز اسی کتاب میں (سابقہ حوالے کے ساتھ حدیث ۳ میں) ابو خالد کابلی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں امام سجاد علیہ السلام کی خدمت میں شرفیاب ہوا۔ میں نے آپ کے ہاتھ میں ایک کاغذ دیکھا، جسے آپ دیکھ رہے تھے اور بہت زیادہ رو رہے تھے۔ میں نے عرض کیا: یابن رسولؐ اللہ! میرے ماں باپ آپ قربان ہوں۔ یہ ورق کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ وہ لوح ہے جو خدا تعالیٰ نے رسول اکرمؐ کو ہدیہ فرمائی ہے۔ اس میں رسولؐ خدا اور امیر المومنینؑ کے مبارک اسما ہیں۔ اس کے بعد حدیث کو جاری رکھا اور باقی اماموں کے نام کیے بعد دیگرے لیے، یہاں تک کہ آپ نے فرمایا: حسن بن علی امام عسکری کا نام ہے اس کا بیٹا حجۃ بن الحسن ہے جو حکم خدا سے قیام کرے گا اور دشمنان خدا سے انتقام لے گا۔

الذی یغیب غیبۃ طویلۃ ثم یظھر فیملأ الارض قسطا وعدلا کما ملئت جورا وظلما

"اس کے لئے ایک لمبی غیبت ہے پھر وہ ظہور کرے گا اور زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی"

(۶۸/۵۸۱) شیخ صدوقؒ کمال الدین ۱/ ۲۸۶ حدیث ۱ میں جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے: رسول خداؐ نے فرمایا:

المھدی من ولدی اسمہ اسمی و کنیتہ کنیتی اشبہ الناس بی خُلقا وخلقا تکون لہ غیبۃ وحیرۃ تضل فیھا الامم ثم یقبل کالشھاب الثاقب فیملأ الارض عدلا وقسطا کما ملئت جورا وظلما

"مہدیؑ میری اولاد میں سے ہے اس کا نام میرا نام ہے اور اس کی کنیت میری کنیت ہے وہ سیرت اور صورت میں سب سے زیادہ میرے ساتھ شباہت رکھتا

ہے۔اس کے لئے غیبت اور حیرت ہے جس میں بہت سے لوگ گمراہ ہو جائیں گے۔اس کے بعد وہ شہاب ثاقب ستارے کی طرح اچانک ظاہر ہوگا اور زمین کو عدل وانصاف سے پر کردے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی“

(بحارالانوار:۵۱/۷۱حدیث۱۳کفایۃ الاثرص۶۶منتخب الاثر۱۸۲حدیث۲)

دوستوں کا دوست

(۶۹/۵۸۲ اسی کتاب میں امام باقرؑ سے اور آپ رسولؐ خدا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرتؐ نے فرمایا:

طوبیٰ لمن ادرک قائم اهل بیتی وهو یاتم به فی غیبته قبل قیامه ویتولی اولیاء ہ ویعادی اعداء ہ ذلک من رفقائی و ذوی مودتی واکرم امتی علیٰ یوم القیامة

”خوش قسمت ہے وہ شخص جو میری اہل بیت کے قائمؑ کو پائے گا اس حال میں کہ اس کی غیبت کے زمانے میں اور اس کے قیام سے پہلے اس کی اقتداء کرتا رہا ہو اس کے دوستوں کو دوست اور اس کے دشمنوں کو دشمن رکھتا ہو وہ میرے رفقاء اور دوست ہیں اور قیامت کے دن پوری امت سے زیادہ میرے نزدیک عزیز ترین ہوں گے“

(کمال الدین ۱/۲۸۶ حدیث۳ بحارالانوار:۵۱/۷۲حدیث۱۲)

مہدیؑ کی درخت بھی اطاعت کریں گے

(۷۰/۵۸۳ شیخ صدوقؒ کمال الدین ۲/۳۷۶ حدیث ۷ میں ریان بن صلت سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے: میں نے حضرت رضاؑ سے عرض کیا: کیا آپ صاحب الامر ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں میں صاحب الامر ہوں، لیکن نہ وہ صاحب الامر جو زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جیسے وہ ظلم و جور سے پر ہو چکی ہو گی کس

عمر میں اس قدر بدن اور توانا جسم کے ساتھ وہ صاحب الامر ہو سکتا ہوں۔

وان القائم هوالذی اذا خرج کان فی سن الشیوخ ومنظر الشباب

قویا فی بدنه حتی لو مدیده الی اعظم شجرة علی وجه الارض

لقلعها ولو صاح بین الجبال لتدکدکت صخورها

"بے شک قائم علیہ السلام وہ ہیں جو ظہور کے وقت بوڑھوں کی عمر میں ہوں گے لیکن شکل جوانوں والی ہوگی اور جسمانی لحاظ سے اس قدر قوی اور مضبوط ہوں گے کہ اگر چاہیں تو ایک ہاتھ کے ذریعے سے زمین پر سب سے بڑے درخت کو کھینچ سکتے ہیں اور اگر دو پہاڑوں کے درمیان آواز دیں تو پہاڑ ان کے اوپر پتھر ایک دوسرے سے ٹکرانے لگیں گے اور نیچے گر جائیں گے۔"

(بحار الانوار: ۳۲۲/۵۲ حدیث ۳۰ منتخب الاثر ص ۲۲۱ حدیث ۲ اعلام الوری ۴۳۳)

وہ اپنے ساتھ موسیٰؑ کا عصا اور سلیمانؑ کی انگوٹھی رکھتے ہیں، وہ میرا چوتھا بیٹا ہوگا، خدا جب تک چاہے گا اسے چھپا کر لوگوں کی نظروں سے محفوظ رکھے گا۔ اس کے بعد اسے ظاہر کرے گا تاکہ جہان کو عدل و انصاف سے اس طرح پر کردے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکا ہوگا۔

رازِ غیبت

(۵۸۴/۷۱) سید بن طاؤس کتاب الیقین میں ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

بے شک علی ابن ابی طالبؑ میرے بعد میرے امور کا عہدہ دار، میری امت کا پیشوا اور ان پر میرا جانشین ہے۔ اس کی اولاد سے قائم منتظر ہے جو زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح پر کردے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔

والذی بعثنی بالحق بشیرا و نذیرا ان الثابتین علی القول به فی

زمان غیبته لا عزمن الکبریت الا حمر

”قسم ہے اس خدا کی، جس نے مجھے بشارت دینے والا اور ڈرانے والے نبی بنا کر بھیجا۔ بے شک اس کی غیبت کے زمانے میں اس کی امامت پر ثابت قدم رہنے والے کبریت احمر سے بھی کامیاب ہیں (یعنی ڈھونڈنے سے نہیں ملیں گے)

جابر بن عبد انصاری اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور عرض کی۔ یا رسول اللہ! کیا جو قائم آپ کی اولاد سے ہے وہ غائب بھی ہوگا؟“

آپ نے فرمایا: ہاں خدا کی قسم:

وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَمْحَقَ الْكَافِرِينَ

(سورہ آل عمران آیت ۱۴۱)

”تاکہ مومنوں کو امتحان میں ڈال کر ہر عیب سے پاک کرے اور کافروں کو ہلاک کردے“

اے جابر! یہ امر اور راز ان امور اور رازوں میں سے ہے جس کا علم خدا کے بندوں سے پوشیدہ ہے۔ وہ اس کی حقیقت سے آگاہ نہیں ہوسکتے، لیکن خبردار اس میں شک نہ کرنا اور دوچار تردید نہ ہونا، کیونکہ خدا تبارک وتعالیٰ کے کام میں شک کرنا کفر ہے۔

(الیقین ص۴۹۴ باب ۲۰۱ چاپ جدید، بحار الانوار: ۳۸/۱۲۶ حدیث ۷۶ منتخب الاثر ۱۸۸)

قائم کی وجہ

(۵۸۵/۷۲) محمد بن عجلان امام صادق علیہ السلام سے روایت کرتا ہے کہ آپ نے فرمایا:

اذا قام القائم علیه السلام دعا الناس الی الا سلام الجدید وهدا هم الی امر قد دثر وضل عنه الجمهور وانما سمی القائم مهدیا لانه یهدی الی امر مضلول عنه وسمی القائم لقیامه بالحق

”جس وقت حضرت قائم علیہ السلام قیام کریں گے تو ایک جدید اسلام کی

مہدیؑ اس لئے کہا گیا ہے، کیونکہ وہ لوگوں کو اس امر کی طرف راہنمائی کریں گے جس میں وہ خطا کر چکے ہیں اور گمراہ ہو چکے ہیں۔ حضرت کو ”قائمؑ“ اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ وہ حق کے ساتھ قیام کریں گے“

(الارشاد ص ۴۱۱ ، بحار الانوار: ۵۱/۳۰ حدیث ۷، اثبات الھداۃ ۳/۵۵۵ حدیث ۵۹۳ اعلام الوری ص ۴۶۱)

دیواریں بھی گواہی دیں گی

(۷۳/۵۸۶) روایت ہوئی ہے کہ امام غائب کا نام ”مہدیؑ“ اس لئے رکھا گیا ہے کیونکہ وہ مخفی اور پوشیدہ امور کی ہدایت کریں گے۔ یہاں تک کہ جس شخص کو لوگوں نے گناہ کرتے نہ دیکھا ہوگا اس کو لائیں گے اور قتل کر دیں گے، یہاں تک کہ اگر کوئی شخص اپنے گھر میں بات کر رہا ہوگا تو ڈرے گا کہ کہیں دیواریں اس کے خلاف گواہی نہ دیں۔

(بحار الانوار ۵۲/۳۹۰ حدیث ۲۱۲، اثبات الھداۃ ۳/۵۸۳ حدیث ۷۸۶، الزام الناصب ۱/۲۳۵)

امام صادقؑ مہدیؑ کے غم میں

(۷۴/۵۸۷) شیخ صدوقؒ کمال الدین ۲/۳۵۲ حدیث ۵۰ میں سدیر صیرفی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے: میں مفضل، ابو بصیر اور ابان بن تغلب کے ساتھ مولا امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں شرفیاب ہوا۔ ہم نے حضرت کو دیکھا کہ آپ مٹی پر بیٹھے ہیں اور بدن مبارک پر پشم کی خیبری پوشاک پہنے ہوئے ہیں جس کا گریبان نہیں تھا۔ اور اس کی آستینیں چھوٹی تھیں اور آپؑ اس ماں کی طرح گریہ کر رہے تھے جس کا جوان بیٹا مر چکا ہو۔ غم واندوہ کے آثار آپ کے مبارک چہرے پر آشکار تھے۔ چہرے کا رنگ تبدیل ہو چکا تھا۔ اور بہت زیادہ آنسو بہانے کی وجہ سے آنکھیں سوجھی ہوئی تھیں۔ آپ نے اس غمزدہ حالت میں فرمایا:

سیدی غیبتک نفت رقادی وضیقت علی مهادی وابتزت منی

راحة فؤادی سیدی غیبتک وصلت مصابی بفجائع الابد ،وفقد

الواحد بعد الواحد یفنی الجمع والعدد

" اے میرے سردار! تیری غیبت نے میری نیند ختم کردی ہے دنیا کو اپنی
تمام وسعت کے ساتھ مجھ پر تنگ کردیا ہے۔ میرے دل کے سکون کو سلب
کردیا ہے۔ میرے سردار! آپ کی غیبت نے ہماری مصیبت کو دائمی کردیا
ہے اور ایک کے بعد دوسرے کو کھو دینے سے ہماری جماعت پراگندہ ہوگئی
ہے ہمارا سرمایہ ختم ہو چکا ہے)
میری آنکھیں جو آنسوؤں کے قطرات گراتی ہیں اور درد ناک گریہ و نالہ
جو گذشتہ بلاؤں اور مصیبتوں کی وجہ سے میرے سینے سے باہر آتے ہیں تا کہ
کوئی سکون مل سکے۔ یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ میں جان لیوا مصیبتوں اور
عظیم تر آنے والی بلاؤں کو اپنی آنکھوں کے سامنے محسوس کر رہا ہوں۔ وہ
سخت بلائیں جو تیرے غصے کے ساتھ ملی ہوئی ہیں اور وہ ناگوار واقعات جو
تیرے خشم کے ساتھ مخلوط ہیں"

سدیر کہتا ہے: اس درد ناک حادثہ کے مشاہدہ اور امامؑ کی دل سوز باتیں سن
کر قریب تھا کہ میں ہوش و حواس کھو بیٹھتا۔ ہمارے دل دکھی اور زخمی ہوگئے۔ ہم نے خیال کیا
کہ کوئی ناگوار حادثہ یا کوئی بہت بڑی مصیبت حضور کی ذات مقدس پر وارد ہوئی ہے۔ ہم نے
عرض کیا: اے تمام مخلوقات سے افضل ترین ہستی کے بیٹے! خدا آپ کو نہ رلائے، کیا کوئی ایسا
حادثہ رونما ہوا ہے جس نے آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری کردیئے اور آپ کو ماتم میں بٹھا
دیا ہے؟ امام صادقؑ نے دل سے ایک گہری اور درد ناک آہ بھری اور پھر فرمایا: افسوس ہے تم
پر آج صبح میں جفر کی کتاب دیکھ رہا تھا۔ یہ وہ کتاب ہے جس میں موت، بلائیں، مصیبتیں اور
تمام گذشتہ اور آئندہ رونما ہونے والے واقعات کا علم موجود ہے۔ خدا تبارک و تعالیٰ نے اس

میں میں نے حضرت قائم علیہ السلام کی ولایت کے بارے میں غور وفکر کیا ہے کہ وہ آنکھوں سے غائب ہو جائیں گے،ان کی غیبت طولانی ہو جائے گی اور ان کی عمر شریف لمبی ہو جائے گی۔اس زمانے میں مومنین امتحان اور مصیبت میں مبتلا ہوں گے۔ان کی غیبت کے طولانی ہو جانے کی وجہ سے مومنین بہت زیادہ شک وتردید میں پڑ جائیں گے۔اکثر ان میں سے دین سے مرتد ہو جائیں گے اور اسلام سے خارج ہو جائیں گے۔اور اسلام کی اتباع اور اطاعت کا بندھن اپنی گردنوں سے اتار دیں گے۔ یہ وہی ولایت کا رشتہ ہے جس کے بارے میں خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَكُلَّ إِنسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ (سورہ اسراء آیت ۱۳)

''ہرانسان کے مقدرات کو ہم نے اس کی گردن میں ڈال دیا ہے''

ان احوال اور واقعات کے مطالعہ سے میرا دل غمگین ہوگیا۔اور غم واندوہ نے مجھ پر حملہ کردیا۔

ہم نے عرض کیا: یا بن رسول اللہؐ! ہم پر احسان کریں اور مہربانی فرما کر کچھ ان حوادث اور واقعات میں ہمیں بھی اپنے ساتھ شریک کرلیں۔آپ نے فرمایا: خدا تبارک تعالیٰ ایسی تین چیزوں کو حضرت قائم علیہ السلام کے لئے انجام دے گا جو تین انبیاء کے لئے انجام دیں۔ان کی ولادت کو حضرت موسیٰ کی طرح پوشیدہ رکھے گا،ان کی غیبت کو حضرت عیسیٰؑ کی غیبت کی طرح قرار دے گا،ان کی غیبت کے طولانی ہونے کو قصہ حضرت نوحؑ واقعہ کے طولانی ہونے کی طرح قرار دے گا اور ان کی عمر کے طولانی ہونے کو خدا نے اپنے بندہ صالح حضرت خضرؑ کی عمر کے طولانی ہونے کی طرح قرار دیا ہے۔

ہم نے عرض کیا ان تمام کے بارے میں اور زیادہ وضاحت اور تشریح کردیں تاکہ ہم مطلب کو اچھی طرح سمجھ سکیں۔آپ نے فرمایا:

حضرت موسیٰ کی ولادت کے بارے میں یہ ہے جب فرعون کو معلوم ہوا کہ اس کی حکومت موسیٰ کے ہاتھ سے ختم ہوگی تو اس نے حکم دیا کاہنوں یعنی پیشگوئی کرنے والوں کو بلایا

جائے۔انہوں نے فرعون کو بتایا کہ موسیٰ "بنی اسرائیل سے ہوگا۔اس فرعون کو جب یہ معلوم ہوا تو اس نے اپنے کارندوں کوحکم دیا کہ بنی اسرائیل کی جتنی عورتیں حاملہ ہیں ان کے پیٹ پھاڑ دواور دیکھو اگر بچہ لڑکا ہے تو اسے قتل کردو۔اس صورت حال میں بیس ہزار سے زیادہ بچے قتل ہوئے لیکن پھربھی موسیٰ کوقتل کرنا ان کے لیے ممکن نہ ہوا،کیونکہ خدا نے ان کی حفاظت کا ارادہ کر رکھا تھا۔اسی طرح بنی امیہ اور بنی عباس کو جب معلوم ہوا کہ ان کی حکومت اور تمام بادشاہوں اور ظالموں کی حکومت حضرت قائم علیہ السلام کے ہاتھ سے ختم ہوگی تو ان کی دشمنی کے لئے کھڑے ہو گئے،اور اپنی تمام طاقت اہل بیتؑ کے قتل کرنے اور انہیں ختم کرنے پر صرف کردی کہ مہدی موعود علیہ السلام اس دنیا میں نہ آئیں اور ان کو ولادت سے پہلے ہی قتل کرویا جائے۔لیکن خدا تعالی نے اپنے کام سے ظالموں کو مطلع نہ ہونے دیا،اور ارادہ فرمایا کہ اپنے نور کو کامل کرے اور حضرت مہدی صلوات اللہ علیہ کے ظہور کے ذریعے سے اس جہان کو بطور کامل نورانی اور روشن کردے۔اگرچہ مشرک لوگوں کو یہ بات پسند نہ آئے۔

رہی بات حضرت عیسیٰؑ کی غیبت کی،تو یہودیوں اور نصاریٰ نے اتفاق سے کہا کہ وہ قتل ہوگئے ہیں لیکن خدا تبارک وتعالیٰ نے ان کو جھوٹا کہا اور فرمایا:

وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِن شُبِّهَ لَهُمْ (سورہ نساء آیت ۱۵۷)

"انہوں نے نہ اسے قتل کیا اور نہ اسے سولی پر چڑھایا بلکہ مطلب ان پر مشتبہ ہوگیا"

حضرت قائم علیہ السلام کی غیبت طولانی ہو جانے کی وجہ سے امت ان کی غیبت سے انکار کردے گی۔ کچھ لوگ لغو اور فضول باتیں کریں گے اور کہیں گے کہ وہ ابھی پیدا نہیں ہوا۔کچھ کہیں گے کہ پیدا ہوا ہے لیکن فوت ہوگیا ہے۔کچھ لوگ کافر ہو جائیں گے اور کہیں گے کہ گیارہویں امام عقیم تھے کچھ لوگ دین سے خارج ہو جائیں گے اور تیرہ یا اس سے زیادہ اماموں کے قائل ہو جائیں گے۔ایک گروہ خدا کی نافرمانی کرتے ہوئے کہے گا کہ حضرت قائمؑ علیہ السلام کی روح کسی کے جسم میں بات کرتی ہے۔حضرت نوح اور ان کے وعدوں کو

کی سات گٹھلیاں دے کر حضرت نوحؑ کی طرف بھیجا اور فرمایا۔ اے پیغمبر! خدا تعالیٰ فرماتا ہے: یہ میری مخلوق اور میرے بندے ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ ان کو آسمانی بجلی کا عذاب دوں اور ان کو ختم کردوں، تو ان کو مزید تبلیغ کر، تاکہ اتمام حجت ہو جائے۔ پس اپنی قوت و طاقت کو دوبارہ استعمال میں لاؤ اور ان کو ایک بار پھر حق کی طرف دعوت دو۔ میں تجھے ان زحمات کے بدلے میں اجر عطا کروں گا۔ اور یہ گٹھلیاں جو میں تیری طرف بھیج رہا ہوں، ان کو کاشت کر دو، کیونکہ ان کے اگنے، بڑھنے اور پھل دینے میں تیرے لئے آسانی اور کشادگی پیدا ہوگی اور جو مؤمن تیری پیروی کریں ان کو بشارت دو۔ جب درخت اگ کر اور بڑے ہوگئے، ان کی شاخیں مضبوط ہوگئیں اور ان پر پتے اور پھل لگنے لگے تو نوحؑ نے خدا سے اپنا وعدہ پورا کرنے کے لئے درخواست کی۔ لیکن خداوند رحمان نے حکم دیا کہ دوبارہ گٹھلیوں کو بتو اور صبر کرو اور لوگوں کو دوبارہ حق کی طرف دعوت دینے میں کوشش کرو، اور ان پر اتمام حجت کرو۔ حضرت نوحؑ نے اہل ایمان کو اس صورت حال سے آگاہ کیا۔ یہ سن کر ان میں سے تین سو نفر مرتد ہوگئے اور اپنے دین سے ہاتھ اٹھا بیٹھے اور انہوں نے کہا۔ اگر نوحؑ کی باتیں سچی ہوتیں تو اس کے خدا کے وعدہ میں خلاف ورزی نہ ہوتی۔ پھر خدا تعالیٰ ہر مرتبہ اپنے سابقہ حکم کا تکرار کرتا رہا یہاں تک کہ اس عمل کا خدا نے سات مرتبہ تکرار کیا اور ہر مرتبہ ایک گروہ مومنین سے اپنے دین سے خارج ہو جاتا۔ یہاں تک کہ باقی رہنے والے مومنین کی تعداد ستر سے کچھ زیادہ تک رہ گئی۔ اس وقت خدا تعالیٰ نے حضرت نوح کو وحی بھیجی اور فرمایا: اب صبح اچھی طرح ظاہر ہوچکی ہے اور تاریک شام ختم ہوگئی ہے۔ یعنی حق واضح طور پر ملاوٹ سے پاک ہوگیا ہے۔ اور وہ لوگ جن کی طینت ناپاک تھی ان کا ارتداد ظاہر ہوگیا اور وہ مرتد ہوگئے۔ اگر میں پہلے ہی مرحلے میں کافروں کو ہلاک کردیتا تو وہ ناخالص مؤمن جو بعد والے مرحلے میں مرتد ہوئے تھے میرے عذاب سے بچ جاتے اور میرا پہلا وعدہ پورا نہ ہوتا' جس میں میں نے کہا تھا کہ جن خالص مومنوں نے تیری نبوت کے ساتھ تمسک کیا ہے ان کو میں بچا لوں گا اور ان کو زمین

میں جانشین بناؤں گا۔ ان کے دین کو تقویت عطا کروں گا۔ اور ان کے خوف و ڈر کو امن و امان اور آرام و سکون میں تبدیل کردوں گا۔ تاکہ دل میں بغیر کسی شک و شبہ کے خلوص کے ساتھ میری عبادت کریں۔ پس میں کس طرح ان کو جانشین بناؤں اور ان کے خوف و ہراس کو امن و آرام اور سکون میں تبدیل کروں، جب کہ میں جانتا ہوں کہ یہ لوگ ایمان کی کمزوری، طینت کی ناپاکی اور باطن میں پلیدگی کے سبب جو منافقت کی وجہ سے ان میں موجود ہے مرتد ہو جائیں گے۔ اور آہستہ آہستہ دین سے نکل جائیں گے؟

پس اگر یہ لوگ مومنوں کی حکومت اور سلطنت کو دیکھتے جو ان کو جانشینی یا دشمنوں کے ہلاک ہونے کے وقت دی جاتی ہے، تو ان کا خفیہ نفاق اور ان کے دلوں کی گمراہی زیادہ اور محکم تر ہو جاتی اور اپنے بھائیوں کے ساتھ دشمنی پیدا کر لیتے، اور حکومت کو حاصل کرنے کے لئے ان کے ساتھ جنگ شروع کر دیتے تاکہ امر و نہی کا کام اپنے اختیار میں لے لیں۔ اور اسے اپنے ساتھ مخصوص کرلیں۔ پس کس طرح ممکن تھا کہ ان نا خالص مومنوں کی فتنہ انگیزی اور جنگ کا ماحول پیدا کرنے کی صورت میں دین مضبوط ہوتا اور مومنین کا امر ہر طرف پھیلتا؟ ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا تھا۔

ان تمام مراحل کے طے ہونے کے بعد حضرت نوح کو خطاب ہوا۔

وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا (سورہ ہود آیت ۳۸)

"اور کشتی کو بناؤ ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی کے ساتھ"

امام صادق ؑ نے فرمایا: یہی صورت حال حضرت مہدی علیہ السلام کے ساتھ بھی پیش آئے گی۔ ان کی غیبت کا زمانہ لمبا ہوگا تاکہ حقیقت ملاوٹ کے بغیر ظاہر ہو جائے اور ایمان منافقت اور ملاوٹ سے پاک ہو جائے اور وہ لوگ اس وقت سے پہلے ہی اپنی ناپاکی ظاہر کردیں اور مرتد ہو جائیں جو یہ چاہتے ہیں کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی خلافت اور ان کی عالمی حکومت کے قیام کے وقت نفاق ڈالیں۔

میں نازل ہوئی ہے۔امامؑ نے فرمایا:

خدا ناصبی لوگوں کے دلوں کو ہدایت نہ کرے۔ کس زمانے میں ایسے دین کو قدرت و طاقت حاصل ہوئی ہے، جسے خدا اور رسولؐ خدا پسند کرتے ہوں جس میں ہر دن امن و امان قائم ہوا ہو، مسلمانوں کے دل سے خوف و ہراس ختم ہوگیا ہو۔اور ان کے سینوں سے شک و تردید برطرف ہوگیا ہو کیا غاصبین میں سے کسی کے دور میں ایسا ہوا ہے، کیا علیؑ کی خلافت کے دور میں ایسا ہوا ہے جبکہ کچھ لوگوں کے سوا سب مرتد ہوگئے تھے اور ان کے ساتھ فتنہ انگیزی اور جنگ و جدال کا سلسلہ جاری رکھا؟

پھر امام صادقؑ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

حَتّٰی اِذَا اسۡتَایۡـَسَ الرُّسُلُ وَ ظَنُّوۡۤا اَنَّهُمۡ قَدۡ كُذِبُوۡا جَآءَهُمۡ نَصۡرُنَا

(سورہ یوسف آیت ۱۱۰)

''یہاں تک کہ رسولؐ مایوس ہوگئے اور انہوں نے گمان کیا کہ خدا کی مدد کا وعدہ پورا نہ ہوگا اس وقت ہماری نصرت اور مدد ان تک پہنچ گئی''

اور رہی بات بندۂ صالح یعنی حضرت خضرؑ کی، تو خدا تعالیٰ نے ان کی عمر کو اس لئے لمبا نہیں کیا کہ انہیں نبوت دی جائے یا ان پر کوئی کتاب نازل کی جائے، یا ان کو کوئی شریعت یا آئین دے جس کے ذریعے سے سابق انبیاء کی شریعتوں کو منسوخ کرے، یا انہیں امامت کا عہدہ دیا جائے اور لوگوں کو ان کی پیروی کی طرف راغب کیا جائے یا کوئی اطاعت ان پر واجب کی ہو تا کہ وہ اسے انجام دیں۔ بلکہ یہ اس لئے ہے کہ خدا کے علم ازلی میں یہ مقدر ہو چکا تھا کہ حضرتِ مہدیؑ کی عمر ان کی غیبت کے زمانے میں طول پکڑے گی۔اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ کچھ لوگ اس چیز کا انکار کریں گے۔لہٰذا اپنے صالح بندے حضرت خضرؑ کی عمر کو طولانی کردیا، تا کہ حضرت قائمؑ علیہ السلام کی طول عمر پر دلیل بن سکے، اس کے ذریعے استدلال کر کے منحرفین اور منکرین کی دلیل کو رد کر سکے، اور ان کے لئے کوئی بہانہ باقی نہ رہے اور

لوگوں کے لئے خدا پر کوئی حجت و برہان باقی نہ رہے۔

(بحارالانوار:۵۱/۲۱۹ حدیث۹ اور ۱۳/۴۷ حدیث۱۵ منتخب الاثر ص ۲۵۸ حدیث۱۱۲ اثبات الہداۃ:۳/۴۷۵ حدیث۱۶۴)

مہدیؑ اور لشکر قسطنطنیہ

(۷۵/۵۸۸) نعمانیؒ کتاب غیبت نعمانیہ میں ص ۳۱۹ پر حدیث ۸ میں لکھتے ہیں کہ جب حضرت قائمؑ قیام کریں گے تو زمین کے ہر گوشہ کی طرف ایک شخص کو روانہ کریں گے اور اس سے فرمائیں گے:

عهدک فی کفک، فاذا ورد علیک مالا تفهمه ولا تعرف القضاء فیه فانظر الی کفک واعمل بمافیها

" تیرا دستور العمل تیرے ہاتھ میں ہے، اور جب بھی تجھے کوئی مشکل پیش آئے اور ایسا واقعہ رونما ہو جسے تم سمجھ نہ سکو تو اپنے ہاتھ کی طرف دیکھو، جو کچھ اس میں جو لکھا ہوا پاؤ گے اس پر عمل کرو۔"

ایک لشکر قسطنطنیہ (استنبول) کی طرف روانہ کریں گے، یہ لشکر جب سمندر کے پاس پہنچے گا اس میں شامل افراد تو اپنے قدموں پر کچھ لکھیں گے اور پانی کے اوپر چل پڑیں گے۔ جب رومی ان کو پانی کے اوپر چلتا ہوا دیکھیں گے تو ایک دوسرے سے کہیں گے، یہ تو قائم آل محمدؐ کے اصحاب ہیں جن کے پاس اتنی طاقت ہے۔ وہ خود کتنی طاقت کے مالک ہوں گے۔ اس وقت وہ شہر کے دروازے کو ان کے لئے کھول دیں گے۔ اور لوگ کامیابی کے ساتھ شہر میں داخل ہو جائیں گے اور جیسے چاہیں گے ان کے متعلق حکم جاری کریں گے"

(بحارالانوار:۵۲/۳۶۵ حدیث۱۴۳ الزام الناصب :۲/۲۸۷)

اسرار غیبت

(۷۶/۵۸۹) شیخ صدوقؒ کتاب کمال الدین ۱/۳۰۳ حدیث ۱۴ میں عبدالعظیم حسنی رضوان اللہ علیہ سے اور وہ امام جوادؑ سے اور آپ حضرت اپنے آباؤ اجداد سے نقل کرتے

لِلْقَائِمِ مِنَّا غَيْبَةٌ اَمَدُهَا طَوِيْلٌ كَاَنِّي بِالشِّيْعَةِ يَجُوْلُوْنَ جَوَلَانَ النَّعَمِ فِي غَيْبَتِهِ يَطْلُبُوْنَ الْمَرْعٰى فَلَا يَجِدُوْنَهُ اَلَا فَمَنْ ثَبَتَ مِنْهُمْ عَلٰى دِيْنِهِ وَلَمْ يَقْسُ قَلْبُهُ لِطُوْلِ اَمَدِ غَيْبَةِ اِمَامِهِ فَهُوَ مَعِيَ فِيْ دَرَجَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

"ہمارے قائم علیہ السلام کے لئے غیبت ہے جس کی مدت طولانی ہے گویا میں شیعوں کو دیکھ رہا ہوں ان کی غیبت کے زمانے میں بھیڑ بکریوں کی طرح چراگاہ کی تلاش میں ادھر ادھر پھر رہے ہیں اور اسے نہیں پاتے۔ جان لو جو کوئی بھی اپنے دین پر ثابت رہے گا اور غیبت کے طولانی ہونے کی وجہ سے اس کا دل دچار قساوت نہ ہوگا، تو وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا۔ پھر آپ نے فرمایا: ہمارا قائم علیہ السلام اس وقت قیام فرمائے گا جب اس کی گردن پر کسی کی بیعت نہ ہوگی، اسی وجہ سے ان کی ولادت مخفی ہے اور وہ خود نظروں سے غائب ہیں"

(بحار الانوار: ۵۱/۱۰۹ حدیث ۱ اعلام الوری ۴۲۶ اثبات الهداة ۳/۴۶۳ حدیث ۵ منتخب الاثر ۲۵۵ حدیث ۳)

اجر کے مراتب

(۵۹۰/۷۷) کلینیؒ "کتاب الکافی ۲/۲۲۲ حدیث ۴ میں نقل کرتے ہیں کہ شیعوں میں سے ایک گروہ حضرت امام باقرؑ کی خدمت میں شرفیاب ہوا اور عرض کی کہ ہم عراق جانا چاہتے ہیں۔ آپ سے درخواست ہے کہ ہمیں کچھ نصیحت فرمائیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: جو تم میں سے (از لحاظ جسمانی اور دینی) قوی ہیں وہ کمزور افراد کی مدد کریں، اور ان کو طاقت وقوت دیں اور جو دولت مند ہیں وہ فقراء پر احسان اور بخشش کریں۔ ہمارے راز کو فاش نہ کریں۔ جو معاملہ ہماری ولایت اور امامت کے ساتھ مربوط ہے اسے منتشر نہ کریں۔ اگر ہماری طرف سے تم تک کوئی ایسی حدیث پہنچے (جو اس

کے مخالف ہو جو تم جانتے ہو یا اس کا راوی قابل اطمینان نہ ہو) اگر خدا کی کتاب سے ایک یا دو گواہ اس پر پالو تو عمل کر لینا وگرنہ اس پر عمل نہ کرنا۔ یہاں تک کہ اس کے بارے میں پوچھ لو اور تمہارے لئے روشن ہو جائے۔

وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْمُنْتَظِرَ لِهٰذَا الْاَمْرِ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ وَمَنْ اَدْرَکَ قَائِمَنَا فَخَرَجَ مَعَهٗ فَقَتَلَ عَدُوَّنَا کَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِ عِشْرِیْنَ شَهِیْدًا وَمَنْ قُتِلَ مَعَ قَائِمِنَا کَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِ خَمْسَةٍ وَعِشْرِیْنَ شَهِیْدًا

"جان لو جو کوئی اس امر (یعنی ہم اہل بیتؑ کی دولت کریمہ) کا انتظار کرے، اس کا اجر شب بیداری کرنے والے روزہ دار کی مثل ہے اور جو کوئی ہمارے قائم علیہ السلام کو درک کرے، اور ان کے ساتھ خروج کرے اور ہمارے کسی دشمن کو قتل کرے تو اس کا اجر بیس شہیدوں کے برابر ہے۔ اور جو کوئی آنحضرتؑ کے ساتھ شہید ہو جائے اس کا اجر پچیس شہیدوں کے برابر ہے" (بحارالانوار: ۵۲/۱۲۲ حدیث ۲۱)

رخسار پر تل

(۵۹۱/۷۸) علی بن مہزیارؒ جو امام عصر علیہ السلام کی خدمت میں شرفیاب ہوئے ہیں اور حضرت کے جمال ملکوتی کی زیارت کی ہے وہ حضرت کا حلیہ مبارک اور خصائل اس طرح بیان کرتے ہیں:

آپ کا قد مبارک کامل اور سرو کی شاخ کی طرح تھا۔ اچھے اخلاق کے مالک، عطا کرنے والے، پرہیزگار اور پاکدامن تھے۔ جسم مبارک کے اعضاء مناسب اور معتدل تھے۔ نہ چھوٹے اور نہ بڑے، آپ کا سر مبارک گول، پیشانی نورانی، اور روشن، ابرو کھنچے ہوئے اور تیز، ناک باریک اور لمبی دو رخسارے نرم و ہموار تھے۔

علی خده الایمن خال کانه فتات مسک علی رضراضیه عنبر

ہے جو عنبر پر کندہ کیا گیا ہو"

(غیبۃ طوسی ص ۱۵۹، بحار الانوار: ۵۲/ ۱۱ حدیث ۶ کمال الدین: ۲/ ۳۶۸ حدیث ۲۳ تبصرۃ الولی: ص ۱۱۴ سطر ۱)

مہدیؑ کی بیعت

(۵۹۲/ ۷۹) حذیفہ کہتے ہیں: میں نے رسول خداؐ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: جب قائم علیہ السلام خروج کریں گے تو آسمان سے منادی ندا دے گا۔

اَیُّهَا النَّاسُ قُطِعَ عَنْكُمْ مُدَّةُ الْجَبَّارِیْنَ وَوَلِیَ الْاَمْرَ خَیْرُ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ فَالْحِقُوْا بِمَكَّةَ

"اے لوگو! ظالموں کا دور ختم ہو گیا ہے! اب امور کی سربراہی امت محمدؐ کے افضل ترین شخص کے ہاتھ میں چلی گئی۔ اپنے آپ کو مکہ پہنچاؤ۔"

اس وقت مصر کے نجباء شام کے ابدال اور عراق کے چنے ہوئے لوگ، شب زندہ دار اور جو دن میں بہادری کے ایسے جوہر دکھانے والے ہیں جن کے دل لوہے کے ٹکڑوں کی طرح ہیں وہ باہر نکلیں گے اور خود کو آنحضرتؐ تک پہنچائیں گے اور رکن و مقام کے درمیان حضرت کے ساتھ بیعت کریں گے"

(الاختصاص: ص ۲۰۴ بحار الانوار: ۵۲/ ۳۰۴ حدیث ۷۳، اثبات الھداۃ ۳/ ۵۵۷ حدیث ۶۰۷)

لشکر مہدیؑ کا نعرہ

(۵۹۳/ ۸۰) کتاب غیبت میں امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

له كنز بالطالقان ماهو بذهب ولا فضة وراية لم تنشر منذ طويت ورجال كان قلوبهم زبر الحديد لا يشوبها شك في ذات الله اشد من الحجر، لو حملوا على الجبال لا زالوها لا يقصدون برايا تهم بلدة الا خربوها كان على خيولهم العقبان

" طالقان میں حضرت مہدی علیہ السلام کے لئے خزانے ہیں! جو سونے اور چاندی سے نہیں بلکہ ایسے مرد ہیں جن کے دل مضبوط لوہے کے ٹکڑوں کی مانند ہیں وہ خدا پر اعتقاد میں یقین کے درجے تک پہنچے ہوئے ہیں اور ان کے دلوں میں کسی قسم کا کوئی شک وشبہ موجود نہیں ہے۔ مقاومت اور ثابت قدمی میں پتھروں سے بھی سخت تر ہیں اس حد تک کہ اگر پہاڑوں پر حملہ کریں تو اپنی جگہ سے ان کو ہلا کر رکھ دیں۔ جس شہر کی طرف بھی اپنے پرچموں کے ساتھ رخ کریں گے اس پر قبضہ کرلیں گے اور ظالم وستمگر لوگوں کے مراکز کو تباہ و برباد کردیں گے۔ گویا کہ وہ عقابی گھوڑوں پر سوار ہو کر تیز پرواز کر رہے ہیں۔

تبرک کے طور پر امامؑ کے گھوڑے کی زین پر ہاتھ پھیریں گے اور انہیں اپنے درمیان لے لیں گے۔ جنگوں میں اپنی جان پر کھیل کر ان کی محافظت کریں گے، وہ جو بھی چاہیں گے حاضر کردیں گے۔ وہ ایسے لوگ ہیں جو رات کو نہیں سوتے عبادت خدا میں مشغول رہتے ہیں اور ان کی نمازوں میں ایسی عاشقانہ آوازیں آتی ہیں جیسے شہد کی مکھیوں کی آوازیں آتی ہیں۔ وہ راتوں کو کھڑے ہو کر خدا کے ساتھ راز و نیاز کرتے ہیں اور دنوں کو جنگی سواریوں پر بیٹھ جاتے ہیں۔ وہ شب زندہ دار اور دن میں شیروں کی طرح ہیں۔ وہ اپنے مولا کے فرمان کے سامنے ایک فرمانبردار اور مطیع بندے کی طرح ہیں' وہ روشن اور چمکتے ہوئے چراغ ہیں اور دل ان کے دل گویا نور کی قندیلیں ہیں۔ وہ ایسے لوگ ہیں کہ خدا کی عظمت اور ہیبت سے خوفزدہ ہیں۔

وہ خدا سے شہادت کے طلب گار ہیں اور ان کی خواہش ہے کہ خدا کے راستے میں قتل کیے جائیں۔ ان کا نعرہ " یالثارات الحسین " ہے۔ " یعنی ہم خون حسینؑ کے انتقام کے طالب ہیں" جب وہ کسی طرف نکلتے ہیں تو ایک مہینے کی

[illegible]

بہادروں کے ساتھ مدد فرمائے گا“

(بشارۃ الاسلام ص ۲۲۳ بحارالانوار:۵۲/ ۳۰۷ حدیث ۱۸۲ الزام الناصب:۳/۲۹۶)

ان کی شان میں کسی نے کیا خوب اشعار کہے ہیں۔

لله قوم اذا ما اللیل جنهم

قاموا من الفرش للرحمان عبادا

ویرکبون مطایا لاتملهم

اذا هم بمنادی الصبح قد نادی

هم اذا ما بیاض الصبح لاح لهم

قالوا من الشوق لیت اللیل قد عدا

هم المطیعون فی الدنیا لسیدهم

وفی القیامه سادوا کل من سادا

الارض تبکی علیهم حین تفقدهم

لانهم جعلوا للارض او تادا

”خدا کے لئے ایسے بندے بھی ہیں کہ جب رات اپنی تمام تاریکی کے ساتھ چھا جاتی ہے تو وہ عبادت کے لئے اپنے بستر سے اٹھ جاتے ہیں“

”اور جب صبح کو منادی ندا دیتا ہے تو بغیر کسی تھکاوٹ اور ملالت کے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو جاتے ہیں“

” اور جب صبح کی روشنائی نمودار ہوتی ہے تو بڑے شوق سے کہتے ہیں کہ کاش رات ہی جاری رہتی“

” دنیا میں اپنے مولا اور آقا کی فرمانبرداری کرتے ہیں' اور قیامت کے دن تمام سرداروں پر سرداری کریں گے“

"جب وہ اس دنیا سے جائیں گے تو زمین ان کی خاطر گریہ کرے گی'
کیونکہ وہ زمین کے لئے مضبوط میخیں اور اس کے باقی رہنے کا سبب تھے"
مؤلف فرماتے ہیں: عبدالملک کے دور میں سرزمین اندلس میں ایک عمارت کا سراغ ملا ہے: جو اسکندریہ سے بھی پہلے کی بنی ہوئی تھی۔اور جس پر یہ شعر لکھا ہوا ہے۔

حتی یقوم بامر الله قائمهم
من السماء اذا ما باسمه نودی

"یہاں تک کہ ان کا قائم حکم خدا سے قیام کرے گا، اس وقت جب منادی
آسمان سے ان کے نام سے ندا دے گا"
عبدالملک زہری سے سوال کیا گیا کہ وہ منادی کیا ندا دے گا؟اس نے جواب دیا کہ حضرت علیؑ بن الحسین نے مجھے خبر دی ہے کہ ندا دینے والا کہے گا: اے لوگو! جان لو کہ مہدیؑ وہ ہیں جو بنت رسول خدا فاطمہؑ کی اولاد سے ہیں۔
امام صادق اس شعر کو اکثر پڑھا کرتے تھے۔

لکل الناس دولة یرقبونها
ودولتنا فی آخر الدهر تظهر

"ہر قوم کے لئے حکومت ہے ان کے انتظار میں ہے اور ہماری حکومت اس
زمانے کے آخر میں ظاہر ہوگی'

(امالی صدوق: ص ۳۹۶ ضمن حدیث ۳ مجلس ۷۴، بحارالانوار: ۵۱/۱۴۳ حدیث ۳)

اسرائیلی جسم

(۸۱/۵۹۴) طبریؒ دلائل الامامۃ ص ۴۴۱ حدیث ۱۷ میں رسول خداؐ سے روایت کرتے ہیں
کہ آپ نے فرمایا:
اَلْمَهْدِیُّ مِنْ وُلْدِیْ، وَجْهُهٗ کَالْکَوْکَبِ الدُّرِّیِّ وَاللَّوْنُ لَوْنٌ عربی

يَرْضىٰ بِخِلَافَتِهِ اَهْلُ السَّمَاءِ وَالطَّيْرُ فِي الْجَوِّ وَيَمْلِكُ عِشْرِيْنَ سَنَةً

"مہدیؑ میری اولاد سے ہے اس کا چہرہ چمکتے ہوئے ستارے کی طرح ہوگا اور رنگ عربی لوگوں کی طرح ہے یعنی گندمی ہے۔اس کا جسم اسرائیلی جسم ہے یعنی مضبوط جسم والا ہے۔اس کی خلافت کے دور میں اہل آسمان اور ہوا میں پرندے خوش ہوں گے اور بیس سال تک حکومت کرے گا"

(نوادر المعجزات: ص ۱۹۶ احدیث ۱۵ الفردوس ۴/ ۲۲۱ حدیث ۶۶۶۷ العمدۃ ص ۴۳۹ ، کشف الغمہ: ۲/ ۴۸۶ الاثر ص ۱۸۵ بحار الانوار: ۵۱/ ۹۱ سطر ۲)

عصرِ مہدیؑ کی خصوصیات

(۸۲/۵۹۵) اسی کتاب میں مفضل بن عمر سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے میں نے امام صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

اِنَّ قَائِمَنَا اِذَا قَامَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَاسْتَغْنَى الْعِبَادُ عَنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ وَصَارَ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَاحِدًا وَذَهَبَتِ الظُّلْمَةُ وَعَاشَ الرَّجُلُ فِيْ زَمَانِهِ اَلْفَ سَنَةٍ يُوْلَدُ لَهُ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ غُلَامٌ لَا يُوْلَدُ لَهُ جَارِيَةٌ يَكْسُوْهُ الثَّوْبُ فَيَطُوْلُ عَلَيْهِ كُلَّمَا طَالَ، وَيَتَلَوَّنُ عَلَيْهِ اَيَّ لَوْنٍ شَاءَ

"جس وقت ہمارے قائم قیام کریں گے تو زمین خدا کے نور سے روشن ہو جائے گی۔اس وقت لوگ سورج کی روشنی سے بے نیاز ہو جائیں گے۔دن اور رات ایک ہو جائیں گے اور تاریکی ختم ہو جائے گی۔اس وقت ایک مرد ایک ہزار سال عمر کرے گا۔ ہر سال اس کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوگا،اور بیٹی نہ ہوگی۔جو لباس وہ پہنے گا اس کا قد لمبا ہونے کے ساتھ ساتھ لمبا ہو جائے گا اور جس رنگ میں چاہے گا وہ لباس تبدیل ہوتا چلا جائے گا"

(دلائل الامامۃ: ص ۲۵۴ حدیث ۱۳۷ اثبات الھداۃ ۳/ ۵۷۳ حدیث ۷۰۲)

دعبل کا قصیدہ

(۵۹۶/۸۳) عبدالرضا بن محمد اپنی کتاب تاریخ نیران الاحزان فی وفات سلطان خراسان میں لکھتے ہیں کہ روایت ہوئی ہے جب دعبل خزاعی نے اپنا مشہور و معروف قصیدہ امام رضا کے سامنے پڑھا، جب اس شعر کو پڑھنے لگا۔

خروج امام لامحالة خارج

یقوم علی اسم اللہ بالبرکات

"حتمی طور پر ہم میں سے ایک امام خروج کرے گا وہ خدا کے نام اور اس کی برکات سے قیام کرے گا"

حضرت رضا علیہ السلام یہ شعر سن کر اٹھے اور اپنے مبارک قدموں پر کھڑے ہو گئے' اپنے دائیں ہاتھ کو سر پر رکھا اور تھوڑا سا زمین کی طرف جھکا کر دعا کی اور فرمایا:

اللھم عجل فرجه ومخرجه وانصرنا به نصرا عزیزا

" اے معبود! ان کے ظہور اور خروج میں جلدی فرما' اور ان کے ظہور کے ساتھ ہماری مدد فرما" (الزام الناصب ص ۲۷۱/۱ کرامات الرضویہ ۱۰۲۳۱/۱)

ہمارے استاد بزرگوار محدث نوری" کتاب نجم الثاقب میں فرماتے ہیں کہ حضرت قائم علیہ السلام کا نام سننے کے ساتھ کھڑے ہونے کے بارے میں' میں نے ایسی کوئی روایت نہیں دیکھی جو اس کے متعلق تصریح کرتی ہو، لیکن کچھ علماء نے اس مسئلہ کے متعلق بزرگ عالم جو محدث جزائری کے پوتے سید عبداللہ سے سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے اس بارے میں ایک حدیث دیکھی ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ حضرت رضا کی مجلس میں حضرت قائم علیہ السلام کا اسم مبارک لیا گیا تو آنحضرت اس نام کے احترام کی خاطر کھڑے ہو گئے۔ جبکہ یہی طریق کار اہل سنت کے درمیان پیغمبر" اسلام کا نام مبارک سننے کے وقت مشہور مرسوم ہے۔ (نجم الثاقب ص ۵۲۳ الزام الناصب: ۲۷۱/۱)

ہمارے شیعہ

۸۴/۵۹۷) سید بن طاؤس ؒ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے سامراء میں سرداب مقدس میں داخل ہوتے وقت امام زمانہ علیہ السلام کے ملکوتی مناجات سنے، جو آپ خدا کے ساتھ اس طرح راز و نیاز کر رہے تھے۔

اللهم ان شيعتنا خلقوا من فاضل طينتنا وعجنوا بماء ولا يتنا اللهم اغفر لهم من الذنوب ما فعلوا اتكالا على حبنا وولنا يوم القيامة امورهم ولا تواخذ هم بما اقترفوا من السيئات اكراما لنا، ولا تعاقبهم يوم القيامة مقابل اعدائنا وان خفت موازينهم فثقلها بفاضل حسنا تنا

" اے معبود! ہمارے شیعہ ہماری بچی ہوئی مٹی سے پیدا ہوئے اور ہماری ولایت کے پانی کے ساتھ مخلوط کئے گئے ہیں۔ اے خدا ہماری محبت کے بھروسے پر انہوں نے جو گناہ کئے ہیں ان کو معاف کر دے اور قیامت کے دن ان کے معاملات ہمارے سپرد کر دے اور ہماری عزت و اکرام کی خاطر جو وہ گناہ انجام دے چکے ہیں معاف فرمادے اور انہیں عذاب نہ کر، ہمارے دشمنوں کے سامنے ان کو سزا نہ دینا اور اگر ان کی نیکیوں اور خوبیوں کا پلڑا ہلکا ہوگا تو ہماری نیکیوں کے ذریعے سے اسے وزنی فرما دینا" (مشارق انوار الیقین ص ۱۹۹)

خروج مہدیؑ

۸۵/۵۹۸) شیخ صدوق ؒ کمال الدین ۶۷۰/۲ حدیث ۱۷ میں امام باقر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

جب حضرت مہدیؑ مکہ سے خروج کریں گے تو ان کا منادی ندا دے گا کہ تم میں سے کوئی اپنے ساتھ کھانے پینے کی چیزیں نہ لے۔ حضرت اپنے ساتھ حضرت موسیٰ ؑ کے پتھر کو جو اونٹ پر لدا ہوگا۔ اپنے ساتھ لے کر چلیں گے۔ وہ جس جگہ بھی آرام کے لئے

رکیں گے تو اس پتھر سے پانی کے چشمیں جاری ہو جائیں گے، جو بھوکا ہوگا وہ پانی پینے سے سیر ہو جائے گا اور جو کوئی پیاسا ہوگا وہ سیراب ہو جائے گا۔ جو جانوران کے ساتھ ہوں گے وہ بھی اسی طرح پانی پینے سے غذا حاصل کریں گے اور سیراب ہوں گے یہاں تک کہ کوفہ کی پشت سے نجف میں داخل ہوں گے۔

(بحار الانوار:۵۲/۳۲۴ حدیث ۱۳۷ الکافی:۱/۲۳۱ حدیث ۳ البصائر: ص ۱۸۸ حدیث ۵۳)

قطب راوندی بھی کتاب خرائج میں یہی حدیث نقل کرتے ہیں اور آخر میں اضافہ کرتے ہیں کہ حضرت کے اصحاب جب نجف میں آئیں گے تو مسلسل اس پتھر سے پانی اور دودھ جاری رہے گا جن کو پینے سے بھوکے اور پیاسے سیراب ہوں گے۔

(الخرائج:۲/۶۹۰ حدیث ۱)

مہدیؑ اور فرشتے

(۵۹۹/۸۶) ابن قولویہ کامل الزیارات ص ۲۳۳ باب ۳۱ میں امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ قائم علیہ السلام نجف میں رسول خداؐ کی زرہ پہنے ہوئے اسے ہلا رہے ہیں اور ادھر ادھر چکر کاٹ رہے ہیں اور اسے ریشم کے کپڑے کے ساتھ چھپاتے ہیں۔ اور اس گھوڑے پر سوار ہیں جس کی پیشانی پر سفید رنگ کا نشان ہے۔ اس کے ساتھ چلیں گے۔ ہر شہر کے رہنے والے انہیں دیکھ رہے ہیں گویا کہ ان کے ساتھ ہیں وہ رسولؐ خدا کے پرچم کو کھولیں گے جس کا نچلا حصہ عرش خدا کے پائے سے ہوگا اور اوپر والا حصہ نصرت الٰہی سے ہوگا اور جس طرف بھی یہ پرچم لے کر حملہ کریں گے خدا اسے تباہ و برباد کر دے گا"

فَإِذَا هَزَّهَا لَمْ يَبْقَ مُؤْمِنٌ إِلَّا صَارَ قَلْبُهُ كَزُبَرِ الْحَدِيدِ وَيُعْطَى الْمُؤْمِنُ قُوَّةَ أَرْبَعِينَ رَجُلاً، وَلَا يَبْقَى مُؤْمِنٌ إِلَّا دَخَلَتْ عَلَيْهِ تِلْكَ الْفَرْحَةُ فِي قَبْرِهِ وَذَلِكَ حِينَ يَتَزَاوَرُونَ فِي قُبُورِهِمْ وَيَتَبَاشَرُونَ بِقِيَامِ الْقَائِمِ

"جس وقت قائم علیہ السلام اس پرچم کو لہرائیں گے تو کوئی ایسا مومن باقی نہ رہے گا مگر یہ کہ اس کا دل لوہے کی طرح سخت اور مضبوط ہو جائے گا۔ اس میں چالیس آدمیوں کے برابر طاقت پیدا آ جائے گی، جو مومن اس دنیا سے جا چکے ہوں گے، وہ اپنی قبروں میں ایک دوسرے کی زیارت کریں گے، حضرت قائم علیہ السلام کے قیام کی ایک دوسرے کو مبارک بادیں گے۔ اور اس وقت آسمان سے ان پر تیرہ ہزار تین سو تیرہ فرشتے نازل ہوں گے"

راوی کہتا ہے: میں نے عرض کیا: کیا یہ اتنی زیادہ تعداد سب فرشتوں کی ہوگی؟ آپ نے فرمایا: ہاں! وہ فرشتے جو کشتی پر سوار ہوتے وقت حضرت نوحؑ کے ساتھ تھے وہ فرشتے جو حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ تھے جب انہیں آگ میں ڈالا گیا، وہ فرشتے جو موسیٰؑ کے ساتھ تھے جب انہوں نے بنی اسرائیل کے لیے دریائے نیل کو پھاڑا، وہ فرشتے جو حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ تھے وہ آسمان پر گئے اور وہ چار ہزار فرشتے جو پیغمبر اکرمؐ کے ساتھ تھے اور علامت و نشانی رکھتے تھے اور وہ ہزار فرشتے جو صف کھینچے تھے۔ اور تین سو تیرہ وہ فرشتے جو جنگ بدر میں آنحضرتؐ کی مدد کیلئے آئے اور چار ہزار وہ فرشتے جو امام حسینؑ کی مدد کے لئے آئے اور انہوں نے آپ کے دشمنوں کے ساتھ جنگ کرنا چاہی لیکن سید الشہداء نے انہیں لڑنے کی اجازت نہ دی، وہ سب کے سب حضرتؑ کی قبر کے پاس غمزدہ و افسردہ اور غبار آلود حالت میں باقی رہ گئے اور قیامت تک ان پر گریہ کریں گے۔ ان فرشتوں کا سردار منصور فرشتہ ہے، جو زائر بھی امام حسینؑ کی زیارت کے لئے آتا ہے یہ فرشتے اس کے استقبال کے لئے آگے آتے ہیں اور اسے خوش آمدید کہتے ہیں۔ جب زائر الوداع کرنا چاہتا ہے تو اسے رخصت کرتے ہیں اگر وہ زائر بیمار ہو جاتا ہے تو اس کی عیادت کرتے ہیں، اگر مر جائے تو اس کا جنازہ پڑھتے ہیں اور موت کے بعد اس کے لئے دعائے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ یہ سب کے سب فرشتے زمین پر رہ گئے اور حضرت قائم علیہ السلام کے قیام کے منتظر ہیں، تاکہ ان کے خروج کے وقت آپ کی مدد کے لئے حاضر ہوں۔

(بحارالانوار:۵۲/۳۴۳ حدیث ۲۸، کمال الدین ص ۱۷۱ حدیث ۲۲، غیبۃ نعمانی ص ۳۰۲ حدیث ۴)

تین صدائیں

(۲۰۰/ ۸۷) محمد بن علی خزاز کتاب کفایۃ الاثر ص ۱۵۸ میں امیرالمومنین علی علیہ السلام اور آپؑ حضرت پیغمبر اکرمؐ سے نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

اے علی! تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں، تو میرا بھائی اور میرا وزیر ہے۔ جب میں اس دنیا سے چلا جاؤں گا تو یہ لوگ تیرے متعلق اپنے سینوں میں جو بغض و کینہ رکھتے ہیں ظاہر کریں گے۔ میرے بعد بہت جلد ایک سخت اور بیچارہ کرنے والے فتنہ برپا ہوگا، جس میں قابل اعتماد اور خاص خاص اشخاص بھی شامل ہو جائیں گے۔ یہ وہ وقت ہے جب شیعہ تیری اولاد سے ساتویں امام کے پانچویں بیٹے کو اپنے درمیان نہ دیکھیں گے۔ اس کے نہ ہونے کی وجہ سے اہل آسمان وزمین غمناک ہو جائیں گے۔ اور کتنے زیادہ مومن مرد اور عورتیں اس کے فراق اور جدائی میں غمگین اور پریشان ہوں گے۔ اس کے بعد آپؐ نے تھوڑی دیر کے لئے اپنا سر نیچے کی طرف کرلیا اور خاموش ہوگئے، پھر سر اوپر کیا اور فرمایا:

بِاَبِیْ وَاُمِّیْ سَمِیِّیْ وَ شَبِیْهِیْ وَشَبِیْهِ مُوْسٰی بِنْ عِمْرَانَ عَلَیْهِ جُیُوْبُ النُّوْرِ اَوْ قَالَ جَلَابِیْبُ النُّوْرِ. یَتَوَقَّدُ مِنْ شُعَاعِ الْقُدْسِ کَاَنِّیْ بِهِمْ آیس من کانوا. نودوا بنداء یسمع من البعد کما یسمع من القرب یکون رحمة علی المومنین وعذابا علی المنافقین

"میرے ماں باپ قربان ہوں اس پر جو میرا ہمنام اور میری شبیہ ہے۔ جس کے اوپر نور کا سائبان ہے۔ جو نور پروردگار سے روشنی اور چمک لیے ہوئے ہے۔ گویا میں ان کو دیکھ رہا ہوں کہ ناامیدی کے عالم میں ایک ایسی ندا سنیں گے جو دور اور نزدیک سے برابر سنی جائے گا۔ اور وہ مومنین کے لئے رحمت اور منافقین کے لئے عذاب ہے"

میں نے عرض کیا: وہ ندا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: تین ندائیں رجب کے مہینے میں بلند ہوں گی۔ پہلی ندا میں آواز دی جائے گی آگاہ ہو جاؤ، ستمگروں پر خدا کی لعنت ہے دوسری ندا دی جائے گی کہ قیامت قیامت ہے۔ تیسری ندا اس بدن سے آئے گی جو سورج سے واضح تر اور روشن تر ہوگا۔ جو کہے گا: آگاہ ہو جاؤ، خدا نے فلان بن فلان (یعنی حجت بن الحسن علیہ السلام جو علی بن ابی طالب علیہ السلام کی اولاد سے ظالموں کی نابودی و ہلاکت کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ اس وقت ظہور کا وقت ہوگا۔ خدا تعالیٰ ان کے ظہور کے انتظار کرنے والوں کے زخمی دلوں کو شفا بخشے گا۔ ان کے دلوں سے مشکل کو دور کردے گا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے بعد کتنے امام ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: تیرے بیٹے حسینؑ کے بعد نو نفر ہیں اور ان میں سے نواں قائم علیہ السلام ہے۔

(بحار الانوار: ۳۶/ ۳۳۷ حدیث ۲۰۰ اور ۵۱/ ۱۰۸ حدیث ۴۳، جواہر السنیہ ص ۲۸۵ منتخب الاثر ص ۲۲۱ حدیث ۱)

فتنہ

(۸۸/۲۰۱) نعمانی کتاب غیبت ص ۱۴۱ حدیث ۲ میں امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے مفضل سے فرمایا:

ایک ایسی روایت جسے اچھی طرح سمجھ اور اس کی گہرائی تک علم حاصل کرلو، وہ ایسی دس روایتوں سے بہتر ہے، جسے فقط نقل کرو۔ بے شک ہر حق کے لئے ایک حقیقت اور ہر حق کے لئے ایک نور ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: خدا کی قسم! ہم اپنے شیعوں میں سے کسی ایک کو بھی اس وقت تک فقیہ نہیں سمجھتے جب تک کہ وہ ہماری گفتگو کے رموز نہ سمجھ لے اور ہمارے مقصد کو حاصل نہ کرلے۔ امیر المومنینؑ نے کوفہ میں منبر پر فرمایا:

وَاِنَّ من ورائکم فِتَنًا مُظْلِمَةً عمیاء منکسفة لا ینجو منها اِلَّا النُّوَمَةُ

"آئندہ ایسا فتنہ پیش آنے والا ہے جو تاریک، اندھا اور پوشیدہ ہے۔ اس فتنے سے صرف ناشناس اور گمنام اشخاص ہی نجات پاسکیں گے"

عرض کیا گیا: یا امیر المومنینؑ! وہ گمنام اشخاص کون ہیں؟ آپ نے فرمایا:

الذی یعرف الناس ولا یعرفونه. واعلموا ان الارض لا تخلو من حجة لله عزوجل ولکن الله سیعمی خلقه منها بظلمهم وجورهم واسرافهم علی انفسهم

"یہ وہ اشخاص ہیں جو لوگوں کو جانتے ہیں لیکن لوگ انہیں نہیں جانتے۔ جان لو! زمین کبھی بھی حجت خدا سے خالی نہ رہے گی۔ مگر خدا لوگوں کو اپنے اوپر ظلم و ستم اور اسراف کرنے کی وجہ سے اس کی زیارت اور دیدار سے محروم رکھے گا"

اگر زمین ایک لحظہ کے لئے بھی حجت خدا سے خالی ہو جائے تو اپنے اوپر رہنے والوں کو اپنے اندر لے لے گی۔ لیکن غیبت کے زمانے میں وہ لوگوں کو جانتا ہے لیکن لوگ اسے نہیں جانتے۔ جیسے کہ حضرت یوسف علیہ السلام لوگوں کو جانتے تھے لیکن لوگ انہیں نہیں جانتے تھے۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

یَا حَسۡرَةً عَلَى الۡعِبَادِ مَا یَاۡتِیۡهِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا كَانُوۡا بِهٖ یَسۡتَهۡزِءُوۡنَ

(سورہ یٰس آیت ۳۰)

"ان لوگوں پر افسوس ہے۔ ایسے اندوہ اور حسرت میں گرفتار ہوں گے کہ جو رسول بھی ان کی طرف بھیجا گیا انہوں نے اس کا مذاق اڑایا"

(بحارالانوار: ۱۱۲/۵۱ حدیث ۸)

پوشیدہ ستارہ

(۸۹/۶۰۲) شیخ صدوقؒ کمال الدین ۳۳۰/۱ حدیث ۱۴ میں ام ہانی ثقفی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتی ہے۔

میں صبح کے وقت حضرت امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں پہنچی اور آنحضرت سے عرض کیا: اے میرے آقا! اس آیت نے میرے اندر ہلچل مچا دی ہے، مجھے پریشان کر دیا ہے

سے اس کے بارے میں سوال کرو۔ میں نے عرض کیا: یہ آیت شریفہ ہے۔

فَلَا اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ (سورہ تکویر آیت ۱۵۔۱۶)

امام علیہ السلام نے فرمایا: بڑا اچھا سوال ہے۔ پوشیدہ ستارے سے مراد وہ مولود ہے جو آخری زمانے میں ہوگا اور وہ اس خاندان کا مہدی ہے۔ اس کے لئے غیبت اور حیرت ہے۔ اس غیبت میں کچھ لوگ گمراہ ہو جائیں گے اور کچھ ہدایت پا جائیں گے۔

فیا طوبیٰ لک ان ادرکتہ ویا طوبی لمن ادرکہ

"خوش ہے تو اگر اس کو پائے اور خوش قسمت ہے وہ جو اسے پائے اور اس کی خدمت میں شرفیاب ہو" (بحارالانوار: ۵۱/ ۱۳۷ حدیث ۴، منتخب الاثر ص ۲۵۶)

غیبت کی وجہ

(۲۰۳/ ۹۰) اسی کتاب میں یونس بن عبدالرحمان سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے میں حضرت موسیٰ بن جعفرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یابن رسول اللہ! کیا آپ حق کے ساتھ قیام کرنے والے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! میں حق کے ساتھ قائم ہوں، لیکن وہ قائم جو زمین کو خدا کے دشمنوں سے پاک کرے گا اور ظلم و ستم کی جگہ عدل و انصاف کو جاری کرے گا وہ میرا پانچواں بیٹا ہے۔ وہ اپنی جان پر خطرے کی وجہ سے اس دنیا سے غائب ہو جائے گا۔ اور ایک طولانی مدت غیبت میں رہے گا۔ اس دوران ایک گروہ مرتد ہو جائے گا اور ایک گروہ اپنے عقیدہ پر ثابت رہے گا۔ پھر آپ نے فرمایا:

طُوبٰی لِشِیعَتِنَا الْمُتَمَسِّكِيْنَ بِحَبْلِنَا فِیْ غَيْبَةِ قَائِمِنَا، اَلثَّابِتِیْنَ عَلٰی مُوَالاتِنَا وَالْبَرَائَةِ مِنْ اعدائنا، اُولٰئِکَ مِنَّا وَنَحْنُ مِنْهُمْ قَدْرَضُوا بِنَا اَئِمَّةً وَرَضِيْنَا بِهِمْ شِيْعَةً، فَطُوْبٰی لَهُمْ، ثُمَّ طُوْبٰی لَهُمْ، وَهُمْ وَاللّٰهِ مَعَنَا فِیْ دَرَجَاتِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ

"خوش قسمت ہیں ہمارے شیعہ جو غیبت کے زمانے میں ہماری ولایت کے

ساتھ تمسک کریں۔ ہماری دوستی اور ولایت پر اور اسی طرح ہمارے دشمنوں

سے برائت اور بیزاری پر ثابت قدم رہیں گے وہ ہماری امامت کے ساتھ

خوش اور ہم ان کے شیعہ ہونے کے ساتھ راضی ہیں۔ پس وہ خوش قسمت

ہیں اور واللہ وہ خوش قسمت ہیں"

(کمال الدین ۲/۳۶۱ حدیث ۵، بحارالانوار: ۵۱/۱۵۱ حدیث ۶)

شہید " حضرت امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت نے "قد قامت

الصلوة" کے معنی میں فرمایا: اس سے مراد حضرت قائم علیہ السلام کا قیام ہے۔

(بحارالانوار: ۵۱/۱۳۹)

نورانی مخلوق

(۶۰۵/۹۲) احمد بن محمد بن جوہری کتاب (مقتضب الاثر میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت

موسیٰ " نے خدا کے ساتھ کلام کرتے وقت کوہ طور پر مشاہدہ کیا کہ اس پہاڑ کے

درخت ، جڑی بوٹیاں اور تمام پتھر حضرت محمدؐ اور ان کے بارہ جانشینوں کے ذکر

میں مشغول ہیں۔ خدا سے عرض کی: اے پروردگار میں دیکھ رہا ہوں کہ تیری تمام

مخلوق حضرت محمدؐ اور ان کے بارہ اوصیاء کے ذکر میں مشغول ہے۔ مجھے بتاؤ کہ

تیرے نزدیک ان کا کیا مقام اور مرتبہ ہے؟ بارگاہ خداوندی سے خطاب ہوا۔

یابن عمران! اِنِّی خَلَقْتُهُمْ قبل خَلْقِ الْاَنْوَارِ وَجَعَلْتُهُمْ فِی خَزَانَةِ قُدْسِی

يَرْتَعُوْنَ فِی رِيَاضِ مَشِيَّتِی، وَيَتَنَسَّمُوْنَ مِنْ رُوْحِ جَبَرُوْتِی، وَيُشَاهِدُوْنَ

اَقْطَارَ مَلَكُوْتِی حَتّٰی اِذَا شَاءَتْ مَشِيَّتِی اَنْفَذْتُ قَضَائِی وَقَدَرِی

" اے عمران! کے بیٹے میں نے انہیں انوار کو خلق کرنے سے پہلے پیدا

کیا، اپنے قدسی خزانے میں ان کو قرار دیا، اپنی مشیت کو بوستان میں ان کو

نعمتوں سے سرشار کیا اور اپنے جبروت کی ہوا سے ان کو زندہ رکھا، تاکہ میری

چاہوں گا ان کے بارے میں اپنی تقدیرات کو جاری کروں گا۔اے عمران کے بیٹے! میں نے ان کو سبقت کرنے والوں سے مقدم کیا تا کہ ان کے ذریعے سے اپنی جنت کو مزین کروں۔اے عمران کے بیٹے! ان کے ذکر اور یاد کے ساتھ متوسل رہو، کیونکہ یہ میرے علم کے خزانہ دار ہیں، میری حکمت کے گنجینے اور میرے نور اور میرے نور کی تجلی کا مقام ہیں' حسین بن علوان کہتا ہے: میں نے یہ مطلب امام صادق ؑ کی خدمت میں عرض کیا، تو آنحضرت ؑ نے فرمایا: ہاں! اسی طرح ہے۔وہ بارہ نفر آل محمد علیہم السلام سے ہوں گے جو یہ ہیں۔علیؑ ،حسنؑ ، حسینؑ ، علی بن حسینؑ ، محمد بن علیؑ اور وہ جسے خدا چاہے گا میں نے عرض کیا: آپ سے میں نے اس لئے سوال کیا ہے تا کہ آپ مکمل طور پر مجھے حق کی طرف راہنمائی کریں۔امام علیہ السلام نے فرمایا:

انا وابنی هذا واوما الی ابنه موسی والخامس من ولده یغیب شخصه ولا یحل ذکره باسمه

"میں اور میرا یہ بیٹا۔اشارہ اپنے بیٹے امام موسیٰ کاظمؑ کی طرف کیا: اور میرا پانچواں بیٹا نظروں سے غائب ہوگا۔اور اس کا اصلی نام لینا جائز نہیں ہے"

(بحارالانوار: ۱۴۹/۵۱ حدیث ۲۴)

کانٹے دار شاخ

(۹۳/۶۰۲) نعمانیؒ کتاب غیبت ص ۱۶۹ حدیث ۱۱ میں امام صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

إِنَّ لِصَاحِبِ هٰذَا الْأَمْرِ غَيْبَةً، اَلْمُتَمَسِّكُ فِيْهَا بِدِيْنِهٖ كَالْخَارِطِ لِشَوْكِ الْقَتَادِ بِيَدِهٖ

"اس امر کے صاحب کے لئے غیبت ہے،اس زمانے میں دین داری بہت

مشکل ہے اور جو کوئی اس زمانے میں اپنے دین کو محفوظ رکھے گا۔اس کی
مثال ایسے ہے جیسے کوئی کانٹے دار شاخ ہاتھ میں لے کر کھینچے اور اس کے
کانٹے صاف کرے۔

پھر امامؑ نے ہاتھ کے ساتھ اشارہ کیا اور فرمایا: تم میں سے کون ہے جو کانٹے
دار شاخ کو ہاتھ مارے اور اسے پکڑے؟"

پھر آپ نے تھوڑی دیر کے لئے سر کو نیچے کیا اور اس کے بعد فرمایا:

ان لصاحب هذا الامر غيبة فليتق الله عبد عند غيبته وليتمسك بدينه

"بے شک صاحب الامر کے لئے غیبت ہے۔بندے کو چاہیے کہ وہ تقویٰ
الٰہی اختیار کرے اور اپنے دین کو محفوظ رکھے"

(بحار الانوار:۵۲/۱۳۵ حدیث ۳۹۔الکافی:۱/۳۳۵ حدیث ۱،الوافی ۲/۴۰۵ حدیث ۱)

اعمال کی قبولیت

(۹۴/۶۰۷) اسی کتاب کے ص ۲۰۰ حدیث ۱۶ میں آنحضرت سے نقل کرتے ہیں کہ ایک
دن آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: کیا تمہیں میں ایسی چیز کے بارے میں
بتاؤں،جس کے بغیر خدا تعالیٰ اپنے بندوں کا کوئی عمل بھی قبول نہیں کرتا؟

راوی کہتا ہے: میں نے عرض کیا: ہاں فرمایئے۔امام علیہ السلام نے فرمایا: اس بات
کی گواہی دینا کہ خدا وحدہ لا شریک کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور محمدؐ اس کے بندے اور
رسول ہیں۔احکامات الٰہی کا اعتراف کرنا ، اہل بیت علیہم السلام کی ولایت کو قبول کرنا،معصوم
اماموں کے دشمنوں سے بیزاری کرنا،ان کے آستانہ مقدس پر سر جھکانا،ان کے فرامین کی
فرمانبرداری کرنا،پاکدامنی اختیار کرنا،کوشش اور جدوجہد کرنا،اپنے اندر اطمینان پیدا کرنا اور
حضرت قائمؑ کے ظہور کے لیے چشم براہ ہونا:

پھر آ[illegible]

إنّ لنا دولةً يجيء الله بها إذا شاء. ثم قال: من سرّه أن يكون من

أَصْحَابِ الْقَائِمِ فَلْيَنْتَظِر وَلْيَعْمَلْ بِالْوَرَعِ وَمَحَاسِنِ الْأَخْلَاقِ وَهُوَ مُنْتَظِرٌ فَإِنْ مَاتَ وَقَامَ الْقَائِمُ بَعْدَهُ كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ أَدْرَكَهُ. فَجِدُّوا وَانْتَظِرُوا هَنِيئاً لَكُمْ أَيَّتُهَا الْعِصَابَةُ الْمَرْحُومَةُ

"بے شک ہماری حکومت کو اللہ تعالیٰ جہاں چاہے گا قائم کرے گا پھر کہا: جو کوئی بھی دوست رکھتا ہے اور راضی ہے کہ امام قائم علیہ السلام کے دوستوں میں سے ہو تو اسے انتظار میں رہنا چاہیے، وہ حالت انتظار میں تقویٰ اختیار کرے۔ خوش اخلاق اور خوش کردار ہو، اگر ایسے موت آ جائے اور قائم علیہ السلام کے قیام سے پہلے اس دنیا سے چلا جائے تو اس کا اجر اس شخص کی مانند ہے جس نے امامؑ کو درک کیا ہو اور ان کی زیارت کی ہو۔ پس کوشش کرو اور انتظار میں رہو۔ تمہارے لئے مبارک ہو، اے وہ گروہ! کہ رحمت خدا جن کے شامل حال ہے۔"

(بحارالانوار: ۵۲/۱۴۰ حدیث ۵۰، منتخب الاثر ص ۴۹۷ حدیث ۹)

مہدیؑ کا خیمہ

(۲۰۸/۹۵) اسی کتاب میں امام صادق سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

علامات کو پہچان لو! اگر ایسی معرفت حاصل کر لی تو تجھے کوئی نقصان نہ ہوگا خواہ وہ امر واقع ہو جائے یا تاخیر میں چلا جائے۔ بے شک خدا تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ (سورہ اسراء آیت ۷۱)

"اس دن میں ہم ہر گروہ کو ان کے امام کے ساتھ پکاریں گے"

فمن عرف امامه كان كمن كان في فسطاط المنتظر

"جو کوئی اپنے امام کو پہچانتا ہو اس کی مانند ہے جو امام منتظرؑ کے خیمے میں موجود

ہو" (غیبت نعمانی ص ۳۳۰ حدیث ۶ بحارالانوار:۵۲/۱۴۴ حدیث ۵۷ الکافی:۱/۳۷۲)

شہید

(۲۰۹/۹۶) امیر المومنین نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں:

الزموا الارض، واصبروا علی البلاء ولا تحرکوا بایدیکم وسیوفکم فی ھوی السنتکم ولا تستعجلوا بما لم یعجلہ اللہ لکم.

"اپنی جگہ پر آرام سے رہو۔ بلاؤں پر صبر کرو، اپنے ہاتھوں اور تلواروں کو اپنی خواہشات میں حرکت نہ دو۔ اور جس چیز کو خدا نے تمہارے لئے جلدی مقدر نہ کیا ہو اس کے وقت آنے سے پہلے اس کی طرف جلدی نہ کرو"

جان لو جو کوئی تم میں سے خدا، رسول اور اہل بیت علیہم السلام کی معرفت رکھتے ہوئے اپنے بستر پر مرجائے تو وہ شہید کی موت مرا، اور اس کی جزاء خدا کے پاس ہے، جن اعمال صالح کی نیت کی ہوگی ان کا اجر اسے عطا کیا جائے گا اور اس کی نیت تلوار نکالنے کے برابر ہوگی۔ بے شک ہر چیز کے لئے ایک خاص زمانہ اور مدت معین کی گئی ہے۔

(نہج البلاغہ خطبہ:۱۹۰، بحارالانوار:۵۲/۱۴۴ حدیث ۶۳ الزام الناصب:۱/۳۷۲)

قیدی خدا

(۲۱۰/۹۷) شیخ طوسی کتاب امالی ص ۶۷۶ حدیث ۱۴۲ مجلس ۳۷ میں امام باقر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

"**کل مومن شہید وان مات علی فراشہ فھو شہید، وھو کمن مات فی عسکر القائم**

"ہر مومن شہید ہے اگرچہ اپنے بستر پر اس دنیا سے رخصت ہو شہید کی موت مرے گا اور اس کی مانند ہے جو حضرت قائم کے لشکر میں اس دنیا سے گیا ہو"

پھر آپ نے فرمایا: کیا ممکن ہے کہ کوئی اپنے آپ کو خدا کا قیدی بنا لے اور جنت

غیبت میں دعا

(۶۱۱/۹۸) شیخ صدوقؒ کتاب کمال الدین ۳۴۲/۲ حدیث ۲۴ میں زرارہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں نے امام صادقؑ سے سنا کہ آپ نے فرمایا: بے شک حضرت قائمؑ علیہ السلام کے لئے ان کے ظہور سے پہلے غیبت ہے۔ میں نے آنحضرت سے عرض کیا: حضرت قائمؑ کیونکر غائب ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: خوف کی وجہ سے اور ساتھ اپنے پیٹ کی طرف اشارہ کیا: یعنی اس خوف سے کہ کہ ظالم لوگ کہیں ان کا پیٹ نہ پھاڑ دیں۔ پھر آپ نے فرمایا: اے زرارہ! وہ امام منتظر ہیں۔اور وہ ایسے امام ہیں جن کی ولادت میں لوگ شک کریں گے کچھ لوگ کہیں گے کہ وہ ابھی اپنی ماں کے پیٹ میں ہے، کچھ لوگ کہیں گے کہ وہ غائب ہے۔ایک گروہ کہے گا کہ ابھی پیدا نہیں ہوا۔ اور ایک گروہ کہے گا کہ اپنے باپ کی وفات سے دوسال پہلے پیدا ہوا ہے۔وہ وہی امام ہے جس کی انتظار کرنی چاہیے اور خدا چاہتا ہے کہ شیعوں کا اس کے ذریعے سے امتحان کرے۔ اس امتحان میں اہل باطل دچار شک و تردید ہوں گے اور اپنے عقیدہ پر باقی نہیں رہیں گے۔زرارہ کہتا ہے: میں نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں، اگر میں اس زمانے کو پاؤں تو کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: اے زرارہ! اگر تو اس زمانے تک پہنچ جائے تو ہمیشہ یہ دعا پڑھتے رہنا

اَللّٰهم عَرِّفني نَفسَکَ فَاِنَّکَ اِن لم تُعَرِّفني نَفسَکَ لَم اعرف نَبِیّک اَللّٰهُمَّ عَرِّفني رَسُولَکَ فَاِنّکَ اِنَ لَمَ تُعَرِّفنِي رَسُولَکَ لم اَعرِف حُجَّتَکَ، اَللّٰهُمَّ عَرِّفنِي حُجَّتَکَ فَاِنَّکَ اِن لَم تُعَرِّفنِي حُجَّتَک ضَلَلتُ عَن دِیني

”اے پروردگار! مجھے اپنی معرفت کروا، کیونکہ اگر تو نے اپنی معرفت نہ کروائی تو

میں تیرے نبی کی معرفت نہیں کر سکوں گا۔اے پروردگار! اپنے رسولؐ کی معرفت کروا، کیونکہ اگر تو نے اپنی رسولؐ کی معرفت نہ کروائی تو میں تیری حجت کی معرفت نہیں کر سکوں گا اے پروردگار! مجھے اپنی حجت کی معرفت کروا، کیونکہ اگر تو نے مجھے اپنی حجت کی معرفت نہ کروائی تو میں گمراہ ہو جاؤں گا۔

پھر آپ نے فرمایا: اے زرارہ! یقینی طور پر ایک جوان کو مدینہ میں قتل کریں گے۔ میں نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں کیا اس جوان کو لشکر سفیانی قتل نہیں کرے گا؟ آپ نے فرمایا: نہیں اسے بنی فلاں کا لشکر قتل کرے گا۔وہ خروج کرے گا ، لوگوں کو حق کی دعوت دے گا اور مدینہ میں اس طرح داخل ہوگا کہ لوگوں کو پتہ نہ چلے گا کہ وہ کیوں اور کس طرح داخل ہوا ہے؟ لیکن اسے وہاں پر گرفتار کرکے بغیر کسی جرم کے قتل کردیں گے۔جس وقت اسے کینہ ، اور بغض سے مظلومانہ طور پر قتل کردیں تو پھر خدا ظالموں کو مہلت نہ دے گا۔پس اس وقت خروج (یعنی ظہور) کی انتظار میں رہو"

(بحارالانوار: ۱۴۷/۵۲ حدیث ۷۰، کمال الکارم ۱۸۳/۲ حدیث ۱۳۰۹، الکافی ۳۳۷/۱ حدیث ۵)

دعائے غریق

(۹۹/۶۱۲) اسی کتاب میں امام صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

ستصیبکم شبهة فتبقون بلا علم یری ولا امام هدی ولا ینجو منها الا من دعا بدعاء الغریق

"بہت جلد تم ایک شبہ میں دوچار ہوگے، اس وقت تمہیں کوئی پرچم نظر نہ آئے گا جو راستہ دکھلائے کوئی امام یا پیشوا نہ ہوگا جو راہنمائی کرے۔ ان بلاؤں سے کوئی نجات حاصل نہ کر سکے گا مگر وہ جو دعائے غریق پڑھے میں نے عرض کیا: دعائے غریق کونسی دعا ہے؟ آپ نے فرمایا: ایسے پڑھو!

”اے اللہ! اے رحمان اے رحیم! اے دلوں کو تبدیل کرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ۔

راوی کہتا ہے میں نے کہا:

یا اللہ یا رحمان یا رحیم یا مقلب القلوب والابصار ثبت قلبی علی دینک

”یعنی میں نے ”والابصار“ کا اس میں اضافہ کیا جو امام علیہ السلام نے فرمایا تھا“

تو حضرت نے فرمایا: ٹھیک ہے۔خدا مقلب القلوب والابصار ہے۔لیکن جیسے میں نے کہا ہے: دعا کو ویسے ہی پڑھو اور کسی چیز کا اس میں اضافہ نہ کرو پڑھو۔

یا مقلب القلوب ثبت قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ

خوشخبری

(۶۱۳/۱۰۰) نیز اسی کتاب میں آیت شریفہ یوم یاتی بعض آیت رَبِّکَ ......

(سورہ انعام آیت ۱۵۸) کے ذیل میں امام صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

یا ابا بصیر طوبٰی لشیعة قائمنا المنتظرین لظهوره فی غیبته والمطیعین له فی ظهوره اولئک اولیاء الله الذین لا خوف علیهم ولا هم یحزنون.

”اے ابو بصیر! خوش قسمت ہیں ہمارے قائم علیہ السلام کے شیعہ جو ان کی غیبت میں ان کے ظہور کی انتظار میں ہیں۔اور ان کے ظہور میں ان کے فرمانبردار ہوں گے۔وہ خدا کے اولیاء ہیں نہ ان پر کوئی خوف ہے اور نہ ہی وہ دچار غم و اندوہ ہیں“

(کمال الدین: ۲/ ۳۵۷ حدیث ۵۴ بحار الانوار: ۵۲/ ۱۵۰ حدیث ۷۶ منتخب الاثر ص ۵۱۴ حدیث ۶)

فرشتے اور تبرک

(۶۱۴/۱۰۱) اسی کتاب میں امام عسکریؑ کی کنیز سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتی ہے:

جب حضرت قائم علیہ السلام پیدا ہوئے تو میں نے ان کے چہرے سے ایک نور نکلتا ہوا دیکھا، جو آسمان کے کناروں تک اوپر چلا گیا اور سفید پرندوں کو دیکھا جو آسمان سے نیچے آرہے ہیں۔ اور اپنے پروں کو حضرت کے سر اور بدن مبارک پر پھیر رہے ہیں۔ اس کے بعد پرواز کر گئے۔ جب میں نے یہ خبر حضرت امام عسکریؑ کو دی تو آپ مسکرائے اور فرمایا:

تلک ملائکة السماء نزلت لتتبرک به وهی انصاره اذا خرج

"وہ آسمان کے فرشتے ہیں اور ان سے تبرک لینے آئے تھے اور جب حضرت قائم علیہ السلام ظہور کریں گے تو وہ آپ کے مددگار ہوں گے"

(کمال الدین: ۲/۴۳۱ حدیث ۷ بحار الانوار: ۵۱/۵ حدیث ۱۰)

مہدیؑ عرش الٰہی پر

(۶۱۵/۱۰۲) مسعودی اثبات الوصیہ ص ۲۵۱ میں لکھتے ہیں کہ امام عسکریؑ سے روایت ہوئی ہے کہ آپ نے فرمایا:

جب حضرت صاحب الزمانؑ اس دنیا میں آئے تو خدا نے دو فرشتے بھیجے جنہوں نے حضرت کو اٹھا لیا اور اپنے ساتھ عرش الٰہی کی طرف لے گئے اور بارگاہ پروردگار میں ان کو محفوظ کر لیا بارگاہ ایزدی سے خطاب ہوا۔

مرحبا بک، بک اعطی وبک اعفو وبک اعذب

"خوش آمدید! تیرے واسطے سے میں عطا کروں گا۔ تیری خاطر معاف کروں گا اور تیری خاطر عذاب دوں گا"

[illegible]

(۶۱۶/۱۰۳) شیخ صدوق کمال الدین ۲/۴۲۶ [illegible]

يا منصور ان هذا الامر لاياتيكم الّا بعد اياس لا والله حتى تميّزوا، لا والله حتى تمحصوا لا والله حتى يشقى من يشقى ويسعد من يسعد

"اے منصور! یہ امر یعنی ظہور سوائے یاس اور نا امیدی کے بعد واقع نہیں ہوگا۔ خدا کی قسم اس وقت تک ظہور نہیں ہوگا مگر یہ کہ تم ایک دوسرے سے جدا ہو جاؤ اور امتحان کے ساتھ خالص ہو جاؤ۔ اہل شقاوت شقاوت تک اور اہل سعادت سعادت تک پہنچ جائیں"

(بحارالانوار:۵۲/۱۱۱حدیث۲۰ الکافی:۱/۳۷۰حدیث۱۳ الوافی:۲/۴۳۳حدیث۳)

علامات ظہور

(۶۱۷/۱۰۴) شیخ مفیدؒ کتاب ارشاد ص ۳۰۴ میں لکھتے ہیں کہ ہم تک ایسی روایات پہنچی ہیں جن میں حضرت قائمؑ کے ظہور کی علامات بیان ہوئی ہیں اور ایسے واقعات کے بارے میں خبر دی گئی ہے جو حضرت کے قیام سے پہلے پیش آئیں گے اور ایسی نشانیاں جو اس پر دلالت کرتی ہیں اور ظہور کی علامت کے طور پر ذکر ہوئی ہیں اس جگہ ان میں سے بعض کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

سفیانی خروج کرے گا۔ حسنی قتل کیا جائے گا۔ بنی عباس کے درمیان دنیاوی ریاست اور سلطنت کے لئے اختلاف پڑ جائے گا۔ نصف رمضان المبارک کو سورج گرہن اور اس مہینے کے آخر میں عادی طریقے کے خلاف چاند گرہن لگے گا۔ زمین بیداء میں نیچے دھنس جائے گی سرزمین مغرب اور مشرق میں بھی زمین نیچے دھنس جائے گی۔ سورج ظہر کے وقت سے لے کر عصر تک بے حرکت رہے گا اور مغرب کی طرف سے طلوع کرے گا۔ شہر کوفہ کی پشت میں نفس زکیہ ستر ساتھیوں کے ساتھ جو نیک اور صالح ہوں گے قتل کیا جائے گا۔ ایک ہاشمی مرد رکن و مقام کے درمیان قتل کیا جائے گا۔ مسجد کوفہ کی دیوار گر جائے گی۔ خراسان کی طرف سے سیاہ پرچم بلند ہوں گے۔ یمانی

خروج کرے گا۔ مغرب کا شخص مصر پر غلبہ پالے گا۔ شام کے ملک پر تسلط حاصل کرے گا۔ ترک کا لشکر جزیرہ میں اور روم (یہودیوں) کا لشکر رملہ یعنی فلسطین میں آئے گا۔ ایک ستارہ جو نورانی چاند کی طرح ہوگا مشرق میں ظاہر ہوگا۔ اور ایسا مڑے گا کہ اس کے ایک دوسرے کے نزدیک ہو جائیں گے۔ آسمان میں سرخی پیدا ہوگی جو آسمان کے کناروں تک بکھر جائے گی۔ ایک لمبی آگ مشرق میں ظاہر ہوگی جو تین یا سات دن تک ہوا میں باقی رہے گی۔ عرب لگام توڑ ڈالیں گے اور شہروں پر غلبہ حاصل کرلیں گے اور عجم کے غلبہ سے نکل جائیں گے۔ اہل مصر اپنے حاکم کو قتل کردیں گے۔ شہر شام ویران ہو جائے گا۔ اس جگہ تین پرچم بلند ہوں گے جو ایک دوسرے سے اختلاف رکھتے ہوں گے۔ قیس اور عرب کے پرچم مصر میں داخل ہوں گے۔ کندہ کے پرچم خراسان میں داخل ہوں گے۔ مغرب کی طرف سے ایک لشکر چلے گا جو حیرہ کے اطراف میں قیام کرے گا۔ اور خراسان کی طرف سے سیاہ پرچم ان کی طرف آئیں گے۔ نہر فرات پانی سے بھر جائے گی اور اس کا پانی کوفہ کے گلی کوچوں میں داخل ہو جائے گا۔ ساٹھ آدمی نبوت کے جھوٹے دعوے کے ساتھ اور بارہ آدمی امامت کے جھوٹے دعوے کے ساتھ خاندان ابو طالب سے خروج کریں گے۔ بنی عباس کی ایک اہم شخصیت اور بزرگ کو جولاء اور خانقین کے درمیان جلا دیں گے۔ بغداد میں کرخ کے اوپر ایک پل بنائیں گے۔ وہاں دن کے پہلے حصے میں ایک سیاہ ہوا چلے گی۔ وہاں زلزلے آئیں گے جس کی وجہ سے بہت سے لوگ زمین میں دھنس جائیں گے۔ تمام اہل عراق اور بغداد کو خوف و ہراس گھیر لے گا۔ اچانک اموات واقع ہوں گی۔ مال و جان اور زراعت میں کمی واقع ہوگی۔ ٹڈی اپنی بہار اور بہار کے علاوہ اوقات میں فصلوں کو تباہ و برباد کردے گی۔ لوگ جو زراعت کریں گے تو محصول زیادہ نہ دے گی اور فصلیں کم ہوں گی۔ عجم کے دو گروہ آپس میں اختلاف کریں گے اور ان کے درمیان بہت زیادہ خونریزی ہوگی۔ غلام اور بندے اپنے بزرگ اور آقا کی اطاعت سے خارج ہو جائیں گے اور انہیں قتل کردیں گے۔ بدعت پیدا کرنے والا ایک گروہ مسخ ہو کر بندر اور سور بن جائے گا۔ رعایا اپنے حاکموں کے شہروں پر غلبہ

ایک سر اور سینہ ظاہر ہوگا۔ مردے قبروں سے باہر آجائیں گے اور دنیاوی زندگی کی طرف لوٹ آئیں گے۔ اور ایک دوسرے کو پہچانیں گے اور ایک دوسرے کی ملاقات کو جائیں گے۔

آخر میں چوبیس دن رات مسلسل بارش پڑے گی۔ مردہ زمین اس کے وسیلہ سے زندہ ہو جائے گی۔ سرسبز و شاداب ہوگی اور اپنی برکتوں کو ظاہر کرے گی۔ اس کے بعد ہر طرح کے دکھ، تکلیف، اور مصیبت حق کے پیروکاروں یعنی حضرت مہدی علیہ السلام کے شیعوں سے دور ہو جائیں گے۔ حضرت کے شیعہ اس وقت اپنے امام کے ظہور کی خبر مکہ میں سنیں گے۔ اور ان کی مدد کے لئے ان کی طرف جائیں گے اور اپنے آپ کو وہاں پہنچائیں گے جیسے کہ روایات میں وارد ہوا ہے۔

شیخ مفیدؒ ان علامات کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ان علامات و واقعات میں سے کچھ ایسی ہیں جن کا واقع ہونا یقینی ہے۔ اور ایسی شرائط ہیں جو دوسری شرائط کے ساتھ مربوط ہیں اگر شرائط حاصل ہوں گی تو وہ واقعات رونما ہوں گے۔ خدا جانتا ہے کہ کیا ہونے والا ہے۔

(بحار الانوار: ۵۲/ ۲۱۹ حدیث ۷۲ کشف الغمہ: ۲/ ۴۵۷ الزام الناصب: ۲/ ۱۴۸)

(۲۱۸/ ۱۰۵) شیخ صدوق ثواب الاعمال ص ۲۵۳ حدیث ۳ میں امام صادق علیہ السلام اور آپ رسول خداؐ سے نقل کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا:

سیاتی علی امتی زمان تخبث فیه سرائرهم وتحسن فیه علانیتهم طمعا فی الدنیا لا یریدون به ما عند الله عز وجل یکون امرهم ریاء لا یخالطه خوف یعمهم الله بعقاب فیدعونه بدعاء الغریق فلا یستجاب لهم

"میری امت پر [illegible]

[illegible]

[illegible]

گے۔اپنے کاموں کو خدا کے خوف سے نہیں بلکہ ریا کاری سے انجام دیں

گے۔اس وقت خدا ان کو ہر طرف سے گھیرنے والے عذاب میں مبتلا کر دے

گا۔پس وہ خدا کو دعائے غریق کے ذریعے سے پکاریں گے،لیکن خدا ان کی دعا

نہیں سنے گا“ (بحارالانوار:۵۲/۱۹۰حدیث۲۰منتخب الاثر:۴۲۶حدیث۵)

ایسا زمانہ

(۶۱۹/۱۰۶) اسی کتاب میں اسی سند کے ساتھ رسول خداؐ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

سیاتی زمان علی امتی لا یبقی من القرآن الا رسمه ولا من الا سلام الا اسمه، یسمون به وهم ابعد الناس منه، مساجد هم عامرة وهی خراب من الهدی ، فقهاء ذلک الزمان شر فقهاء من تحت ظل السماء منهم خرجت الفتنة والیهم تعود.

”میری امت پر ایک عنقریب ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ جس میں قرآن صرف رسمی طور پر باقی ہوگا،اسلام کا صرف نام ہوگا۔لوگ اس زمانے میں اپنے آپ کو مسلمان کہلواتے ہوں گے لیکن حقیقت میں ان کا اسلام کے ساتھ کوئی سروکار نہ ہوگا۔ان کی مساجد تعمیر کے لحاظ سے عالی شان ہوں گی،لیکن ہدایت سے خالی یعنی ان میں کوئی خدا اور دین خدا کی طرف ہدایت نہ پائے گا۔اس زمانے کے فقہاء آسمان کے نیچے بدترین فقہاء ہوں گے۔فتنہ ان سے نکلے گا اور انہی کی طرف جائے گا“

(ثواب الاعمال ص۲۵۳حدیث۴بحارالانوار:۵۲/۱۹۰حدیث۲۱منتخب الاثر ص۴۲۷حدیث۶)

پانچ واقعات

(۶۲۰/۱۰۷) شیخ صدوق کمال الدین ۲/۶۴۹ حدیث ۱ میں امام صادق علیہ السلام سے نقل

خمس قبل قيام القائم ؑ اليمانى والسفيانى والمنادى ينادى من السماء وخسف بالبيداء وقتل النفس الزكية

''حضرت قائمؑ کے قیام سے پہلے پانچ واقعات رونما ہوں گے یمانی اور سفیانی کا خروج، آسمان سے منادی ندا دے گا۔سرزمین بیداء میں زمین کا دھنس جانا۔ایک نفس زکیہ یعنی نیک پاک سید کو قتل کیا جائے گا۔ (بحارالانوار:۲۰۳/۵۲ حدیث۲۹ منتخب الاثرص ۴۳۹ حدیث ۱اعلام الوری ص ۴۵۵)

نیز آنحضرت سے نقل ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا: نفس زکیہ کے قتل کے اور حضرت قائمؑ کے قیام کے درمیان پندرہ دنوں سے زیادہ فاصلہ نہیں ہے۔

(کمال الدین:۲/ ۶۴۹ حدیث ۱الارشادص ۳۰۶ غیبۃ طوسی ص ۲۷۱ بحارالانوار:۲۰۳/۵۲ حدیث۳۰

ابھی وہ زمانہ

(۱۰۸/۶۴) شیخ طوسی کتاب غیبت ص ۲۶۹ میں محمد بن حنفیہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں:

میں نے آنحضرتؑ سے عرض کیا کہ یہ امر طول پکڑ گیا ہے یہ کس زمانے میں واقع ہوگا؟ حضرت نے اپنے سر کو ہلایا اور فرمایا: کس طرح یہ امر واقع ہو، حالانکہ ابھی سخت دور نہیں آیا؟ کس طرح ممکن ہے کہ یہ امر واقع ہو جائے درحالانکہ ابھی بھائیوں نے ایک دوسرے پر ظلم نہیں کیا؟ کس طرح یہ امر رونما ہو، جب کہ ابھی حاکم نے ظلم نہیں کیا؟ کس طرح یہ امر واقع ہو درحالانکہ قزوین سے اس زندیق نے خروج نہیں کیا، جو لوگوں کی حرمت کو پارہ پارہ کردے گا اور قوم کے سرداروں کو کافر قرار دے گا۔دیواروں کو اور سرحدوں کو تبدیل کردے گا۔ان کی خوبصورتی اور حسن کو ختم کر کے رکھ دے گا۔جو بھی اس سے دور بھاگے گا اسے گرفتار کرلے گا۔جو کوئی بھی اس کے ساتھ جنگ کرے گا اسے قتل کردے گا۔جو کوئی بھی اس سے دور ہوگا،فقر و ناداری میں مبتلا ہوگا۔جو کوئی اس کی پیروی کرے گا وہ کافر ہو جائے گا،یہاں تک کہ لوگ دو گروہ ہو جائیں گے اور ایک دوسرے کے گریبان پکڑیں گے،ایک گروہ اپنے دین پر اور دوسرا گروہ اپنی دنیا پر گریہ کرے گا۔

(بحارالانوار:۲۱۳/۵۲ حدیث ۶۱ منتخب الاثرص ۴۴۱ حدیث ۱۱۲ الزام الناصب ۱۳۵/۲)

میں زیادہ قریب ہوں

(۱۰۹/۶۲۲) علی بن ابراہیم قمیؒ اپنی تفسیر میں امام باقر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

گویا میں قائمؑ کو دیکھ رہا ہوں، جنہوں نے حجر الاسود کا سہارا لیا ہوا ہے اور لوگوں کو اپنے حق کی قسم دے کر فرما رہے ہیں۔ اے لوگو! جو کوئی مجھ سے خدا کے متعلق دلیل طلب کرے گا تو میں سب سے زیادہ خدا کے قریب ہوں۔ جو کوئی مجھ سے آدمؑ کے متعلق بات کرے گا تو میں سب سے زیادہ آدمؑ کے قریب ہوں۔ جو کوئی مجھ سے حضرت نوحؑ کے بارے میں دلیل مانگے گا تو میں سب سے زیادہ ان کے نزدیک اور جاننے والا ہوں، جو کوئی میرے ساتھ حضرت ابراہیم کے بارے میں گفتگو کرے گا تو میں سب سے زیادہ ان کے قریب اور آگاہ ہوں۔ اے لوگو! جو کوئی مجھ سے موسیٰ کے بارے میں بات کرے گا تو میں ہر ایک سے زیادہ موسیٰ کے قریب اور ان سے آگاہ ہوں۔

ایها الناس من یحاجنی فی محمدؐ فانا اولی بمحمد ایها الناس من یحاجنی فی کتاب الله فانا اولی بکتاب الله

''اے لوگو! جو کوئی میرے ساتھ محمدؐ کے بارے میں بات کرے گا تو میں ہر ایک سے زیادہ ان کے قریب اور ان سے آگاہ ہوں۔ اے لوگو! جو کوئی میرے ساتھ خدا کی کتاب کے بارے میں دلیل مانگے گا تو میں سب سے زیادہ اس کے نزدیک اور سب سے زیادہ اسے جاننے والا ہوں''

پھر آپ مقام ابراہیم کے پاس جائیں گے وہاں دو رکعت نماز پڑھیں گے اور دوبارہ لوگوں کو اپنے حق کے ساتھ خدا کی قسم دیں گے۔ اس کے بعد امام محمد باقرؑ نے فرمایا: خدا کی قسم سورہ نمل آیت ۶۲ میں مضطر سے مراد وہی ہیں خداوند متعال فرماتا ہے۔

”کیا خدا کے سوا کوئی ہے جو مضطر اور بیچارے کی دعا کو سنے اور ان کے غم و غصہ کو دور کرے اور تمہیں زمین پر خلیفہ قرار دے“

پس جو سب سے پہلے حضرت قائمؑ کی بیعت کرے گا وہ جبرائیلؑ ہے۔ اس کے بعد تین سو تیرہ آدمی آپ کے اصحاب میں سے ہوں گے۔ ان میں سے جو کوئی راستے میں ہوگا فوراً وہاں حضرت کے پاس پہنچے گا۔ اور ہر ایک سفر طے کیے بغیر اچانک نظروں سے غائب ہو جائے گا (یعنی بغیر کسی زحمت اور تکلیف کے اعجاز امامؑ کے ذریعے سے اچانک خدمت امامؑ میں پہنچ جائے گا) حضرت امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا یہ فرمان درحقیقت حضرت مہدیؑ کے اصحاب کے متعلق ہے آپ فرماتے ہیں۔

هم المفقودون عن فرشهم

”یعنی یہ وہ لوگ ہیں جو اچانک اپنے بستروں سے غائب ہو جائیں گے“

اور جیسا کہ خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيعًا

(سورہ بقرہ آیت ۱۴۸)

”اچھے کاموں میں ایک دوسرے سے سبقت اختیار کرو تم جہاں بھی ہو گے خدا تمہیں سب کو اکٹھا کرلے گا“

آپ نے فرمایا: اس آیت میں خیرات سے مراد ہم اہل بیت علیہم السلام کی ولایت ہے۔ (تفسیر قمی ۲: ۲۰۵/ تفسیر برہان: ۱/ ۱۶۳ حدیث ۸ بحار الانوار: ۵۲/ ۳۱۵ حدیث ۱۰ منتخب الاثر ص ۴۴۲ حدیث ۲)

مہدیؑ اور امن

(۶۲۳/ ۱۱۰) شیخ صدوق الخصال ۲/ ۶۲۶ ضمن حدیث ۱۰ کے ضمن میں امیر المومنین سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

المنتظر لامرنا كالمتشحط بدمه في سبيل الله

"جو کوئی ہمارے امر کا منتظر ہے وہ اس شخص کی مانند ہے جو راہ خدا میں اپنے خون میں لت پت ہو"

آپ نے حدیث کو جاری رکھا یہاں تک فرمایا:

بِنَا يَفْتَحُ وَبِنَا يَخْتِمُ وَبِنَا يَمْحُوْ مَايَشَاءُ وَبِنَا يَثْبُتُ وَبِنَا يَدْفَعُ اللهُ الزَّمَانَ الْكَلِبَ وَبِنَا يُنَزِّلُ الْغَيْثَ

"ہمارے وجود کے ساتھ خدا نے کائنات کا آغاز کیا اور ہمارے وجود کے ساتھ اس کو ختم کرے گا، ہمارے وسیلے سے جو چاہتا ہے محو کرتا ہے اور ہمارے وسیلے سے جسے ثابت رکھنا چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے۔ ہمارے وسیلے سے ہی زمانے کی سختیاں اور دشواریاں دور کرتا ہے اور ہمارے وسیلہ سے ہی باران رحمت برساتا ہے"

پس مغرور نہ ہونا اور تمہارا غرور تمہیں خدا سے دور نہ کردے۔ جب سے خدا نے اپنی بارش کو روک رکھا ہے آسمان نے ایک قطرہ بھی نیچے نہیں گرایا۔ اگر ہمارا قائم قیام کرے تو آسمان اپنی تمام بارش برسائے گا اور زمین تمام سبزے کو باہر نکال دے گی۔ بندوں کے دلوں سے کینہ اور دشمنی ختم ہو جائے گی۔ درندے اور چارپائے آپس میں صلح کے ساتھ اکٹھے رہنے لگیں گے۔ نعمت اور امن و امان اس قدر زیادہ ہوگا کہ اگر ایک عورت عراق اور شام کے درمیان سفر کرے تو سوائے سرسبز زمین کے اور کسی جگہ پر قدم نہ رکھے گی۔ اس کے بدن پر سونے و جواہرات کی زینت ہوگی تو کوئی اسے کچھ نہ کہے گا۔ کوئی درندہ اس کی طرف منہ نہ کرے گا۔ اسے کسی قسم کا کوئی خوف نہ ہوگا۔ اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ دشمنوں کے درمیان رہنے اور ان کی طرف سے دی گئی اذیت اور تکلیف کو برداشت کرنے میں تمہارے لئے کتنا اجر اور فضیلت ہے تو یہ تمہارے لئے ایک خوش خبری تھی۔ اور اس سے تمہاری آنکھیں روشن ہو جاتیں۔

(بحارالانوار: ۱۰۴/۱۰ اور ۵۲/۳۱۶ حدیث ۱۱ منتخب الاثر ص ۴۷۳ حدیث ۳)

(۱۱۱/۶۲۴) شیخ صدوقؒ کمال الدین ۲/۶۷۲ حدیث ۲۳ میں امام باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَى الْقَائِمِ قَدْ ظَهَرَ عَلَى نَجَفِ الْكُوْفَةِ فَإِذَا ظَهَرَ عَلَى النَّجَفِ نَشَرَ رَايَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَعَمُوْدُهَا مِنْ عَمَدِ عَرْشِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَسَائِرُهَا مِنْ نَصْرِ اللّٰهِ جَلَّ جَلَالُهُ لَا يَهْوِيْ بِهَا إِلَى أَحَدٍ إِلَّا أَهْلَكَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ

"گویا میں قائم علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ نجف میں ظاہر ہوئے ہیں۔ پس اس وقت وہ رسول خداؐ کے پرچم کو کھولے گا جس پرچم کا عمود عرش الٰہی کے ستونوں سے اور اس کا باقی حصہ نصرت پروردگار سے ہوگا اس پرچم کے ساتھ جس طرف بھی حملہ کرے گا خدا اسے ہلاک کر دے گا"

میں نے عرض کیا: کیا پرچم ان کے ساتھ ہے یا ان کے لئے لایا جائے گا؟ آپ نے فرمایا: پرچم ان کے لئے لایا جائے گا اور لانے والا جبرائیل ہوگا۔

(بحار الانوار: ۵۲/۳۲۶ حدیث ۱۴۱ اثبات الھداۃ ۳/۴۹۳ حدیث ۲۳۵)

اعجاز مہدیؑ

(۱۱۲/۶۲۵) نیز اسی کتاب میں امام باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

اذا قام قائمنا وضع يده على رؤوس العباد فجمع بها عقولهم وكملت بها احلامهم

"جب ہمارا قائم قیام کرے گا تو بندوں کے سر پر اپنا دست رحمت رکھے گا۔ جس کے ذریعے سے ان کی عقلیں ایک جگہ جمع ہو جائیں گی۔ اور ان میں غور وفکر اور سوچ وبچار کی طاقت بڑھ جائے گی"

(کمال الدین: ۲/ ۶۷۵ حدیث ۳۰ الکافی: ۲/ ۲۵ حدیث ۱ بحارالانوار: ۵۲/ ۳۲۷ حدیث ۴۷ الوافی: ۲/ ۴۵۶)

آمد مہدیؑ

(۶۲۶/ ۱۱۳) شیخ مفید کتاب ارشاد ص ۴۰۹ میں امام باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

كَاَنِّیْ بِالْقَائِمِ عَلٰی نَجَفِ الْكُوْفَةِ وَقَدْ سَارَ اِلَيْهَا مِنْ مَكَّةَ فِیْ خَمْسَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ جبرائيل عَنْ يَمِيْنِهٖ وَمِيْكَائِيْلُ عَنْ شِمَالِهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُوَ يُفَرِّقُ الْجُنُوْدَ فِی الْبِلَادِ

"گویا قائم علیہ السلام کو میں نجف میں دیکھ رہا ہوں۔ جو مکہ سے پانچ ہزار فرشتوں کے ساتھ اس شہر کی طرف روانہ ہوئے ہیں، جن کی دائیں طرف جبرائیل اور بائیں طرف میکائیل ہیں۔ آگے آگے مومنین ہیں اور حضرت اپنے لشکریوں کو مختلف شہروں کی طرف روانہ کر رہے ہیں"

(بحارالانوار: ۵۲/ ۳۳۶ حدیث ۷۵ الزام الناصب ۲/ ۲۸۰ اثبات الھداۃ ۳/ ۵۵۵ حدیث ۵۸۷)

پردے اٹھ جائیں گے

(۶۲۷/ ۱۱۳) سید علی بن عبدالحمید کتاب غیبت میں ابن مسکان سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے میں نے امام صادقؑ سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

ان المومن فی زمان القائمؑ وهو بالمشرق لیری اخاه الذی فی المغرب وکذا الذی فی المغرب یری اخاه الذی فی المشرق

"حضرت قائم علیہ السلام کے زمانے میں مشرق میں رہنے والا مومن اپنے بھائی کو مغرب میں دیکھ سکے گا اور مغرب میں رہنے والا مومن اپنے بھائی کو مشرق میں دیکھ سکے گا"

(بحارالانوار: ۵۲/ ۳۹۱ حدیث ۲۱۳ منتخب الاثر ص ۴۸۳ بشارۃ الاسلام ص ۲۵۴)

(۱۱۵/۶۲۸) حسن بن سلیمان منتخب البصائر میں مفضل سے اور وہ امام صادقؑ سے ایک طولانی روایت امام قائم علیہ السلام کے حالات کے بارے میں نقل کرتے ہیں جس میں آپ کے قیام رجعت کے بارے میں ذکر کرتے ہیں اور ہم یہاں پر ان میں سے کچھ کا ذکر کرتے ہیں۔ جو اس باب کے ساتھ مناسب ہیں۔ اگر کوئی تفصیل چاہتا ہے تو اس کتاب یا بحارالانوار کی طرف رجوع کرے۔

مفضل کہتا ہے: میں نے اپنے مولا امام صادقؑ سے سوال کیا: کیا امام منتظرؑ کے ظہور کے لئے کوئی خاص وقت معین ہے تاکہ لوگ جان سکیں؟ آپ نے فرمایا: ایسا نہیں ہوسکتا کہ خدا ظہور کے لئے کوئی وقت معین کرے تاکہ ہمارے شیعہ جان لیں۔ میں نے عرض کیا: میرے آقا! ایسا کیوں ہے؟ آپ نے فرمایا: کیونکہ یہ وہی وقت اور گھڑی ہے جس کا علم صرف خدا کے پاس ہے آپ نے ان آیات کو ذکر کرنے کے بعد کہ جن میں ساعت کا تذکرہ ہے۔ فرمایا: بے شک جس نے ہمارے مہدیؑ کے ظہور کے لیے وقت معین کیا، اس نے اپنے آپ کو علم خدا میں شریک کیا: اور اس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ خدا کے رازوں کو جانتا ہے۔

مفضل نے عرض کیا کہ کس طرح آنحضرت کے ظہور کو معلوم کیا جا سکتا ہے اور ہم کیسے جان سکتے ہیں کہ اس کائنات کی باگ ڈور علی الاعلان اور ظاہری طور پر ان کے سپرد کردی گئی ہے؟

آپ نے فرمایا:

یا مفضل! یظهر فجاة فیعلو ذکره ویظهر امره وینادی باسمه وکنیته ونسبه ویکثر ذلک علی افواه المحقین والمبطلین والموافقین والمخالفین.

"اے مفضل وہ اچانک ظاہر ہوگا۔ ابتداء میں ان کے ظہور کے متعلق صرف خاص اصحاب جانتے ہوں گے، آہستہ آہستہ ان کی آواز بلند ہوگی۔ اور ان کا

امر واضح ہوگا۔ ان کو نام کنیت اور نسب کے ساتھ پکارا جائے گا۔ ان کا نام لوگوں
کی زبانوں پر ہوگا اور بطور عموم لوگ حق یا باطل کے پیرو کار ہوں گے۔ موافقین و
مخالفین سب کے سب ان سے گفتگو کریں گے"

یہ اس وجہ سے ہوگا کہ لوگوں پر حجت تمام ہو جائے اور انہیں پہچان لیں، جیسے کہ اس
سے پہلے ہم نے ان کی راہنمائی کی ہے۔ ہم نے ان کے نام کنیت اور نسب کو بیان کیا اور کہا ہے
کہ ان کا نام اور کنیت ان کے جد بزرگوار حضرت رسول خداؐ کی طرح ہے، تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ
ہم ان کے نام اور کنیت کو نہیں جانتے تھے۔

پس خدا کی قسم! اس وقت اس طرح ان کا نام نشان سب کے لئے واضح و روشن
ہو جائے گا تاکہ وہ ایک دوسرے کو بتائیں۔ یہ سب کچھ ان پر اتمام حجت کی خاطر ہے۔ پھر خدا
تبارک وتعالیٰ ان کو ظاہر کرے گا جیسا کہ ان کے جد بزرگوار نے اس کے متعلق اس آیت کی تفسیر
میں وعدہ دیا ہے۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ
وَلَوْ کَرِهَ الْمُشْرِکُوْنَ (سورہ توبہ آیت ۳۳)

"وہ ایسی ذات ہے جس نے اپنے رسول کو بھیجا تاکہ لوگوں کو دین حق کی ہدایت
کرے اور اسے تمام ادیان پر غالب کر دے اگرچہ مشرکوں کو ناگوار گزرے"

مفضل نے عرض کیا: میرے مولا! آپ نے جس آیت کی تلاوت فرمائی ہے اس کے
اس حصے کی تاویل کیا ہوگی جس میں خدا فرماتا ہے:

لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ وَلَوْ کَرِهَ الْمُشْرِکُوْنَ

آپ نے فرمایا: اس کی تاویل خدا کی وہ آیت شریفہ ہے جس میں خدا ارشاد فرماتا ہے۔

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَةٌ وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ کُلُّهٗ لِلّٰهِ

(سورہ انفال آیت ۳۹)

اے مفضل! وہ ملتوں اور قوموں کے درمیان اختلاف کو دور کر دے گا اس طرح کہ ان کے درمیان سوائے ایک دین کے اور کوئی دین باقی نہ رہے گا۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ (سورہ آل عمران آیت ۱۹)

"خدا کا پسندیدہ دین فقط اسلام ہے"

ایک اور مقام پر فرماتا ہے۔

وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ (سورہ آل عمران آیت ۸۵)

"جو کوئی بھی اسلام کے علاوہ دین اختیار کرے گا۔ وہ اس سے قبول نہ کیا جائے گا"

اس کے بعد اپنی گفتگو کو آنحضرتؑ کی ولایت کے بارے میں جاری رکھا، یہاں تک کہ آپ نے فرمایا: پھر وہ ۲۶۶ھ کے آخری دن نظروں سے چھپ جائیں گے اور اس کے بعد وہ کسی کو نظر نہیں آئیں گے، یہاں تک کہ سب لوگ ان کو دیکھیں گے

مفضل کہتا ہے: میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! ان کی غیبت کے زمانے میں کون ان کے ساتھ گفتگو کریں گے اور وہ کن کے ساتھ بات کریں گے۔ امام صادقؑ نے فرمایا: فرشتوں اور جنوں میں سے مومنوں کا گروہ ان کے ساتھ گفتگو کرے گا۔ آپ کے احکام اور فرامین آپ کے مورد اطمینان اشخاص آپ کے، نمائندے اور وکلاء تک پہنچائیں گے۔ جس دن مقام صابر میں غائب ہوں گے "محمد بن نصیر نمیری" آپ کے دروازے کے طور پر بیٹھے گا۔ اور جب ان کی غیبت کا زمانہ ختم ہوگا تو وہ مکہ میں ظاہر ہوں گے۔

اے مفضل! خدا کی قسم! گویا میں انہیں دیکھ رہا ہوں کہ مکہ میں اس حال میں داخل ہوں گے کہ رسول خداؐ کا لباس پہنے ہوئے ہوں گے، سر پر زرد رنگ کا عمامہ رکھا ہوگا، پیغمبر اکرمؐ کے پیوند لگے جوتے پاؤں میں پہنیں ہوئے ہوں گے اور حضورؐ کا عصا مبارک ہاتھ میں ہوگا۔ چند کمزور بکریوں کو اپنے آگے ہانکتے ہوئے بیت الحرام کے نزدیک پہنچیں گے، وہاں کوئی بھی ان کو پہچانتا نہ ہوگا۔ وہ جوانی کے عالم میں ظہور فرمائیں گے۔ مفضل نے عرض کیا: اے میرے آقا! وہ کہاں سے ظہور فرمائیں

گے۔اور آپ کے ظہور کی کیفیت کیا ہوگی؟ آپ نے فرمایا:

یا مفضل! یظهر وحده ویاتی البیت وحده ویلج الکعبة وحده

ویجن علیه اللیل وحده

"اے مفضل! وہ اکیلے ظہور کریں گے، اکیلے بیت الحرام کی طرف آئیں گے اور اکیلے کعبہ میں داخل ہوں گے، رات کی تاریکی ہر طرف پھیلی ہوگی اور وہ اکیلے ہوں گے۔ جب رات کا ایک حصّہ گذر جائے گا اور سب سو جائیں گے تو اس وقت جبرائیل اور میکائیل دیگر فرشتوں کی چند صفوں کے ساتھ نازل ہوں گے اور حضرت کی خدمت میں شرفیاب ہوکر عرض کریں گے، اے ہمارے آقا! آپ کی دعا قبول ہوگئی ہے۔اور آپ کے ظہور کا فرمان صادر ہوگیا ہے۔امامؑ اپنے مبارک ہاتھ کو اپنے چہرے پر پھیریں گے اور فرمائیں گے"

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَیْثُ نَشَآءُ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ (سورہ زمر آیت ۷۴)

"تمام تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جس نے ہمارے متعلق اپنا وعدہ پورا کیا اور ہمیں زمین کا وارث بنایا، اور ہم جہاں چاہیں جنت میں ٹھہریں اور یہ اچھا اجر ان لوگوں کے لئے ہے جو اس کے احکام پر عمل کرتے ہیں"

اس کے بعد وہ رکن ومقام کے درمیاں کھڑے ہوں گے اور با آواز بلند کہیں گے اے نقباء کی جماعت، اے میرے مخصوص مددگارو! اے وہ جن کو خدا نے میرے ظہور سے پہلے ہی ذخیرہ کرلیا ہے، بڑی خوشی اور چاہت کے ساتھ میری طرف آؤ۔ امامؑ کی آواز مشرق ومغرب میں ان تک پہنچے گی۔جب کہ ان میں سے کچھ لوگ محراب عبادت ہوں گے اور کچھ لوگ بستر پر آرام کر رہے ہوں گے۔ جیسے ہی امامؑ کی صدا سنیں گے تو آنکھ کے جھپکنے سے پہلے حضرت کی طرف متوجہ ہوں گے اور امامؑ کے حضور میں پہنچ جائیں گے۔اس وقت خدا تبارک وتعالیٰ آسمان سے

مومنوں کے دل خوش ہوں گے لیکن ابھی تک انہیں معلوم نہ ہوگا کہ ہمارے امامؑ نے ظہور کیا ہے۔لیکن صبح کے وقت سب کے سب امامؑ کی خدمت میں کھڑے ہوں گے ۔ یہ لوگ جنگ بدر میں رسول اکرمؐ کے لشکر کی تعداد کے برابر ہیں۔

مفضل کہتا ہے: میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! کیا وہ بہتر (۷۲) افراد جو امام حسینؑ کے ساتھ شہید ہوئے ہیں، حضرت امام زمانہؑ کے ساتھ ظاہر ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: وہ اس وقت ظہور کریں گے، جب امام حسینؑ امیر المومنینؑ کے شیعوں میں سے بارہ ہزار افراد کے ساتھ واپس آئیں گے اور آنحضرت اس وقت اپنے سر پر سیاہ رنگ کا عمامہ رکھیں گے۔

مفضل کہتا ہے! میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! کیا حضرت امام زمانہؑ ان لوگوں کی بیعت کو تبدیل کردیں گے جنہوں نے آپ کے ظہور سے پہلے دوسروں کی بیعت کی ہوگی۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

یا مفضل کل بیعة قبل ظهور القائم فبیعة کفر ونفاق و خدیعة لعن الله المبایع لها والمبایع له

"اے مفضل ہر بیعت ظہور قائمؑ سے پہلے کفر ونفاق اور دھوکا ہے۔خدا بیعت کرنے والے اور کروانے والے پر لعنت کرے"

اے مفضل! جب حضرت قائمؑ بیت الحرام کا سہارا لیں گے تو اپنا دست مبارک بلند کریں گے، جس سے ایک سفید نور اور روشنی ظاہر ہوگی، جسے لوگ دیکھیں گے۔اور کہیں گے کہ یہ خدا کا طاقتور ہاتھ ہے، جو اس کی طرف سے اس کے حکم کے مطابق بلند ہوا ہے، پھر آپ اس آیت کی تلاوت کریں گے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ یَدُاللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِهٖ...... (سورہ فتح آیت نمبر ۱۰)

"وہ لوگ جنہوں نے تیرے ساتھ بیعت کی ہے درحقیقت انہوں نے خدا کے

ساتھ بیعت کی ہے ان کے ہاتھوں پر خدا کا ہاتھ ہے"

پس جس نے اس بیت کو توڑ دیا تو اس نے اپنے نقصان میں اس بیعت کو توڑا ہے۔

سب سے پہلے جو حضرت کا ہاتھ چومے گا اور آپ کے ساتھ بیعت کرے گا وہ جبرائیل ہے۔ اس کے بعد فرشتے، نجباء، جن اور نقباء بیعت کریں گے۔ آپ نے حدیث کو جاری رکھا، یہاں تک فرمایا کہ جب سورج طلوع کرے گا اور ہر جگہ کو روشن کردے گا تو ایک آواز دینے والا سورج کی بلندی سے فصیح عربی زبان میں بلند آواز دے گا، جس کی آواز کو تمام اہل آسمان اور زمین سنیں گے آواز دینے والا کہے گا: اے کائنات والو! یہ آل محمد علیہم السلام کا مہدیؑ ہے۔ حضرت کے نام، کنیت اور نسب کو مکمل طور پر بیان کرنے کے بعد کہے گا۔ اب اس کی پیروی کرو تاکہ ہدایت پاسکو اور اس کے احکام کی مخالفت نہ کرنا ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔

سب سے پہلے جو گروہ اس نداء پر لبیک کہے گا، وہ فرشتے ہوں گے۔ پھر جن اور اس کے بعد نقباء ہوں گے جو کہیں گے: ہم نے سن لیا ہے پس اطاعت کریں گے۔ ان میں سے ہر کوئی ایک دوسرے کی طرف منہ کرے گا اور اسے بتائے گا اور جو کچھ سنا ہوگا اس سے دوسروں کو مطلع کرے گا۔

غروب آفتاب کے قریب ایک منادی مغرب کی طرف سے ندا دے گا اور کہے گا۔ اے لوگو! فلسطین کی خشک و بیابان سرزمین میں تمہارے خدا نے ظہور کیا ہے۔ اور وہ عثمان بن عنبسہ ہے، جو یزید بن معاویہ کی اولاد سے ہے۔ اس کی پیروی کرو۔ تاکہ ہدایت پا سکو۔ اس کی مخالفت نہ کرو ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ فرشتے جن اور نقباء اس کی بات کو رد کریں گے اور اسے جھوٹا قرار دیں گے اور اس کے جواب میں کہیں گے کہ ہم مخالفت کرتے ہیں لیکن وہ لوگ جو اہل شک و تردید اور منافق اور کافر ہوں گے اس آواز کو سننے سے گمراہی میں مبتلا ہو جائیں گے۔

آپ نے حدیث کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا: اس وقت دَابَّةُ الْأَرْض (روایات کے مطابق اس سے مراد امیر المومنینؑ ہیں) رکن اور مقام کے درمیان ظاہر ہوگا۔ جو اہل ایمان کے

سفیانی کے خروج، اس کا سرزمین بیداء میں دھنس جانے کا قصہ اور حضرت قائم علیہ السلام سے باقی دوسرے احوال بیان کرتے ہیں جو حضرت کے ظہور کے وقت مکہ میں رونما ہوں گے۔ مفضل نے عرض کیا: اے میرے آقا! پھر حضرت مہدیؑ کہاں جائیں گے؟

پھر مہدیؑ کوفہ کی طرف روانہ ہوں گے اور کوفہ و نجف کے درمیان نازل ہوں گے۔

اس دن آپ کے مددگاروں کی تعداد چھیالیس ہزار فرشتے کی ہوگی اسی مقدار میں جن اور تین سو تیرہ آپ کے نقیب ہوں گے۔ پھر امام علیہ السلام نے بغداد کے خراب ہونے اور وہاں کے رہنے والوں کے خدا کی طرف سے مورد لعنت قرار پانے کے متعلق گفتگو کی، اور فرمایا: خدا کی قسم! اول سے لے کر دنیا کے آخر تک ظالم امتوں پر جتنے عذاب نازل ہوئے ہیں، سب کے سب بغداد پر نازل ہوں گے۔ اور عذاب کا طوفان جو ان پر ہر طرف سے آئے گا سوائے تلوار اور اسلحے کی طاقت کے اور کچھ نہیں ہے ہلاکت ہے ان لوگوں کیلئے جو اس وقت وہاں سکونت اختیار کریں۔

اس کے بعد امام صادقؑ تفصیل کے ساتھ سید حسنی کے واقعہ کو بیان کرتے ہیں۔ اس واقعہ کے آخر میں مفضل ان سے سوال کرتا ہے: اے میرے آقا! اس کے بعد حضرت مہدی علیہ السلام کیا کریں گے؟ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: سفیانی کو گرفتار کرنے کے بعد ایک لشکر دمشق کی طرف روانہ کریں گے۔ وہ اسے پکڑ کر سخت پتھر پر کھینچیں گے۔ اس وقت امام حسینؑ اپنے بارہ ہزار دوستوں اور ان بہتر (۷۲) ان بزرگواروں کے ساتھ ظاہر ہوں گے جو ان کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے ہوں گے۔ اور یہ ایک واضح و روشن رجعت اور ہے۔ اس کے بعد صدیق اکبر امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام خروج فرمائیں گے، حضرت کے لئے ایک قبہ اور بارگاہ نجف میں قائم کریں گے جس کے چار ستون ہوں گے، ایک نجف میں ایک حجر اسماعیل میں ایک صفا اور یمن میں اور ایک مدینہ طیبہ میں ہوگا۔ گویا میں اس قبہ کے چراغوں کو دیکھ رہا ہوں سورج اور چاند کی طرح آسمان و زمین میں چمکتے ہوں گے۔ اس وقت

(تُبْلَى السَّرَائِرُ) (سورہ طارق آیت ۹)

"ان کے باطن آشکار ہوجائیں گے"

تَذۡهَلُ كُلُّ مُرۡضِعَةٍ عَمَّاۤ اَرۡضَعَتۡ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمۡلٍ حَمۡلَهَا......

(سورہ حج آیت ۲)

"ہر دودھ دینے والی اپنے بچے کو بھول جائے گی اور حمل والی اپنے حمل کو گرا دے گی"

پھر کائنات کے سردار حضرت محمدؐ مہاجرین و انصار اور ان تمام لوگوں کے ساتھ ظاہر ہوں گے جو آپ کے ساتھ ایمان لائے ہوں گے، ان کی بات کی تصدیق ہوگی اور ان کے راستے میں شہید ہوئے ہوں گے۔ اس کے بعد ان لوگوں کو حاضر کیا جائے گا، جنہوں نے آپ کو جھٹلایا، آپؐ سے بے اعتنائی کی، آپؐ کی بات کو رد کیا، آپ کو برا کہا اور آپ کے ساتھ جنگ کرتے رہے......) یہ حدیث لمبی ہے اس جگہ اتنی مقدار کا ذکر کافی ہے۔

مؤلف فرماتے ہیں: اس حدیث میں یہ جملہ کہ (انہیں کوئی نہ دیکھے گا، یہاں تک کہ تمام آنکھیں ان کو دیکھیں گی) اور آنحضرت کی توقیع شریف (یعنی خط) کا یہ فرمان کہ (جو کوئی میرے دیکھنے کا دعویٰ کرے اس کی تکذیب کرو) ان کی وضاحت میں یہ کہنا چاہیے کہ یہ ان موارد کے لحاظ سے ہے کہ جب کوئی شخص امام کی نیابت اور ان کی طرف سے شیعوں تک خبر پہنچانے کا دعویٰ کرے۔ جیسے کہ حضرت کے خاص نواب تھے۔ یا یہ دعویٰ کرے کہ وہ انہیں دیکھتا ہے درحالانکہ انہیں اچھی طرح پہچانتا ہے اور جانتا ہے کہ یہ حضرت مہدیؑ ہیں، اور یا یہ اس زمانے کے ساتھ مربوط ہے جس میں دشمنوں کی طرف سے خوف و وحشت ہو۔ یہ احتمالات جو ہم نے ذکر کیے ہیں، ان کی تائید وہ روایت کرتی ہے جو کافی میں امام صادق سے نقل ہوئی ہے کہ حضرت فرماتے ہیں۔

للقائم غیبتان احدہما قصیرۃ والاخری طویلۃ الغیبۃ الاولی لا یعلم بمکانہ فیہا الا خاصۃ شیعۃ والاخری لا یعلم بمکانہ فیہا الا خاصۃ موالیہ

"قائم علیہ السلام کے لئے دو غیبتیں ہیں ایک غیبت چھوٹی اور دوسری غیبت لمبی ہے۔ پہلی غیبت میں ان کے مکان اور جگہ کو سوائے خاص شیعوں کے اور کوئی نہیں جانتا۔ اور دوسری غیبت میں ان کے مکان کو سوائے ان کے موالیوں کے

امام عصرؑ کی پہچان

(۱۱۲/۶۲۹) شیخ صدوق کمال الدین ۲/ ۴۷۶ حدیث ۲۶ میں علی بن سنان اور وہ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

امام حسن عسکریؑ کی شہادت کے بعد قم اور اطراف قم سے کچھ لوگ امامؑ کی زیارت کے لئے آئے اور اپنے معمول کے مطابق کچھ مال بھی ساتھ لائے تھے۔ انہیں حضرت کی وفات کا بالکل کوئی علم نہ تھا۔

جب وہ سامراء پہنچے تو انہوں نے کسی سے امام عسکریؑ کے بارے میں پوچھا تو کسی نے بتایا کہ امام علیہ السلام وفات پا گئے ہیں اور انہیں بتایا گیا کہ جعفر ان کا قائم مقام ہے۔ یہ لوگ جب جعفر کے پاس آئے تو اس میں وہ علامات نہ دیکھیں جو امام کو پہچاننے کے بارے میں ان کی نظر میں تھیں۔ مال اسے نہ دیا اور باہر آ گئے، تاکہ واپس جائیں۔ جیسے ہی یہ لوگ شہر سے باہر نکلے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک جوان ان کے پیچھے آ رہا ہے اور انہیں ان کے نام کے ساتھ بلا رہا ہے۔ وہ تھوڑا سا رکے، یہاں تک کہ جوان ان تک پہنچ گیا اور ان سے فرمایا: آپ کے مولا آپ کو بلا رہے ہیں، ان کی بارگاہ میں حاضر ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم فوراً اس جوان کے ساتھ آئے اور اپنے مولا امام عسکریؑ علیہ السلام کے گھر میں داخل ہو گئے۔ ہم نے ان کے بیٹے حضرت حجت (عجل اللہ فرجہ) کو دیکھا، جو ایک تخت کے اوپر تشریف فرما تھے۔ آپ کا چہرہ چاند کی طرح نورانی تھا اور بدن مبارک پر سبز لباس پہنے ہوئے تھے۔ ہم نے آپ کے وجود اقدس پر سلام کیا۔ آپ نے ہمارے ساتھ اظہار محبت کرتے ہوئے ہمارے سلام کا جواب دیا۔ پھر فرمایا:

”جو مال تمہارے پاس ہے، اس میں اتنے دینار ہیں۔ فلاں نے اتنا مال دیا ہے اور فلاں نے اتنی مقدار دیا ہے۔“

ان میں سے ہر ایک کا نام لیا اور قصہ کی تمام علامات کی وضاحت فرمائی پھر ان کے

لباس، اسباب سفر اور ان جانوروں کی خصوصیات بیان کیں جو ان کے ہمراہ تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم اسی وقت سجدہ شکر بجا لائے کہ اپنے اصلی مقصد تک پہنچ گئے ہیں اور حضرت کے سامنے ادب سے زمین کا بوسہ لیا۔ اس کے بعد ہماری نظر میں جو سوالات تھے، آپ سے پوچھے: آپ نے ان تمام کے جوابات دیئے اور آخر میں وہ اموال امامؑ کے سپرد کئے جو ہمارے پاس لوگوں کی امانت تھے۔ (بحارالانوار ۵۲/۲۷ حدیث ۲۳ منتخب الاثر ص ۳۶۸ حدیث ۱۳ الزام الناصب ۱/ ۳۵۸ حدیث ۱۸)

مؤلف کہتے ہیں: اس روایت سے استفادہ ہوتا ہے کہ بارگاہ امامؑ میں ادب کے طور پر زمین کا بوسہ دیا جا سکتا ہے اور کہنا بجا ہے کہ سبز رنگ علویوں کا مخصوص رنگ ہے۔

ظہور مہدیؑ کی علامات

(۶۳۰/ ۱۱۷) کلینیؒ روضہ کافی ۸/ ۳۶ حدیث ۷ میں امام صادقؑ سے ایک طویل حدیث نقل کرتے ہیں: ہم اس حدیث کی ابتداء کو یہاں ذکر نہیں کرتے کیونکہ اس حصے کے ساتھ مناسبت نہیں رکھتی۔ حضرت بعد میں خبر کے راوی حمران سے فرماتے ہیں۔

اَلا تَعْلَمَ اَنَّ مَنِ انْتَظَرَ اَمْرَنَا وَصَبَرَ عَلَى مَايَرَىٰ مِنَ الْاَذىٰ وَالْخَوْفِ هُوَ غَدًا فِيْ زُمْرَتِنَا

"کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ جو کوئی ہمارے امر کا انتظار کرے اور دشمنوں کی طرف سے اذیت و خوف پر صبر کرے، وہ قیامت کے دن ہمارے ساتھ محشور ہوگا"

پس جب تم دیکھو کہ حق پامال ہو گیا ہے، اہل حق ختم ہو گئے ہیں اور ظلم و ستم نے ہر طرف ڈیرہ ڈال رکھا ہے۔ تو دیکھے کہ قرآن پرانا ہو چکا ہے اور اس میں وہ چیزیں داخل کر دی گئی ہیں جو اس میں نہ تھیں۔ اور ان کی آیات کی اپنی مرضی کے مطابق توجیہ کرتے ہیں۔ تو دیکھے کہ دین اوپر نیچے ہو گیا ہے جیسے کاسہ میں پانی اوپر نیچے ہوتا ہے۔ اور جب اہل باطل اہل حق پر برتری پا چکے ہیں۔ جب تو دیکھے کہ برائی ظاہر بظاہر انجام دی جاتی ہے، اور کوئی اس سے منع کرنے والا نہیں بلکہ بدکاروں کے لئے عذر تلاش کرے۔ جب تو دیکھے کہ بدی اور فساد علی الاعلان

مردوں سے اور عورتیں عورتوں سے اپنی خواہشات جنسی پوری کریں تو دیکھے کہ مومن سکوت کر چکا ہے اور اس کی بات قبول نہیں کی جاتی۔ جبکہ فاسق جھوٹ کہتا ہے اور اس کے جھوٹ کو کوئی رد نہیں کرتا۔ جب تو دیکھے کہ چھوٹے بڑوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور قرابتداری کے تعلقات ختم کر بیٹھے ہیں۔ جب تو دیکھے کہ اگر کسی کی برائی اور بدی بیان کی جاتی ہے تو وہ خوش ہوتا ہے اور برے شخص کی تعریف کرنے والے کو کوئی روکنے والا بھی نہیں ہے۔

جب تو دیکھے کہ نوجوان لڑکے اپنے آپ کو عورت کی طرح خریدار کے اختیار میں دیتے ہیں اور عورتیں عورتوں کے ساتھ ہمبستری کرتی ہیں۔ جب تو دیکھے کہ ایک دوسرے کی مدح و تعریف بہت زیادہ کی جاتی ہے اور کہ شخص اپنی دولت وثروت کو باطل کے راستے یعنی پروردگار کی اطاعت کے غیر میں خرچ کرتا ہے اور کوئی اسے روکنے والا بھی نہیں ہے۔ تو دیکھے کہ جب کوئی مومن جب کہ خدا کے راستے میں سعی وکوشش کرتا ہے تو لوگ اس کے کام سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔ جب تو دیکھے کہ ایک ہمسایہ دوسرے ہمسائے کو اذیت دیتا ہے اور کوئی اسے روکنے والا نہیں ہے۔ اور کافر کسی مومن کو مصیبت میں مبتلا دیکھ کر خوشحال ہوتا ہے، زمین پر فساد کے پھیلنے کی وجہ سے اور فساد کے رواج سے خوش ہے۔ تو دیکھے کہ ہر طرح کی شراب علی الاعلان پیتے ہیں۔ اور خدا سے نہ ڈرنے والے لوگ ایک جگہ جمع ہو کر پیتے ہیں۔

جب تو دیکھے کہ جو کوئی نیکیوں کا حکم دیتا ہے تو وہ مجمع میں ذلیل وخوار ہوتا ہے اور جو فاسق ہے یعنی ایسے گناہ انجام دیتا ہے جن کو خدا پسند نہیں کرتا لیکن وہ جرأت مند اور طاقتور ہے تو اس کی تعریف کی جاتی ہے، جو قرآنی آیات پر عمل کرتے ہیں وہ حقیر وپست سمجھے جاتے ہیں اور ان کے دوست بھی حقیر شمار ہوتے ہیں۔ جب تو دیکھے کہ خیر و بھلائی کا راستہ بند ہو چکا ہے، فساد وتباہی کا راستہ کھلا اور وہاں رفت وآمد جاری ہے۔ جب تو دیکھے کہ خدا کے گھر کی زیارت معطل ہو چکی ہے۔ اور اس کے نہ کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ جب تو دیکھے کہ جو کہتے ہیں عمل نہیں کرتے اور مرد مردوں کے لئے اور عورتیں عورتوں کے لئے بناؤ سنگھار کرتے ہیں اور پھولے نہیں سماتے ہیں۔ جب تو دیکھے کہ مرد اپنی خرید وفروخت کا کاروبار کرتے ہیں اور عورت اپنی ضروریات زندگی

خرچہ خود فروشی سے حاصل کرتی ہے۔ جب تو دیکھے کہ عورتیں مردوں کی طرح محافل لگاتی ہیں اور مجلس تشکیل دیتی ہیں اور بنی عباس میں زنانہ آثار ظاہر ہو چکے ہیں۔ اپنے بالوں کو رنگ کرتے ہیں اور اپنا بناؤ سنگھار کرتے ہیں۔ ایسے جیسے کوئی عورت اپنے شوہر کے لئے بناؤ سنگھار کرتی ہے اور ان سے فائدہ اٹھانے کے لئے رقم خرچ کی جاتی ہے۔ اور کبھی کبھار ایک مرد پر رقابت ہوتی ہے۔ اور مرد اس کی وجہ سے غیرت کا اظہار کریں گے۔ دولت مند شخص مؤمن سے عزیز تر ہوگا، سود خوری عام ہوگی اور اس قسم کی سرزنش اور ملامت نہ ہوگی۔ عورتوں کو زنا کاری پر تشویق دیں گے اور ان کی تعریف کریں گے۔

جب تو دیکھے کہ عورت اپنے مرد کے ساتھ رشوت دے کر اس بات پر راضی کرتی ہے تا کہ دوسرے مرد اس سے زنا کریں۔ اور تو دیکھے کہ زیادہ تر لوگ اور بہترین گھر ایسے فسق و فجور کی کے اڈے ہیں۔ جب تو دیکھے کہ مؤمن غمناک اور لوگوں میں ذلیل وخوار ہے۔ جب تو دیکھے کہ بدعتیں اور ناجائز کام زنا سر عام ہے۔ اور یہ دیکھے کہ لوگ بڑے اعتماد کے ساتھ جھوٹے گواہوں کے ذریعے سے دوسروں کے حقوق پر تجاوز کرتے ہیں اور غصب کرتے ہیں۔ جب تو دیکھے کہ خدا کا حرام حلال اور خدا کا حلال حرام شمار کیا جاتا ہے۔ جب تو دیکھے کہ دین میں اپنی نظر اور رای پر عمل کرتے ہیں۔ کتاب اور احکام پروردگار پر عمل نہیں ہوتا۔ جب تو دیکھے کہ حرام کے ارتکاب کے لئے رات کا انتظار نہیں کیا جاتا بلکہ اتنے جری ہو گئے ہیں اور گناہ پر اتنی جرأت پیدا ہو چکی ہے کہ دن دہاڑے اور علی الاعلان ہر گناہ کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔ جب تو دیکھے کہ مؤمن سوائے دل کے اور کسی طرح گناہ سے انکار نہیں کر سکتا، پروردگار عالم کے غضب اور ناراضگی کے راستے میں کثیر مال خرچ کیا جاتا ہے اور صاحب اقتدار کافروں کو اپنے نزدیک اور نیک وصالح لوگوں کو اپنے سے دور کرتے ہیں۔ اگر تو دیکھے کہ انصاف کے حصول میں رشوت لیتے ہیں، عہدے ایسے لوگوں کو دیئے جاتے ہیں جو زیادہ رشوت دیتے ہیں اور لوگ ایسی عورتوں سے نکاح کرتے ہیں جو ان پر حرام ہیں اور انہی کو کافی سمجھتے ہیں۔

جب تو دیکھے کہ ایک شخص کو تہمت اور سوئے ظن کی وجہ سے قتل کرتے ہیں، اور مرد ایک

دوسرے مرد سے ناجائز فائدہ نامشروع تعلقات قائم (یعنی لواطہ کرتے ہیں) کرتے ہیں اور اس کام میں جان و مال کے خرچ کرنے میں بھی دریغ نہیں کرتے۔ اگر تو دیکھے کہ ایک مرد کو عورت کے ساتھ ہمبستری پر برا بھلا کہتے ہیں (کہ تو نے ہم جنس سے استفادہ کیوں نہیں کیا) اور مرد اس مال سے فائدہ اٹھاتا ہے جو اس کی عورت ناجائز راستے سے حاصل کرتی ہے اور وہ جانتی ہے کہ اس کا مرد ناراض نہیں ہوگا۔ اور اس ذلت و رسوائی اور عار میں پڑ جاتی ہے۔ جب تو دیکھے کہ عورت مرد پر غالب ہے اور ایسے کام انجام دیتی ہے جن کو مرد پسند نہیں کرتا، وہ اپنے شوہر کو خرچہ دیتی ہے۔ جب تو دیکھے کہ مرد اپنی عورت اور کنیز کو دوسرے لوگوں کے استفادہ کے لئے کرایہ پر دیتا ہے اور اس کام سے اپنی خوراک مہیا کرتا ہے اور جب تو دیکھے کہ جھوٹی خدا کی قسمیں زیادہ کھائی جاتی ہیں، قمار بازی کھلے عام انجام دی جاتی ہے۔ اور علی الاعلان شراب فروخت ہوتی ہے، اس میں کسی قسم کی کوئی رکاوٹ نہیں ہے، اور تو دیکھے کہ عورتیں خود کو کافروں کے اختیار میں دیتی ہیں۔ جب تو دیکھے کہ ساز و آواز اور موسیقی کوچوں اور بازاروں میں سر عام پائی جاتی ہے اور مسلمان بڑے آرام سے اس کے قریب سے گذرتے ہیں۔ اور پسند نہ کرنے کے باوجود اسے روکنے کی جرأت نہیں کرتے۔ اگر تو دیکھے کہ با اختیار لوگ شریف اور قابل احترام انسانوں کو ذلیل و رسوا کرتے ہیں، حکومت والوں کے نزدیک ترین وہ لوگ ہیں جو ہم اہل بیت علیہم السلام کو برا بھلا کہتے ہیں اور اس کام کو قابل فخر جانتے ہیں۔ جب تو دیکھے کہ جو شخص ہمیں دوست رکھتا ہے اسے جھوٹا کہتے ہیں، اور اس کی گواہی قبول نہیں کرتے، جھوٹی اور باطل باتوں پر مقابلہ ہوتا ہے اور ایک ہمسایہ اپنے دوسرے ہمسائے کی بدزبانی کے خوف سے اس کا احترام کرتا ہے۔ اگر تو دیکھے کہ دستورات الہی ایک طرف کر دیئے گئے ہیں اور اپنی خواہش کے مطابق ان پر عمل کرتے ہیں، برائی اور فساد فا برملا ہو چکا ہے، اور چغلی عام ہے، جرم و جنایت ہر طرف پھیل چکا ہے۔ اور غیبت مجالس و محافل میں ایک من پسند مشغلہ کے طور پر کی جاتی ہے۔ اور اس کے ذریعے سے ایک دوسرے کی خواہش کو مٹھاس دی جاتی ہے اور خراب کاری آبادکاری پر غالب آ چکی ہے۔ جب تو دیکھے کہ مرد اپنی زندگی کے خرچ و اخراجات، کم فروشی کے ذریعے سے حاصل کرتا ہے، بے گناہ قتل ایک آسان

کام بن چکا ہے، اور تو دیکھے کہ مرد اپنے پست دنیاوی مقاصد تک پہنچنے کے لئے ریاست کو طلب کرنے میں مشغول ہے۔ اور اپنے آپ کو بدزبانی میں مشہور کردے گا تاکہ اس سے ڈریں اور حکومتی کام اس کے سپرد کریں گے۔ اگر تو دیکھے کہ لوگ نماز کو اہمیت نہیں دیتے۔ اور سالہا سال جمع کرتے ہیں، لیکن جب اس کے مالک بن جاتے ہیں تو اس کی زکات ادا نہیں کرتے۔ جب تو دیکھے کہ مردے کو قبر سے باہر نکالتے ہیں، اسے اذیت و تکلیف دیتے ہیں اور اس کے کفن کو بیچتے ہیں۔ جب تو دیکھے کہ ہرج و مرج اور معاملات کا درہم برہم ہونا بہت زیادہ ہے، مرد دن رات حالت مستی میں رہتا ہے، لوگوں کے معاملات کی طرف توجہ نہیں کرتا (یعنی اپنی زندگی میں مست ہے اور عیش و نوش میں مشغول ہے اور دوسروں کی بری حالت کی طرف توجہ نہیں کرتا۔

(بحار الانوار: ۵۲/۲۵۶ ضمن حدیث ۱۴۷ منتخب الاثر ص ۴۳۸ حدیث ۹ الزام الناصب ۲/۱۴۰)

سرخ صندل

(۶۳۱/۱۱۸) قطب راوندیؒ کتاب خرائج ۲/۴۵۸ حدیث ۳ میں ابونصر خادم سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کی خدمت میں شرفیاب ہوا، جب کہ آپ ابھی گہوارے میں تھے، حضرت نے مجھ سے فرمایا: سرخ صندل لاؤ۔ میں نے حضرت کے لئے حاضر کیا: اس وقت آپ نے فرمایا: کیا تو مجھے پہچانتا ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں! آپ میرے آقا اور آقا کے بیٹے ہیں۔ حضرت نے فرمایا: میں نے تجھ سے یہ نہیں پوچھا۔ میں نے عرض کیا: آپ خود ہی بیان فرمائیں۔ آپ نے فرمایا:

أَنَا خَاتِمُ الْاَوْصِيَاءِ وَبِي يَدْفَعُ اللّٰهُ الْبَلَاءَ عَنْ اَهْلِي وَ شِيْعَتِي

"میں پیغمبر اکرمؐ کا آخری وصی ہوں۔ اور خدا تعالیٰ میرے وسیلے سے میرے خاندان اور میرے شیعوں سے بلا و مصیبت کو دور کرے گا"

(کشف الغمہ ۲/۴۹۹ کمال الدین: ۲/۴۴۱ حدیث ۱۲ اتبصرة الولی ص ۲۷ حدیث ۳۹ منتخب الاثر: ۳۶۰ حدیث ۴)

حضرت امام زمانہ علیہ السلام کے فضائل ذکر ہوئے ہیں وہاں مطالعہ کر سکتے ہیں۔

(۱۱۹/۶۳۲) علامہ مجلسیؒ بحارالانوار میں شہید (قدس اللہ سرہ) کے ہاتھ سے لکھی عبارت کے ذریعے امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

قد قامت الصلوۃ سے مراد حضرت قائم علیہ السلام ہیں۔

روش مہدیؑ

(۱۲۰/۶۳۳) طبریؒ بشارۃ المصطفیٰ ص ۲۰۷ میں طاؤس سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں:

اَلْمَھْدِیُّ جَوَادٌ بِالْمَالِ رَحِیْمٌ بِالْمَسَاکِیْنِ شَدِیْدٌ عَلَی الْعُمَّالِ

''حضرت مہدی علیہ السلام مال خرچ کرنے میں بڑے سخی ہیں مساکین کے ساتھ مہربان ہیں اور کارگذاروں اور کارندوں کے ساتھ سخت گیر ہیں''

(منتخب الاثر ص ۳۱۱ حدیث ۱۱ عقد الدار: ص ۱۹۷ حدیث ۱۰)

خاتمہ:

ہم اس باب کے آخر میں کچھ ایسے مطالب کا ذکر کرتے ہیں جو عام لوگوں کے لئے سودمند ہیں۔

(۱) شیخ صالح بن عرندس کے قصیدے کا کچھ حصہ ہم یہاں پر ذکر کرتے ہیں جو انہوں نے امام حسین علیہ السلام کے مرثیہ اور ائمہ اطہار علیہم السلام کی مدح وثناء میں لکھا ہے۔وہ قصیدہ جس کا ہر شعر حرف راء کے ساتھ ختم ہوتا ہے۔اور کہا گیا ہے کہ یہ قصیدہ جس محفل میں بھی پڑھا گیا، حضرت مہدی علیہ السلام ضرور تشریف لائے ہیں۔

انہوں نے اپنے قصیدے کے آخر میں اس طرح فرمایا ہے۔

فَلَیْسَ لِأُخْذِ الثَّارِ خَلِیْفَةٌ

یَکُوْنُ لِکَسْرِ الدِّیْنِ مِنْ عَدْلِهِ جَبْرُ

تَحُفُّ بِهِ الْاَمْلاکُ مِنْ کُلِّ جَانِبٍ

وَيَقْدُمُهُ الْاِقْبَالُ وَالْعِزُّ وَالنَّصْرُ

عَوَامِلُهُ فِي الدَّارِعِينَ شَوَارِعٌ

وَحَاجِبُهُ عِيسٰى وَنَاظِرُهُ الْخِضْرُ

تُظَلِّلُهُ حَقًّا عِمَامَةُ جَدِّهِ

اِذَا مَا مُلُوکُ الصِّيدِ ظَلَّلَهَا الْجَبْرُ

مُحِيطٌ عَلٰى عِلْمِ النُّبُوَّةِ صَدْرُهُ

فَطُوبٰى لِعِلْمٍ ضَمَّهُ ذٰلِکَ الصَّدْرُ

هُوَ ابْنُ الْاِمَامِ الْعَسْکَرِیُّ مُحَمَّدٌ التَّقِیُّ

النَّقِیُّ الطَّاهِرُ الْعَلَمُ الْحَبْرُ

سَلِيلُ عَلِیِّ الْهَادِی وَنَجْلُ مُحَمَّدِ

الْجَوَادِ وَمَنْ فِی اَرْضِ طُوسٍ لَهُ قَبْرُ

عَلِیِّ الرِّضَا وَهُوَ ابْنُ مُوسٰی الَّذِی قَضٰی

فَفَاحَ عَلٰی بَغْدَادَ مِنْ نَشْرِهِ عِطْرُ

وَصَادِقُ وَعْدٍ اِنَّهُ نَجْلُ صَادِقٍ

اِمَامٌ بِهِ فِی الْعِلْمِ يَفْتَخِرُ الْفَخْرُ

وَبَهْجَةُ مَوْلَانَا الْاِمَامِ مُحَمَّدٍ

اِمَامٌ لِعِلْمِ الْاَنْبِيَاءِ لَهُ بَقْرٌ

سُلَالَةُ زَيْنِ الْعَابِدِينَ الَّذِی بَکٰی

فَمِنْ دَمْعِهِ يُبْسُ الْاَعَاشِيبِ مُخْضَرٌّ

سَلِيلُ حُسَيْنِ الْفَاطِمِیِّ وَحَيْدَرٍ

الاِمَامُ الَّذِی عَمَّ الْوَرٰی جُوْدُہُ الْغَمْرُ

سَمِیُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَارِثُ عِلْمِہٖ

اِمَامٌ عَلٰی آبَائِہٖ نَزَلَ الذِّکْرُ

ھُمُ النُّوْرُ نُوْرُ اللّٰہِ جَلَّ جَلَالُہٗ

ھُمُ التِّیْنُ وَالزَّیْتُوْنُ وَالشَّفْعُ وَالْوِتْرُ

مَھَابِطُ وَحْیِ اللّٰہِ خُزَّانُ عِلْمِہٖ

مَیَامِیْنُ فِیْ اَبْیَاتِھِمْ نَزَلَ الذِّکْرُ

وَاَسْمَاؤُھُمْ مَکْتُوْبَۃٌ فَوْقَ عَرْشِہٖ

وَمَکْنُوْنَۃٌ مِنْ قَبْلِ اِنْ یُخْلَقَ الذَّرُّ

وَلَوْلَاھُمْ لَمْ یَخْلُقِ اللّٰہُ آدَمًا

وَلَا کَانَ زَیْدٌ فِی الْاَنَامِ وَلَا عَمْرٗو

وَلَا سُطِحَتْ اَرْضٌ وَلَا رُفِعَتْ سَمَا

وَلَا طَلَعَتْ شَمْسٌ وَلَا اَشْرَقَ الْبَدْرُ

وَنُوْحٌ بِھِمْ فِی الْفُلْکِ لَمَّا دَعَا نَجَا

وَغِیْضَ بِھِمْ طُوْفَانُہٗ وَقُضِیَ الْاَمْرُ

وَلَوْلَاھُمْ نَارُ الْخَلِیْلِ لَمَا غَدَتْ

سَلَامًا وَبَرْدًا وَانْطَفٰی ذٰلِکَ الْجَمْرُ

وَلَوْلَاھُمْ یَعْقُوْبُ مَازَالَ حُزْنُہٗ

وَلَا کَانَ عَنْ اَیُّوْبَ یَنْکَشِفُ الضُّرُّ

وَلَانَ لِدَاوٗدَ الْحَدِیْدُ بِسِرِّھِمْ

فَقُدِّرَ فِیْ سَرْدٍ یُحَیِّرُ بِہٖ الْفِکْرُ

وَلَمَّا سُلَيْمَانُ الْبِسَاطُ بِهِ سَرَى
أُسِيلَتْ لَهُ عَيْنٌ يَفِيضُ لَهُ الْقِطْرُ
وَسُخِّرَتِ الرِّيحُ الرُّخَاءُ بِأَمْرِهِ
فَغُدْوَتُهَا شَهْرٌ وَرَوْحَتُهَا شَهْرُ
وَهُمْ سِرُّ مُوسَى وَالْعَصَا عِنْدَ مَاعَصَى
أَوَامِرَهُ فِرْعَوْنُ وَالتَّقَفُ السِّحْرُ
وَلَوْلَاهُمُ مَاكَانَ عِيسَى بْنُ مَرْيَمٍ
لِعَازَرَ مِنْ طَيِّ اللُّحُودِ لَهُ نَشْرُ
سَرَىٰ سِرُّهُمْ فِي الْكَائِنَاتِ وَفَضْلُهُمْ
وَكُلُّ نَبِيٍّ فِيهِ مِنْ سِرِّهِمْ سِرُّ
عَلَا بِهِمُ قَدْرِيْ [illegible]عْرِيْ بِهِمْ عَلَا
وَلَوْلَا هُمُ مَا كَانَ فِي النَّاسِ لِيْ ذِكْرُ
مُصَابُكُمْ يَا آلَ طٰهٰ مُصِيبَةٌ
وَرُزْءٌ عَلَى الْإِسْلَامِ أَحْدَثَهُ الْكُفْرُ
سَأَنْدُبُكُمْ يَاعُدَّتِيْ عِنْدَ شِدَّتِيْ
وَأَبْكِيكُمْ حُزْنًا إِذَا أَقْبَلَ الْعَشْرُ
وَأَبْكِيكُمْ مَادُمْتُ حَيًّا فَإِنْ أَمُتْ
سَتَبْكِيكُمْ بَعْدِي الْمَرَاثِيْ وَالشِّعْرُ
عَرَائِسُ فِكْرِ الصَّالِحِ بْنِ عَرَنْدَسٍ
قَبُولُكُمْ يَا آلَ طٰهٰ لَهَا مَهْرُ

"مظلوم امام حسینؑ کے خون کا انتقام لینے کے لئے کوئی نہیں ہے سوائے اس عادل حاکم کے جس کی عدالت کے سبب دین کی شکست کا نقصان پورا ہوگا"

"اس کو ہر طرف فرشتے گھیر لیں گے اور ان کے آگے آگے عزت و سربلندی اور کامیابی کے ساتھ چلیں گے"

"ان کے کارندے زرہ پہنے ہوئے ہوں گے جو سڑکوں پر پھیلے ہوئے ہوں گے ان کا دربان حضرت موسیٰ اور امور کے سرپرست حضرت خضرؑ ہیں"

"ان کے سر پر ان کے جد بزرگوار کا عمامہ حق اور لیاقت کے ساتھ سایہ کر رہا ہوگا جب کہ بادشاہوں کے سروں سے ظلم کا تاج نیچے گرے گا"

"ان کے مبارک سینے میں علم نبوت جوش مارتا ہے کتنا خوش قسمت ہے وہ علم جو اس جیسے مبارک سینے میں پایا جاتا ہے"

"ان کا اسم مبارک محمد ہے جو تقویٰ، پاکیزگی، وطہارت، راہنمائی اور علم کا مظہر ہے۔ وہ امام عسکری کے لائق ترین بیٹے ہیں"

"حضرت امام ہادی علیہ السلام کی اولاد اور حضرت جوادؑ کے بیٹے اور اس امام کے بیٹے ہیں جن کی قبر مبارک طوس میں ہے"

"یعنی علی بن موسیٰ الرضاؑ اور وہ حضرت موسیٰ بن جعفر کے بیٹے ہیں جو اس دنیا سے رخصت ہوگئے اور جن کے بدن مبارک کی خوشبو نے بغداد کو معطر کر دیا ہے"

"وہ امام ہیں جو اپنے وعدوں میں سچے اور امام صادقؑ کے بیٹے ہیں۔ ایسے امام کہ علم و دانش اور فخر و شرف میں ان سے کسب افتخار کرتے ہیں"

"وہ امام باقر علیہ السلام کے ساتویں بیٹے ہیں وہ امام جو انبیاء کے علوم کو چیرنے والے ہیں آپ ان کے بیٹے ہیں جو عبادت کرنے والوں کی زینت ہیں اور

بہت زیادہ گریہ کرنے والے ہیں۔جن کے آنسوؤں کے قطرات سے خشک

گھاس وغیرہ سرسبز ہوگئی ہے"

"وہ فاطمہؑ، امیر المومنین اور حسینؑ کے بیٹے ہیں۔جو پیغمبر اکرمؐ کے لافصل خلیفہ

ہیں۔پس یہ پاک شاخ ایک پاک جڑ سے پیدا ہوئی ہے اور پھلی پھولی ہے"

"اور امام حسن مجتبیٰ جن کو زہر کے ساتھ شہید کیا گیا، آپ کے چچا ہیں پس کتنے

خوب اور اچھے امام ہیں جن کی سخاوت نے تمام کائنات کو گھیرا ہوا ہے"

"آپ رسول خداؐ کے ہمنام اور ان کے علم کے وارث ہیں، ایسے پیارے امام

کہ جن کے آباؤ اجداد پر قرآن نازل ہوا ہے"

"یہ سب نور ہیں اور خدا تعالیٰ کا نور ہیں والتین والزیتون اور شفع و وتر سے مراد

یہی ہستیاں ہیں"

"ان پر وحی کا نزول ہوتا ہے اور خدا کے علم کے خزانہ دار ہیں ایسی مبارک

ہستیاں جن کے گھروں میں قرآن نازل ہوا ہے"

"ان کا نام خدا کے عرش پر لکھا ہوا ہے۔مخلوقات کے خلق ہونے سے پہلے ان کو

عالم ذر میں پوشیدہ رکھا گیا ہے اگر خدا ان کو پیدا نہ کرتا تو آدم کو پیدا نہ کرتا۔اور

زید وعمر کو خبر نہ ہوتی"

"نہ زمین کا فرش بچھتا اور نہ آسمان کا سائبان بنتا۔نہ سورج روشن ہوتا اور نہ

چاند چمکتا ان ہستیوں کے وسیلے سے نوحؑ نے جب خدا سے دعا کی تو ان کو

نجات ملی۔اور ان کے واسطہ سے طوفان ٹھہرا اور اپنے ساحل تک پہنچے"

"اگر یہ حضرات نہ ہوتے تو آتش نمرود ہرگز حضرت ابراہیم علیہ السلام پر سرد اور

سلامتی نہ بنتی۔اور اس کے شعلے خاموش نہ ہوتے"

"اگر یہ ہستیاں نہ ہوتیں تو یعقوب کا غم واندوہ دور نہ ہوتا۔اور ایوب سے بلاد

داؤدؑ اس کے ذریعے سے زرہ نہ بناتے جن کو دیکھ کر عقلیں حیران رہ جاتیں"

"اگر یہ ہستیاں نہ ہوتیں تو ہرگز سلیمان کا تخت ہوا میں سیر نہ کرتا۔ ان کے لئے چشمہ جاری نہ ہوتا، اور ان کے لئے بارش نہ برستی"

" آرام وسکون والی ہوا ان کے لئے مسخر نہ ہوتی جو صبح کے وقت ایک مہینے کا سفر اور شام کے وقت بھی اسی مقدار انہیں لے کر جاتی"

"یہ وہ ہستیاں ہیں جو حضرت موسیٰ کا راز ہیں اور وہ عصا ہیں جس نے فرعون کی نافرمانی کے وقت جادوگروں کی جادوگری کو ناکام کیا۔ اور جو اژدہا بن گیا اور ان کے جادو کے سانپوں کو نگل گیا"

"اگر یہ حضرات نہ ہوتے تو عیسیٰ علیہ السلام ہرگز مردوں کو زندہ کرنے کے بعد قبروں سے باہر نہ نکال سکتے اور ان کے ساتھ گفتگو نہ کر سکتے"

"ان کے اسراء اور فضائل تمام کائنات میں جاری وساری ہیں اور ہر نبی کے وجود میں ان ہستیوں کے رازوں میں سے راز موجود تھے جن کی وجہ سے انہوں نے معجزے ظاہر کیے"

"ان ہی کی برکت سے میری قدرو قیمت بلند ہوئی۔ انہیں کے سبب میرے فخر کی قیمت بڑھی۔ اگر یہ نہ ہوتے تو میرا لوگوں کے درمیان ہرگز نام ونشان نہ ہوتا۔ آپ اہل بیت پیغمبرؐ کے بڑے مصائب ہیں اور اسلام پر ایسے ناگوار حالات آئے ہیں جو کافروں کی طرف سے واقع ہوئے ہیں"

اے وہ جو سختیوں میں میری امید اور سرمایہ ہیں میں آپ پر گریہ کرتا ہوں اور جب عشرہ محرم آتا ہے تو غم میرے وجود کو چاروں طرف سے گھیر لیتا ہے اور میں آپ کی مظلومیت پر گریہ کرتا ہوں"

"جب تک میرے بدن میں جان ہے، آپ کے مصائب کے لئے آنسو بہاتا

رہوں گا اور میرے بعد یہ مرثیہ اور اشعار آپ پر گریہ کریں گے"

"یہ اشعار دلہن جیسی فکر رکھنے والے "صالح بن عرندس" کے ہیں اور اس دلہن

کا حق مہر آپ کی طرف سے ان اشعار کی قبولیت ہے"

(الغدیر:۷/۱۷، المنتخب للطریحی، ص ۳۳۵ المختار من کلمات المہدیؑ ۱/۳۲۱)

(۲) اس حدیث کا تذکرہ کرتا ہوں جو آئمہ علیہم السلام کی محبت پر مشتمل ہے۔ اس حدیث کو ابراہیم بن محمد نوفلی نے اپنے باپ سے جو حضرت رضاؑ کا خادم تھا۔ اس نے حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے اور آنحضرت نے اپنے آباؤ اجداد سے اور ان حضرات نے حضرت امیر المومنینؑ سے اور آپ نے رسول خداؐ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: جو کوئی دوست رکھتا ہے کہ خدا تبارک وتعالیٰ سے ملاقات کرے، اس حال میں کہ اس کی طرف متوجہ ہو اور اس سے روگردانی نہ کرے، تو اے علیؑ! اسے چاہیے تیری ولایت کا قائل ہو۔

اور جو یہ چاہتا ہے کہ خدا سے ملاقات کرے اس حال میں کہ خدا اس سے خوش ہو تو اسے چاہیے کہ تیرے بیٹے حسنؑ کی ولایت قبول کرے۔

اور جو چاہتا ہے کہ خدا اس حال میں ملاقات کرے اس حال میں کہ کسی قسم کا خوف و ڈر نہ ہو تو اسے چاہیے تیرے بیٹے امام حسینؑ کی ولایت رکھتا ہو۔

اور جو چاہتا ہے کہ خدا سے اس حال میں ملاقات کرے کہ اور اس کے گناہ بخش دیئے گئے ہوں تو اسے چاہیے کہ علی بن حسین علیہ السلام کو دوست رکھتا ہو۔ علی بن الحسین ایسی ذات ہے جس کے بارے میں خدا فرماتا ہے۔

سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ (سورہ فتح آیت نمبر ۲۹)

"ان کے چہرے پر سجدوں کے نشانات ظاہر ہیں"

جو چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے کہ خدا کی عنایات اس کی آنکھوں کو روشن کردیں، تو اسے چاہیے کہ حضرت محمد بن علی امام باقر علیہ السلام کو دوست رکھے، اور

ملاقات کرے اس حال میں کہ پاک و پاکیزہ ہو تو اسے چاہیے کہ امام کاظم حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کو دوست رکھے۔

جو چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ سے ملاقات کرے اس حال کہ میں خدا اس سے خوش ہو تو، سے چاہیے کہ حضرت علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کو دوست رکھے۔

جو چاہتا ہے کہ خدا سے ملاقات کرے اس حال میں کہ بلند و بالا درجات حاصل کئے ہوئے ہو اور اس کے گناہ نیکیوں میں تبدیل ہو چکے ہوں تو اسے چاہیے کہ امام جواد حضرت محمدؑ بن علیؑ کو دوست رکھے۔

جو چاہتا ہے کہ خدا سے ملاقات کرے، اس حال میں کہ اس کا حساب و کتاب آسانی سے ہو اور اسے ایسی جنت بریں میں داخل کرے، جس کی وسعت آسمان اور زمین کے برابر ہے، جو کہ پرہیزگاروں کے لئے بنائی گئی ہے تو اسے چاہیے کہ وہ امام ہادی حضرت علی بن محمد علیہ السلام کو دوست رکھے۔

اور جو چاہتا ہے کہ خدا سے ملاقات کرے اور کامیاب و کامران ہو تو اسے چاہیے کہ حضرت امام عسکری حسن بن علی علیہ السلام کو دوست رکھے۔

وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يَلْقَى اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَقَدْ كَمَلَ اِيْمَانُهُ وَحَسُنَ اِسْلَامُهُ فَلْيَتَوَلَّ الْحُجَّةَ بْنَ الْحَسَنِ الْمُنْتَظَرِ صلوات الله عليه

"اور جو کوئی چاہتا ہے کہ خدا سے ایمان کامل اور حسن اسلام کے ساتھ ملاقات کرے، تو اسے چاہیے کہ امام منتظر حضرت حجت بن الحسن صلوات اللہ علیہ کی ولایت رکھے۔ یہ حضرات ہدایت کے پیشوا اور تقویٰ و طہارت کی علامتیں ہیں۔ جو کوئی بھی ان ہستیوں کی دوستی و ولایت رکھتا ہوگا، میں خدا کی طرف سے اس کی جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔"

(صفوۃ الاخبار: مخطوط، بحار الانوار: ۲۷/۱۰۷ حدیث ۸۰ اور ۳۶/۲۹۶ حدیث ۱۲۵ نقل از فضائل ابن شاذان ص ۱۲۶)

محبت اہل بیتؑ

برقی کتاب محاسن ص ۳۶ میں امام صادق سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

من احب اهل البيت وحقق حبنا في قلبه جرى ينابيع الحكمة على لسانه وجدد الايمان في قلبه وجدد له عمل سبعين نبيا وسبعين صديقا وسبعين شهيدا وعمل سبعين عابدا عبدالله سبعين سنة

"جو کوئی ہم اہل بیت علیہم السلام کو دوست رکھتا ہو اور ہماری محبت کو اپنے دل میں مضبوط کرلے تو اس کی زبان پر حکمت کے چشمے جاری ہو جاتے ہیں اور اس کے دل میں ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ اور اس کے لئے ستر انبیاء، ستر صدیقوں، ستر شہیدوں اور ستر ایسے عابدوں کا عمل لکھتے ہیں جنھوں نے ستر سال خدا کی عبادت کی ہو" (بحارالانوار: ۲۷/۹۰ حدیث ۴۳)

(۳) مؤلفؒ اس حصے میں تین اعتراضات مطرح کرتے ہیں اور پھر ان کے جوابات دیتے ہیں۔

پہلا اعتراض: یہ ہے کہ کس طرح ممکن ہے اور کس طرح عقل میں آسکتا ہے کہ ایک شخص نے اب تک ہزار سال سے زیادہ عمر پائی ہو اور باقی ہو۔

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ کیا لزوم پایا جاتا ہے کہ امام علیہ السلام حال حاضر میں وجود رکھتے ہوں۔

تیسرا اعتراض یہ ہے کہ زمانہ غیبت میں امام علیہ السلام کے وجود کا کیا فائدہ ہے؟ پہلے اعتراض کا جواب یہ دیتے ہیں کہ اس دنیا میں حضرت مہدی علیہ السلام پہلی شخصیت نہیں ہیں جن کی عمر طولانی ہوئی ہو جن کی عمر زیادہ ہوئی ہے، ان کے نام تاریخ میں موجود ہیں جیسے کیومرث، جس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس نے ایک ہزار چھ سو سال زندگی کی ہے۔ یا ذوالقرنین جن کے متعلق کہا گیا ہے کہ انہوں نے تین ہزار سال زندگی گذاری ہے۔

حضرت آدم کی بیٹی عناق ہے اور عناق کا بیٹا عوج ہے۔

مجمع البحرین میں نقل ہے کہ عوج نے تین ہزار چھ سو سال زندگی گذاری۔

کتاب ''اخبار الدول'' میں لقمان بن عاد جو اس لقمان کے علاوہ ہے جو حضرت داؤد کے ہم زمانہ تھے کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ صاحب نسور (یعنی گدھ والا) اور پہلے عاد اول کی قوم سے بچا ہوا تھا۔ عاد نے اسے ایک گروہ کے ساتھ حرم کی طرف بھیجا تاکہ بارش کے لئے دعا کرے۔ اس نے درخواست کی کہ زیادہ دیر تک دنیا میں باقی رہے۔ سات گدھوں (یعنی چیلوں) کی عمر کے برابر عمر گذاری کہ چیل کے بچے کو پکڑتا، اسے پالتا اور اس کی حفاظت کرتا یہاں تک کہ وہ مرجاتی پھر اس کی جگہ دوسری چیل کو پکڑ لیتا۔

علماء کے درمیان گدھ یا چیل کی عمر میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ زیادہ تر اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ یہ پرندہ پانچ سو سال زندگی گذارتا ہے اگر اس قول کو قبول کر لیا جائے تو لقمان کی عمر ۳۵۰۰ سال ہوگی۔ اور آدم کی اولاد میں سے سوائے اس کے اور عوج بن عناق کے کسی نے بھی اتنی عمر نہیں پائی۔

کہا گیا ہے کہ اس نے تین ہزار آٹھ سو سال زندگی گذاری ہے۔ کیونکہ پہلے گدھ کو پکڑنے سے پہلے تین سو سال اس کی عمر سے گذر چکے تھے۔

اسی طرح عیسیٰ، الیاس اور خضر علیہم السلام جو خدا کے انبیاء اور اولیاء ہیں۔ یا دجال اور شیطان جو خدا کے دشمن ہیں۔ کتاب اور سنت کی نظر میں ان کا باقی رہنا ثابت اور مسلم ہے۔

صحیح مسلم میں حدیث نقل کرتے ہیں، جس میں دجال کے باقی رہنے کے متعلق صراحت پائی جاتی ہے۔ ابلیس کے باقی رہنے پر آیت کریمہ

فَاِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ o اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْم

(سورہ حجر آیت ۳۷۔۳۸)

''دلالت کرتی ہے کہ خدا نے ابلیس کو حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی حکومت کے ظاہر ہونے تک مہلت دی ہے۔ ان سب سے عمدہ وہ استدلال ہے جس میں

آیت قرآنی کے ذریعے سے حضرت عزیز کے کھانے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے

کہ ان کے مرنے کے سو سال گذرنے کے بعد جب انہیں دوبارہ زندہ کیا گیا تو

ان میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی واقع نہ ہوتی تھی"

خدا سورہ بقرہ آیت ۲۵۹ میں فرماتا ہے:

فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ

"اپنے کھانے اور پانی کی طرف دیکھو اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں آئی"

یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ کوئی بھی کھانا اگر باہر کھلی فضا میں چند دنوں تک موجود رہے تو خراب ہو جاتا ہے۔ جبکہ حضرت عزیزؑ کا کھانا ایک سو سال گذرنے کے بعد بھی حکم خدا سے تبدیل اور خراب نہ ہوا۔ اس سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ انسان جس میں روح پائی جاتی ہے اور زندگی کے عوامل موجود، ہیں اس کے باقی رہنے میں کوئی اشکال اور مضائقہ نہیں ہے۔ اور ان لوگوں سے بھی ایک انسان لمبی عمر پا سکتا ہے جنہوں نے طولانی عمر پائی ہے۔

(یہ تمام قصہ بحار الانوار: ۱۴/ ۳۵۱ باب ۲۵ میں ذکر ہے)

طولانی عمر کے ممکن ہونے پر اس آیت کے ذریعے سے بھی استدلال کیا جا سکتا ہے

جس میں خدا ارشاد فرماتا ہے:

فَلَوْلَا اَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ○ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖۤ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ

(سورہ صافات آیت ۱۴۳/ ۱۴۴)

"اگر یونس خدا کی تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتا تو قیامت کے دن تک مچھلی کے پیٹ میں باقی رہتا"

اس مقام پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر ایک انسان کا دوسرے انسانوں سے زیادہ زندگی گذارنا محال کام ہوتا تو خدا کس طرح اس محال کام کے متعلق خبر دیتا! کہ یونسؑ مچھلی کے پیٹ میں قیامت تک باقی رہتا؟ (یہ تمام قصہ بحار الانوار: ۱۴/ ۳۷۹ باب ۲۶ میں ذکر ہے)

استدلال جو میں نے پیش کیا ہے اس کتاب کے لکھنے کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ امام

کے اعتراض کا اسی استدلال کے ذریعے جواب دیا ہے۔

اب دوسرے اعتراض کا جواب ذکر کرتے ہیں کہ کیا امام علیہ السلام کے وجود کی ضرورت دلیل عقلی اور نقلی کے ذریعے سے ممکن ہے؟ اور ثابت ہے؟

ہم نقلی دلیل میں قرآن اور سنت سے استفادہ کرتے ہیں۔

ہم قرآن کے ذریعے استدلال کے طور پر سورہ قدر کی وہ آیت ذکر کرتے ہیں جس میں خدا فرماتا ہے:

تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ (سورہ قدر آیت ۴)

"فرشتے اور روح اس رات نازل ہوتے ہیں"

اس آیت میں (تَنَزَّلُ) فعل مضارع ہے اور اس کا معنی استمرار رکھتا ہے جس کی ابتداء رسول اکرمؐ کا زمانہ تھا، فرشتے اور روح اس رات میں اس کائنات کے تمام امور اور خدا کے مقدرات آنحضرتؐ کی خدمت میں لایا کرتے تھے پس اس کام کو آنحضرتؐ کے بعد بھی جاری رہنا چاہیئے شیعہ عقیدہ کے مطابق جو اس بات کے قائل ہیں کہ یہ عمل ہر معصوم امام کے زمانے میں جاری رہا ہے کوئی اشکال نہیں ہے۔ اور اس زمانے میں فرشتے اور روح امام عصر علیہ السلام کی خدمت میں آتے ہیں۔ لیکن اہل سنت کے عقیدہ کے مطابق ملائکہ اور روح کے نازل ہونے کے بارے میں اشکال پایا جاتا ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک ان کے خلفاء اس لائق نہیں ہیں کہ فرشتے اور روح ان پر نازل ہوں۔

پس اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے کہ یا تو فعل مضارع کے معنی استمراری سے دستبردار ہو جائیں یا اس بات کو لازم قرار دیں کہ ان کے خلفاء میں یہ لیاقت ہے کہ فرشتے ان پر نازل ہوں اور اب تک یہ لیاقت موجود ہے کہ فرشتے اس زمانے میں بھی ان پر نازل ہوتے ہیں۔ اور یا اپنے باطل عقیدہ سے دوری اختیار کریں اور شیعہ کے عقائد حقہ کا اعتراف کریں۔ جب کہ وہ ان میں سے کسی چیز کو بھی قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ سنت رسول کے ساتھ استدلال کرنے پر ہم

وہ حدیث نبوی ذکر کرتے ہیں جسے اہل شیعہ اور سنی تواتر کے ساتھ نقل کرتے ہیں۔(زیادہ وضاحت کے لئے بحارالانوار:۲۵/۴۷باب ۳)

رسولؐ خدا نے فرمایا:

اِنِّی تَارِکٌ فِیکُمُ الثَّقَلَینِ کِتَابَ اللّٰهِ وَعِترَتِی اَهلَبَیتِی فَاِنَّهُمَا لَن یَفتَرِقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الحَوضِ (بحارالانوار:۲/۲۲۶ضمن حدیث ۴)

"میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں امانت چھوڑ کر جارہا ہوں۔ ایک قرآن اور دوسری میری اہل بیتؑ اور یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر کے پاس میرے ساتھ ملاقات کریں گے"

(نویں و دسویں صدی کا ایک شافعی عالم بنام سمھودی ۔اپنی کتاب "جواہر العقدین" میں لکھتے ہیں کہ حدیث ثقلین سے ہمیں یہ معنی سمجھ آتا ہے کہ قیامت تک ہر زمانے میں پیغمبر اکرمؐ کے اہل بیتؑ میں سے کوئی نہ کوئی شخص ضرور موجود رہے گا جو اس لائق ہوگا کہ لوگ اس سے متوسل ہوں اور اس کی پیروی کریں)

ہم اس حدیث کے ضمن میں کہیں گے کہ پیغمبر اکرمؐ نے جو فرمایا کہ یہ دو گرانقدر چیزیں ہمیشہ اکٹھی رہیں گی اور جدا نہ ہوں گی اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہر زمانے میں اولادِ پیغمبرؐ میں سے ایک معصوم امامؑ قرآن کے ساتھ ضرور ہوگا۔ یہ مطلب شیعہ عقائد کے عین مطابق ہے جو اس بات کے قائل ہیں کہ ہمیشہ ایک معصوم امام زمین کے اوپر موجود ہے اور اس وقت تک زندہ ہے۔ لیکن اہل سنت کے عقیدہ کے ساتھ یہ مطلب مطابقت نہیں رکھتا ۔جو اس بات کے قائل ہیں کہ مہدیؑ علیہ السلام اس وقت موجود نہیں ہیں بلکہ آخری زمانے میں آئیں گے۔

اس کے لیے دلیل عقلی میں ہم یہ کہیں گے کہ جو دین اور آئین قیامت کے دن تک باقی رہنا چاہتا ہے ضروری اور لازمی ہے کہ اس کے ساتھ ایک محافظ بھی ہو، جو اس کی حفاظت کرے۔ خدا کے بندے جن فیوضات الٰہی کی طرف محتاج ہیں ان تک پہنچائے اور خالق و مخلوق

آٹھویں باب کی گیارہویں حدیث میں بڑی تفصیل سے اس موضوع کے متعلق گفتگو ہوئی ہے وہاں مراجعہ کریں۔

پس ہماری گفتگو کا یہ نتیجہ نکلا ہے کہ ہمیں قبول کرنا پڑے گا کہ ہر زمانے میں امام کے وجود کی ضرورت ہے۔اب اعتراض کرنے والے کے لئے صرف یہ سوال باقی ۔ہے کہ غیبت کے زمانے میں امام کے وجود کا کیا اثر اور فائدہ ہے؟ یہ وہی تیسرا اعتراض ہے، جسے ہم نے اس بحث کی ابتداء میں مطرح کیا ہے۔اس اعتراض کے ہم کئی ایک جواب دیں گے۔

(۱) حضرت حجت علیہ السلام نے اپنے اس خط میں جو اسحاق بن یعقوب کو بھیجا تھا یوں فرمایا ہے: رہی بات فرج اور ظہور کے امر کی، تو یہ خدا کے ہاتھ میں ہے اور جو لوگ ظہور کے لئے ایک خاص وقت معین کرتے ہیں وہ جھوٹ کہتے ہیں۔ رہی بات غیبت کے واقع ہونے کی علت، تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْئَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَلَكُمْ تَسُؤْكُم

(سورہ مائدہ آیت ۱۰۱)

"اے ایمان والو! ایسی چیزوں کے متعلق سوال نہ کرو، جن کے بارے میں اگر تمہیں معلوم ہو جائے تو غمگین کر دیں"

میرے آباؤ واجداد میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جو اس کے بغیر رہا ہو کہ اس پر ہر زمانے کے طاغوت کی طرف سے زبردستی بیعت کا بوجھ ڈالا گیا۔

واما وجه الانتفاع بی فی غیبتی فهو کالانتفاع بالشمس اذا غیبها عن الابصار السحاب وانی لامان لاهل الارض کما ان النجوم امان لاهل السماء

"بہر حال میرے وجود سے فائدہ اٹھانے کی کیفیت ایسے ہے جیسے بادلوں کے پردے میں لوگ سورج سے فائدہ حاصل کرتے ہیں، اور میں اہل زمین کے

لیے امان ہوں جس طرح ستارے اہل آسمان کے لیے امان ہیں"

(الدرۃ الباھرہ ص ۳۸ کمال الدین ۲/۴۸۵ الاحتجاج: ۲/۲۸۳ بحارالانوار: ۹۳/۵۲ حدیث ۷ اور ۱۸۱/۵۳ حدیث ۱۰)

(۲) لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رہنا کسی حکومت کے کاموں میں نقصان دہ نہیں ہے جیسے کہ ہم تاریخ کا مشاہدہ کرتے ہیں کہ دنیا کے ایک سرے میں رہنے والے بادشاہ کی حکومت و بادشاہت دنیا کے دوسرے سرے تک جاری وساری رہتی ہے۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ چار بادشاہ ایسے گذرے ہیں جو پوری دنیا پر حکومت کرتے رہے (الاختصاص: ص ۲۵۹ "دو مومن اور دو کافر اس پوری دنیا میں حکومت کرتے رہے۔

دو مومن ذوالقرنین اور سلیمان تھے اور دو کافر نمرود اور بخت نصر تھے)

(۳) اس زمانے کے لوگ جو عقل ودانائی اور فکری استعداد کے اعتبار سے گذشتہ لوگوں سے زیادہ ہیں تو ضروری ہے کہ ان کا امتحان بھی گذشتہ لوگوں سے سخت تر ہو۔ جبکہ یہ ممکن نہیں ، مگر یہ کہ ان کا امام ان کی نظروں سے غائب ہو۔ ایسے ہی جیسے ایک استاد اپنی کلاس کو اکیلا چھوڑ جاتا ہے اور شاگردوں کو تنہا رہنے دیتا ہے اور دور سے ان کو اس طرح چھپ کر دیکھتا ہے کہ وہ متوجہ بھی نہ ہوں، تاکہ وہ دیکھے کہ میری عدم موجودگی میں وہ کیا کرتے ہیں؟ کیا اس کی غیبت سے سوء استفادہ کرتے ہیں یا اپنی ذمہ داری کے مطابق کام کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ غائب ہے لیکن اسے بھولتے نہیں ہیں جیسے کہ شاعر کہتا ہے۔

اِنْ کُنْتَ لستَ مَعِیَ فَالذِّکْرُ مِنْکَ معی
یَرَاکَ قَلْبِی وَاِنْ غَیَّبْتَ عَنْ بَصَرِیْ
وَالْعَیْنُ تَبْصِر مِنْ تہوی وَتفقدہ
وناظِرُ الْقَلْبِ لاَ یَخْلُوْ عَنِ الْفِکْرِ

"اگرچہ تو میرے ساتھ نہیں ہے لیکن تیری یاد میرے ساتھ ہے، تجھے میرا دل

ہے اور اس سے دور ہے دیکھ رہی ہے، اور جو کسی کے ساتھ دیکھتا ہے وہ اس کی فکر سے جدا نہیں ہوتا"

اور ایک فارسی زبان شاعر کہتا ہے۔

یار من از دیدھا ہر چند پنہان است لیک
در دل ہر ذرہ خورشید رخش پیداستی
شور بلبل نالہ قمری نوای عندلیب
غلغل سیل از ھوای آن سھی بالاستی

"میرا دوست اگرچہ نظروں سے غائب ہے لیکن سورج کے ہر ذرہ کے دل میں ظاہر ہے بلبل کا شور، فاختہ کا غوغہ اور عندلیب کی آواز ہے تو سیلابی ریلے کا شور و غل ہے۔

"اگر یہ کہا جائے کہ امام زمانہؑ ظاہر کیوں نہیں ہوتے اور دوسرے اماموں کی طرح معاملات میں مداخلت کیوں نہیں کرتے اور ان کی یہ پوشیدہ غیبت میں کیا خوبی اور خصوصیت ہے؟"

ہم اس کے جواب میں کہیں گے۔

اولاً: اس کے بعد ہم جان چکے ہیں کہ کوئی زمانہ حجت خدا سے خالی نہیں ہے اور ہمیشہ ایک معصوم امام زمین کے اوپر موجود ہوتا ہے۔ اگر وہ غائب ہوا ہے تو کوئی وجہ تھی جس کے سبب اسے غائب کرنا پڑا اور اس کی غیبت کو جائز بتایا، اگرچہ ہمیں اس کی علت کا علم نہ ہو اور ہم بطور کامل اس سے آگاہ نہ ہوں۔ جیسے کہ ہم حقیقت میں نہیں جانتے کہ نقصان دہ حیوانات کو کیوں پیدا کیا۔ اور بچوں بزرگوں اور حیوانوں کو بیماری اور مصیبت میں مبتلا کیوں کرتا ہے۔

ہم کہیں گے چونکہ خداوند تبارک وتعالیٰ حکیم اور عادل ہے اور ہرگز کوئی قبیح اور برا کام انجام نہیں دیتا۔ پس ان کاموں کو اپنی حکمت کے مطابق انجام دیا ہے۔ امام عصرؑ کی غیبت کے بارے میں بھی ہم یہی جواب دیں گے اور کہیں گے کہ آنحضرت کی غیبت میں یقیناً کوئی علت

اور خوبی ضرور موجود ہے اگرچہ ہم اس سے بطور کامل آگاہ نہیں ہیں۔

ثانیاً: حضرت کے ظہور کے موانع میں سے ایک علت ظالموں اور ستمگروں کا خوف شمار کیا گیا ہے۔ یہ ظالم اور ستمگر لوگ رکاوٹ بنے ہوئے ہیں کہ حضرت معاملات میں اختیار کو ہاتھ میں لیں۔اور حضرت کو اپنی جان کا ڈر ہے اگر اس طرح کا عمل دخل شروع کریں۔ جب ایسا ہے تو آپ پر لازم اور ضروری نہیں ہے کہ امر امامت کے ساتھ قیام کریں۔ جب دشمن سے خوف ہے تو ضروری اور لازم یہ ہے کہ غائب ہو جائیں جیسے کہ پیغمبرؐ ایک مرتبہ شعب ابو طالب میں اور دوسری مرتبہ غار میں پوشیدہ ہوئے۔

اگر یہ کہا جائے کہ پیغمبر اکرمؐ اپنا وظیفہ اور ذمہ داری کو انجام دینے اور اپنی رسالت کے پیغام کو پہنچانے کے بعد غائب ہوئے جب کہ امام کی ہر زمانے میں ضرورت اور احتیاج پائی جاتی ہے۔دوسرا یہ کہ پیغمبر اکرم تھوڑی مدت کے لئے غائب ہوئے لیکن امام علیہ السلام کی غیبت کی مدت تو صدیوں سے جاری ہے اور ابھی تک ختم نہیں ہوئی؟

اس کے جواب میں ہم کہیں گے کہ پہلے نمبر پر یہ کہ پیغمبر اکرم کا مکہ میں شعب ابو طالب میں چھپنا آنحضرت کی ہجرت سے پہلے تھا۔ اور ابھی تک دین اور اس کے احکام مکمل طور پر بیان نہیں ہوئے تھے۔ دوسرے نمبر پر، اگر فرض کر لیں کہ دین اور احکام دین کے فرض سے فارغ ہو چکے تھے لیکن امور و معاملات اور احکام کو جاری کرنے کے لئے معاشرے کو حضرت کے وجود کی ضرورت تھی۔ پس جب ضرورت کے باوجود پیغمبر اکرمؐ کی غیبت جائز ہے تو ملامت و سرزنش کے قابل وہ لوگ ہوئے جو اس غیبت کا سبب بنے۔امام زمانہ علیہ السلام کی غیبت کے متعلق بھی ہم یہی جواب دیں گے۔اور رہی بات غیبت کے طولانی ہونے یا چھوٹی ہونے کی تو یہ اعتراض درست نہیں ہے۔ کیونکہ غیبت اپنے سبب کی وجہ سے ہے جو ظالموں سے خوف اور ڈر ہے۔لہٰذا جب تک یہ سبب موجود رہے گا غیبت باقی رہے گی۔پس غیبت کے لمبے یا چھوٹے ہونے کا تعلق

کے آباؤ اجداد کو بھی تو آنحضرت کی نسل ظالموں اور ستمگروں سے خوف اور ڈر رہا ہے لہذا ان کو بھی چاہیے تھا کہ غائب ہو جاتے۔

اس کے جواب میں ہم کہیں گے کہ حضرت کے آباؤ اجداد اپنی امامت کو ظاہر نہیں کرتے تھے اور اپنی جان کی حفاظت کے لئے تقیہ کو بطور ڈھال استعمال کرتے تھے۔ جب کہ امام عصر علیہ السلام دنیا کو علی الاعلان اپنی طرف بلائیں گے اور دشمنوں کے خلاف تلوار کے ذریعے قیام کریں گے۔ جو لوگ رعب و ڈر پیدا کرتے ہیں ان کے ساتھ جہاد کریں گے۔

اگر یہ کہا جائے کہ آنحضرت اپنے اجداد کی طرح جنہوں نے تلوار نہ نکالی اور تقیہ کے ساتھ عمل کرتے رہے، ظاہر کیوں نہ ہوئے، تا کہ لوگ آپ کے وجود اقدس کے ذریعے سے فائدہ اٹھاتے، جیسے کہ امام صادقؑ اور امام باقرؑ کی بارگاہ سے لوگ بہرہ مند ہوتے رہے ہیں۔ اس کے جواب میں ہم کہیں گے کہ اگر امام عصر علیہ السلام آپ کے کہنے کے مطابق ظاہر ہوں اور لوگ حضرت کو جانتے ہوں کہ آپ امام عسکری علیہ السلام کے بیٹے ہیں۔ کیونکہ شیعوں کے درمیان مشہور ہے اور مخالف بھی جانتے ہیں کہ وہ بادشاہوں کے تخت و تاج کو تباہ و برباد اور اس کائنات کو ظالموں کے وجود سے پاک کردیں گے اور عالم کو عدل انصاف سے پر کردیں گے تو دشمن آرام سے نہیں بیٹھے گا اور فوراً ان کے قتل کا منصوبہ بنا کر انہیں ختم کردے گا جیسے کہ آپ کے جد بزرگوار امام حسین علیہ السلام اور امام حسن اور امام حسین کی اولاد میں سے دوسرے حضرات کے ساتھ کیا۔

کیا آپ نے سنا نہیں ہے کہ جب فرعون کو فال نکالنے والوں کے ذریعے سے معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل میں ایک مرد ظاہر ہوگا جو اس کی حکومت کو ختم کردے گا تو وہ فوراً اس کو ڈھونڈنے کے لئے نکل پڑا، بہت سے جاسوس اس کی جستجو کے لئے معین کردیئے ایک گروہ کو حاملہ عورتوں کے اوپر مامور کردیا گیا کہ اگر لڑکا پیدا ہو تو اسے قتل کر دیا جائے اور اگر لڑکی پیدا ہوئی تو اسے زندہ چھوڑ دیا جائے۔

پس اگر غفلت اور سمجھ بوجھ کی کمی نہ ہو تو کسی طرح سے بھی امام عصر علیہ السلام کے خوف کو آپ کے اجداد کے خوف کے ساتھ قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

اگر کہا جائے کہ ہم قبول کرتے ہیں کہ امام عصر علیہ السلام کے غائب ہونے کا سبب ان کے دشمنوں کی طرف سے خوف ہے۔تو آپ اپنے دوستوں اور عقیدت مندوں سے کیونکر غائب ہیں، جو آپ کی امامت کو مانتے ہیں اور آپ کی اطاعت کو اپنے اوپر واجب جانتے ہیں؟

اس کے جواب میں ہم کہیں گے کہ دوستوں کی طرف سے اس بات کا ڈر ہے کہ آپ کی خبر کو پھیلا دیں گے اور دشمن آپ کے مکان اور ٹھکانے سے باخبر ہو جائیں گے۔لیکن یہ بات تمام شیعوں اور آنحضرت کے سب دوستوں کے بارے میں درست نہیں ہے، کیونکہ ان کے درمیان وہ بھی ہیں جو خبر کے منتشر ہونے کے نقصان سے بخوبی آگاہ ہیں۔یہ لوگ اہل استقامت اور بات کو چھپانے والے ہیں۔وہ ہرگز اس طرح کام نہیں کر سکتے۔ (بحارالانوار:۵۱/۱۹۰)

کہا گیا ہے کہ دوستوں سے حضرت کے غائب رہنے کا سبب بھی درحقیقت آپ کے دشمنوں ہی کی طرف لوٹتا ہے۔یعنی دشمنوں کا وجود ہی سبب ہوا ہے کہ آپ دوستوں سے بھی پوشیدہ ہو جائیں لیکن اس جواب پر یہ اعتراض ہوگا کہ اگر ایسا ہو تو اس سے یہ لازم آتا ہے کہ وہ وظیفہ جس میں امام علیہ السلام کا وجود لطف ہے ان سے ساقط ہو جائے اور اس پر عمل کرنا ان کے لئے ضروری نہ ہو، کیونکہ آپ کی غیبت اس علت وسبب کی وجہ سے ہے جو ان کی طرف نہیں لوٹتی جبکہ وہ اس علت کو برطرف اور ختم بھی نہیں کر سکتے۔پس لازم آئے گا جس تکلیف کا ہم نے کہا ہے وہ ان سے ساقط ہو جائے گی۔

اس کے علاوہ یہ کہ دشمنوں سے خوف حضرت کے مکمل طور پر ظہور کے لئے رکاوٹ ہے اور جزئی ظہور یعنی بعض خاص افراد کے لئے ظاہر ہونے کے لئے یہ علت مانع اور رکاوٹ نہیں ہے۔

کوئی یہ بھی اعتراض نہیں کر سکتا کہ اس طرح کا ظہور یعنی بعض خاص افراد کے لئے ظہور کوئی فائدہ نہیں رکھتا، کیونکہ اس وقت ظہور کا فائدہ ہے جب آپ کا فرمان سب کے لئے قابل اطاعت ہو اور ظاہری طور پر معاشرے کے معاملات کو اپنے اختیار میں لیں، کیونکہ ہم اس کے جواب میں کہیں گے کہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ امیرالمومنینؑ کی شہادت کے بعد شیعوں نے

(بحار الانوار:۵۱/۱۹۵، کشف الغمہ ۲/۵۴۰ مسئلہ پنجم)

اور کہا گیا ہے کہ ہم یقین نہیں رکھتے کہ امام علیہ السلام تمام دوستوں کی نظر سے غائب ہیں اور کسی کے لئے بھی ظاہر نہیں ہوتے۔ (بحار الانوار:۵۱/۱۰۸)

کیونکہ ہر ایک کو اپنے حال کا پتہ ہے اور دوسرے کے متعلق اسے خبر نہیں ہے۔ جن کے لئے امام ظاہر ہوئے ہیں ان کے لحاظ سے تکلیف ساقط نہیں ہوتی۔ (تکلیف سے مراد وہ امور ہیں جن سے ہم بے خبر ہیں اور امامؑ کے پاس امانت کے طور پر موجود ہیں۔ یا نقل کرنے والوں نے ان روایات کو چھپا دیا ہے اور ہم تک نہیں پہنچی۔ لیکن ہم ان کے ساتھ مکلف ہیں کیونکہ امامؑ سے پوچھنا ضروری ہے۔ اور ان سے نہ پوچھنے کی علت اور سبب خود ہماری طرف لوٹتا ہے اور کوتاہی ہماری طرف سے ہے۔ جسے برطرف کرنا ضروری ہے) اور جس کے لئے امامؑ ظاہر نہیں ہوئے۔ تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ ظاہر نہ ہونے کی علت خود ان کی طرف لوٹتی ہے اور وہ خود سبب ہیں ظاہر نہ ہونے کا۔ اگرچہ اس علت اور سبب کو تفصیل کے ساتھ نہ جانتے ہوں۔ اور کوتاہی خود اس کی طرف سے ہے۔ اسی وجہ سے تکلیف اس سے ساقط نہیں ہوتی۔ جب وہ جان لے گا کہ امام علیہ السلام کے غائب رہنے کے باوجود تکلیف ساقط نہیں ہوتی تو وہ سمجھ جائے گا کہ حضرت کے ظاہر نہ ہونے کا سبب بھی وہ خود ہی ہے۔ اور جب ایسا ہے تو اس کی طاقت میں ہے کہ وہ غیبت کا سبب جو اس کی طرف جاتا ہے برطرف کرے اور واجب یہ ہے کہ اسے دور کرے۔ (کشف الغمہ:۲/۵۳۸ اور ۵۴۱)

اس گفتگو کے بعد ہم ماننے کو تیار نہیں ہیں کہ آنحضرت کے دوست آپ کی غیبت میں لطف امامت یعنی امام کے وجود سے بہرہ مند نہیں ہوتے۔ بلکہ امام علیہ السلام کا وجود آپ کی غیبت میں بھی آپ کے ظہور کی طرح لطف ہے اور فائدہ مند ہے، کیونکہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ امام علیہ السلام تمام لوگوں کے حال سے باخبر ہیں۔ اور ان کے کاموں پر نظر رکھے ہوئے ہیں۔ کوئی مجال باقی نہیں رہتی کہ ان کی غیبت کے طولانی ہونے اور ان کے خفیہ رہنے کی وجہ سے ان کا وجود

مقدس باطل اور بیکار ہو جائے۔ کیونکہ یہ عجیب امر اور معاملہ ہے، اس لئے اسے قبول نہ کریں، حالانکہ کتنے ایسے امور عجیب ہیں کہ اسلام کو ماننے والے لوگ انہیں قبول کرتے ہیں اور ماننے کے لئے تیار ہیں۔ اوران امور کی مثال بھی نہیں ملتی۔ جیسے کہ حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں ملتا ہے کہ وہ چھوتھے آسمان پر تشریف فرما ہیں اس واقعہ کا قرآن میں اور روایات میں تفصیلی طور پر ذکر موجود ہے اور بھی اس جیسی مثالیں ہیں۔ پس امام زمان علیہ السلام کی غیبت ان سے عجیب تر نہیں ہے۔

علاوہ ازیں اگر حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور اور فرج میں تاخیر اور دیر سے یہ لازم آتا ہو کہ آپ کے وجود کا انکار کریں تو پھر قیامت اور قیامت کے بعد والے تمام مراحل کا انکار لازم آئے گا، کیونکہ قیامت میں تو تاخیر اور دیر زیادہ ہے۔ حالانکہ تمام انبیاء حضرت آدم سے لے کر خاتم المرسلینؐ تک اپنی امتوں کو قیامت اور قیامت کے بعد والے مراحل کے بارے میں ڈراتے رہے ہیں۔ رسول اکرمؐ نے فرمایا ہے کہ میری بعثت اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ہے (آپ نے اپنی شہادت اور درمیان والی انگلیوں کو ملایا) یعنی یہ دونوں اس قدر نزدیک ہیں حالانکہ قیامت ابھی تک برپا نہیں ہوئی۔

اور اگر امر ظہور میں تاخیر اور لوگوں کی نظر میں ظہور کو بعید جان لینا اس چیز کا سبب بنے کہ ہم ظہور کا انکار کردیں تو امر قیامت میں تاخیر اور دیر قیامت کے انکار کے لئے زیادہ مناسب ہوگی۔

اگر اس کے امکان کا اقرار کرلیں اور اس کے لئے دلیل کا مطالبہ کریں تو جو ہم پہلے کہہ چکے ہیں، وہ کافی ہے کہ ہر زمانے میں واجب ہے کہ ایک ایسا معصوم امام موجود ہو، جس کی عصمت کا ہم یقین رکھتے ہوں۔ ان کے علاوہ جو کوئی بھی امامت کا دعویٰ کرے اس کا دعویٰ باطل اور بے بنیاد ہے اور یہ چیز ہم از نظر عقل ثابت کر چکے ہیں۔

اور رہی بات دلیل نقلی کی۔ اخبار اور روایات جو شیعہ کی طرف سے حضرات کے صفات اور خصوصیات کے بارے میں ہم تک پہنچی ہیں وہ حد تواتر کے ساتھ پائی جاتی ہیں اور اہل سنت کی طرف سے بھی امام عصر علیہ السلام کے بارے میں بہت سی روایات نقل ہوئی ہیں۔ فقط ایک جو

لَوْلَمْ یَبْقَ مِنَ الدُّنیَا اِلاَّ یَوْمٌ وَاحِدٌ لَطَوَّلَ اللّٰہُ ذٰلِکَ الْیَوْمُ حَتّٰی یَخْرُجَ رَجُلٌ مِنْ وُلْدِیْ یُوَاطِیٔ اِسْمُہٗ اِسْمِیْ وَکُنْیَتُہٗ کُنْیَتِیْ یَمْلأُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلاً کَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَجَوْرًا

"اگر دنیا کے لیے ایک دن کے سوا کوئی دن باقی نہ رہے گا تو خدا اس دن کو اتنا لمبا کرے گا تا کہ میری اولاد سے ایک مرد خروج کرے جو میرا ہمنام اور ہم کنیت ہوگا۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے پر کردے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی"

(تاریخ بغداد ۴/ ۳۸۸ کنز العمال: ۷/ ۱۸۸ و ذخائر العقبیٰ ص ۱۳۶ مسند احمد، ۳۷۶۱ سنن ترمذی: ۲/ ۳۶ حلیۃ الاولیاء ۵/ ۷۵ فرائد السمطین ۲/ ۳۲۵: ینابیع المودۃ: ۴۸۸ اور ۴۹۰ البیان فی اخبار صاحب الزمان علیہ السلام ص ۱۲۹)

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی پاک اولاد کے
فضائل

وصیت بتولؑ

(۱/۶۳۴) علامہ مجلسی ہ کتاب بحار الانوار میں ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں:

جب حضرت زہراء سلام اللہ علیہا وفات پا گئیں تو امیر المومنینؑ نے ان کے چہرے سے پردہ اٹھایا، ان کے سر اقدس کے پاس ایک تحریر لکھی ہوئی پائی، جس میں لکھا ہوا تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یہ وصیت نامہ بنت رسولؐ کا ہے۔ اس نے وصیت کی ہے۔ وہ شہادت دیتی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں بہشت اور دوزخ برحق ہیں اور قیامت بغیر کسی شک وشبہ کے قائم ہوگی اور مردوں کو ان کی قبروں سے اٹھایا جائے گا۔

يا علي! أَنَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ زَوَّجَنِيَ اللّٰهُ مِنْكَ لِأَكُوْنَ لَكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ أَنْتَ أَوْلَى بِيْ مِنْ غَيْرِيْ، حَنِّطْنِيْ وَغَسِّلْنِيْ وَكَفِّنِّيْ بِاللَّيْلِ وَصَلِّ عَلَيَّ وَادْفِنِّيْ بِاللَّيْلِ وَلَا تُعْلِمْ أَحَدًا، وَأَسْتَوْدِعُكَ اللّٰهَ، وَأَقْرَءُ عَلَى وُلْدِيْ، السَّلَامُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

"یا علیؑ! میں بنت محمدؐ فاطمہ، ہوں خدا نے آپ کے ساتھ میری شادی کی ہے، تا کہ دنیا اور آخرت میں آپ کی بیوی ہوں، آپ ہر کسی سے میرے نزدیک قابل احترام ہیں آپ خود مجھے حنوط کریں اور رات کے وقت غسل اور کفن دیں اور مجھ پر نماز پڑھیں رات کے وقت مجھے دفن کریں، کوئی بھی اس سے آگاہ نہ ہو، آپ کو میں خدا کے حوالے کرتی ہوں میرے بچوں پر قیامت تک میرا اسلام ہو" (بحار الانوار ۴۳/۲۱۴ ضمن حدیث ۴۴)

آلِ محمدؐ کون؟

(۲/۶۳۵) سید ہاشم بحرانیؒ تفسیر برہان میں ابو بصیر سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے میں نے امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ آلِ محمد کون کون ہیں؟

حضرت نے فرمایا: حضرت محمدؐ کی ذریت اور بیٹے۔ میں نے عرض کیا: آپؐ کے اہل بیت کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: آئمہ طاہرین جو آپؐ کے بعد آپ کے جانشین ہیں میں نے عرض کیا: آپ کی عترت کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: اصحاب کساء یعنی علیؑ، فاطمہؑ حسنؑ و حسین علیہم السلام جو آپؐ کے ساتھ چادر تطہیر میں تھے۔ میں نے عرض کیا: آپ کی امت کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: وہ مومنین ہیں جنہوں نے ان تمام چیزوں کا اعتراف کیا اور تصدیق کی، جو حضورؐ لے کر آئے تھے اور دو گرانقدر چیزوں یعنی جن کے متعلق رسولؐ خدا وصیت کر گئے تھے (قرآن اور اہل بیتؑ) کے ساتھ تمسک کیا۔ یعنی وہی اہل بیت جن سے خدا نے ہر طرح کی آلودگی اور پلیدی کو دور رکھا ہے اور انہیں ہر طرح سے پاک و پاکیزہ کر دیا ہے اور وہ رسولؐ خدا کے بعد ان کی طرف سے امت میں جانشین ہیں۔

مؤلف فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے وہ آلؑ جو درود اور دعاؤں میں مذکور ہے، واضح ہو جاتی ہے۔

آلِ محمدؐ کی طرف دیکھنا عبادت

(۳/۶۳۶) کتاب محاسن ص ۱۴۷ حدیث ۱۰۹ میں امام صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

النظر الی آل محمد عبادة

"آلِ محمدؐ کی طرف دیکھنا عبادت ہے" ([illegible])

اولادِ رسولؐ

(۴/۶۳۷) ابن بابویہ کتاب امالی میں امام رضا علیہ السلام سے اور حضرت اپنے جد بزرگوار

[illegible]

النظر الی ذریتنا عبادۃ

"میری ذریت کی طرف دیکھنا عبادت ہے"

آنحضرتؐ سے عرض کیا گیا: یارسولؐ اللہ! کیا آپ کا مقصد یہ ہے کہ آپ کے خاندان سے آئمہ طاہرین علیہم السلام کی طرف دیکھنا عبادت ہے، یا آپ کی تمام اولاد کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

بل النظر جمیع ذریۃ النبیؐ عبادۃ

"بلکہ نبیؐ کی تمام اولاد کی طرف دیکھنا عبادت ہے"

(امالی صدوقؒ: ص ۳۶۹ حدیث ۲ مجلس: ۴۹؛ بحارالانوار: ۹۶/ ۲۱۸ حدیث ۲)

آل محمدؐ کا معیار

کتاب عیون اخبار الرضا علیہ السلام ۲/ ۵۰ حدیث ۹۶ میں اسی حدیث کی طرح ایک روایت ذکر ہوئی ہے جس کے آخر میں اس جملے کا اضافہ ہے۔

مالم یفارقوا منھا جہ ولم یتلوا ثوا بالمعاصی

"اس وقت تک کہ وہ ذریت پیغمبر اکرمؐ کے طریق کار سے علیحدہ نہ ہو اور ان کے راستے سے جدا نہ ہو اور گناہوں میں آلودہ نہ ہو" (بحارالانوار: ۹۶/ ۲۱۸ حدیث ۳)

علوی سادات

(۵/۲۳۸) نیز اسی کتاب میں امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

جب قیامت کا دن آئے گا تو خدا اپنی تمام مخلوق کو ایک وسیع میدان میں اکٹھا کرے گا، اس قدر تاریکی اور اندھیرا ہر طرف چھا جائے گا کہ سب کے سب گریہ و نالہ کرنے لگیں گے اور خدا کے دربار میں بڑے تضرع کے ساتھ عرض کریں گے کہ اے پروردگار! اس تاریکی کو ہم سے دور فرما اسی اثناء میں ایک جماعت میدان محشر میں وارد ہوگی جن کے آگے آگے نور چمک رہا ہوگا اور وہ تمام محشر کو روشن کردے گا۔ اہل محشر کہیں گے کہ حتماً یہ خدا کے انبیاء ہیں جو اس طرح نور افشانی

کر رہے ہیں خدا کی طرف سے آواز آئے گی یہ انبیاء نہیں ہیں۔ اہل محشر کہیں گے پھر یہ فرشتے ہوں گے۔ دوبارہ خدا کی طرف سے آواز آئے گی یہ فرشتے بھی نہیں ہیں۔ اہل محشر کہیں گے یہ شہداء بھی ہیں ایک بار پھر آواز آئے گی کہ یہ شہداء نہیں ہیں اہل محشر سوال کریں گے پھر یہ کون ہیں؟ ان کے جواب میں کہا جائے گا کہ تم خود ان سے پوچھو؟ اہل محشر ان سے سوال کریں گے کہ تم کون ہو؟ وہ جواب دیں گے۔

نحن العلويون، نحن ذرية محمد رسول الله نحن اولاد علی ولی الله نحن المخصوصون بكرامة الله نحن الامنون المطمئنون

''ہم وہ ہیں جن کا سلسلہ نسب علی امیر المومنینؑ کے ساتھ جا کر ملتا ہے ہم رسولؐ خدا محمدؐ کی نسل سے ہیں۔ ہم علی ولی اللہ کی اولاد سے ہیں۔ خدا نے ہمیں اپنی کرامت کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔ ہم عذاب الٰہی سے محفوظ اور رحمت خدا سے مطمئن ہیں''

اس وقت خدا کی طرف سے آواز آئے گی کہ اپنے دوستوں، ارادت مندوں اور پیروکاروں کے بارے میں شفاعت کریں۔ جب وہ شفاعت کریں گے تو خدا ان کی شفاعت کو قبول کرے گا'' (امالی صدوق ص ۳۵۸ حدیث ۱۹ مجلس ۴۷ بحار الانوار: ۷/۱۰۰ حدیث ۴)

(۶/۶۳۹) ان آیات مبارکہ میں سے جو آل پیغمبرؐ کی فضیلت کے بارے میں نازل ہوئی ہیں ایک یہ آیت ہے۔

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا

''ہم نے اپنے بندوں میں سے جن کو چن لیا تھا ان کو کتاب کا وارث بنایا''

معلوم ہے کہ اس سے مراد پیغمبر اکرمؐ اور آئمہ معصومین علیہم السلام ہیں۔ اس کے بعد فرماتا ہے۔

فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ

اور ان سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے امام وقت کو کما حقہ نہ پہچانا، یا وہ مراد ہیں جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہیں۔ اور اس مطلب کے متعلق روایت وارد ہوئی ہے۔

(بحارالانوار: ۲۳/۲۱۴ حدیث ۳-۴)

اس کے بعد خدا فرماتا ہے۔

وَمِنْهُم مُّقْتَصِدٌ

''اور ان میں سے کچھ نے راہ اعتدال کو طے کیا''

یعنی انہوں نے اپنے امام وقت کو پہچانا۔

وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللَّهِ

''اور ان میں سے بعض حکم خدا کے ذریعے نیکیوں کی طرف سبقت لے گئے''

اس سے مراد خود امام ہیں

اور اس آیت کے آخر میں فرماتا ہے۔

ذَٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ۝ جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا

(سورہ فاطر آیت ۳۲-۳۳)

''اور یہ خدا کا بہت بڑا فضل ہے اور یہ سب بہشت بریں میں داخل ہوں گے''

صاحب کتاب عیون اخبار الرضا علیہ السلام حضرت رضاؑ سے نقل ہے کہ آپ نے فرمایا: خدا تبارک وتعالیٰ نے اس آیت مبارکہ کے ذریعے سے پیغمبر اکرم کی عترت طاہرہ کا ارادہ کیا ہے۔ اگر اس سے مراد تمام امت ہوتی تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ تمام امت جنت میں جائے، کیونکہ خدا نے جب ان کو تین گروہوں میں تقسیم کیا تو آخر میں ان سب کو جمع کیا ہے اور فرمایا ہے:

جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا......

''بہشت بریں میں وہ سب داخل ہوں گے''

(عیون اخبار الرضاؑ ص ۱۲۶ بحارالانوار: ۲۵/۲۲۰ حدیث ۲۰ اور ۴۹/۱۷۳ حدیث ۱۱)

امام عسکریؑ اور امام صادقؑ سے روایت ہوئی ہے کہ فرمایا:

إنَّ فَاطِمَةَ عليها السلام لِعَظَمَتِهَا عَلَى اللّٰهِ حَرَّمَ ذُرِّيَّتَهَا عَلَى النَّارِ

"خدا تعالیٰ نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی حرمت کی خاطر ان کی ذریت پر آگ حرام کردی ہے"

اور آیت مبارکہ:۔

ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ......

"ان کی شان میں نازل ہوئی ہے"

(الخرائج ۱/۲۸۱ حدیث ۱۳ کشف الغمہ ۲/۱۴۴، بحار الانوار ۴۶/۱۸۵ حدیث ۵۱)

طبرسیؒ مجمع البیان میں پیغمبر اکرمؐ سے اس آیت مبارکہ کی تفسیر نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

اما السابق فيدخل الجنة بغير حساب، واما المقتصد فيحاسب حساباً يسيراً واما الظالم لنفسه فيحبس في المقام يدخل الجنة

"بہرحال سبقت کرنے والے بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے' اور جنہوں نے راہ اعتدال اختیار کیا ان کا آسان حساب ہوگا۔اور جنہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا وہ ایک مدت تک وہاں قید رہیں گے۔ پھر ان کو جنت میں داخل کیا جائے گا"

اور یہی وہ لوگ ہیں جو جنت میں داخل ہوتے وقت کہیں گے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ...... (سورہ فاطر آیت ۳۴)

"تمام تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جس نے ہم سے غم واندوہ کو دور کیا"

اولاد فاطمہؑ

(۷/۲۴۰) عیاشیؒ اپنی کتاب تفسیر میں امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ سے اس آیت مبارکہ کے بارے میں سوال کیا گیا:

وَاِنْ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ (سورہ نساء آیت ۱۵۹)

"اہل کتاب میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ مرنے سے پہلے وہ اس پر ایمان لے آئے گا"

حضرت نے جواب میں فرمایا:

هذه نزلت فينا خاصة انه ليس رجل من ولد فاطمة يموت، ولا يخرج من الدنيا حتى يقر للامام بامامته كما اقر ولد يعقوب ليوسف

"یہ آیت فقط ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ بیشک اولاد فاطمہ سلام اللہ علیہا میں سے کوئی بھی اس دنیا سے نہیں جائے گا مگر یہ کہ وہ امام کے ساتھ اعتراف اور اقرار کرے گا۔ جیسے کہ حضرت یعقوبؑ کی اولاد نے اپنی غلطی کے بعد حضرت یوسفؑ کی فضیلت کا اقرار کیا"

اور انہوں نے کہا:

تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ . (سورہ یوسف آیت ۹۱)

"خدا کی قسم یقینی طور پر خدا نے تمہیں ہم پر فضیلت اور برتری عطا کی ہے"

(تفسیر عیاشی ۱/۲۸۳ حدیث ۳۰۰ بحار الانوار ۷/۱۹۵ حدیث ۳۳ اور ۱۲/۳۱۵ حدیث ۱۳۳ اور ۴۶/تفسیر برہان ۱/۴۲۶ حدیث ۳)

اولاد رسولؐ پر احسان

(۸/۶۴۱) کتاب اثنا عشریات اور علامہ حلی کتاب قواعد میں اپنے بیٹے کو وصیت میں کہتے ہیں کہ امام صادق علیہ السلام سے روایت ہوئی ہے کہ آپ نے فرمایا:

جب قیامت برپا ہوگی تو میدان محشر میں آواز بلند ہوگی کہ اے لوگو! خاموش ہو جاؤ۔ محمدؐ تم سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ تمام مخلوق چپ ہو جائے گی اس وقت پیغمبر اکرمؐ اٹھیں گے اور ان سے فرمائیں گے۔

يا معشر الخلائق: من كانت له عندى يد او منة او معروف فليقم حتى اكافيه

"اے لوگو! تم میں سے جو بھی کوئی مجھ پر حق رکھتا ہے یا اس نے میرے اوپر کوئی احسان کیا ہے یا میرے ساتھ کوئی بھلائی کی ہے تو وہ اٹھے اور اس کا بدلہ مجھ سے لے لے"

سب کے سب عرض کریں گے ہمارے ماں باپ آپ پر قربان، ہم نے آپ پر کون سا احسان کیا ہے اور ہم آپ پر کونسا حق رکھتے ہیں۔تمام کی تمام نیکیاں اور بھلائیاں اور احسانات ہم پر خدا اور اس کے رسول کی طرف سے ہیں۔اس وقت رسولؐ خدا فرمائیں گے۔

بلی من آوی احدا من اهل بیتی او برهم او کسا هم من عری او شبع جائعهم فلیقم حتی اکافیه

"جس کسی نے میرے اہل بیتؑ میں سے کسی کو پناہ دی ہو یا ان کے ساتھ اچھا سلوک اور احسان کیا ہو یا بے لباس کو لباس پہنایا ہو، یا ان میں سے کسی بھوکے کو کھانا کھلایا ہو تو وہ اٹھے اور مجھ سے اس کا بدلہ اور اجر طلب کرے"

ایک گروہ اٹھے گا جسے یہ توفیق حاصل ہوئی ہوگی۔اس وقت خدا کی طرف سے آواز آئے گی۔اے محمدؐ! اے میرے حبیب! میں نے ان کا اجر اور ثواب تمہارے اختیار میں دیا۔ان کو جنت میں وہاں داخل کرو جہاں تیرا اپنا مقام ہے۔

رسول خداؐ ان کو مقام وسیلہ میں جگہ عطا کریں گے۔کیونکہ وہ جگہ پیغمبرؐ اور اہل بیت پیغمبر صلوات اللہ علیہ وعلیہم کے لئے ہے۔(وسیلہ کی تفسیر دوسرے حصے میں گذر چکی ہے)

من لا یحضر الفقیہ ۲/۶۵ حدیث ۱۷۲۷، وسائل الشیعہ ۱۱/۵۵۶ حدیث ۳ ارشاد القلوب ۲/۳۵۳)

سادات پر احسان نہ جتلاؤ

(۹/۶۴۲) طبریؒ کتاب بشارۃ المصطفیٰ ص ۶ سطر ۵ میں امام صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

وَمَنْ كَانَ فَقِيْراً فَعَلَى قَدْرِ فَقْرِهِ، وَمَنْ اَرَادَ اَنْ يَقْضِيَ اللّٰهُ اَهَمَّ الْحَوَائِجِ اِلَيْهِ فَلْيَصِلَ آلَ مُحَمَّدٍ وَشِيْعَتَهُمْ بِاَحْوَجِ مَا يَكُوْنُ اِلَيْهِ مِنْ مَالِهِ

(بحارالانوار:۹۶/۲۱۶ حدیث ۶، المستدرک ۷/۲۵۴ حدیث ۴)

''آل محمدؐ پر احسان کرنے کو ترک نہ کرنا۔ ہر کوئی اپنی قدرت کے مطابق یعنی اگر کوئی امیر ہے تو اس کے مطابق اگر کوئی فقیر ہے تو اس کے مطابق عطا اور احسان کرے۔ اگر کوئی چاہتا ہے کہ خدا تعالٰی اس کی اہم ضروریات کو پورا کرے تو اسے چاہیے کہ آل محمد علیہم السلام اور ان کے شیعوں پر احسان کرے۔ اگر چہ خود بھی اسے اس کی ضرورت اور احتیاج ہو''

رسولؐ مقام محمود پر

(۱۰/۶۴۳) شیخ صدوقؒ امالی ص ۳۰۸ حدیث ۳ مجلس ۴۹ میں امام صادق علیہ السلام سے اور آپ اپنے آباؤ واجداد سے اور وہ پیغمبر اکرمؐ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

اذا قمت المقام المحمود تشفعت فی اصحاب الکبائر من امتی ' فیشفعنی اللہ فیھم، واللہ لا تشفعت فیمن آذی ذریتی

''جب میں مقام محمود (وہ مقام جو خدا نے آپؐ کے لئے جنت میں مقرر فرمایا ہے) پر کھڑا ہوں گا تو اپنی امت کے ان گناہ گاروں کے بارے میں شفاعت کروں گا جنہوں نے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا ہوگا اور خدا ان کے بارے میں میری شفاعت کو قبول فرمالے گا۔ خدا کی قسم میں ان کے بارے میں ہرگز شفاعت نہیں کروں گا جنہوں نے میری ذریت اور اولاد کو اذیت پہنچائی ہوگی''

(بحارالانوار:۸/۳۸ حدیث ۱۲ اور ۹۶/۲۱۸ حدیث ۴)

شناخت نسب

(۱۱/۶۴۳) علی بن ابراہیم قمیؒ اپنی تفسیر میں امام باقر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

حضرت عبدالمطلب کی بیٹی صفیہ کا بچہ فوت ہوگیا تھا اور وہ گھر سے باہر آ گئی تھی۔ کسی برنگ صحابی نے بی بی کو باہر دیکھا: اپنے گوشوارے ڈھانپ لو، اور جان لو کہ رسول خداؐ کے ساتھ رشتہ داری تجھے کوئی فائدہ نہ پہنچائے گی۔ حضرت صفیہ نے بڑے سخت لہجے میں فرمایا: کیا تو نے میرے گوشوارے کو دیکھا ہے؟ پھر رسول خداؐ کی خدمت میں گئیں۔ در حالانکہ ان کے آنسو جاری تھے اور واقعہ بیان کیا: رسول خداؐ باہر آئے اور لوگوں کو جمع ہونے کا حکم دیا، جب سب جمع ہوگئے تو آپ نے ان سے فرمایا:

مَابَالُ أَقْوَامٍ يَزْعَمُوْنَ اَنَّ قَرَابَتِيْ لَا تَنْفَعُ، لَوْقُمْتُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ لَشَفَعْتُ فِيْ اَحْوَجِكُمْ

”کیا ہوگیا ہے کہ ایک گروہ خیال کرتا ہے کہ میری رشتہ داری کسی کو کوئی فائدہ نہ پہنچائے گی؟ اگر میں مقام محمود پر گیا تو تم میں سے محتاج ترین شخص کی شفاعت کروں گا“

اس کے بعد آپ نے فرمایا: آج کوئی بھی مجھ سے اپنے باپ کے متعلق سوال نہیں کرے گا مگر یہ کہ میں اس کے بارے میں اسے خبر دوں گا ایک شخص اٹھا اور عرض کی، میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: تیرا باپ وہ نہیں ہے جس کی طرف تیری نسبت دی گئی ہے، بلکہ تیرا باپ تو فلاں شخص ہے۔ ایک اور اٹھا اور عرض کی، یارسولؐ اللہ! میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: تیرا باپ وہی ہے جس کی طرف تیری نسبت دی گئی ہے۔ پھر رسول خداؐ نے فرمایا: جو لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ میری قرابت و رشتہ داری فائدہ نہیں دے گی وہ مجھ سے اپنے باپ کے متعلق سوال کیوں نہیں کرتے؟ وہ شخص اٹھا اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں خدا اور اس کے رسولؐ کے خشم و غضب سے پناہ مانگتا ہوں۔ مجھے معاف کردیں اور بخش دیں خدا آپ کو معاف فرمائے۔ اس وقت یہ آیت مبارکہ خدا کی طرف سے نازل ہوئی۔

”اے ایمان والو ایسی چیزوں کے متعلق سوال نہ کرو کہ اگر ان کا تمہیں پتہ چل جائے تو تم غمگین ہو جاؤ“

(تفسیر قمی: ۱/ ۱۸۸، بحار الانوار: ۹۶/ ۲۱۹ حدیث ۹ تفسیر برہان: ۱/ ۵۰۲ حدیث ۱

سادات کا انوکھا حساب

(۱۲/ ۶۴۵) شیخ صدوقؒ عیون اخبار الرضا علیہ السلام ۲/ ۲۳۲ میں امام رضاؑ سے ایک حدیث نقل کرتے ہیں۔ جس میں حضرت نے زید بن موسیٰ کے ساتھ دوسروں پر اپنی فضیلت کی دلیل پیش کی ہے۔ اس حدیث میں حضرت رضاؑ نے زید بن موسیٰ سے فرمایا: تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت علی بن الحسین علیہ السلام نے فرمایا تھا:

لمحسننا کفلان من الاجر والمسیئنا ضعفان من العذاب

”جس کا نسب ہمارے ساتھ ملتا ہے اگر وہ نیکی کرے گا تو اسے دوگنا اجر دیا جائے گا اور اگر برا کام کرے گا تو اسے دوگنا عذاب ملے گا“

(بحار الانوار: ۴۹/ ۲۱۸ حدیث ۳ اور ۹۶/ ۲۲۱ حدیث ۱۴، مسند الرضا علیہ السلام ۱/ ۱۳۸ حدیث ۱۷۴)

اولاد رسولؐ پر احسان

(۱۳/ ۶۴۶) شیخ طوسیؒ امالی ص ۳۵۵ حدیث ۶ مجلس ۱۲ میں امیر المومنینؑ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا:

ایما رجل صنع الی رجل من ولدی صنیعة فلم یکافئه علیها فانا الکافی له علیها

”جو کوئی میری اولاد میں سے کسی مرد کے ساتھ احسان کرے اور وہ اس احسان کو پورا نہ کرے تو میں اس کا اجر اسے دوں گا اور احسان کو پورا کروں گا“

(بحار الانوار: ۹۶/ ۲۲۵ حدیث ۲۳، وسائل الشیعہ: ۱۱/ ۵۵۷ حدیث ۵)

احسان کا بدلہ احسان

(۱۴/ ۶۴۷) ابن جوزی تذکرۃ الخواص ص ۳۶۷ میں عبداللہ بن مبارک سے ایک قصہ نقل

کرتے ہیں کہ وہ اکثر خدا کے گھر کی زیارت سے مشرف ہوتا تھا' اور ایک سال وہ سفر حج کے لئے آمادہ ہوا، اس نے کچھ پیسے جمع کئے، تاکہ ضروری سفر کی چیزیں تیار کرے۔ راستے میں ایک سیدزادی کو دیکھا، جو بڑی تنگ دست تھی اس حد تک کہ حالت مجبوری تک پہنچ گئی تھی۔ عبداللہ نے اس پر احسان کیا اور اپنی جمع شدہ رقم اسے بخش دی اور حج پر جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ جب حاجی حج کر کے واپس آئے تو حاجیوں نے عبداللہ کے ساتھ ملاقات کرتے وقت کہا عبداللہ! خدا تیرے حج کو قبول کرے۔ تجھے یاد ہے کہ ہم فلاں جگہ پر تجھے ملے تھے۔ عبداللہ نے ان کی گفتگو سن کر بڑا تعجب کیا اور اس فکر میں پڑ گیا کہ یہ کیا راز ہے؟ رات کو خواب میں رسول خدا کو دیکھا کہ آنحضرت نے فرمایا:

اِنَّکَ اَغَثْتَ مَلْهُوْفَةً مِنْ وُلْدِی فَسَاَلْتُ اللّٰهَ تَعَالٰی اَنْ یَخْلُقَ عَلٰی صُوْرَتِکَ مَلَکًا یَحِجُّ عَنْکَ کُلَّ یَوْمٍ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ

"عبداللہ تعجب نہ کرو! تو نے میری اولاد میں سے ایک مجبور اور تنگ دست خاتون پر احسان کیا تھا، میں نے اس کے بدلے میں خدا سے تیرے لیے دعا کی کہ خدایا! اس کی شکل میں ایک فرشتہ پیدا کر، جو ہر سال تیری طرف سے قیامت تک حج بجالاتا رہے"

(بحار الانوار: ۹۶/۳۳۴ حدیث ۳۴ ینابیع المودۃ ص ۳۸۹، غوالی اللئالی: ص ۳۳۹)

اونٹنی کا دودھ

(۱۵/۶۳۸) شیخ صدوقؒ معانی الاخبار ص ۳۷ حدیث ۳۹ میں ابوسعید سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے کہ

میں ایک جماعت کے ساتھ حضرت صادق علیہ السلام کی خدمت میں شرفیاب ہوا، ... کے ساتھ خروج کرنے والوں کے بارے میں بات چلی، حاضرین میں سے ایک شخص

نے کوئی نامناسب بات کرنا چاہی تو امام صادقؑ نے اسے زور سے آواز دے کر فرمایا:

مهلًا ليس لكم ان تدخلوا فيما بيننا الا بسبيل خير، انه لم تمت نفس منا الا وتدركه السعادة قبل ان تخرج نفسه ولو بفواق ناقة

"آرام سے رہو! آپ کو کوئی حق نہیں ہے کہ ہمارے معاملات میں مداخلت کرو، مگر یہ کہ خیر وخوبی ہو۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہم میں سے کوئی بھی اس دنیا سے نہیں جاتا مگر یہ کہ سعادت اور خوش بختی اسے حاصل ہو جائے گی اگرچہ ایک اونٹنی کا دودھ دھونے کے برابر ہی کیوں نہ ہو"

(بحارالانوار: ۴۶/۱۷۸ احدیث ۳۶)

رسولؐ اور امام رضاؑ کی کھجوریں

(۱۶/۶۴۹) ابن شہر آشوب "کتاب مناقب ص ۳۴۲/۴ میں محمد بن کعب سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں جحفہ میں سویا ہوا تھا' عالم رویا میں رسول خداؐ کو خواب میں دیکھا، میں آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچا۔ آپؐ نے مجھ سے فرمایا: اے فلاں، جو اچھا سلوک تو نے میری اولاد کے ساتھ کیا ہے اس کے ذریعے سے تو نے مجھے خوش حال کر دیا ہے۔ میں نے عرض کیا: اگر میں ان کے ساتھ اچھا سلوک نہ کروں تو کن کے ساتھ کروں؟ رسول خداؐ نے فرمایا: مطمئن رہو۔ قیامت کے دن میری طرف سے تجھے تیرے کام کا اجر ضرور ملے گا۔ اسی وقت میں نے دیکھا کہ حضرتؐ کے سامنے ایک طشت پڑا ہے جس میں اعلیٰ قسم کی کھجوریں ہیں۔ جب میں نے آپؐ سے کھجوریں مانگیں تو حضرتؐ نے ایک مشت بھر کر مجھے عطا فرمائیں، جو تعداد میں اٹھارہ تھیں۔ میں نے اپنے خواب کی تفسیر یہ نکالی کہ یقیناً میں اٹھارہ سال اور زندگی گذاروں گا۔ اس واقعہ کو گذرے کافی وقت گذر چکا تھا اور میں اسے بھول چکا تھا' ایک دن میں نے اسی جگہ دیکھا کہ بڑا رش ہے۔ اور لوگ جمع ہیں۔ میں نے ان سے سوال کیا: کیا خبر ہے؟ انہوں نے کہا: علی بن موسیٰ الرضا علیہ

لام تشریف فرما ہیں۔ میں حضرت کی خدمت میں شرفیاب ہوا، اور کیا دیکھا کہ آپ کے سامنے
طبق رکھا ہوا ہے جس میں اسی قسم کی اعلیٰ صیحانی کھجوریں ہیں ان کھجوروں سے کچھ مجھے عطا
مائیں جن کی تعداد بھی اٹھارہ تھی۔ میں نے عرض کیا: مولا! مجھے کچھ اور دیں آپ نے فرمایا:

لو زادک جدی رسول الله لزدناک

''اگر میرے جد بزرگوار تجھے زیادہ دیتے تو میں بھی تجھے اور عطا کرتا''

(بحار الانوار: ۴۹/۱۱۸ حدیث ۵ بشارۃ المصطفیٰ: ص ۲۴۹)

مؤلف فرماتے ہیں اس حدیث سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ سادات اور اولاد رسولؐ کے
ساتھ احسان سے آنحضرتؐ خوش ہوتے ہیں۔

مجوسی حوض کوثر پر

(۶۵۰/۱۷) حکایت کی گئی ہے کہ ایک علوی سادات خاتون اپنی چار بیٹیوں کے ساتھ اس وقت شہر قم سے نکل کر شہر بلخ میں پہنچی، جب قم میں بڑی سخت جنگ واقع ہوئی تھی۔ اس وقت سردی کا موسم تھا اور ہوا بڑی ٹھنڈی تھی۔ یہ سید زادیاں بے سہارا تھیں' اس شہر کے ایک بزرگ شخص کے گھر کے دروازے پر جا پہنچیں، جو ایمان اور نیکی میں مشہور تھا۔ انہوں نے اس بزرگ کو اپنے حال سے باخبر کیا، اس نے جواب دیا کہ مجھے کیا معلوم کہ تو علویہ اور سید زادی بھی ہے یا کہ نہیں؟ کوئی گواہ اپنے ساتھ لاؤ جو بتائے کہ تو سید زادی ہے۔ وہ سید زادی اس کے دروازے سے روتی ہوئی پلٹ گئی' اتفاق سے وہاں ایک مجوسی موجود تھا' جب اس نے اس بے سہارا عورت کو دیکھا اور اس شخص کے طرز عمل کا مشاہدہ کیا تو اس کا دل پسیج گیا۔ فوراً اس کے پیچھے گیا اور اسے اپنے ساتھ گھر لے گیا اور اس کی ضروریات کی تمام چیزیں اسے لا کر دیں۔ مجوسی نے اس رات خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہے۔ حوض کوثر کے پاس امیر المومنینؑ کو دیکھا جو اپنے دوستوں کو آب پانی پلا رہے

ہے۔ مجھے کیسے پانی دیا جائے؟ رسول خداؐ وہاں موجود تھے۔ آپؐ نے علیؑ سے فرمایا:

یا علی اسقه ان له علیک یدا قد آوی ابنتک فلانة وبنا تها

"اے علیؑ! اسے پانی پلاؤ کیونکہ اس کا تجھ پر حق ہے۔ اس نے تیری فلاں بیٹی اور اس کے بچوں کے ساتھ احسان کیا ہے' اس کے بعد امیرالمومنینؑ نے اسے آب کوثر عطا فرمایا:

(بحارالانوار:۹۶/۲۲۵ حدیث ۲۶ غوالی اللئالی ص ۳۵۱ ، دارالسلام ۲/۱۹۱)

خمس کے فوائد

(۱۸/۶۵۱) حکایت کی گئی ہے کہ ایک شخص سادات کی مدد کیا کرتا تھا وہ اسے امیرالمومنین کے حساب میں لکھ لیتا تھا۔ اتفاق سے اس کے پاس سے سرمایہ ختم ہوگیا' اور وہ فقیر ہوگیا۔ حتی کہ لوگوں کا مقروض بن گیا' ایک رات عالم رویا میں حضرت امیرالمومنین کو خواب میں دیکھا، آپ نے ایک تھیلی جس میں ہزار دینار تھے اس شخص کو دی اور فرمایا:

إِنَّ هٰذَا حَقُّکَ فَخُذْهُ فَلَا تَمْنَعْ مَنْ جَاءَ کَ مِنْ وُلْدِی یَطْلُبُ شَیْئًا فَإِنَّهُ لَا فَقْرَ عَلَیْکَ بَعْدَ هٰذَا

"اسے پکڑ لو! یہ تیرا حق ہے اس کے بعد میری اولاد میں سے جو بھی کوئی تجھ سے طلب کرے تو اسے خالی مت جانے دو۔ اب تو کبھی فقیر نہ ہوگا'

(فضائل ابن شاذان: ص ۹۵ بحارالانوار: ۴۲/۷ حدیث ۸)

مؤلف فرماتے ہیں: اہل سنت کے علماء میں سے ایک عالم کہتا ہے: میرے نزدیک اولاد فاطمہؑ اس طرح عزیز اور قابل احترام ہیں جس طرح قرآن۔ اولاد فاطمہ میں سے صالح اور نیک لوگ آیات محکمات کا حکم رکھتے ہیں کہ جن کے ساتھ ہم عمل کرتے ہیں اور ان کی ہم اقتداء کرتے ہیں۔ اولاد فاطمہؑ میں سے جو صالح نہیں ہیں ان کا حکم آیات منسوخہ کی طرح ہے کہ قابل احترام ہیں لیکن ان پر عمل نہیں کیا جاتا اور ان غیر صالح سادات کی اقتداء نہیں کی جاتی۔

آل محمد صلی اللہ علیہ وعلیہم کے
دوستوں اور شیعوں
کے فضائل

(۱/۶۵۲) شیخ مفیدؒ اور شیخ طوسیؒ اپنی امالی میں عمران بن حصین سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں اور ابن عمر، پیغمبر اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ حضرت علیؑ آپؐ کے پاس پہلے سے موجود تھے۔ اچانک رسول خداؐ نے اس آیت مبارکہ کی تلاوت فرمائی۔

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ وَیَجْعَلُکُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ (سورہ نمل، آیت ۶۲)

"کیا کوئی ہے جو مجبور کی دعا کو سنے جب وہ دعا کرتا ہے اور اس کی ناراضی کو دور کرے اور تمہیں زمین کے اوپر اپنا جانشین قرار دے۔ کیا اللہ کے علاوہ کوئی خدا ہے؟ اس حقیقت سے کم ہی لوگ آگاہ ہیں"

راوی کہتا ہے: اس آیت کو سن کر امیر المومنینؑ اس طرح لرزنے لگے جس طرح چڑیا لرزتی ہے اور اضطراب و پریشانی میں مبتلا ہوتی ہے۔

پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: یا علی! آپ کو کیا ہوا؟ کیوں اتنے بے تاب اور بے سکون ہو؟

امیر المومنین علیہ السلام نے عرض کیا: میں کس طرح بے تاب نہ ہوں جب کہ خدا کا فرمان یہ ہے کہ وہ زمین کے اوپر خلافت ہمیں عطا کرے گا؟ رسول خداؐ نے فرمایا:

لا تجزع واللہ لا یحبک الا مومن ولا یبغضک الا منافق

"بے تاب نہ ہو! اللہ کی قسم! سوائے مومن کے تجھے کوئی دوست نہیں رکھے گا اور سوائے منافق کے تجھے کوئی دشمن نہیں رکھے گا"

(امالی مفید ص ۳۰۷ ح، بحث ۵ امالی طوسی ص ۷۷ حدیث ۲۱ مجلس ۳ بحار الانوار ج ۴۱/۱۳ حدیث ۱۲ بشارۃ المصطفیٰ ص ۱۰)

(۲/۶۵۳) شیخ صدوقؒ کتاب خصال ۲/۶۲۹ میں حدیث اربعماۃ کے ضمن میں حضرت امیر المومنینؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

من احبنا بقلبه واعاننا بلسانه وقاتل معنا اعداء نا بيده فهو معنا فی

الجنة فی درجتنا، ومن احبنا بقلبه و اعاننا بلسانه ولم یقاتل معنا اعداء نا فهو اسفل من ذلک بدرجة ومن احبنا بقلبه ولم یعنا بلسانه ولا بیده فهو فی الجنة

"جو کوئی ہمیں اپنے دل سے دوست رکھے، زبان کے ساتھ مدد کرے اور ہمارے ساتھ مل کر ہمارے دشمنوں سے جنگ کرے تو وہ قیامت کے دن جنت میں ہمارے درجہ میں ہوگا۔ وہ جو اپنے دل سے ہمارے ساتھ محبت کرے، اپنی زبان کے ساتھ مدد کرے لیکن ہمارے ساتھ مل کر ہمارے دشمنوں سے جنگ نہ کرے، وہ اس سے ایک درجہ نیچے ہوگا اور جو کوئی ہمیں دل سے دوست رکھے اور اپنی زبان اور ہاتھ کے ساتھ ہماری مدد نہ کرے تو اس کا مقام بہشت میں ہے۔اور جو کوئی اپنے دل کے ساتھ ہمیں دشمن رکھے اپنے ہاتھ اور زبان کے ذریعے ہمیں نقصان پہنچائے تو وہ ہمارے دوسرے دشمنوں کے ساتھ جہنم میں ہوگا اور جو کوئی اپنے دل سے ہمارے ساتھ دشمنی کرے اور اپنی زبان کے ساتھ ہمیں نقصان پہنچائے تو وہ بھی جہنم میں ہوگا۔اور وہ جو اپنے دل سے ہمیں دشمن رکھتا ہو، لیکن اپنے ہاتھ اور زبان کے ساتھ نقصان نہ پہنچائے،اس کا ٹھکانہ بھی جہنم ہے۔"

(بحارالانوار:۱۰/۱۰۷اسطر۱۱)

اس حدیث کے ایک حصے میں فرماتے ہیں۔

انا یعسوب المومنین والمال یعسوب الظلمة والله الا یحبنی الا مومن ولا یبغضنی الا منافق

"میں مومنوں کا امیر اور سہارا ہوں، مال ظالم اور ستمگروں کا سہارا ہے، اللہ کی قسم، مجھے صرف مومن دوست رکھے گا اور مجھ سے صرف منافق دشمنی کرے گا"

(بحارالانوار: [illegible])

(۳/۶۵۴) برقیؒ کتاب محاسن ص ۶۰ حدیث ۱۰۱ میں حضرت رضا علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

من سره ان ینظر الله بغیر حجاب وینظر الله الیه بغیر حجاب فلیتول آل محمد علیهم السلام ولیتبراء من عدوهم ولیأتم بامام المومنین منهم فانه اذا کان یوم القیامة نظر الله الیه بغیر حجاب ونظر الی الله بغیر حجاب

''جو کوئی چاہتا ہے کہ وہ بغیر پردے کے خدا کو دیکھے اور خدا اسے بغیر پردے کے دیکھے تو اسے چاہیے کہ آل محمد علیہم السلام سے دوستی رکھے اور ان کی ولایت کو قبول کرے، ان کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی رکھے اور ان سے بیزاری طلب کرے اور آل محمد علیہم السلام میں سے مومنوں کے امام کو اپنا امام مانے۔ اگر ایسا کرے گا تو قیامت کے دن وہ خدا کو بغیر پردے کے دیکھے گا اور خدا اسے بغیر پردے کے دیکھے گا'' (بحارالانوار: ۲۷/۹۰ حدیث ۴۲)

آل محمدؐ کے شیعہ

علامہ مجلسیؒ اس حدیث کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ شاید خدا کے دیکھنے سے مراد پیغمبر اکرمؐ اور آئمہ علیہم السلام کو دیکھنا ہے (کیونکہ وہ وجہ اللہ ہیں۔ اور خدا کا ایک مکمل آئینہ ہیں) یا خدا کے دیکھنے سے مراد اس کی رحمت و لطف اور مرتبے کو دیکھنا ہے یا خدا کی معرفت اور پہچان کی آخری منزل کی طرف اشارہ ہے' جبکہ خدا کا اس کی طرف دیکھنے سے مراد بندے کو اپنے لطف اور احسانات کا دکھلانا ہے۔

(۴/۶۵۵) علی بن ابراہیم قمیؒ عمر بن یزید سے نقل کرتے ہیں کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم! تم آل محمد علیہم السلام کے شیعوں میں سے ہو۔ میں نے عرض کیا: آپ پر

قربان جاؤں۔ کیا میں خود آل محمد علیہم السلام سے ہوں؟ آپ نے فرمایا:

انتم واللہ من آل محمد علیہم السلام

"ہاں خدا کی قسم تم خود آل محمد علیہم السلام سے ہو"

اور حضرت نے یہ جملہ تین بار دہرایا۔ پھر آپ نے میری طرف دیکھا اور میں نے حضرت کی طرف نگاہ کی تو آپ نے فرمایا: اے عمر بن یزید! خدا تبارک وتعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے۔

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ (سورہ آل عمران: آیت ۶۸)

"بے شک ابراہیم کے نزدیک ترین وہ لوگ ہیں جو ان کی پیروکار ہیں اور پھر یہ پیغمبرؐ اور صاحبان ایمان ہیں، اور خدا مومنوں کا سرپرست ہے"

(تفسیر قمی: ۱/۱۰۵ مجمع البیان: ۲/۴۵۸، بحار الانوار: ۶۸/۸۳ حدیث ۱ تاویل الآیات: ۱/۱۱۵ حدیث ۲۵)

تم جنت میں ہو

(۶۵۶/۵) برقیؒ کتاب محاسن ص ۱۴۲ حدیث ۱۰۵ میں موسیٰ بن بکر سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے کہ ہم کچھ لوگ امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں شرفیاب ہوئے، مجلس میں بیٹھے ہوئے ایک شخص نے خدا سے جنت کی درخواست کی۔ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

تم اس وقت جنت میں ہو۔ خدا سے دعا کرو کہ وہ تجھے جنت سے خارج نہ کرے، مجلس میں حاضر لوگوں نے عرض کیا: آپ پر قربان جائیں، ہم اس وقت تو دنیا میں ہیں۔ پس جنت میں کس طرح ہیں؟ آپ نے فرمایا:

الستم تقرّون بامامتنا؟

"کیا تم ہماری امامت کا اقرار نہیں کرتے ہو۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

هذا معنى الجنة الذی من اقر به کان فی الجنة فاسالوا الله ان لا یسلبکم

"یہی ہے جنت کا معنی، جس نے بھی اس کا اقرار کیا وہ بہشت میں ہوگا پس خدا سے سوال کرو کہ وہ اس نعمت کو تم سے سلب نہ کرے"

(بحارالانوار: ۶۸/۱۰۲ حدیث ۱۱)

چشمہ ظہور

(۶/۶۵۷) طبریؒ بشارۃ المصطفیٰ ص ۵۰ میں ہمام سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے میں نے کعب الاخبار سے کہا کہ تو علی ابن ابی طالب کے شیعوں کے بارے میں کیا کہتا ہے؟

اس نے کہا: اے ہمام! میں نے خدا کی نازل شدہ کتاب میں ان کے اوصاف اس طرح پائے ہیں کہ یہ لوگ خدا کا گروہ ہیں، اس کے دین کے مددگار اور اس کے ولی کے پیروکار ہیں اور یہ خدا کے بندوں کے درمیان خدا کی طرف سے منتخب شدہ ہیں۔ یہ پاک نسل سے ہیں جن کو خدا نے اپنے دین اور بہشت بریں کے لئے پیدا کیا ہے۔

جنت میں ان کا مقام جنت الفردوس ہے۔ جنت میں یہ لوگ در کے بنے ہوئے خیموں اور مروارید سے تیار کئے ہوئے کمروں میں ہوں گے۔ یہ لوگ پاک لوگوں کی صف میں اور بارگاہ الٰہی میں مقرب ہیں۔ اور یہی لوگ بہشت کے خالص، صاف اور خوش مزہ شربت پئیں گے۔ اور وہ شربت ایسے چشمے سے ہوگا جس کا نام تسنیم ہے۔ ان کے علاوہ کوئی اور اس سے نہ پئے گا۔ خدا تعالیٰ نے وہ چشمہ حضرت فاطمہؑ بنت رسولؐ اللہ اور ان کے عالی مقام شوہر علی ابن ابی طالب علیہم السلام کو عطا کیا ہے۔ اس چشمے کی اصل اور جڑ پانی کے خزانے کے نیچے سے نکلتی ہے۔ ٹھنڈک میں کافور کی طرح اور ذائقہ زنجبیل جیسا ہے۔ اس کی خوشبو مشک کی مانند ہے۔ پھر وہ چشمہ جاری ہوتا ہے۔ ہمارے شیعہ اور دوست اس سے پیتے ہیں۔ بے شک اس کے گنبد کے لئے چار ستون اور

رکن ہیں۔ اس کا ایک پایہ سفید مروارید سے ہے جس کے نیچے اہل بہشت کے لئے چشمہ بہتا ہے۔ جس کا نام سلسبیل ہے۔ اس کا دوسرا ستون زرد رنگ کے در سے ہے۔ جس کے نیچے چشمہ طہور بہتا ہے جس کے بارے میں قرآن فرماتا ہے۔

وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا (سورہ انسان آیت ۲۱)

''ان کا پروردگار انہیں چشمہ طہور سے پلائے گا''

اس کا ایک اور ستون سبز رنگ کے زمرد سے ہے جس کے نیچے شراب اور شہد کے دو چشمے بہتے ہیں' ان چشموں میں سے ہر ایک چشمہ بہشت کے نیچے کی طرف بہتا ہے۔ سوائے تسنیم کے جو علیین اور بہشت کی اوپر کی طرف بہتا ہے۔ بہشت کے خاص اور منتخب بندے اس سے پئیں گے۔ امیر المومنینؑ کے شیعہ اور دوست ہیں۔ اور یہ بات وہی ہے جو خدا وحدہ لاشریک نے اپنی کتاب میں فرمائی ہے۔

يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيقٍ مَّخْتُومٍ ۝ خِتَامُهُ مِسْكٌ وَفِي ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ۝ وَمِزَاجُهُ مِنْ تَسْنِيمٍ ۝ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ

(سورہ مطففین آیت نمبر ۲۵ تا ۲۸)

''ان کو بہشت کا خوش مزہ شربت پلائیں گے جس پر مہر لگی ہوئی ہوگی۔ اس کے نیچے آخر میں مشک ہوگا' اور اس طرح کی نعمت میں سبقت کرنے والے سبقت کریں گے' اور یہ خوش مزہ شربت تسنیم سے ملا ہوا ہے' جس سے خدا کے مقرب بندے پئیں گے پس مبارک ہو ان کو اس طرح کا خوش مزہ شربت اور اس طرح کی بلند و عظیم نعمت''

اس کے بعد کعب نے کہا: خدا کی قسم اہل بیت پیغمبر علیہم السلام کو ان کے علاوہ کوئی دوست نہیں رکھتا جن کے ساتھ خدا نے عہد و پیمان لیا ہے''

محمد بن ابی القاسم کہتا ہے کہ شیعہ حضرات کو چاہیے کہ اس حدیث کو سونے کے پانی کے

[illegible] کی حفاظت کریں [illegible] درجات عالیہ اور بڑی سعادت تک پہنچنے کا سبب

الفضل ما شهدت به الاعداد

”فضیلت وہی ہے جس کی دشمن بھی گواہی دیں۔“

اس سے بڑھ کر واضح اور روشن دلیل اور کیا ہوسکتی ہے؟ خدا تعالیٰ ہمیں توفیق عطا

فرمائے کہ ہم اپنے آئمہ کے ارشادات پر عمل کرسکیں“

(بحارالانوار: ۶۸/ ۱۴۸ حدیث ۵۹)

اوصاف الشیعہ

(۲۵۸/ ۷) کراجکی ”کنز الفوائد/ ۱/ ۸۷ میں امیر المومنینؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت نے اپنے غلام نوف سے فرمایا: اے نوف کیا صرف دیکھ رہے ہو یا بیدار ہو؟

اس نے عرض کیا: یا امیر المومنینؑ! میں بیدار ہوں اور آنکھیں آپ کی طرف لگائے ہوئے ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ میرے شیعہ کون ہیں، اور ان کے صفات کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا: خدا کی قسم میں نہیں جانتا آپ نے فرمایا: میرے شیعہ وہ ہیں جن کے لب خشک اور پیٹ کمر کے ساتھ لگے ہوتے ہیں۔خدا کی معرفت اور خوف پروردگار ان کے چہروں میں نمایاں ہوتا ہے۔ رات کو ایک گوشے میں عبادت میں مشغول رہتے ہیں اور خدا سے ڈرتے ہیں' دن کے وقت شیر کی طرح چوکس و ہوشیار ہوتے ہیں۔جب رات کی تاریکی ہر طرف کو گھیر لیتی ہے تو وہ عبادت کے لئے کمر ہمت باندھ لیتے ہیں' کبھی پاؤں پر کھڑے قیام میں رہتے ہیں اور کبھی عظمت پروردگار کے سامنے زمین پر سجدہ میں گر جاتے۔ ہیں ان کے رخساروں پر آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں اور نالہ و گریہ کے ساتھ خدا سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں اپنے عذاب سے رہائی عطا فرما۔دن کے وقت وہ عالم، بردبار، حوصلہ مند، قابل احترام، خوش اخلاق، نیکوکار اور پرہیزگار ہوتے ہیں۔

اے نوف! ہمارے شیعہ وہ ہیں زمین جن کا بچھونا، اور پانی ان کی لذیذ ترین غذا ہے۔ ہر وقت قرآن کے ساتھ رہتے ہیں۔ اگر کسی جماعت میں جائیں تو وہ ان کو پہچانتے نہیں ہیں اور

اگر غائب ہوں اور نظر نہ آئیں تو ان کی تلاش میں نہیں جاتے۔

شِيعَتِي مَنْ لَمْ يَهِرَّ هَرِيرَ الْكَلْبِ وَلَا يَطْمَعُ طَمَعَ الْغُرَابِ وَلَمْ يَسْأَلِ النَّاسَ وَلَوْ مَاتَ جُوعًا

"میرے شیعہ وہ ہیں جو کتوں کی طرح آوازیں نہیں نکالتے۔کوے کی طرح حریص اور لالچی نہیں ہوتے اور لوگوں سے مانگتے نہیں ہیں اگرچہ بھوکے مرجائیں"

اگر کسی مؤمن کو دیکھ لیں تو اس کا احترام کرتے ہیں اور جب کسی فاسق و فاجر شخص کو دیکھیں تو اس سے دوری اختیار کر لیتے ہیں۔

اے نوف! خدا کی قسم: میرے شیعہ ایسے لوگ ہیں جن کے شر سے دوسرے لوگ محفوظ رہتے ہیں۔ان کے دل غمگین ہوتے ہیں اور ان کی دنیاوی خواہشات بہت کم ہوتی ہیں۔نیک و پاکدامن ہوتے ہیں۔ان کے جسم اگرچہ مختلف ہیں لیکن دل سب کے ایک ہیں۔

نوف کہتا ہے: میں نے عرض کیا: یا امیر المومنینؑ جن لوگوں کے آپ نے اوصاف بیان کیے ہیں ان کو میں کہاں تلاش کروں؟ آپ نے فرمایا: ایسے لوگ سب سے جدا گوشوں میں ملیں گے۔اے نوف! قیامت کے دن پیغمبر اکرم تشریف لائیں گے، اس حال میں کہ آپؐ نے خدا کے دین کی مضبوط رسی کو پکڑ رکھا ہوگا۔میں نے ان کے دامن کو پکڑ رکھا ہوگا۔میری اہل بیتؑ نے میرا دامن پکڑا ہوگا اور ہمارے شیعوں نے ہمارا دامن پکڑا ہوگا۔ہم اس وقت کہاں جائیں گے؟ خدا کی قسم، آپ ہم سب کو بہشت کی طرف لے جائیں گے۔آپ نے یہ جملہ تین بار دہرایا:

(بحار الانوار: ۶۸/۱۹۱ حدیث ۴۷)

شیعان علیؑ

(۸/۶۵۹) نیز اسی کتاب میں نوف بکالی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے: مجھے ضرورت کے تحت امیر المومنین کے پاس جانا پڑتا، آپ کی خدمت میں شرفیاب ہونے کے لئے میں اپنے ساتھ اس وقت کے سرکردہ افراد جندب بن زہیر، ربیع بن خثیم اس کا بھانجا اور

بہت شوق رکھتے تھے۔

ہم نے حضرت کے ساتھ اس وقت ملاقات کی جب آپ گھر سے باہر نکل کر مسجد کی طرف جا رہے تھے، ہم بھی آپ کے ساتھ ہو لئے۔ راستے میں ہماری ملاقات چند ایسے افراد سے ہوئی، جو تن پرور عیش و عشرت کے دلدادہ اور فضول ولغو گفتگو میں مشغول تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ امام علیہ السلام ان کی طرف آ رہے ہیں تو فوراً سب کھڑے ہو گئے اور سلام عرض کیا: امیر المومنینؑ نے ان کو جواب دیا۔ پھر آپ نے ان سے فرمایا تمہارا تعلق کس گروہ سے ہے؟

انہوں نے عرض کیا: یا امیر المومنینؑ! ہم آپ کے شیعوں میں سے ہیں۔ امامؑ نے فرمایا: خیر ہے۔

اس کے بعد فرمایا:

یاهو لاء مالی لا اری فیکم سمة شیعتنا وحلیة احبتنا اهل البیت؟

"اے لوگو! میں نہیں جانتا کہ میں تم میں اپنے شیعوں کی علامات اور ہم اہل بیت علیہم السلام کے دوستوں کی خصوصیات کیوں نہیں دیکھ رہا"

ان لوگوں نے حضرت کے اس کلام کو سن کر حیا اور شرمندگی سے اپنے سر نیچے کر لئے۔

نوف کہتا ہے جندب اور ربیع نے حضرت کی طرف منہ کیا اور عرض کرنے لگے: یا امیر المومنین آپ کے شیعوں کی علامتیں اور خصوصیات کیا ہیں؟ آپ نے ان دونوں کا جواب دینے سے پرہیز کیا اور فرمایا: تقویٰ اختیار کرو، نیک بنو۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ خدا صاحبان تقویٰ اور نیک لوگوں کے ساتھ ہے۔

ہمام بن عبادہ نے جو ایک عبادت گزار اور مجتہد شخص تھا عرض کیا: آپ کو اس خدا کی قسم جس نے آپ اہل بیت علیہم السلام کو عزت دی اور منتخب کیا، اپنے لطف و کرم کا مستحق قرار دیا اور دوسروں پر فضیلت عطا فرمائی۔ ہمارے لئے اپنے شیعوں کے اوصاف بیان فرمائیں۔

آپ نے فرمایا: مجھے قسم نہ دو۔ بہت جلد میں سب کے لئے بیان کروں گا۔ پھر آپ نے

ہمام کا ہاتھ پکڑا اور مسجد میں داخل ہو گئے۔ دو رکعت نماز بطور مختصر لیکن مکمل خشوع کے ساتھ بجالانے کے بعد اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ جب کہ حاضرین نے آپ کے گرد گھیرا ڈال رکھا تھا۔ آپ نے ہماری طرف منہ کیا اور خدا کی حمد و ثناء اور پیغمبر اکرمؐ پر درود بھیجنے کے بعد فرمایا:

اما بعد! خدا تبارک و تعالیٰ جس کی مدح و ثناء عظیم اور نام مقدس ہے، نے اپنی مخلوق کو پیدا فرمایا اور انہیں بندگی کی طرف بلایا اور اپنی اطاعت ان پر واجب کی۔ اور ان کے درمیان ان کی روزی اور زندگی کے وسائل کو تقسیم کیا، اور ہر ایک کو اس کی مناسب جگہ پر رکھا اور دنیاوی لحاظ سے ہر ایک کو ایک خاص مقام اور مرتبہ عطا کیا در حالانکہ اس کی مقدس ذات ان تمام سے بے نیاز تھی۔ نہ اطاعت کرنے والوں کی اطاعت اسے کوئی فائدہ دیتی ہے اور نہ کسی نافرمان کی نافرمانی اسے کوئی نقصان پہنچاتی ہے۔ راوی کہتا ہے: امام علیہ السلام نے اپنی گفتگو کو جاری رکھا جب یہ کہا کہ پھر امیر المومنین علیہ السلام نے اپنا دست مبارک ہمام کے شانے پر رکھتے ہوئے فرمایا!

جس نے شیعان اہل بیت علیہم السلام کے اوصاف و خصوصیات اور پیغمبر خدا کے جنہیں خدا نے ہر طرح کی پلیدگی سے محفوظ رکھا کے بارے میں سوال کیا، اسے معلوم ہونا چاہیے کہ شیعہ وہ ہے جو خدا کی معرفت رکھتا ہو اور اس کے احکام پر کار بند ہو۔ پس یہی لوگ صاحب فضیلت اور نعمت کے مستحق ہیں۔

ان کی بات سچی اور درست ہے' اپنے تن پر درمیانہ لباس پہنتے ہیں' بڑی عاجزی کے ساتھ راستہ چلتے ہیں دوسروں کے ساتھ میل جول رکھتے ہیں اطاعت پروردگار میں سر تسلیم خم کرتے ہیں۔ اس کی عظمت کے سامنے بندگی کے ساتھ خضوع کرتے ہیں۔ جو خدا نے ان پر حرام کیا ہے' اپنی آنکھوں کو اس سے بند رکھتے ہیں' اور اپنے کانوں کو علوم دینی اور مذہبی مفید مطالب کو سننے کے لئے وقف کرتے ہیں۔ ناراضی اور پریشانی میں ان کا حال اسی طرح ہوتا ہے جس طرح خوش حالی کے زمانے میں ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ خدا کی مقدر کی ہوئی چیزوں پر راضی ہیں۔ اور اگر خدا کی طرف سے ان کی موت کا وقت معین نہ ہوتا تو آنکھ کے جھپکنے سے زیادہ دیر ان کے بدن میں جان

اپنے محبوب کے دیدار کے اجر کا شوق ہے اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔

عظم الخالق فی انفسهم و صغر ما دونه فی اعینهم فهم والجنة کمن رآها فهم علی ارائکها متکئون وهم والنار کمن ادخلها فهم فیها یعذبون.

''ان کی نظروں میں خالق وحدہ لاشریک باعظمت اور بلند مرتبہ ہے' ان کی اور جنت کی نسبت ایسے ہے جیسے کوئی جنت کو دیکھ رہا ہو اور اس میں تکیہ لگائے ہوئے ہو۔اور دوزخ کے بارے میں ان کا اعتقاد ایسے ہے جیسے کوئی جہنم میں داخل ہوا ہو اور عذاب میں مبتلا ہوا ہو۔(اور یقین کے اس بلند ترین مرتبہ سے مراد حق الیقین ہے)''

ان کے دل غمگین رہتے ہیں اور لوگ ان کی بدی سے محفوظ رہتے ہیں۔ان کے بدن کمزور اور لاغر ہیں۔ان کی دنیاوی خواہشات کم اور ہلکی ہیں۔ان کا نفس عفیف و پاک ہے۔(یعنی آلودگی اور پستی میں نہیں پڑتے۔شہوات کے اسیر نہیں بنتے۔ناچیز سی شے کے لئے حقارت سے دوچار نہیں ہوتے) خدا کے ساتھ ان کی معرفت بہت زیادہ ہے۔دنیا کو جس کی بقاء تھوڑی مدت کے لئے ہے اور کم عرصہ کے لئے ہے بڑے صبر و استقامت کے ساتھ بسر کرتے ہیں۔لیکن ان کے لئے اس دنیا کے بعد بڑے لمبے عرصے کے لئے سکون وآرام ہے۔اور یہ ایک سودمند اور نفع بخش تجارت ہے جو خداوند مہربان نے ان کے لئے آسان فرمائی ہے۔

یہ لوگ بڑے ہوشیار اور تیز ہیں۔جب بھی دنیا ان کی طرف رخ کرتی ہے تو خوشی کے ساتھ اس سے نہیں ملتے' اور جب دنیا ان کے پیچھے آتی ہے تو اسے کمزور اور ناتواں کر دیتے ہیں' اور ہرگز اس کی ہاں میں ہاں نہیں ملاتے۔

جب رات کا وقت ہوتا ہے تو عبادت کے لئے اٹھ جاتے ہیں، قرآن کی آیات کو بڑے غور و فکر کے ساتھ پڑھتے ہیں۔اپنے نفس موجود کو مثالوں کے ذریعے نصیحت کرتے ہیں اپنی

بے علاج بیماریوں کا علاج ان دواؤں کے ساتھ کرتے ہیں جو ان کے اندر موجود ہیں۔اور شفا حاصل کرتے ہیں۔کبھی کبھی تو عظمت خدا کے سامنے اپنے آپ کو زمین پر گرادیتے ہیں اور اپنے سجدے کے سات اعضاء کو زمین پر رکھ کر خدا کے لئے سجدہ کرتے ہیں۔ان کی آنکھوں سے رخساروں پر آنسو جاری ہوتے ہیں۔خداوند جبار کی مدح وثناء کرتے ہیں، اور آہ و نالہ اور گریہ کے ساتھ اس سے دعا کرتے ہیں کہ انہیں اپنے عذاب سے نجات عطا فرمائے۔ وہ دن کے وقت بردبار، نیک سیرت اور پرہیزگار ہیں۔خدا کے خوف نے ان کو کمزور کردیا ہے اور اس تیر کی طرح بنادیا ہے جیسے تراشا نہ گیا ہو۔کوئی ان کو دیکھتا ہے تو خیال کرتا ہے کہ بیمار ہیں، حالانکہ وہ ہرگز کسی قسم کی بیماری میں مبتلا نہیں ہیں۔یا خیال کرتے ہیں کہ وہ دیوانے ہیں جب کہ ان کو اس بات کا علم نہیں کہ یہ دیوانے نہیں ہیں بلکہ ان کو خدا کی عظمت اور اس کی قدرت مسند حکمرانی نے حیران و پریشان کردیا ہے، خدا کی محبت نے ان کے دلوں کو پریشان حال کردیا ہے اور ان کی عقل و ہوش کو ختم کردیا ہے۔جب بھی ان کو وقت ملتا ہے تو خدا کے لئے پاک و پاکیزہ اعمال کو بجالانے کی طرف جلدی کرتے ہیں اور کبھی بھی تھوڑے نیک اعمال پر اکتفاء نہیں کرتے ۔ راضی نہیں ہوتے کبھی بھی اپنے زیادہ اعمال کو زیادہ شمار نہیں کرتے، ہر حال میں اپنے آپ کو خدا کے دربار میں کم اعمال بجالانے والا اور غلطی کرنے والا خیال کرتے ہیں، وہ ہمیشہ اپنے نفس کو عیب اور گھاٹے کے ساتھ متہم کرتے ہیں۔ جو اعمال انجام دیتے ہوئے ہیں ان سے ڈرتے ہیں اور جب بھی کوئی ان کی مدح وتعریف کرے تو جو کچھ ان کے بارے میں کہا جاتا ہے اس سے خوف کھاتے ہیں۔اور کہتے ہیں۔

انا اعلم بنفسی من غیری وربی اعلم بی اللھم لا تواخذ نی بما یقولون، واجعلنی خیرا مما یظنون واغفرلی مالا یعلمون فانک علام الغیوب وساتر العیوب

"میں اپنے بارے میں دوسروں سے زیادہ آگاہ ہوں اور میرا خدا مجھ سے زیادہ

کرتے ہیں اس سے بہتر مجھے قرار دے۔اور جو گناہ مجھ سے سرزد ہوئے ہیں اور یہ لوگ نہیں جانتے ان کو بخش دے۔ بے شک تو پوشیدہ چیزوں کو جاننے والا اور عیبوں کو چھپانے والا ہے"

ان کے علاوہ ان میں سے ہر ایک کی علامتیں یہ ہیں کہ تو ان کو دینی امور میں بہت زیادہ طاقتور اور آگے آگے پائے گا' لوگوں کی دیکھ بھال ان کے ساتھ نرمی کے ساتھ پیش آنے میں احتیاط اور دور اندیشی سے کام لیتا ہے۔اس کا ایمان یقین کے ساتھ ہے۔علم اور دانش حاصل کرنے میں بڑا حریص اور احکام شرعی کو سیکھنے میں بڑی فہم و فراست اور شعور سے کام لیتا ہے اپنے علم کو بردباری اور سختیوں کے برداشت کرنے کے ساتھ زینت دیتا ہے۔اور ہر حال میں نرمی اور پیار سے پیش آتا ہے۔ہوشیار اور تیز ترار ہوتا ہے۔

جب اس کے پاس دولت ہوتی ہے تو میانہ روی کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔فقر تنگدستی میں اپنے آپ کو بے نیاز بنا سوار کر ظاہر کرتا ہے۔بلاؤں اور مصیبتوں میں بہت زیادہ صبر کرنے والا اور خدا کی عبادت میں خشوع کرنے والا ہوتا ہے۔

ناراض لوگوں کے ساتھ مہربان اور حق کے راستے میں عطا کرنے اور لوگوں کو عطا کرنے میں خودداری نہیں کرتا۔معاش زندگی کے حاصل کرنے میں نرمی اور اعتدال سے کام لیتا ہے۔اپنی تمام طاقت اور توانائی کو اس کام میں صرف نہیں کر دیتا۔حلال مال کے حصول میں کوشش کرتا ہے۔لالچی اور حریص نہیں ہے۔ناپاکی اور برائیوں کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا اور ان کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ہدایت کے راستے میں سب سے آگے اور خوش ہے۔اپنی خواہشات نفسانی پر کنٹرول رکھتا ہے۔نیک کاموں کے انجام دینے میں استقامت سے کام لیتا ہے۔جس چیز کا اسے علم نہیں ہے۔اسے مغرور نہیں کرتا۔اپنے اعمال میں محاسبے کو ترک نہیں کرتا۔تکلیف کے انجام دینے میں اپنے آپ کو مقصر اور سست جانتا ہے اور جو اچھے کام کیے ہیں ان کے بارے میں ڈرتا ہے۔دن کا آغاز خدا کی یاد سے کرتا ہے اور اختتام اپنے پروردگار کا شکر ادا کرنے سے کرتا ہے۔

رات اس حال میں گذارتا ہے کہ خواب غفلت سے خوفزدہ اور دور ہے۔ صبح اس حال میں کرتا ہے کہ خدا کا فضل اور رحمت جو اس کے شامل حال ہے اس سے خوش حال ہے۔ اگر اس کا نفس اسے مجبور کرے کہ وہ ناپسند کام انجام دے تو نفس کی خواہش کو پورا نہیں کرتا۔

رَغْبَتُهُ فِيمَا يَبْقَى وَزِهَادَتُهُ فِيمَا يَفْنَى قَدْ قَرَنَ الْعَمَلَ بِالْعِلْمِ وَالْعِلْمَ بِالْحِلْمِ يَظَلُّ دَائِمًا نَشَاطُهُ بَعِيدًا كَسَلُهُ، قَرِيبًا أَمَلُهُ قَلِيلًا لَلُهُ

"اس کی رغبت اور میلان اس چیز میں سے جو باقی رہنے والی ہے اور اس چیز سے بے اعتنائی دکھاتا ہے جو فنا ہونے والی ہے اپنے عمل کو علم کے ساتھ ملا کر کرتا ہے اور اپنے علم کو بردباری کے ساتھ ملاتا ہے ہمیشہ خوش رہتا ہے سستی سے دور رہتا ہے لمبی لمبی امیدیں نہیں لگاتا۔ اس کی غلطیاں بہت کم ہیں"

موت کو کبھی نہیں بھولتا، ڈرنے والا دل رکھتا ہے ہمیشہ خدا کی یاد میں رہتا ہے اپنے نفس کو قناعت پر تیار کر رکھتا ہے۔ جہالت اور نادانی سے دور رہتا ہے۔ اپنے دین کی حفاظت کرتا ہے۔ جو خواہشات نفسانی اس کے دین کو نقصان دیتی ہیں ان کو ختم کر دیتا ہے، اپنے غصے پر کنٹرول رکھتا ہے، اخلاقی لحاظ سے پاک وصاف ہوتا ہے اس میں کسی ریاکاری قسم کی ریاکاری نہیں ہوتی ہمسایہ اس سے تنگ نہیں ہوتا۔ کاموں میں سختی نہیں کرتا۔ ان کو بڑے آرام سے انجام دیتا ہے۔ اس کے وجود میں تکبر نہیں ہے صبر اور برداشت اس کے چہرے سے نمایاں ہے۔ بہت زیادہ خدا کا ذکر کرتا ہے۔ کسی بھی اچھے کام کو ریاکاری سے انجام نہیں دیتا۔ لوگ اس کی بھلائی کی امید رکھتے ہیں اور اس کے شر و بدی سے امان میں ہیں اگر غافل لوگوں کے درمیان ہو تو خود غافل نہیں ہوتا۔ بلکہ ذاکرین اور خدا کی یاد کرنے والوں کی صف میں شمار ہوتا ہے۔ اگر ان لوگوں کے درمیان ہے جو خدا کی یاد کرتے ہیں تو غفلت سے کام نہیں لیتا۔ وہ غافل لوگوں کی لسٹ میں نہیں ہے۔ جو اس پر ظلم کرتا ہے اس سے چشم پوشی کرتا ہے جو کوئی اسے عطا و بخشش سے محروم کرے اسے عطا کرتا ہے اور محروم نہیں کرتا۔ جو اس سے لاتعلق اختیار کرے، اس کے ساتھ تعلق اور رشتہ پیدا کرتا

ہے۔مشکلات میں بڑے وقار سے ان کا سامنا کرتا اور سکون و آرام کو اپنے ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔مصائب اور آلام میں صابر اور آسائش و آرام کی حالت میں شکر گذار ہے۔اپنے دشمن پر ستم نہیں کرتا' اپنے دوستوں کی وجہ سے گناہ کا ارتکاب نہیں کرتا۔ جو اس کے اندر نہیں ہوتا اس کا دعویٰ نہیں کرتا۔اپنے خلاف گواہی ملنے سے پہلے ہی جو اس کے اوپر حق ہوتا ہے اس کا اعتراف کر لیتا ہے۔ جو چیز اس کے سپرد کریں کہ اس کی حفاظت کرتا اور اسے کو محفوظ رکھتا ہے اور ضائع نہیں کرتا۔دوسروں کو غلط اور برے ناموں کے ساتھ نہیں پکارتا۔کسی پر ظلم نہیں کرتا۔اس کے حق سے تجاوز نہیں کرتا۔حسد اس پر غالب نہیں آتا۔ہمسائے کو نقصان نہیں پہنچاتا اور مصیبت زدہ کو برا بھلا نہیں کہتا۔

مؤدٍ للامانات عامل بالطاعات، سريع الى الخيرات، بطيئى عن المنكرات يامر بالمعروف ويفعله وينهى عن المنكر ويجتنبه

''امانتوں کو اہل امانت تک پہنچانے والا ہے' فرمان خداوندی پر عمل کرنیوالا ہے نیکیوں کی طرف جلدی کرنے والا ہے' برے کاموں کے لحاظ سے بے رغبت ہے۔نیکیوں کا حکم دیتا ہے اور خود بھی انجام دیتا ہے' برائیوں سے روکتا ہے اور خود بھی اجتناب کرتا ہے' کاموں میں جہالت اور نادانی کے ساتھ داخل نہیں ہوتا۔عجز اور ناتوانی کی وجہ سے حق کے مدار سے باہر نہیں نکلتا۔اگر خاموشی اختیار کرے تو چپ رہنا اسے تھکاتا نہیں ہے' اگر بات کرے تو کلام کرنا اسے عاجز نہیں کرتا' ہنستے وقت اپنی آواز کو بلند نہیں کرتا' بلکہ اس کا ہنسنا تبسم کی صورت میں ہوتا ہے۔جو کچھ خدا نے اس کے مقدر کیا ہے اس پر قانع ہے اور اسے کافی سمجھتا ہے' غیظ و غضب اسے تباہی و بربادی کی طرف مجبور نہیں کرتا۔خواہشات نفسانی و کنجوسی اس پر غالب نہیں ہوتیں۔لوگوں کے ساتھ بصیرت اور آگاہی کے ساتھ میل جول رکھتا ہے' ان سے خوش حال و صلح کے ساتھ جدا ہوتا ہے'

بات اس لئے کرتا ہے تاکہ بہرہ مند ہو اور فائدہ اٹھائے، کسی سے سوال اس لئے
کرتا ہے تاکہ کسی مطلب کو سمجھ سکے۔ اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالتا ہے اور لوگ
اس سے آرام اور سکون میں رہتے ہیں لوگوں کو آرام و راحت عطا کرتا ہے۔
اپنی جان کو آخرت کی خاطر رنج و تکلیف میں ڈالے ہوئے ہے۔ اگر اس پر ظلم
ہو تو صبر کرتا ہے تاکہ خدا تعالیٰ اس کی مدد و نصرت کرے"

وہ اہل خیر گذشتگان کی اقتداء کرتا ہے اور خود آئندہ آنے والے اچھے اور نیک لوگوں
کے لئے اچھائی کا ایک نمونہ ہے۔

یہ لوگ خدا کے کارندے دستورات الٰہی کے فرمانبردار، زمین اور اس کے بندوں کے
درمیان میں چمکتے ہوئے چراغ ہیں۔ یہ لوگ ہمارے شیعہ اور دوست ہیں۔ ہم میں سے ہیں
اور ہمارے ساتھ ہیں۔ آہ میں کس قدر ان کے دیدار کا مشتاق ہوں۔

اس وقت ہمام بن عبادہ نے دل سے آہ کھینچی اور بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا، جب
اسے ہلایا گیا تو پتہ چلا کہ اس دنیا سے جا چکا ہے۔ (خدا اس پر رحمت کرے) ربیع نے جب کہ
آنسو بہا رہا تھا عرض کیا: یا امیر المومنینؑ! آپ کے وعظ و نصیحت نے میرے بھتیجے کے دل پر کتنی
جلدی اثر کیا ہے اور اسے منقلب کر دیا ہے۔ اس کی روح پرواز کی طرف لے گیا ہے میری
خواہش ہے کاش میں اس کی جگہ پر ہوتا۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا: حقیقی نصیحتیں اسی طرح اہل
نصیحت میں اثر کرتی ہیں، جو حق کو قبول کرنے کے لئے آمادہ ہوتے ہیں خدا کی قسم میں اس کے
متعلق اسی آنے والی حالت کے بارے میں ڈرتا تھا، وہاں موجود ایک شخص نے عرض کیا: یا امیر
المومنینؑ! پس آپ کی اس گفتگو نے خود آپ میں جو اس کے کہنے والے ہیں اور اس سے آگاہ
بھی ہیں اثر کیوں نہیں کیا؟ حضرت نے فرمایا: افسوس ہے، تجھ پر ہر ایک کے لئے موت کا وقت
معین ہے؟ کوئی اس سے تجاوز نہیں کر سکتا اور اس کا کوئی نہ کوئی سبب اور علت ہے جس سے وہ
منہ نہیں موڑ سکتا۔ خاموش ہو جا! دوبارہ ایسی بات نہ کرنا، یہ بات شیطان نے تیری زبان پر

پھر امیر المومنین نے ہمام کے جنازے پر نماز پڑھی۔ اور ان کے چچا عبادہ سے گریہ

میں حاضر ہوئے۔ جبکہ ہم بھی حضرت کی خدمت میں تھے جس شخص نے نوف سے روایت نقل کی ہے وہ کہتا ہے: میں ربیع بن خثیم کے پاس گیا اور جو کچھ میں نے نوف سے سنا، اسے بتایا: ربیع نے بہت زیادہ گریہ کیا، کہ قریب تھا کہ اس کی جان نکل جاتی۔ اور اس نے کہا: میرے بھائی نے سچ کہا ہے۔ جو کچھ نقل کیا ہے اور امیر المومنینؑ کی یہ وعظ و نصیحت سے پر گفتگو ہمیشہ کے لئے میرا نصب العین ہے۔ گویا اب بھی وہ گفتگو میرے کانوں میں گونج رہی ہے۔ جب بھی ہمام بن عبادہ کے اس دن کو یاد کرتا ہوں تو میری حالت تبدیل ہو جاتی ہے۔ اگر میں راحت و سکون میں ہوں تو اس دن کی یاد میرے آرام کو تاریک اور غمگین کر دیتی ہے۔ اگر سختی اور مصیبت میں ہوں تو میرے لئے آسانی پیدا کرتی ہے۔

(کنز الفوائد: ۱/۸۹، امالی مفید ص ۷۸، بحار الانوار: ۶۸/۱۹۲ حدیث ۴۸ تاریخ بغداد ۷/۱۲۲، امالی صدوق ص ۲۶۵ حدیث ۲ مجلس ۸۴ فضائل الشیعہ ص ۹۶ حدیث ۳۵ نہج البلاغہ خطبہ ۱۹۳ سلیم بن قیس)

(۹/۶۶۰) شیخ طوسیؒ سلیمان دیلمی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں نے امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا: اس آیت مبارکہ کا معنی کیا ہے جس میں خدا فرماتا ہے۔

وَمَا كُنتَ بِجَانِبِ الطُّورِ إِذْ نَادَيْنَا (سورہ قصص آیت ۴۶)

آپ نے فرمایا: ایک تحریر ہے جو کائنات کی خلقت سے دو ہزار سال پہلے لکھی گئی ہے جو درخت آس کے پتے پر ہے جسے قدرت حق کے قلم نے تحریر کیا ہے اور عرش پر لکھا ہے۔

میں نے عرض کیا: میرے آقا اس تحریر میں کیا لکھا ہوا ہے؟

آپ نے فرمایا: اس میں تحریر ہے۔

يا شيعة آل محمد اعطيتكم قبل ان تسالوني وغفرت لكم قبل ان تعصوني، وعفوت عنكم قبل ان تذنبوا من جاء ني بالولاية اسكنته جنتي برحمتي.

"اے آل محمد علیہم السلام کے شیعو! تمہارے سوال کرنے سے پہلے میں نے تمہیں عطا کیا نا فرمانی کرنے سے پہلے میں نے تمہیں بخش دیا اور تمہارے گناہ کرنے سے پہلے میں نے تمہیں معاف کر دیا۔ جو کوئی بھی میرے پاس ولایت کے ساتھ آئے گا میں اسے اپنی رحمت کے ساتھ اپنی جنت میں داخل کروں گا" (تاویل الآیات: ۱/ ۳۱۷ حدیث ۱ بحار الانوار: ۲۶/ ۲۹۶ حدیث ۶۲)

محمد بن عباسؒ نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے۔

ہمارے شیعہ نکلے

(۶۶۱/ ۱۰) جامع الاخبار اور کشف الغمہ میں جابر بن عبداللہ انصاری سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے: میں نے رسولؐ خدا سے سنا کہ آپؐ نے فرمایا: خدا تعالیٰ نے مجھے علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ اور دوسرے آئمہ علیہم السلام کو نور سے پیدا کیا ہے۔ خدا نے اس نور کو نچوڑا تو اس سے ہمارے شیعہ نکلے' ہم نے خدا کی تسبیح کی ہمیں دیکھ کر انہوں نے بھی تسبیح کی، ہم نے خدا کی تقدیس کی' انہوں نے بھی تقدیس کی' ہم نے خدا کی تحلیل کی انہوں نے بھی خدا کی، تحلیل کی' ہم نے خدا کی تمجید اور تعریف کی، انہوں نے بھی تمجید اور تعریف کی' ہم نے خدا کی توحید بیان کی، انہوں نے بھی توحید بیان کی۔ اس کے بعد خدا نے آسمان' زمین اور فرشتوں کو پیدا کیا۔ انہوں نے سو سال تک دیر کی اور کسی طرح کی تسبیح، تقدیس اور تمجید انہیں معلوم نہ تھی۔ ہم نے جب تسبیح کی تو ہمارے شیعوں نے تسبیح کی' ان کو دیکھ کر فرشتوں نے خدا کی تسبیح کی' اسی طرح ہماری اور ہمارے شیعوں کی تقدیس تمجید اور توحید کو بیان کرنے سے پہلے فرشتے ان میں سے کچھ نہ جانتے تھے۔ پس ہم اس وقت خدا کی توحید بیان کرنے والے تھے، جب کوئی توحید بیان کرنے والا نہ تھا۔ جس طرح خدا نے ہمیں اور ہمارے شیعوں کو چنا ہے پس سزاوار ہے کہ خدا اسی طرح ہمیں اور ہمارے شیعوں کو جنت میں بلند ترین مقام عطا کرے۔

إنّ الله سبحانه تعالى اصطفانا واصطفى شيعتنا من قبل أن يكون أجساما فدعانا فأجبناه فغفر لنا ولشيعتنا من قبل أن نستغفر الله

”ان جسموں میں آنے سے پہلے خدا نے ہمیں اور ہمارے شیعوں کو منتخب کرلیا تھا اس نے ہمیں بلایا ہم نے اس کا جواب دیا پس اس نے ہمیں اور ہمارے شیعوں کو اس سے پہلے کہ ہم اس سے مغفرت طلب کرتے معاف کردیا“

(جامع الاخبار: ص ۹، بحار الانوار: ۲۶/۳۳۳ حدیث ۱۶ کشف الغمہ: ۱/ ۳۵۸ بحار الانوار: ۳۷/۸۰ حدیث ۴۹)

شیعوں کے لیے دعا

(۱۱/۶۶۲) شیخ صدوقؒ کمال الدین ص ۲۶۶ ضمن حدیث ۱۱ میں اور عیون اخبار الرضاؑ ۱/ ۵۹-۶۲ میں روایت کرتے ہیں، جو ابی بن کعب نے رسولؐ خدا سے خلقت آئمہ کے بارے میں نقل کی ہے، اس حدیث کے ایک حصے میں آپ فرماتے ہیں۔ خدا تعالی نے اس (یعنی امام باقر علیہ السلام) کی صلب میں بابرکت اور پاکیزہ نور قرار دیا ہے' جبرائیل نے مجھے خبر دی ہے کہ خدا نے اس نور کو پاک کیا ہے اور اس کا نام جعفر رکھا ہے، اسے لوگوں کا رہبر و رہنما قرار دیا ہے۔ اور خدا کے مقدرات سے راضی و خوشنود بنایا ہے۔ وہ خدا کو پکارے گا اور اپنی دعاؤں میں اس طرح کہے گا۔

یادان غیر متوان یا ارحم الراحمین اجعل لشیعتی من النار وقاء ولهم عندک رضی واغفر ذنوبهم ویسر امورهم، واقض دیونهم واستر عورتهم وهب لهم الکبائر التی بینک وبینهم یا من لا یخاف الضیم ولا تاخذه سنة ولا نوم اجعل لی من کل هم وغم فرجا

”اے خدا جو تمام کائنات سے زیادہ رحم کرنے والا ہے' میرے شیعوں کے لئے جہنم سے ڈھال قرار دے، ان سے خوش ہو جا، ان کے گناہوں کو معاف کر دے' ان کی مشکلات کو آسان فرما، ان کے قرضے ادا کردے، ان کے عیبوں

کو چھپا دے، وہ بڑے گناہ جو تیرے اور ان کے درمیان ہیں ان کو معاف کر دے' اے وہ جو شکروں سے نہیں ڈرتا' اور جسے اونگھ اور نیند نہیں آتی، میرے لئے ہر غم واندوہ میں آسانی عطا فرما، جو شخص بھی اس دعا کو پڑھے خدا تعالیٰ اسے سفید چہرے کے ساتھ امام صادقؑ کے ساتھ جنت میں داخل کرے گا" (بحارالانوار: ۳۶/۲۰۶ ضمن حدیث ۸)

رسولؐ اور علیؑ قبر میں

(۶۶۳/۱۲) برقیؒ کتاب محاسن ص ۱۳۳ حدیث ۱۵۷ میں عقبہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے: میں معلی بن خنیس کے ساتھ امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، آنحضرت نے فرمایا: اے عقبہ! خدا تبارک وتعالیٰ قیامت کے دن سوائے اس عقیدہ کے جو تو رکھتا ہے کسی بندے سے کوئی اور عقیدہ قبول نہ کرے گا۔ تم میں سے کسی بھی ایک شخص کے اور اس چیز کے دیدار کے درمیان جو اس کی آنکھ کی ٹھنڈک اور روشنی کا باعث بنے صرف اور صرف اتنا فاصلہ ہے کہ اس کی جان اس کے حلق تک پہنچ جائے۔

اس کے بعد آنحضرت نے تکیے کا سہارا لیا اور معلی نے مجھے اشارہ کیا کہ سوال کرو۔ میں نے عرض کیا: یابن رسولؐ اللہ! جب جان اس کے حلق میں پہنچ جائے گی تو کیا دیکھے گا؟ اور میں نے اس سوال کا چند بار تکرار کیا امام علیہ السلام نے ہر مرتبہ فرمایا: وہ دیکھے گا اس سے زیادہ آپ نے کوئی جواب نہ فرمایا جب میں نے آخری مرتبہ امامؑ سے عرض کیا: تو امامؑ بیٹھ گئے اور فرمایا: اے عقبہ تو اصرار کر رہا ہے کہ تو یقیناً اس کو جانے؟ میں نے عرض کیا: ہاں یابن رسولؐ اللہ! بے شک میرا دین میرے خون کی طرح ہے جو رگوں میں دوڑتا ہے اور میری زندگی کا سبب ہے اگر یہ نہ ہو تو میں مردہ کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہوں۔ اور جس وقت بھی مجھ سے یہ نہ ہو سکے کہ میں آپ سے سوال کروں تو اس وقت میری آنکھوں سے آنسو نکلنا شروع ہو جاتے ہیں۔ امام نے جب میری حالت دیکھی تو آپ کا قلب مبارک پریشان ہو گیا۔ تو فرمایا: خدا کی قسم وہ ان دو کو دیکھے گا۔ میں

خداؐ اور امیر المومنینؑ علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ اے عقبہ ہرگز کوئی مومن اس دنیا سے بہتر نہیں جاتا مگر یہ کہ وہ ان دو ہستیوں کو دیکھتا ہے۔ میں نے عرض کیا: جب مومن ان دو کو دیکھے گا تو کیا وہ اس دنیا میں واپس لوٹ آئے گا؟ آپ نے فرمایا: نہیں بلکہ آگے کی طرف منازل طے کرے گا۔

میں نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں۔ کیا وہ دونوں حضرات آپس میں گفتگو بھی کریں گے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! جب وہ دونوں بزرگوار مومن کے پاس آئیں گے تو رسولؐ خدا اس کے سر کی طرف اور امیر المومنینؑ اس کے پاؤں کی طرف بیٹھ جائیں گے، رسول خدا اپنے آپ کو اس پر گرائیں گے اور فرمائیں گے۔

یا ولی اللہ البشر انا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انی خیر لک مما تترک من الدنیا

"اے خدا کے فرمانبردار بندے! تجھے بشارت دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسولؐ ہوں۔ اور میں ان تمام چیزوں سے بہتر ہوں جو تو دنیا میں چھوڑ آیا ہے"

اس کے بعد رسولؐ خدا اٹھ جائیں گے اور امیر المومنینؑ اپنے آپ کو اس پر گرا دیں گے اور فرمائیں گے۔

یا ولی اللہ ابشر: انا علی ابن ابی طالب الذی کنت تحبنی اما لا نفعنک

"اے خدا کے فرمانبردار بندے تجھے میں بشارت دیتا ہوں میں علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہوں جس سے تو محبت کرتا تھا۔ اب تو دیکھے گا کہ میں تجھے کیا فائدہ پہنچاتا ہوں"

اس کے بعد امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: یہ وہ مطلب ہے جس کا ذکر خدا نے قرآن میں کیا ہے۔

میں نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں یہ مطلب قرآن میں کہاں وارد ہوا ہے۔ آپ

نے فرمایا: سورہ یونس آیت ۶۳-۶۴ میں موجود ہے جس میں خدا فرماتا ہے۔

الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ○ لَهُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمَاتِ اللّٰهِ ذٰلِکَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ

"وہ لوگ جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کیا، ان کے لئے دنیا کی زندگی اور آخرت میں بشارت اور خوش خبری ہے' خدا کے کلمات میں تبدیلی نہیں آتی' اور یہ ایک بڑی کامیابی ہے" (بحار الانوار: ۶/ ۱۸۵ حدیث ۲۰)

عیاشیؒ نے بھی اپنی تفسیر میں اس حدیث کو عقبہ سے روایت کیا ہے۔

(تفسیر عیاشی: ۲/ ۱۲۵ حدیث ۳۳ بحار الانوار: ۶/ ۱۸۶ ضمن حدیث ۲۰ تفسیر برہان: ۲/ ۱۸۹)

نور کی سواریاں

(۱۳/ ۲۶۴) فرات بن ابراہیم کوفیؒ اپنی تفسیر میں پیغمبر اکرمؐ سے نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے امیر المومنینؑ سے فرمایا: یا علیؑ یہ جبرائیل ہے جو خدا کی طرف سے میرے لئے خبر لایا ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اور تیرے شیعہ نور کی سواریوں پر سوار ہوں گے، اور وہ نورانی سواریاں آپ کو ہوا میں پرواز کروائیں گی۔ وہ قیامت کے میدان کی فضا میں آواز دیں گے کہ ہم علیؑ کو ماننے والے ہیں۔ اس وقت خدا کی طرف سے ندا آئے گی۔

انتم المقربون الذین لا خوف علیکم الیوم ولا انتم تحزنون

"تم ان مقربین میں سے ہو جن پر آج کوئی خوف و ڈر نہیں ہے اور نہ تم کسی قسم کا غم و اندوہ رکھتے ہو"۔ (تفسیر فرات ص ۱۲۰ ضمن حدیث ۱۲۷ بحار الانوار: ۷/ ... حدیث ۸)

شیعہ اور عزرائیلؑ

(۱۴/ ۲۶۵) امام عسکریؑ کی تفسیر میں خود آپ سے روایت ہوئی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

مومن ہمیشہ برے کام کے نتیجہ سے ڈرتا ہے اور اسے یقین پیدا نہیں ہوتا کہ وہ بہشت میں پروردگار عالم کے رضوان اور اس کی نعمتوں تک پہنچ جائے گا۔ یہاں تک کہ اس کی

جب یہ فرشتہ مومن کے پاس آتا ہے تو وہ مومن سختی میں مبتلا ہوتا ہے اور اس کا سینہ تنگ ہو جاتا ہے، کیونکہ اب وہ اپنے مال و ثروت کو چھوڑ کر جا رہا ہے' اور اس کے اہل و عیال اور رشتہ دار پریشان ہوں گے۔ سوائے افسوس و حسرت کے اس کے پاس کچھ باقی نہ ہوگا، کیونکہ جن خواہشات کو وہ ابھی حاصل نہیں کر سکا' ان سے وہ دور ہو رہا ہے۔ ملک الموت اسے کہے گا: اس قدر غمگین اور ناراحت کیوں ہو؟ وہ جواب دے گا: میری حالت پریشان کن ہے، اور تو اس وقت میری دولت اور خواہشات کے درمیان جدائی ڈالنے والا ہے۔

ملک الموت اسے کہے گا: کیا کسی کو وہ چیز غمناک اور پریشان کر سکتی ہے جسے پست اور حقیر چیزوں کے بدلے میں ایسی چیزیں حاصل ہوں، جو دنیا کے مقابلے میں ہزار گناہ بہتر ہیں؟ وہ جواب دے گا نہیں۔ ملک الموت اسے کہے گا: اپنے سر کے اوپر نظر کرو۔ جب وہ نظر کرے گا تو بہشت کے درجات اور عالیشان محلات کو دیکھے گا جو تمام خواہشات اور آرزوؤں سے بلند تر ہوں گے۔

ملک الموت کہے گا: جو کچھ تو نے دیکھا ہے یہ تیری منزل ہے' یہ سب نعمتیں، اہل و عیال اور اموال تیرے تھے۔ دنیا میں تیرے رشتہ داروں اور اولاد میں سے جو بھی نیک و صالح ہوگا وہ جنت میں تیرے ساتھ ہوگا۔ کیا یہ سب کچھ جو جنت میں تیرے لئے ہے دنیا کی چیزوں کے عوض لینا پسند کرو گے؟ وہ جواب دے گا: ہاں خدا کی قسم! پھر ملک الموت اسے کہے گا: ایک مرتبہ پھر نظر کرو۔

فینظر فیری محمدًا وعلیًا والطیبین من آلھما فی اعلی علیین فیقول لہ اوتراھم؟ ھولاء سادتک وآئمتک ،ھم ھناک جلاسک واناسک افما ترضی بھم بدلا مما تفارق ھنا

"پس جب وہ نگاہ کرے گا تو محمدؐ امیر المومنین علیؑ اور ان دونوں کی آل میں سے اہل بیت طاہرین علیہم السلام کو دیکھے گا جو جنت کے بلند ترین درجات اور مراتب میں ہیں۔ اس وقت فرشتہ موت اس سے کہے گا، کیا تو نے ان کو دیکھا ہے؟ یہ حضرات آپ کے مولا و آقا ہیں۔ اس جگہ تیرے ساتھ اور تجھ سے محبت

وانس کرنے والے ہیں، کیا تم چاہتے ہو کہ جو کچھ دنیا میں ہے وہ سب کچھ دے دو اور اس کے بدلے میں ان پاک ہستیوں کے ساتھ ملاقات کرو۔ وہ اس وقت جواب دے گا، ہاں خدا کی قسم! اور یہ وہ چیز ہے جس کے بارے میں خدا تعالی فرماتا ہے"

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا (سورہ فصلت آیت ۳۰)

"بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا: ہمارا خدا اللہ وحدہ لاشریک ہے اور پھر اس عقیدے پر ڈٹے رہے، ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں ڈرو مت اور غم نہ کرو"

تمہارے سامنے جیسا بھی خوف و ہراس میں سے ہے تم اس سے محفوظ اور امن میں ہو اور جو کچھ تم اپنی اولاد، اہل وعیال اور اموال میں سے چھوڑ کر جا رہے ہو، ان کے متعلق غم نہ کرو، کیونکہ جو کچھ تو نے بہشت کی نعمتوں میں سے دیکھا ہے وہ ان تمام چیزوں کے بدلے میں تیرے پاس موجود ہیں۔

وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ (سورہ فصلت آیت ۳۰)

"تمہیں اس بہشت کی خوش خبری اور بشارت ہو، جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے"

اس جگہ تمہاری منزل ہے اور وہ پاک و پاکیزہ ہستیاں تیرے لئے باعث محبت وانس ہیں جو تیرے سکون و آرام کا سبب ہیں جو تیرے ساتھ رہیں گے اور ہم دنیا و آخرت میں تمہارے مددگار و ناصر ہیں۔

وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْ اَنْفُسُكُمْ، وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ○ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ

(سورہ فصلت آیت ۳۱-۳۲)

"اور جو کچھ تم چاہو گے اور جس چیز کی طرف تم مائل ہو گے وہ سب کچھ جنت

(تفسیر امام عسکری ص ۳۳۹ حدیث ۲۱۷ بحار الانوار: ۶/۲۷ احدیث ۱۲ور ۲۴/۲۶ حدیث ۴ تفسیر برہان: ۳/۱۱۱)

معرفت آل محمدؐ

(۱۵/۲۶۶) اہل سنت کے علماء میں سے ایک مشہور عالم حموینی لکھتے ہیں کہ میں نے اپنے دادا شیخ الاسلام کے ہاتھ سے ایک تحریر لکھی ہوئی پڑھی! جو انہوں نے مقدادؓ سے اور انہوں نے رسولؐ خدا سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

مَعْرِفَةُ آلِ مُحَمَّدٍ بِرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ وَحُبُّ آلِ مُحَمَّدٍ جَوَازٌ عَلَى الصِّرَاطِ وَالْوِلَاءُ لِآلِ مُحَمَّدٍ علیهم السلام اَمَانٌ مِنَ الْعَذَابِ

''آل محمد علیہم السلام کی معرفت جہنم کی آگ سے نجات کا سبب ہے' آل محمد کی محبت پل صراط سے گذرنے کی سند ہے اور آل محمد علیہم السلام کی ولایت ہر طرح کے عذاب سے امان ہے''۔ (فرائد السمطین: ۲/۲۵۶ حدیث ۵۲۸ ینابیع المودۃ ص ۲۶۳)

سات چیزیں

(۱۶/۲۶۷) موفق بن احمد خوارزمی کتاب مناقب میں سلمانؓ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

ایک دن میں رسول خداؐ کی خدمت میں شرفیاب ہوا، اس وقت امیر المومنینؑ وہاں تشریف لے آئے۔ رسولؐ خدا نے ان سے فرمایا: یا علیؑ! کیا تجھے میں ایک خوش خبری نہ دوں؟ آپ نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! حکم فرمایئے۔ آپؐ نے فرمایا: یہ میرا دوست جبرائیل ہے جو خدا کی طرف سے میرے لئے خبر لایا ہے کہ تیرے شیعوں اور دوستوں کو اس نے سات چیزیں خصوصی طور پر عطا فرمائی ہیں۔

الرفق عند الموت الانس عند الوحشة والنور عند الظلمة والامن عند الفزع والقسط عند الميزان والجواز على الصراط ودخول الجنة قبل سائر الناس (من الامم) بثمانين عامًا

''موت کے وقت نرمی و آسانی، خوف و وحشت کے وقت آرام، تاریکی کے وقت

روشنی، بخشش کے وقت امن، میزان کے پاس حساب و کتاب کے وقت انصاف، پل صراط سے گذرنا، باقی تمام لوگوں سے اسی (۸۰) سال پہلے جنت میں داخل ہونا"

(امالی صدوق ص ۲۱۶ حدیث ۱۵ مجلس ۵۴ بحارالانوار: ۶۸/ ۹ حدیث ۴ خصال ۲/ ۴۰۳ حدیث ۱۱۴ مشارق ۱۵۰)

گناہوں کی بخشش

(۶۶۸/ ۱۷) شیخ طوسیؒ کتاب امالی ص ۱۵۶ حدیث ۱۱ مجلس ۶ میں امام صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

مَنْ اَحَبَّنَا لِلّٰهِ وَاَحَبَّ مُحِبَّنَا لَا لِغَرَضِ دُنْيَا يُصِيْبُهَا مِنْهُ، عَادَى عَدُوَّنَا لَا لِاِحْنَةٍ كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ ، ثُمَّ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهِ مِنَ الذُّنُوْبِ مِثْلُ رَمْلِ عَالِجٍ وَزَبَدِ الْبَحْرِ غَفَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَهُ

" جوکوئی ہم اہل بیت علیہم السلام کے ساتھ خدا کے لئے محبت رکھتا ہو۔ اور ہمارے دوستوں کو ہماری محبت کی وجہ سے دوست رکھتا ہو، نہ یہ کہ اس کی محبت کسی دنیاوی فائدہ کے لئے ہو، اور ہمارے دشمنوں کے ساتھ دشمنی رکھتا ہو ہمارے ساتھ دشمنی رکھنے کی وجہ سے نہ یہ کہ ان کے ساتھ دشمنی ذاتی بغض و کینہ اور رنجش کی وجہ سے ہو تو قیامت کے دن اگر صحرا کے ریت کے ذروں اور سمندر کی جھاگ کے برابر گناہ کو لے کر آئے گا تو خدا اسے معاف کردے گا"

(بحارالانوار: ۲۷/ ۵۴ حدیث ۷ اور صفحہ ۱۰۶ حدیث ۷۷ نقل از بشارۃ المصطفیٰ ص ۹۰، ارشاد القلوب: ۲/ ۷۷)

جوار رحمت

(۶۶۹/ ۱۸) شیخ مفیدؒ کتاب اختصاص ص ۶۰ میں اصبغ بن نباتہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں امیر المومنینؑ کی خدمت میں پہنچا تا کہ آداب عرض کروں لیکن آپ تشریف نہ

[illegible] امیرالمومنین نے اپنے مبارک ہاتھ میرے
ہاتھوں میں اور اپنی انگلیوں کو میری انگلیوں میں ڈال کر فرمایا:

اے اصبغ بن نباتہ! میں نے عرض کیا: جی آقا حکم فرمائیں، میں آپ کا فرمان سننے کے لئے تیار ہوں۔ آپ نے فرمایا:

ان ولینا ولی اللہ فاذا مات ولی اللہ کان من اللہ بالرفیق الا علی وسقاہ من النھر ابرد من الثلج من الشھد والین من الزبد

"جان لو ہمارا ولی خدا کا ولی ہے، جب خدا کا ولی مرتا ہے تو خدا کے جوار رحمت میں جگہ حاصل کرتا ہے اور خدا تعالیٰ اسے اس نہر کے پانی سے سیراب کرے گا جس کا پانی برف سے ٹھنڈا، شہد سے میٹھا اور مکھن سے زیادہ نرم و ملائم ہوگا"

میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں، اگر گناہ گار ہو تب بھی اس طرح ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ہاں، اگرچہ گناہ گار ہی کیوں نہ ہو۔ کیا تو نے قرآن نہیں پڑھا۔ خداوند قدوس فرماتا ہے:

فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا

(سورہ فرقان آیت نمبر ۷۰)

"خدا تعالیٰ ان کے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دے گا خدا تعالیٰ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے"۔ (بحار الانوار: ۳۴/۲۸۰ حدیث ۱۰۲۳)

گناہ اور نیکیاں

(۱۹/۶۷۰) نیز اسی کتاب میں امام رضاؑ سے اور آپ اپنے آباؤ و اجداد سے اور وہ حضرات رسول خداؐ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

حبنا اھل البیت یکفر الذنوب ویضاعف الحسنات وان اللہ تعالی لیتحمل عن محبینا اھل البیت ما علیھم من مظالم العباد الا ما کان

منهم فیها علی اضرار وظلم للمومنین فیقول للسیئات کونی

"ہم اہل بیت علیہم السلام کی محبت گناہوں کا کفارہ ہے اور نیکیوں میں اضافہ کرتی ہے' خدا تعالٰی ہمارے دوستوں کے ذمے دوسرے لوگوں کے جو حقوق اور قرضے ہوں گے اپنے ذمے لے لے گا' سوائے ان حقوق کے جن میں کسی مؤمن نے دوسرے مؤمن کو نقصان پہنچایا ہوگا یا ظلم وستم کیا ہوگا"

پس خدا تعالٰی اپنے ارادہ، قدرت کے ساتھ گناہوں کو حکم دے گا کہ وہ نیکیوں میں ہو جائیں۔ (امالی طوسی ص ۱۶۴ حدیث ۲۶ مجلس ۶ بحار الانوار: ۶۸/۱۰۰ حدیث ۵)

نورانی کجاوے

(۶۷۱/۲۰) فرات بن ابراہیمؒ اپنی تفسیر کے ص ۱۲۰ میں ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں: حج کے ایام میں پیغمبر اکرمؐ اور امیر المومنینؑ مکہ میں تشریف فرما تھے۔ ایک دن رسول خداؐ نے علی علیہ السلام کی طرف دیکھا اور فرمایا: اے علیؑ! تجھے بشارت اور مبارک ہو۔ بے شک خدا تبارک وتعالٰی نے ایک محکم آیت نازل کی ہے جس میں میرا اور تیرا برابر ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے اس آیت کی تلاوت کی۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا. (سورہ مائدہ آیت ۳)

وہ عرفہ اور جمعہ کا دن تھا' یہ جبرائیل ہے جو خدا کی طرف سے مجھے خبر دے رہا ہے

ان اللہ یبعثک وشیعتک یوم القیامۃ رکبانا غیر رجال علی نجائب رحائلھا من النور

"خدا تعالٰی قیامت کے دن تجھے اور تیرے شیعوں کو اس حال میں میدان محشر میں لائے گا کہ آپ ایسے اونٹوں پر سوار ہوں گے جن کے محمل اور کجاوے نور سے ہوں گے اور وہ اونٹ ان کی قبروں کے پاس زانو ٹیک کر بیٹھے ہوں گے"

مرتب صفوں میں بہشت کی طرف جا رہے ہوں گے۔اور اے علیؑ تو ان کے آگے آگے ہوگا۔جب وہ میدان محشر پہنچیں گے تو ایک ہوا چلے گی، جو ان کے چہروں پر لگے گی۔اس ہوا کو مثیرہ کہا جاتا ہے۔پھر ان کے چہروں سے مشک وعنبر کی خوشبو ہر طرف پھیل جائے گی اس وقت وہ آواز دیں گے کہ ہم علوی ہیں۔ان کے جواب میں کہا جائے گا۔کہ اگر تم علوی ہو تو امن و امان میں رہو۔آج کے بعد تمہیں کسی قسم کا خوف وہراس نہیں،اور نہ کوئی غم دیکھو گے۔

(بحارالانوار:۳۶/۱۳۳حدیث۸۶)

(۲۱/۶۷۲) پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا ہے:

من صافح محبا لعلي عليه السلام غفر الله له الذنوب وادخله الجنة بغير حساب

''جس کسی نے بھی علیؑ کے محبوں میں سے کسی ایک کے ساتھ مصافحہ کیا ہوگا، خدا تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف کر دے گا اور اسے بغیر حساب کے جنت میں داخل فرمائے گا''

(مائۃ منقبۃ ص۶۹ منقبۃ ۳۹، بحارالانوار:۲۷/۱۱۵حدیث۹۰ مناقب خوارزمی: ص۳۱۲ حدیث ۳۱۷)

☆

خاتمہ کتاب

مؤلف فرماتے ہیں کہ ہم نے اس کتاب میں اہل بیت علیہم السلام کے مناقب کا تذکرہ کیا ہے وہ عقلوں کو حیران و سرگردان کر دیتے ہیں۔ یہ ان مناقب میں سے ایک قطرہ ہیں جو ہم نے ذکر نہیں کیے۔ یہ پاک خانوادہ ان تمام فضائل و مناقب کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے اور یہ فضائل تمام کے تمام فیض خداوندی کے چشمہ سے جاری ہوئے ہیں۔ ہم ان تمام فضائل کو در حقیقت اس خدا کی عظمت پر دلیل سمجھتے ہیں جس نے ان پاک و مقدس ہستیوں کو پیدا کیا ہے۔

ایک فارسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

حسن یوسف کس درایں عالم ندید
حسن آن دارد کہ یوسف آفرید

''اس دنیا میں کسی نے یوسفؑ جیسا حسن نہیں دیکھا' لیکن اصل میں تو اس کے حسن کی کیا بات ہے جس نے یوسف جیسا حسن پیدا کیا ہے''

ہم کسی طرح کی گستاخی کی جرأت نہیں رکھتے اور اس ذات کردگار کی عظمت کے بارے میں ہماری کیا مجال کہ ہم بات کر سکیں۔ لیکن خود اس نے جو الہام فرمایا ہے اور وحی کے ذریعے سے خاندان رسالت اور اہل بیت عصمت و طہارت علیہم السلام تک جو کچھ پہنچایا ہے، وہ گھر والے بہتر جانتے ہیں کہ اس میں کیا ہے۔ ان معصوم ہستیوں نے خدا کی عظمت کے بارے میں ایسے مطالب پیش کئے ہیں جو عقلوں کو حیران و پریشان کر دیتے ہیں اور زبان اس کے اوصاف بیان کرنے سے عاجز ہے۔

ایک فارسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

ہزار مرتبہ شستن دہان بہ مشک و گلاب
ہنوز نام تو بردن کمال بی ادبی است

''منہ کو ہزار مرتبہ مشک و گلاب کے عرق سے دھونے کے بعد بھی تیرا نام لینا بے

ادبی ہے"

پس اس باب میں ہم صرف آئمہ معصومین علیہم السلام کے کلمات پر اکتفاء کریں گے جو بہت زیادہ ہیں۔

ان میں سے ایک روایت ہے جس میں فرماتے ہیں کہ خدا تبارک وتعالیٰ کا نام عظیم یعنی بڑا اس لیے ہے کہ اس نے اس کائنات کو خلق فرمایا ہے' عرش عظیم کی بنیاد رکھی ہے اور اسے پیدا کیا ہے۔ (بحارالانوار:۴/۲۰۸ سطر ۴)

شیخ صدوقؒ نے کتاب توحید ص ۲۷۵ باب ۳۸ میں عظمت پروردگار کے ذکر میں ایک مستقل باب قرار دیا ہے۔وہاں پر ایک دعا کے ضمن میں امام سجادؑ کے کلمات ہیں جن میں آپ فرماتے ہیں۔

یا من لا تنقضی عجائب عظمته

"اے وہ ذات جس کی عظمت کے عجائب ختم نہیں ہوتے" (صحیفہ سجادیہ دعای پنجم)

ان میں سے ایک امیرالمومنینؑ کا فرمان ہے جس میں فرماتے ہیں:

ولا تقدر عظمة الله سبحانه علی قدر عقلک فتکون من الهالکین

"خدا کی عظمت اور بڑائی کا اپنی عقل کے ساتھ اندازہ نہ لگاؤ، ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے" (نہج البلاغہ خطبہ۹۱ بحارالانوار:۵۷/۱۰۶ حدیث ۹۰)

ہم خدا کی مدد کے ساتھ عرض کرتے ہیں کہ عظیم مطلق جس کے ساتھ کسی قسم کی کوئی قید و شرط نہیں ہے۔وہ فقط ذات پروردگار ہے جس کا تمام ممکنات پر ان کو وجود دینے اور نہ دینے میں کامل اختیار ہے۔اس کی کوئی ایسی عظمت نہیں ہے جسے مقدار اور عدد کے ساتھ بیان کیا جاسکے۔ کیونکہ اس کی پاک ذات اس سے منزہ ہے کہ اس کی توصیف مقدار اور عدد کے ساتھ کی جائے' بلکہ اس کی عظمت اس کمال کا نام ہے جو اس کی نامحدود ذات جو ہر لحاظ سے بے نہایت ہے اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔جب بھی انسان اس کی عظمت کے بارے میں غور وفکر کرتا ہے اور خدا کے متعلق

معرفت جب اس کی عظمت کے سمندر میں غوطہ زن ہوتے ہیں' اور اس کی معرفت کی منازل میں سے کچھ منزلوں کو طے کرتے ہیں تو اپنے اندر پہلے سے بھی زیادہ عظمت کا احساس کرتے ہیں اور جو کچھ پہلے اس کے بارے میں جانتے تھے اس سے زیادہ عظمت تک پہنچ جاتے ہیں اور جب اس ذات کی معرفت کے مراحل طے کر جاتے ہیں اور سب سے بلند ترین درجہ معرفت کہ اس سے بڑا اور اوپر کوئی درجہ نہیں ہے پہنچ جاتے ہیں تو اس کی بلند ترین عظمت اور اس کی معرفت سے عجز اور ناتوانی کا اعتراف کرتے ہیں۔ اسی لئے بعض اہل تحقیق کہتے ہیں کہ ذات اقدس پروردگار کی عظمت سے مراد اس کی شان کو عقل وفکر کے اندازے کے مطابق جاننا ہے' اس طور پر کہ اس کے وجود کی کنہ اور اس کی ذات کی حقیقت کا احاطہ قابل تصور اور قابل ادراک نہ ہو۔ کچھ اور اہل عرفان کہتے ہیں کہ پروردگار عالم کی عظمت اس کی ایسی صفت نسبی کا نام ہے جو بندے کے اعتقاد اور اس کے تصور کے لحاظ سے ہوتی ہے اور یہ کہ اس کی ذات کے غیر کے لئے وجود کو ثابت جانتا ہے وگرنہ حق تعالیٰ کے وجود کے برابر کوئی وجود نہیں ہے۔ خدا کی اس وجود کے مقابلے میں تعریف وتوصیف کی جائے اس بات کی تائید امام صادق علیہ السلام کا فرمان کرتا ہے جو حضرت نے اس شخص کے جواب میں فرمایا تھا جس نے کہا تھا کہ خدا ہر چیز سے بڑا ہے۔ آپ نے فرمایا:

کیا وجود حق تعالیٰ کے برابر کوئی چیز ہے کہ اس کا قیاس اس ذات کے ساتھ کیا جا سکے۔ (اللہ اکبر) کی تفسیر میں دو معنی ذکر کیے گئے ہیں۔ ایک یہ کہ حضرت نے فرمایا: وہ اس سے بلند تر ہے کہ اس کی توصیف کی جائے۔

(الکافی: ۱/۱۱۷، بحار الانوار: ۳/۳۶۶ حدیث ۳، معانی الاخبار: ص ۱۰ بحار الانوار: ۹۳/۲۱۹ حدیث ۴)

دوسرا معنی یہ ہے کہ آپؑ نے فرمایا: وہ اس سے بلند تر ہے کہ ہماری عقل میں آسکے۔ (بحار الانوار: ۱۸/۳۴۵ ضمن حدیث ۳۴۵)

اس کی معرفت تک نہیں پہنچا جا سکتا لیکن انسان اپنے خیال کے مطابق اپنے لئے ایک مستقل وجود کا تصور کرتا ہے۔ اور اس خیالی وجود کے ذریعے سے اس عالم اور اس کے افراد کے

لئے مستقل وجود کو ثابت کرتا ہے۔ پھر وہ حق تعالیٰ کے وجود کو ان کے ساتھ قیاس کرتے ہوئے عظمت کے ساتھ متصف کرتا ہے۔ چونکہ انسان اپنے اور دوسروں کے وجود میں کمی اور کمزوری کا مشاہدہ ہے تو حق تعالیٰ کی عظمت کو زیادہ پاتا ہے۔ اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ انسان کا ظہور اس عالم میں خدا تعالیٰ کے وجود کے پوشیدہ رہنے کا سبب ہے۔ جس اندازے کے مطابق انسان اپنے آپ کو حقیر سمجھے گا اور اپنے فقر ومحتاجی اور کمزوری کا احساس کرے گا۔ اسی قدر حق تعالیٰ کے وجود، اس کی عظمت اور بزرگی ظاہر ہوتی چلی جائے گی۔

ان روایات میں سے جو خدا کی عظمت کے متعلق وارد ہوئی ہیں۔ یک وہ روایت ہے جو امام باقر علیہ السلام سے نقل ہوئی ہے کہ آپ نے اس روایت میں فرمایا:

ایاکم والتفکر فی اللہ، ولکن اذا اردتم ان تنظروا الی عظمته فانظروا الی عظیم خلقه (الکافی: ۱/۹۳ حدیث ۷)

''خدا کی ذات کے بارے میں فکر کرنے سے بچو، لیکن جب بھی تم چاہو کہ خدا کی عظمت کی طرف دیکھو تو اس کی عظیم خلقت میں غور وفکر کرو''

زمخشری کتاب ربیع الابرار میں نقل کرتے ہیں کہ امام سجادؑ سحری کے وقت وضو کرنے کے لئے باہر گئے۔ جب اپنے ہاتھ کو پانی کے برتن میں ڈالا، تو اپنا سر بلند کیا اور آسمان، چاند اور ستاروں کی طرف نگاہ کی، اور ان کی خلقت کے بارے میں اس قدر فکر کرنے لگے کہ صبح ہوگئی۔ جب موذن نے اذان شروع کی تو آپ کے ہاتھ ابھی تک پانی کے برتن میں تھے۔

ذوالنون مصری کہتا ہے: میں نے سنا کہ ایک شخص دریا میں بیٹھا کہہ رہا تھا، اے میرے آقا! اے میرے سردار! میں سمندروں اور جزیروں کی پشت پر ہوں۔ تو وحدہ لا شریک بادشاہ ہے۔ تیرا کوئی ہم نشین اور ہمدم نہیں ہے جو تیری زیارت کرتا ہو۔ کون ہے جو تیرے ساتھ مانوس ہو اور خوف و وحشت اس پر طاری ہو سکے؟ یا کون ہے جو تیری قدرت کی نشانیوں میں فکر کرے اور حیران و پریشان نہ ہو؟ کیا یہ آسمان جس کو تو نے اوپر کھڑا کیا ہے اور جس کے اندر

چلتا ہے اور یہ ہوا جو کسی روکنے والے کے بغیر تو نے چلا رکھی ہے تیری وحدانیت اور بے نیازی پر مضبوط اور محکم دلیل نہیں ہے؟ بہر حال یہ آسمان تو واضح طور پر دلالت کرتے ہیں کہ تیرے پیدا کردہ ہیں۔ اور یہ کرات، کہکشاں اور گول آسمان تیری بہترین خلقت پر روشن دلیل ہیں۔ رہی بات ہواؤں کی تو وہ تیری برکتوں کی نسیم سے پھیلتی ہیں۔ آسمانوں کی گرج چمک تیری عظمت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ اور یہ وسیع پھیلی ہوئی زمین تیرے علم و حکمت کی وسعت کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔ یہ نہریں تیرے کلمات کی مٹھاس سے نکالی گئی ہیں۔ یہ درخت تیری خلقت کی خوبصورتی اور زیبائی پر گواہی دیتے ہیں یہ سورج تیری قدرت کاملہ کی طرف راہنمائی کرتا ہے جس کے ذریعے سے تو نے ہر چیز کو خود اختراع اور ایجاد کیا ہے اس سے پہلے ان کا وجود نہ تھا۔

ان میں سے ایک صحیفہ ادریسیہ میں خدا تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے کہ اس کی خلقت کے عجائب میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے ایک ایسا فرشتہ پیدا کیا ہے کہ اگر وہ اپنا ایک پر پھیلائے تو تمام جہان کو پر کر دے گا۔ نیز اس نے ایک اور فرشتہ پیدا کیا ہے جس کا آدھا جسم برف اور منجمد ہے اور دوسرا آدھا حصہ شعلے مارتی ہوئی آگ کا، ان دو حصوں کے درمیان کوئی دیوار یا رکاوٹ بھی نہیں ہے۔ اس کے باوجود نہ آگ برف کو پانی بناتی ہے اور نہ ہی برف آگ کے شعلے بجھاتی ہے۔ اس فرشتے کے تیس ہزار سر ہیں، ہر سر میں تیس ہزار چہرے ہیں، ہر چہرے میں تیس ہزار منہ ہیں، ہر منہ میں تیس ہزار زبانیں ہیں، اور ہر زبان سے وہ تیس ہزار زبانوں میں گفتگو کر سکتا ہے۔ خدا کی کئی قسم کی تسبیح، تقدیس و تعریف کرتا ہے۔ اور اس کی عظمتوں کے سامنے تعظیم کرتا ہے اس کی تخلیق باریکیوں کو یاد کرتا ہے۔ اس فرشتے کی مانند اس کی مملکت میں بہت زیادہ بلکہ اس سے بڑے بھی بہت سے فرشتے ہیں خدا کی تسبیح کرنے میں بڑی سعی و کوشش کرتا ہے۔ اس کے باوجود اپنے آپ کو مقصر سمجھتا ہے، وہ ہمیشہ خدا کی تقدیس بیان کرنے میں مشغول ہے۔ اس کے باوجود افسوس کرتا ہے۔ پس کوئی وجود بھی خدا کی قدرت کی نشانیوں اور آیات سے خالی نہیں ہے۔

بے شک مچھر جس کو لوگ بہت چھوٹا شمار کرتے ہیں۔ اور وہ ذرہ جس کو لوگ اہمیت نہیں

دیتے اس بڑے جہان کی مانند ان میں عظمت الٰہی کی بے شمار نشانیاں ہیں لیکن ان لوگوں کے لئے جو ان میں فکر کرتے ہیں۔نکات، باریکیاں اور اس کے کاموں کے ظرافت اور حسن بہت زیادہ ہے ان لوگوں کے لئے جو تفکر کرتے ہیں۔

جو بھی چیز چھوٹی یا بڑی چیز موجود ہے وہ میری قدرت اور عظمت پر ایک محکم دلیل ہے۔میں اس سے بلند ہوں کہ میری توصیف کی جائے۔یا میری کیفیت اور حالت کے بارے میں گفتگو کی جائے۔عقلیں میری عظمت میں سرگردان و حیران ہیں۔اور زبانیں میری توصیف سے عاجز ہیں۔میں وہ خدا ہوں کہ میرے لئے مثل اور مانند نہیں ہے۔میں بلند مرتبہ اور عظیم الشان ہوں۔(بحارالانوار:۹۵/ ۴۵۸)

کلینی ؒ کتاب کافی ۱/۹۲ حدیث ۱ میں اور روضۃ الواعظین ص ۳۷ میں امام باقر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

تَکَلَّمُوْا فِیْ خَلْقِ اللّٰہِ وَلَا تَکَلَّمُوْا فِی اللّٰہِ فَاِنَّ الْکَلَامَ فِی اللّٰہِ لَا یَزْدَادُ صَاحِبَہٗ اِلَّا تَحَیُّراً

"خدا کی مخلوق کے بارے میں گفتگو کرو،لیکن خدا کے بارے میں گفتگو نہ کرو۔کیونکہ خدا کے متعلق گفتگو کرنے والے کو یہ گفتگو سوائے حیرانی کے اور کچھ نہیں دیتی"

نیز اسی کتاب میں امام صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

یابن آدم لو اکل قلبک طائر لم یشبعہ وبصرک لو وضع علیہ خرق ابرۃ لغطاہ ترید ان تعرف بھما ملکوت السماوات والارض ان کنت صادقا فھذہ الشمس خلق من خلق اللہ فان قدرت ان تملاء عینیک منھا فھو کما تقول (الکافی:۱/۹۳ حدیث ۸)

"اے آدم کے بیٹے!اگر تیرا دل پرندہ کھا جائے تو وہ سیر نہ ہو گا۔یعنی اس کی بھوک

زمین کے ملکوت کی پہچان کرنا چاہتا ہے۔ یہ سورج اس کی مخلوق میں سے ایک ہے اگر سچ کہتے ہو تو اپنی دو آنکھوں کو اس سے پر کرو اور اس واسطہ کے بغیر دیکھو"

طریحی "مجمع البحرین ص ۲/۱۱۹۰ میں پیغمبر اکرمؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: خدا نے عرش کے نیچے ایک فرشتے کو پیدا کیا اور اسے وحی کی کہ وہ پرواز کرے۔ اس فرشتے نے تیس ہزار سال پرواز کی۔ خدا نے دوبارہ حکم دیا کہ پرواز کرو۔ اس نے تیس ہزار سال اور پرواز کی، پھر اسے حکم دیا کہ اپنی پرواز کو جاری رکھ۔ اس نے تیس ہزار سال اور پرواز کی۔

فَاَوْحَی اِلَیْهِ لَوْ طِرْتَ حَتّٰی یُنْفَخُ فِی الصورِ کَذٰلِکَ لَمْ تَبْلُغِ الطَّرَفَ الثَّانِیْ مِنَ الْعَرْشِ فَقَالَ الْمَلِکُ عِنْدَ ذٰلِکَ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَبِحَمْدِهٖ

"اس کے بعد خدا نے اس کی طرف وحی کی کہ اگر تو اسرافیل کے صور پھونکنے تک پرواز کرتا رہے گا تو عرش کے دوسرے کونے تک نہیں پہنچ سکتا۔ اس وقت فرشتے نے کہا: پاک و منزہ ہے بلند مرتبہ پروردگار اور میں اس کی حمد و ستائش کرتا ہوں" (بحار الانوار: ۵۸/۳۴ حدیث ۵۴)

سید ہاشم بحرانیؒ کتاب معالم الزلفی میں لکھتے ہیں رسولؐ خدا سے روایت ہوئی ہے کہ آپ نے فرمایا: جس رات مجھے معراج پر لے گئے تو جب میں ساتویں آسمان پر پہنچا تو میں نے اسرافیل کو دیکھا جس نے اپنی پیشانی زانو پر رکھی ہوئی ہے۔ ایک پاؤں آگے اور دوسرے پاؤں کو پیچھے کھینچے ہوئے ہے۔ عرش اس کے کندھے پر اور صور اس کے منہ میں ہے اور اس میں صور پھونکنے کے لئے تیار ہے۔ اور وہ اس قدر صور پھونکنے کے لئے تیار تھا کہ میں نے یہ گمان کیا کہ وہ وہاں تک پہنچنے سے پہلے ہی پھونک دے گا۔

رسول خداؐ سے اسرافیل کے بارے میں سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا: اس کا ایک پر مشرق میں اور دوسرا پر مغرب میں ہے اس کے دو پاؤں ساتویں زمین کے نیچے ہیں۔ اور عرش اس کے سر کے اوپر ہے۔ ہر تین گھنٹے بعد خدا کی عظمت کے بارے میں فکر کرتا ہے اور اس کے خوف سے اس قدر روتا ہے کہ اس کے آنسو سمندر کی طرح بہتے ہیں۔ اگر اس کے اشک سے بنے ہوئے

سمندر کو اجازت دی جائے کہ زمین پر جاری ہو تو آسمان تک پوری فضا کو بھر دے گا۔ اس مصیبت کے باوجود کبھی کبھار اتنی انکساری دیکھتا ہے کہ چڑیا سے بھی چھوٹا ہو جاتا ہے۔

علی بن ابراہیم قمی امام باقرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: رسول خداؐ بیٹھے ہوئے تھے اور جبرائیل آپ کے پاس موجود تھا۔ اچانک اس کی نظر آسمان پر پڑی تو اس کے چہرے کا رنگ زعفران کی طرح زرد ہو گیا۔ اور فوراً رسول خداؐ کی پناہ میں چلا گیا۔

پیغمبر اکرمؐ نے اس طرف دیکھا جدھر، جبرائیل نے دیکھا تھا۔ آپ نے ایک چیز دیکھی دیکھا جس نے آسمان اور زمین کے درمیان پوری کو پر کیا ہوا ہے' وہ نیچے کو آئی ہے یہاں تک کہ زمین کے قریب پہنچ گئی، پھر اس نے پیغمبر اکرمؐ کی طرف رخ کیا اور عرض کیا: اے محمدؐ! میں خدا کی طرف سے آپ کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ میں اس لئے آیا ہوں تاکہ سوال کروں کہ بادشاہ اور رسول بننا چاہتے ہو یا بندہ اور رسول؟ جو چاہتے ہو اختیار کرو۔

رسول خداؐ نے جبرائیل کی طرف دیکھا، اس کے چہرے کا رنگ پہلی حالت پر واپس آ چکا تھا۔ اس نے عرض کیا: اے رسول خداؐ! بندہ اور رسول بننا اختیار کریں۔ رسول خداؐ نے فرمایا: میں چاہتا ہوں بندہ اور رسول بنوں۔ پھر اس فرشتے نے اپنا دایاں پاؤں بلند کیا اور دنیا کے آسمان پر رکھ دیا۔ دوسرا پاؤں اٹھایا اور دوسرے آسمان پر رکھ دیا۔ پھر دایاں پاؤں اٹھایا تیسرے آسمان پر رکھا۔ ساتویں آسمان تک ایک ایک قدم اٹھاتا چلا گیا۔ جیسے جیسے اوپر جاتا چھوٹا ہوتا جاتا یہاں تک کہ آخرکار ایک چڑیا کی مانند ہو گیا۔ اس وقت رسول خداؐ نے جبرائیل کی طرف منہ کیا اور فرمایا: میں نے تجھے دیکھا کہ تو بہت زیادہ خوف و اضطراب سے دوچار تھا۔ اور تیرا رنگ اس قدر تبدیل ہو چکا تھا کہ میں وحشت زدہ ہو گیا۔

اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے شرمندہ نہ کریں، کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ کون تھا؟ وہ اسرافیل بارگاہ الٰہی کا دربان تھا۔ جب سے خدا نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے وہ کبھی

ہے تو مجھے سکون مل گیا اور میرا رنگ ٹھیک ہو گیا۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ وہ جھکتا اوپر جاتا تھا چھوٹا ہوتا جاتا تھا؟ کوئی چیز بھی جب حق تعالیٰ کا قرب پیدا کرتی ہے وہ اس کی ہیبت اور عظمت سے چھوٹی ہو جاتی ہے۔ یہ خدا کا دربان اور مقام پروردگار سے نزدیک ترین ہے۔ اس کے سامنے ایک سرخ یاقوت کی تختی ہے۔ جب خدا تعالیٰ وحی کے ذریعے سے بات کرتا ہے یا کوئی فرمان جاری کرتا ہے تو وہ تختی اسرافیل کی پیشانی کو لگتی ہے۔ وہ اس تختی میں دیکھتا ہے، پھر ہم تک پہنچاتا ہے۔ ہم اس کے ساتھ آسمانوں اور زمین کو طے کرتے ہیں۔ وہ خدا وحدہ لاشریک کے نزدیک ترین ہے۔ میرے اور اس کے درمیان ستر نوروں کا فاصلہ ہے جن کو آنکھیں دیکھنے سے اس حد تک عاجز ہیں کہ بیان نہیں کیا جا سکتا۔ میں جو اسرافیل کے قریب ترین ہوں، میرے اور اس کے درمیان ہزار سال کا فاصلہ ہے۔

(تفسیر قمی ص۲/۲۷ بحار الانوار: ۵۹/۲۵۰ حدیث ۸ تفسیر برہان: ۲/۳۵۱ ح ۱۲)

ایک روایت کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ عرش الٰہی کو اٹھانے والے فرشتوں کا صرف یہ ورد ہے۔

قدوس الله القوی ملات عظمته السماوات والارض

''پاک اور صاحب قوت ہے وہ خدا جس کی عظمت نے آسمانوں اور زمین کو پر کر دیا ہے'' (بحار الانوار: ۵۸/۱۹ حدیث ۲۵)

امام سجادؑ صحیفہ میں ایک دعا کے ضمن میں عرض کرتے ہیں درحالانکہ وہ خدا وحدہ لا شریک کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

فلک العلو الا علی فوق کل عال ...... (صحیفہ سجادیہ دعا نمبر ۳۶)

''سب سے بڑی بلندی تیرے لئے ہے اور تو ہر بلندی سے اوپر ہے''

مؤلف کہتا ہے کہ اس مقدس وجود کو ایسے ہی ہونا چاہیے کیونکہ وہ اس کائنات کا سر چشمہ اور ہر موجود محسوس یا معقول کا خالق ہے' اس کی ذات اقدس میں کسی طرح کی کمی اور عیب کا تصور نہیں کیا جا سکتا اور وہ بطور مطلق بلند ہے' یعنی کسی شرط کے بغیر اور بغیر اس کے کہ اسے کسی چیز کے ساتھ نظر میں رکھیں اور اس کے ساتھ کسی چیز کا قیاس کریں وہ سب سے بلند تر اور با فضیلت تر ہے۔

شیخ صدوقؒ امام صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: زینب عطارہ پیغمبر اکرمؐ کی بیویوں اور بیٹیوں کے پاس آتی تھی اور انہیں عطر فروخت کرتی تھی۔ ایک دن رسول خداؐ گھر میں آئے، وہ عورت بھی وہاں موجود تھی۔ آپؐ نے اس سے فرمایا: جب بھی ہمارے پاس آتی ہو، ہمارے گھر کو معطر کر دیتی ہو۔ اس نے عرض کیا: آپ کے وجود کے عطر نے اس گھر کو خوشبودار کر رکھا ہے۔ حضرت نے فرمایا: کوشش کرو، جو جنس تم بیچتی ہو وہ اچھی اور خالص ہو، اس میں ملاوٹ نہ ہو کیونکہ کام کی اچھائی پرہیزگاری کی علامت اور آدمی کے مال و ثروت میں برکت کا سبب ہے۔ اس نے عرض کیا: اس وقت میں [illegible] کے لئے نہیں آئی بلکہ آپ کی خدمت میں آئی ہوں تا کہ خدا کی عظمت کے بارے میں سوال کروں۔ آپؐ نے فرمایا: خدا بلند مرتبہ ہے۔ میں تیرے لئے اس کی عظمت کا ایک گوشہ بیان کرتا ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا: یہ زمین اپنی ان تمام خصوصیات کے ساتھ جو اس کے اندر اور ساتھ اوپر ہیں۔ اس زمین کے مقابلے میں جو اس کے [illegible] ہے اس ایک دائرے کی مانند ہے جو ایک وسیع صحرا میں ہو اور یہ دونوں زمینیں اس زمین کے مقابلے میں جو ان کے نیچے ہے ایک دائرہ کی طرح ہے جو ایک وسیع بیابان میں ہو۔ اسی طرح ساتویں زمین تک پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔

خَلَقَ سَبعَ سَمٰوٰاتٍ وَّمِنَ الاَرضِ مِثلَھُنَّ (سورہ طلاق آیت ۱۲)

"خدا نے سات آسمانوں کو پیدا کیا اور اسی تعداد میں زمینوں کو"

اور یہ سات زمینیں ان تمام چیزوں کے ساتھ جو ان کے اندر اور باہر ہیں۔ مرغے کی پشت پر ہیں اور یہ سب اس مرغ کے برابر اس طرح ہیں جیسے ایک وسیع بیابان میں دائرہ ہو۔ مرغ کے دو پر ہیں ایک مشرق میں اور دوسرا مغرب میں! اور اس کے دونوں پاؤں کے درمیان بھی اتنا ہی فاصلہ ہے۔ یہ سات زمینیں اور مرغ ان تمام چیزوں کے ساتھ جو ان کے باہر اور اندر ہے، ایک چٹان کے اوپر ہیں۔ یہ سب اس چٹان کے مقابلے میں اس ایک دائرے کی مانند ہے جو ایک وسیع بیابان میں ہو۔ یہ سات زمینیں، مرغ، اور چٹان ان تمام چیزوں کے ساتھ جو ان کے

ایک دائرے کی طرح ہیں۔ سات زمینیں، مرغ، چٹان، اور ان کو ایک تاریک سمندر نے احاطہ کر
رکھا ہے، اور یہ تمام چیزیں اس سمندر کے مقابلے میں وسیع بیابان میں ایک دائرے کی طرح ہیں۔ یہ سات زمینیں، مرغ، چٹان، مچھلی اور تاریک سمندر کو ہوا نے احاطہ کیا ہوا ہے۔ اور یہ تمام چیزیں اس ہوا کے مقابلے میں وسیع بیابان میں ایک دائرے کی مانند ہیں اور یہ سات زمینیں، مرغ، مچھلی، چٹان، تاریک سمندر اور ہوا ثرای یعنی زمین کا نچلے طبقے کے مقابلے وسیع بیابان میں ایک دائرے کی مانند ہیں پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔

لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى

(سورہ طٰہٰ آیت ۶)

"جو کچھ آسمانوں اور زمین میں اور ان کے درمیان اور زمین کے نیچے ہے وہ سب کچھ اس کے لئے ہے"

جب حضرت کا کلام اس جگہ پر پہنچا تو آپ نے تھوڑی دیر کے لئے سکوت کیا اور پھر فرمایا: یہ سات زمینیں، مرغا، چٹان، مچھلی تاریک سمندر، ہوا اور ثری اپنی ان تمام چیزوں کے ساتھ جو ان کے بارے میں کہی جا چکی ہیں۔ دنیا کے آسمان کے مقابلے میں اس دائرہ کی طرح ہیں جو ایک وسیع بیابان میں ہو۔ یہ تمام چیزیں اور دنیا کا آسمان اپنی تمام اندرونی و بیرونی چیزوں کے ساتھ بعد والے آسمان کی نسبت ایسے ہیں جیسے وسیع بیابان میں ایک دائرہ ہو۔ اور وہ تمام چیزیں ان دو آسمانوں کے ساتھ تیسرے آسمان کے مقابلے میں ایسے ہیں جیسے وسیع بیابان میں ایک دائرہ ہو۔ اسی طرح ساتویں آسمان تک۔ اور یہ تمام آسمان اپنی تمام اندرونی و بیرونی چیزوں کے ساتھ اس سمندر کے مقابلے میں جسے اہل زمین سے دور رکھا گیا ہے، ایسے ہیں جیسے وسیع بیابان میں ایک دائرہ ہو۔ اور پھر یہ تمام چیزیں برفانی پہاڑوں کے مقابلے میں ایسے ہیں جیسے وسیع میدان میں ایک دائرہ ہو۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی۔

وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ جِبَالٍ فِيهَا مِنْ بَرَدٍ (سورہ نور آیت ۴۳)

"آسمان کے پہاڑوں سے برف گرتی ہے"

اور یہ تمام سات آسمان سمندر اور پہاڑوں کے ساتھ نور کے حجابوں کے مقابلے میں اس دائرہ کی طرح ہیں جو ایک وسیع میدان میں ہو۔اور وہ ستر حجاب جن کا نور آنکھوں کو چندھیا دیتا ہے۔اور وہ سات آسمان، سمندر، پہاڑوں اور حجابوں کی نسبتاً اس ہوا کے مقابلے میں جو دلوں کو حیرت زدہ کر دیتی ہے ایسے ہے جیسے وسیع بیابان میں ایک دائرہ ہو۔اور یہ تمام چیزیں کرسی کے مقابلے میں ایسے ہیں جیسے وسیع بیابان میں ایک دائرہ ہو۔پھر آپؑ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا يَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ

(سورہ بقرہ آیت ۲۵۵)

"اس کی کرسی تمام آسمانوں اور زمین سے وسیع ہے اور ان دونوں کی حفاظت اسے تھکاتی نہیں ہے"

پھر یہ تمام چیزیں جو بیان کی گئی ہیں۔خدا کے عرش کے مقابلے میں ایسے ہیں جیسے وسیع بیابان میں ایک دائرہ ہو۔پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔

اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى (سورہ طٰہٰ آیت ۵)

"مہربان خدا عرش پر بلند ہوا"

فرشتے اس عرش کو کندھوں پر اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتے مگر "لا الہ الا اللہ" اور "لاحول ولاقوۃ الا باللہ" کہنے کے ساتھ۔(التوحید ص ۲۷۵ حدیث ا، بحار الانوار: ۶۰/۸۳ حدیث ۱۰)

مؤلف فرماتے ہیں کہ حدیث میں جس مرغ اور مچھلی کا ذکر ہوا ہے جو زمین کے نیچے ہیں، آج کی سائنسی تحقیق ظاہراً اس کے خلاف ہے۔کیونکہ آج کے انسانی علم کے مطابق جتنی تحقیق ہوئی ہے اس سے اس چیز کا علم نہیں ہوا۔لیکن یہ چیزیں حدیث کے معتبر ہونے سے منافات نہیں رکھتی۔کیونکہ ممکن ہے کہ ان چیزوں کا عقلی معانی کیا جائے اور کہا جائے کہ یہ چیزیں دراصل ان غیر مادی طاقتوں کی طرف کنایہ اور اشارہ کرتی ہیں جو طبعی طاقتوں اور قوتوں پر غالب اور حاوی ہیں۔

شیخ صدوقؒ جابر ابن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں: میں نے امام باقرؑ

افعیینا بالخلق الاول بل ہم فی لبس من خلق جدید (سورہ ق آیت ۱۵)

"کیا ہم پہلی خلقت سے عاجز آچکے ہیں کہ وہ خلقت جدید میں شک کرتے ہیں"

امامؑ نے فرمایا: اے جابر! جب خدا اس خلقت اور اس جہان کو ختم کردے گا اور اہل بہشت کو بہشت میں اور اہل جہنم کو جہنم میں داخل کردے گا تو اس جہان کے علاوہ ایک اور جہان پیدا کرے گا، اس میں مخلوقات کو پیدا کرے گا جو اس میں رہیں گی۔ اس آسمان کے علاوہ ایک او آسمان پیدا کرے گا' جو ان پر سایہ کرے گا۔ گویا تیرے خیال میں خدا نے صرف یہی جہان پیدا کی ہے۔ اور تیرے گمان میں تمہارے علاوہ اور کوئی بشر پیدا ہی نہیں کیا۔ خدا کی قسم خدا نے ہزار ہزار جہان اور ہزار ہزار آدم پیدا کیے ہیں۔ تو ان جہانوں اور آدموں میں سے آخری ہے۔ (الخصال: ج ۶۵۲ حدیث ۵۴ التوحید ص ۲۷۷ حدیث ۲ بحار الانوار: ۵۷/۳۲۱)

شیخ صدوقؒ زید بن وہب سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے: میں نے امیر المومنینؑ سے خدا تعالیٰ کی قدرت کے متعلق سوال کیا۔ آپ نے ایک خطبہ دیا اور حمد و ثناء الٰہی کے بعد فرمایا: خدا تعالیٰ نے ایسے فرشتے پیدا کیے ہیں کہ اگر ان میں سے ایک نیچے اترے تو زمین میں اتنی گنجائش نہیں ہے کہ وہ اس میں پورا آسکے، کیونکہ اس کا وجود اور خلقت بہت عظیم ہے۔ اور خدا نے ایسے فرشتے پیدا کیے ہیں، کہ اگر انسان اور جن ان کے اوصاف بیان کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے کیونکہ ان کے اعضاء حد سے بڑے اور انتہائی خوبصورت ہیں، کسی طرح اس فرشتے کا وصف بیان کیا جا سکتا ہے جس کے کندھے اور کان کے نیچے کی طرف والے نرم گوشت کے درمیان سات سو سال راہ کا فاصلہ ہے اور ایسے بھی خدا نے فرشتے پیدا کیے ہیں جو اپنے ایک پر سے نہ کہ پورے بدن سے آسمان کے کناروں کو پر کر دیتے ہیں۔ اور ایسے فرشتے بھی ہیں کہ یہ سارے آسمان ان کی کمر تک آتے ہیں۔ ایسے فرشتے بھی اس نے پیدا کیے ہیں کہ ان کے قدم فضا میں کسی جگہ ٹھہرے ہوئے نہیں ہیں۔ یہ تمام زمینیں ان کے زانو تک آتی ہیں۔ ایسے فرشتے بھی ہیں کہ اگر تمام پانیوں کو ان کے انگوٹھے کی گودی میں رکھ جائے تو پورے آجائیں گے۔ اس کے ایسے بھی فرشتے ہیں کہ اگر کشتیوں کو ان کے آنسوؤں میں ڈالا جائے تو بڑی دیر تک چل سکتی ہیں۔ اور پاک و بلند مرتبہ ہے وہ خدا جو بہترین خلق کرنے والا ہے۔

(التوحید ص ۲۷۷ حدیث ۳، الخصال ص ۴۰۰ حدیث ۱۰۹، بحارالانوار: ۵۹/۱۷۸ حدیث ۳ تفسیر برہان: ۳/۱۴۳)

شیخ صدوقؒ پیغمبر اکرمؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: خدا کے ایسے فرشتے ہیں کہ ان کے بدن کا ہر جز اور ہر حصہ مختلف آوازوں میں خدا کی حمد و ثناء کرتا ہے۔ اپنے سر کو آسمان کی طرف بلند کرتے ہیں۔ اور اپنے قدموں کی طرف نیچے کرتے ہیں۔ کیونکہ ہیبت الٰہی سے ڈرتے ہیں اور بہت زیادہ گریہ کرتے ہیں۔

(التوحید ص ۲۸۰ حدیث ۶ بحارالانوار: ۵۹/۱۸۲ حدیث ۲۲ تفسیر برہان: ۳/۱۴۲ حدیث ۴)

شیخ صدوقؒ امام صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ایک بلند مرتبہ فرشتہ اپنی جگہ پر موجود تھا۔ ایک دن ذات پروردگار کے متعلق گفتگو کر رہا تھا۔ اس کے بعد وہ غائب ہو گیا اور معلوم نہیں ہوا کہ کہاں گیا اور اب کہاں ہے؟

(التوحید ص ۴۵۸ حدیث ۱۹ المحاسن ص ۱۸۷ حدیث ۲۱۹ بحارالانوار: ۳/۲۶۵ حدیث ۲۸)

فرشتے ہی فرشتے

شیخ صدوقؒ سید الساجدینؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: خدا نے عرش کو چوتھے نمبر پر پیدا کیا ہے۔ اس سے پہلے ہوا، قلم اور نور کو پیدا کیا ہے۔ اس کے بعد مختلف قسم کے نوروں سے عرش کو پیدا کیا۔ ان نوروں میں سے ایک سبز نور ہے۔ اور ہر سبز رنگ چیز کا سبز رنگ اس سے ہے۔ ایک اور نور زرد رنگ کا ہے۔ ہر چیز کی زردی اس سے ہے' ایک اور نور سرخ رنگ کا ہے۔ ہر چیز کی سرخی اس سے ہے۔ پھر اسے ستر طبقوں والا بنایا۔ اس کے ہر طبقے کی موٹائی عرش کے شروع سے لے کر زمین کے آخری اور نچلے مرتبے تک ہے۔ ہر ایک طبقہ مختلف آوازوں اور مختلف زبانوں کے ساتھ خدا کی حمد و ثناء کرتا ہے۔ اس کی تسبیح و تقدیس کرتا ہے۔ ان طبقات میں سے کسی ایک کی آواز کو نیچے پہنچانے کی اجازت دی جائے تو پہاڑوں، شہروں اور قلعوں کو ویران کر کے رکھ دے گی، پہاڑ نیچے چلیں جائیں گے اور عرش کے نیچے جو چیزیں ہیں، سب کی سب تباہ ہو جائیں گی۔ اس عرش کے سات رکن اور ستون ہیں۔ ہر ستون کے پاس اس قدر فرشتے جمع ہیں کہ ان کی تعداد سوائے خدا کے

[illegible]

درمیان جبروت، کبریاء عظمت، قدس، رحمت اور علم کے پردے موجود ہیں۔ اور ان پردوں کے پیچھے جو کچھ ہے اس کے متعلق گفتگو کی مجال نہیں ہے اور اس کی توصیف ممکن نہیں ہے۔

(التوحید ص ۳۲۵ حدیث ا بحار الانوار: ۵۸/ ۲۵ حدیث ۴۲)

نور حجاب

شیخ صدوقؒ عاصم بن حمید سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے: میں نے امام صادقؑ سے دوسرے لوگوں کی اس روایت کے بارے میں سوال کیا جو خدا کو دیکھنے کے متعلق ہے۔ آپ نے فرمایا: سورج، کرسی کے نور کے سترویں جزء کا ایک جزء ہے۔ اور عرش نور حجاب کے سترویں جزء کا ایک جزء ہے اور حجاب نور ستر کے سترویں جزء کا ایک جزء ہے۔ اگر یہ لوگ سچ کہتے ہیں تو اپنی آنکھوں کو سورج سے اس وقت پر کریں (یعنی اس کی طرف اچھی طرح دیکھیں) جب اس کے آگے بادل نہ ہوں۔

(التوحید ص ۱۰۸ حدیث ۳، بحار الانوار: ۴/ ۴۴ حدیث ۲۲)

نور عظمت

شیخ صدوقؒ حضرت رضاؑ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

لما اسری بی الی السماء بلغ بی جبرائیل مکانا لم یطأه جبرائیل قط فکشف لی فارانی الله عزّ وجلّ من نور عظمته ما احب

"جب مجھے آسمان کی سیر کرائی گئی تو جبرائیلؑ مجھے اس جگہ پر لے گیا جہاں اس نے کبھی قدم نہ رکھا تھا۔ اس وقت میرے سامنے سے پردے ہٹ گئے۔ اور خدا نے اپنی پسند کے مطابق مجھے اپنی عظمت کا نور دکھلایا"

(التوحید ص ۱۰۸ حدیث ۴ بحار الانوار: ۴/ ۳۸ حدیث ۱۵)

مؤلف فرماتے ہیں کہ شارحین نے اس حدیث کی شرح میں بہت سی گفتگو کی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ پروردگار کے حق میں حجاب اور پردہ محال ہے، اور اس کا فرض بندوں کے لحاظ سے ممکن نہیں ہے۔ اس مطلب کی تحقیق کے لئے یہ کہنا ضروری ہے کہ جو کوئی خدا کی طرف جانا چاہتا

ہے تو اسے مراحل طے کرنے پڑیں گے اور بہت سے مقامات سے گذرنا پڑے گا۔ اس تک پہنچنے کے لئے ہر مقام پہنچنے والے کے لئے حجاب ہے۔ اور وہ مقامات مراتب اور ختم نہ ہونے والے درجات رکھتے ہیں۔ ان درجات کو ستر ہزار درجات میں محدود کرنا ایک ایسی چیز ہے کہ جسے نور نبوت کے سوا سمجھا نہیں جاسکتا۔ اور یا یہ کہ ستر کے عدد سے زیادہ معانی کا ارادہ کیا گیا ہے۔ اور یہ جو روایت میں سبحات کا لفظ آیا ہے۔ زمخشری اس کے بارے میں کتاب فائق میں لکھتا ہے کہ سبحات جمع ہے سبحہ کی، جیسے غرفات جمع ہے غرفہ کی۔ اور اس سے مراد وہ نور ہیں کہ فرشتے جب ان کو دیکھتے ہیں تو خدا کی تسبیح اور تہلیل کرنے لگ جاتے ہیں اور خدا کے جلال اور عظمت سے خوف اور ہیبت کا احساس کرتے ہیں۔ زمخشری کے علاوہ ایک دوسرا شخص کہتا ہے کہ سبحات سے مراد خدا کی عظمت کی زیبائی اور خوبصورتی ہے، کیونکہ جب تو اس کی وجہ اور ذات کی عظمت کو دیکھے گا تو کہے گا (سبحان اللہ) اور وجہ سے مراد اس کی بے مثال ذات ہے۔ اور یہ جو جملہ روایت میں آیا ہے (بما انتہی الیہ بصرہ) یعنی جہاں تک وہ دیکھ سکتا ہے۔ جس سے مراد مخلوقات ہیں۔ کیونکہ اس کی بینائی اور دیکھنا تمام مخلوقات کا احاطہ رکھتی ہے یعنی اگر اس کے دیکھنے سے جو چیز مانع ہے ختم ہو جائے تو اس کا نور اور ہیبت تمام مخلوقات کو جلا کر رکھ دے گی۔ کیونکہ مخلوقات ایک ضعیف مادہ سے مرکب ہیں جیسے کہ پہاڑ جل کر راکھ ہو گیا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔ (بحار الانوار: ص ۵۸/۴۵)

حجابوں کے راستے

شیخ صدوق زید بن وہب سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے: میں نے امیر المومنینؑ سے حجابوں کے بارے میں سوال کیا: امامؑ نے فرمایا: ان میں سے پہلا حجاب خود سات حجاب ہیں جن میں سے ہر ایک کی ضخامت اور موٹائی پانچ سو سال کا راستہ ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک کے درمیان بھی پانچ سو سال راہ کا فاصلہ ہے۔ دوسرا حجاب پھر ستر حجاب ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے اور ہر حجاب کے پاس ستر ہزار حجاب دار فرشتے ہیں۔ ان فرشتوں میں سے ہر ایک فرشتے کی طاقت تمام انسانوں اور جنوں سے زیادہ ہے۔ ہر ایک حجاب کی

بادل سے، کوئی بجلی سے، کوئی بارش سے، کوئی گرج سے، کوئی روشنائی سے، کوئی پہاڑ سے، کوئی گردو غبار سے اور کوئی پانی سے، ہر ایک حجاب کی ضخامت ستر ہزار سال کی سیر کی راہ ہے، اس کے بعد سرا وقات جلال ہے۔ اور وہ ساتھ سرادق ہیں۔ یعنی خیمے ہیں۔ ہر سرادق میں ستر ہزار فرشتے ہیں۔ ہر ایک سرادق کا دوسرے سرادق سے پانچ سو سال کے راہ کا فاصلہ ہے۔ اس کے بعد سرادق عزت، سرادق کبریاء، سرادق عظمت، سرادق قدس، سرادق جبروت، سرادق فخر، سرادق نور سفید اور سرادق واحدانیت ہے۔ اور یہ ستر ہزار، ضرب ستر ہزار سال مسیر کے راستے کے برابر ہے۔ اس کے بعد حجاب اعلیٰ اور برتر ہے۔ جب حضرت اس کلام تک پہنچے تو آپ چپ ہو گئے۔ عمر کہتا ہے: ایسا دن نہ آئے کہ جس میں میں تو باقی ہوں اور آپ کو نہ پاؤں۔

(الخصال ص ۱۰۲ ذیل حدیث ۱۰۹ التوحید ص ۱۰۹ التوحید ص ۲۰۱ بحار الانوار: ۵۸/ ۳۹ حدیث ا روضۃ الواعظین ص ۴۵)

جمال الٰہی

ایک حدیث کے ضمن میں وارد ہوا ہے کہ جبرائیلؑ نے کہا:

لله دون العرش سبعون حجابا لو دنونا من احدها لا حرقتنا سبحات وجه ربنا

"ذات باری تعالیٰ کے لئے عرش کے پیچھے ستر پردے ہیں، اگر ہم ان میں سے ایک کے قریب جائیں تو جمال پروردگار کے انوار ہمیں جلا کر رکھ دیں گے"

(بحار الانوار: ۵۸/ ۴۵ سطر ۳)

حدیث قدسی میں خدا تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

الكبرياء ردائي والعظمة ازاري

"بزرگی اور عظمت ایسے لباس ہیں کہ وجود مقدس حق تعالیٰ ہی کو زیب دیتے ہیں"

(بحار الانوار: ۱/ ۱۵۲)

امام سجادؑ کی عاجزی

مؤلف فرماتے ہیں بعض اہل عرفان سے نقل ہوا ہے کہ بزرگی اور عظمت دو ایسی صفات

ہیں جو ذات پروردگار کے ساتھ اختصاص رکھتے ہیں۔ اور روایت میں کبریائی اور عظمت کی رداء اور ازار کے ساتھ جو مثال دی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ مخلوقات میں سے کوئی بھی ان دو صفات میں میرے ساتھ شریک نہیں ہے۔ جیسے کہ انسان اپنی ازار اور رداء کے پہننے میں کسی کے ساتھ شرکت نہیں رکھتا۔ اور یہ عربی کلام کے مجازات میں سے ایک مجاز ہے۔ اور ایسی صفت کی طرف اشارہ ہے جو ہمیشہ اس کے ساتھ ہے۔ جیسے کہ مثال کے طور پر کہتے ہیں۔

شعار فلان الزهد و لباسه التقوی

"یعنی فلاں شخص نے زہد اور تقویٰ کا لباس پہنا ہے"

اور اس مثال میں جو رداء اور ازار ہے یہ اشارہ ہے اسی معنی کی طرف کہ یہ دو صفات مثلاً رحمت اور کرم کی طرح نہیں ہیں کہ جو مجازی طور پر دوسروں میں بھی استعمال ہوتی ہیں۔ بلکہ یہ دو صفات یعنی کبریائی اور عظمت پروردگار عالم کے ساتھ مخصوص ہیں۔ اور جس حدیث میں یہ فرماتے ہیں:

العز رداء الله والكبرياء ازاره

"عزت خدا کی رداء ہے اور اس کی کبریائی اس کی ازار ہے"

اس کی توجیہ اور وضاحت بھی سابقہ حدیث کی طرح ہے۔

ذاکرین کے مناجات میں حضرت سید الساجدینؑ عرض کرتے ہیں:

الهی لولا الواجب من قبول امرک لنزهتک من ذکری اياک علی ان ذکری لک بقدری لا بقدرک

"اے پروردگار! میں جو تجھے یاد کرتا ہوں، یہ اس فرمان کی وجہ سے ہے جو تیری طرف سے صادر ہوا ہے"

کہ تو نے قرآن میں فرمایا ہے۔ (اُذْكُرُوْنِیْ) "مجھے یاد کرو" اگر مجھ پر اس فرمان کی اطاعت واجب نہ ہوتی تو میں تیری ذات مقدس کو اپنے ذکر اور یاد کرنے سے منزہ اور برتر

تیری عظمت کے مطابق یاد کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ (بحارالانوار: ۹۴/۱۵۱)

نیز امام سجادؑ کی بعض دعاؤں میں وارد ہوا ہے۔

عجزت عن نعته اوهام الواصفين

"وصف بیان کرنے والوں کی فکریں اور اوہام تیری صفات اور عظمت کو بیان کرنے سے عاجز ہیں"

اور یہ بات واضح ہے کہ جس چیز کے لئے بھی مثل اور مانند ہے یا اس کے مساوی کوئی شکل وصورت پیدا ہوسکتی ہے وہ ایک ایسی چیز ہے جس کی ماہیت ہے اور خدا ایسی ذات ہے جس کے لئے ماہیت نہیں ہے اور کوئی بے نیاز ذات اس کی مانند موجود نہیں ہے۔ امام سجادؑ سے نقل ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا:

لا احصى ثناء عليك انت كما اثنيت على نفسك

"میں تیری مدح وتوصیف سے عاجز ہوں۔ تو اسی طرح ہے جیسے تو نے خود اپنی ثناء اور توصیف کی ہے" (بحارالانوار: ۹۰/۲۶۷ سطر آخر)

امیرالمومنین سے روایت وارد ہوئی ہے کہ آپ نے فرمایا:

هو فوق مايصفه الواصفون

"وہ ذات وصف بیان کرنے والوں کی توصیف سے بلند تر ہے"

"الواصفون" الف لام کے ساتھ استعمال ہوا ہے اس لئے یہ عموم کا فائدہ دیتا ہے یعنی تمام توصیف کرنے والوں کو شامل ہے اور ہم دعائے جوشن کبیر میں پڑھتے ہیں:

يا من فى السماء عظمته

"اے وہ ذات جس کی عظمت کے آثار آسمان میں ظاہر ہیں"

بعض اہل عرفان کہتے ہیں کہ آسمان مختلف جہات سے خدا کی عظمت پر ایک بہترین دلیل ہے۔ وسعت اور ضخامت کے لحاظ سے۔ بے شک یہ سورج جو دور سے ایک سنگترے کی شکل میں دیکھتے ہو، یا زمین جو کئی کرات کے برابر ہے۔ جیسا کہ علم ہیئت میں بیان ہوا ہے۔ پس جب

سورج کی یہ صورت حال ہے تو یہ سورج جس نظام شمسی (جسے منظومہ کہا جاتا ہے) میں موجود ہے اس کے متعلق تیرا کیا خیال ہے؟ پھر وہ کہکشاں کہ نظام شمسی جن کی ایک جز ہے کے بارے میں آپ کا کیا گمان ہے؟ بالآخر اس گول آسمان کے متعلق تمہارا کیا گمان ہے؟ آسمان اپنی برقراری، پائیداری اور وجود کے لحاظ سے اور اسی طرح فعالیت و حرکت کے اعتبار سے خدا کی عظمت پر دلیل ہے۔ اور اس جہت سے کہ اس کے مقابلے اور ضد میں کوئی ایسا وجود نہیں ہے، جو تمام کرات کے درمیان ناہماہنگی اور فساد کا موجب بنے، اور اس لحاظ سے کہ ان کرات اور نظام شمسی کا اتنا زیادہ نور ہے کہ کبھی ختم نہیں ہوتا، اور فرشتوں کی کثرت کے لحاظ سے جو آسمان میں موجود ہیں۔ اس بارے میں پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا ہے۔

"آسمان میں ہر طرف سے آوازیں آتی ہیں اور آسمان اس لائق ہے کہ اس میں اس طرح کی آوازیں ہوں۔ آسمان میں کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں قدم رکھا جائے تو وہاں پر کوئی فرشتہ رکوع یا سجدے کی حالت میں موجود نہ ہو"

اور پھر اوپر والے کرات کا آسمان کے نیچے والے کرات پر اثر انداز ہونے کے لحاظ سے اور خاص کر ان کی سرعت، حرکت اور مخصوص ہم سے قریبی کرات کی سرعت حرکت کے لحاظ سے پس یہ سب چیزیں خدا کی عظمت پر دلیل ہیں۔

کیونکہ کہا گیا ہے کہ کرات سماوی ہر سیکنڈ میں ایک ہزار سات سو تیس فرسخ یا دو ہزار چار سو فرسخ کی رفتار میں اپنے مدار میں حرکت کرتے ہیں۔ خدا بہتر جانتا ہے اپنی مخلوق کے بارے میں اور اس کی حرکت کے متعلق، پھر ہمیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ خدا کی معرفت سے صرف یہ مقصود ہے کہ ہم اس کے وجود کو ثابت کریں اور اس کی ہستی کو اس کے وجود کے ساتھ قائم کیے جائیں، اور یہی بات کہ اس کی ذات کی کیفیت اور صفات کی حقیقت تک رسائی، تو یہ ایک محال کام ہے۔

مطلب کی وضاحت: کسی چیز کو تین طریقوں سے جانا جا سکتا ہے۔

(۱) اس کے مشاہدہ کے ساتھ اور اس کے پہچاننے والے کے نزدیک حاضر ہونے کے

کو ختم کردے، اور یہ چیز انبیاء اور ائمہ میں سے کسی کو بھی حاصل نہیں ہے۔ جب ان

ہستیوں کے لئے حاصل نہیں ہے تو جو ممکنات ان سے بھی ضعیف تر اور کمزور تر ہیں بلکہ قابل قیاس ہی نہیں ہیں ان کے لئے کیسے ممکن ہو سکتی ہے۔

(۴) اس چیز کی علتوں اور اسباب کو جاننے سے، اس طریقے کو "برہان لمی" کہا جاتا ہے جیسے کہ سبزواری کہتا ہے برہان کی دو قسمیں ہیں۔

برهانانا بالانّ واللّم قسم

علم من العلة بالمعلول لم

وعكسه ان ولم اسبق

وهو باعطاء اليقين اوثق

"ہمارے پاس دو برہان ہیں انی اور لمی، برہان لمی میں علت سے معلول کے بارے میں علم حاصل ہوتا ہے اور برہان انی اس کا عکس ہے۔ معلول سے علت تک پہنچتے ہیں۔ برہان لمی کے ذریعے سے یقین اور اطمینان زیادہ پیدا ہوتا ہے"

بعض اہل تحقیق کہتے ہیں کہ برہان لمی بارگاہ مقدس پروردگار میں کوئی اثر نہیں رکھتی، کیونکہ خدا کا وجود بسیط محض ہے۔ یعنی کسی طرح کی ترکیب ذہنی یا خارجی اس کے لئے قابل تصور نہیں ہے، کیونکہ ترکیب کی صورت میں مرکب کے اجزاء میں سے ہر جزء کو حد اور کسی اندازہ میں محدود ہونا چاہیے تاکہ وہ اجزاء ایک دوسرے سے جدا اور ممتاز ہو سکیں، درحالانکہ کہ خدا محدود نہیں ہے بلکہ وہ تو خود واجب الوجود ہے اور دیگر تمام ممکنات کو وجود بخشنے والا ہے۔ تمام آثار اس کی ذات کی طرف منتہی ہوتے ہیں۔ کسی قسم کا فاعل اور موثر اس کی ذات سے باہر نہیں ہے اور کسی طرح کا سبب اس کی ذات کے اندر سے بھی نہیں ہے، بلکہ اس کا مرتبہ ان مطالب سے عالی اور بلند تر ہے۔ اسی وجہ سے ہمارے بعض اساتذہ نے اس طریقے کو محال قرار دیا ہے۔ ہم نے اس بارے میں اپنی کتاب دلائل الحق میں مفصل بحث کی ہے۔ خدا سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اس کتاب کو چھاپنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(۳) معرفت کے تیسرے طریقے کا نام برہان انی ہے، اور اس میں معلول کی معرفت اور پہچان کے ذریعے علت تک پہچا جاتا ہے۔اس طریقے سے جو علم حاصل ہوتا ہے وہ ناقص ہوتا ہے اور اس کے ذریعے سے ذات معلوم کی خصوصیات کو پہچانا نہیں جاسکتا۔ کیونکہ اس طریقے سے جو استفادہ کیا جاسکتا ہے اس کی انتہاء یہ ہے کہ یہ کہا جائے ہم جب اس جہان اور جو کچھ اس میں پیدا ہوا ہے اور ان کی حرکتوں میں غوروفکر کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ان تمام چیزوں کو کوئی پیدا کرنے والا ہے۔جس کے وجود کے سبب یہ کائنات قائم ہے جو کہ وہ وجود ازلی ہے یعنی اس کے لئے ابتداء نہیں ہے۔وہ وحدہ لا شریک ہے وہ دانا اور طاقتور وتوانا ہے۔وہ اچھی صفات کے ساتھ متصف ہے۔بلندی، عظمت اور کبریائی صرف اسی کو زیب دیتی ہے۔

اس طریقے سے کمزور اور ضعیف علم حاصل ہوتا ہے جو یقین کے ساتھ ملا ہوا نہیں ہے۔اس طرح کہ اگر آپ تھوڑے سے بھی شبہ میں پڑ گئے تو راہ نجات حاصل نہیں کرسکتے، اور یہ اس چیز کے خلاف ہے جو حضرت ابراہیمؑ کے لئے حاصل ہوئی تھی، کیونکہ ابراہیمؑ کو جو علم حاصل ہوا تھا وہ ثابت، یقینی قطعی اور محکم تھا۔اس حد تک کہ جب ان کو منجنیق کے ذریعے سے آگ میں ڈالا جارہا تھا، تو ابھی آسمان اور زمین کے درمیان تھے کہ جبرائیل ان کے پاس آئے اور کہا: کیا آپ کی کوئی حاجت اور خواہش ہے؟ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا: مجھے کوئی حاجت اور ضرورت نہیں ہے۔(بحارالانوار:۱۲/۳۶ حدیث۱۴)

ابراہیمؑ نے جو اس مشکل وقت میں جبرائیل کو واپس بھیج دیا، اور مکمل اس کی امید اور پناہ وسہارا خدا اس لئے تھا کہ ابراہیمؑ تمام موجودات کو خدا کا محتاج سمجھتے تھے اور سب مخلوقات کو بارگاہ الٰہی میں خاضع اور خاشع اور اس کی قدرت کے سامنے سرنگوں دیکھتے تھے اور اس ذات کے علاوہ کوئی پناہ اور پناہ گاہ اور مستقل موجود ان کی نظر میں نہ تھا۔

محتاج نہیں ہے۔لیکن فقیر اپنے وجود میں دوسرے کا محتاج ہوتا ہے۔اگر غنی موجود ہو تو کوئی مشکل
پیش نہیں آئے گی اور مطلوب ومقصود حاصل ہے، اور اگر غنی موجود نہ ہو، تو فقیر کا وجود محال ہو
جائے گا۔یہ جو ہم دیکھتے ہیں کہ موجودات میں فقیر موجود ہیں، اس سے سمجھ جائیں گے کہ یقیناً غنی
موجود ہے اور یہ ایک ایسا عقلی حکم ہے کہ جو قابل تخصیص نہیں ہے، کیونکہ یہ بات واضح اور روشن
ہے کہ جس چیز کا وجود عارضی ہے وہ ایک ایسے وجود کی طرف منتہی ہے جس کا وجود ذاتی ہے اور جس
چیز کا وجود خود اپنا نہیں ہے کسی ایسے وجود کی طرف منتہی ہوتا ہے جس کا وجود اس کا اپنا ہے اور یہی
وجہ ہے کہ ابراہیمؑ نے غیر خالق سے آنکھ بند کرلی۔

اس مطلب پر قرآن اور روایات میں کثرت سے شواہد موجود ہیں۔جن کو ہم کتاب ''دلائل الحق'' میں ذکر کر چکے ہیں۔پس واضح ہوگیا کہ ذات پروردگار کی حقیقت کو جاننا اور اس کی صفات کمالیہ کی معرفت حاصل کرنا ایک ایسا امر ہے جس کا حصول غیر ممکن ہے، اور اس طرف فکر و عقل کے لئے کوئی راستہ اور مجال نہیں ہے۔(بحارالانوار:۳/۱۳۵)

اس ناتوانی میں مقرب فرشتے اور پیغمبران مرسل اور آئمہ طاہرین علیہم السلام سب برابر ہیں۔
جیسے کہ خدا کی مخلوق میں سے سب سے زیادہ خدا کے ساتھ معرفت رکھنے والی ہستی کہتی
ہوئی نظر آتی ہے۔

سبحانک ما عرفناک حق معرفتک

''اے خدا! تو پاک ومنزہ ہے جیسے تیری معرفت کا حق ہے ہم تجھے پہچان نہیں سکے''

نیز فرماتے ہیں۔

ان اللہ احتجب عن العقول کما احتجب عن الابصار وان الملاء الاعلیٰ یطلبونہ کما انتم تطلبونہ

''جس طرح خدا کو آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں اسی طرح عقلیں بھی اس کا ادراک نہیں کرسکتیں۔بے شک اوپر رہنے والی مخلوقات بھی اسی طرح اس کی جستجو کرتی ہیں جس طرح تم اس کی جستجو میں رہتے ہو''

پس اگر کوئی یہ کہتا ہوا نظر آئے کہ وہ خدا کی ذات مقدس کی حقیقت اور کنہ تک پہنچ گیا ہے تو اس کی بات کا اعتبار نہ کرو، بلکہ اس کے منہ میں خاک ڈالو کیونکہ وہ گمراہ، فریب خوردہ، جھوٹا اور بہتان باندھ رہا ہے۔ کیونکہ یہ امر اس سے بالاتر، رفیع تر اور پاک تر ہے کہ کسی بشر کے ذہن و فکر میں خطور کر سکے۔ اور وہ جو وہم و خیال اور فکر میں نقشہ بنتا ہے اور بلند مرتبہ اہل دانش و علم اس کا تصور کرتے ہیں وہ حرم کبریائی سے میلوں دور ہے اور کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

واللہ لا موسٰی ولا عیسٰی المسیح ولا محمد علموا ولا جبریل وھو الی محل القدس یصعد کلا ولا النفس البسیطہ لا، ولا العقل المجرد من کنہ ذاتک غیر الک واحدی الذات سرمد

"خدا کی قسم نہ موسیٰ" نہ عیسیٰ مسیح اور نہ محمد جانتے ہیں اور نہ ہی اس ذات کو جبرائیل جان سکا جو مقام قدس تک پہنچا نفس بسیط اور عقل مجرد بھی اس کی ذات کی کنہ اور حقیقت کو درک کرنے سے قاصر ہیں ہرگز اس کی ذات کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتے۔ سوائے اس کے کہ وہ اتنا جانیں گے کہ اس کا وجود بے مثال بے نظیر اور سرمد ہے کہ جس کے لئے ابتداء اور انتہا نہیں ہے۔"

ایک فارسی شاعر کہتا ہے۔

ای برون از وہم و قال و قیل من
خاک بر فرق من و تمثیل من

"اے وہ ذات جو میرے وہم اور قال وقیل سے باہر ہے۔ خاک میرے فرق بیان کرنے اور مثال دینے پر"

ایک دوسرا شاعر کہتا ہے:

کس ندانست کہ منزلگہ معشوق کجاست
آن قدر ہست کہ بانگ جرسی می آید

آواز آتی ہے"

بعض روایات میں فرماتے ہیں:

إِنَّ الْمَلَاءَ الْأَعْلَىٰ يَطْلُبُونَهُ كَمَا أَنْتُمْ تَطْلُبُونَ وَلَنْ يَجِدُوا

"اوپر رہنے والی مخلوقات اس کی جستجو میں رہتی ہیں جیسے کہ تم اس کی تلاش کرتے ہو اور ہرگز نہیں کر پاتے"

ایک کمزور خاک کی مٹھی کہاں اور خدا کا عظیم مقام کہاں ؟ پس پاک و منزہ ہے وہ پروردگار کہ جس نے اپنی ذات کی معرفت کی طرف خاص اور برگزیدہ بندوں کے لئے صرف اتنا راستہ کھولا ہے کہ وہ بھی اس کے جمال اور جلال کے درک کرنے میں اپنی عاجزی اور ناتوانی کا اظہار کرتے ہیں۔ پاک ہے وہ ذات جو بغیر حجاب کے پوشیدہ ہے اور عقل و فکر میں آنے سے دور ہے۔

جو کچھ ہم نے یہاں ذکر کیا ہے اگر چہ بہت کم ہے بلکہ سمندر کا ایک قطرہ ہے، لیکن جو کوئی ہدایت و کمال میں جستجو کرنے والا اور تعصب و عناد سے دور ہے اس کے لئے کافی ہے۔

خداوند تبارک و تعالی سے تمام ان غلطیوں کی جو واقع ہوئی ہیں اور تمام اپنے گناہوں سے معافی کی درخواست کرتے ہیں، اور جو بھائی اس کو پڑھیں گے ان سے یہ تمنا ہے کہ ہمیں اچھے لفظوں سے یاد کریں اور جب فیض کے اس ذخیرے سے فائدہ اٹھائیں تو اپنی دعاؤں میں ہمیں فراموش نہ کریں۔

اس کتاب کی تالیف اور جمع آوری ۲۵ ذیقعدہ ۱۳۶۰ ہجری قمری کو اختتام پذیر ہوئی۔

مترجم: ناظم رضا عترتی: اختتام ترجمہ: ۲۱ ذیقعدہ ہجری قمر بمطابق ۱۴ قمری جنوری ۲۰۰۴ء بروز بدھ وقت ۳ بج کر ۳۰ منٹ دن